هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب

الحمد لله المنعم المنان که درین زمان میمنت اقتران آوان مسرت اقتران

جلد دوم

کتاب آیات محکمات

۱۳۲۴ ھ

جواب آیات بینات

تصنیف عالیجناب فضائل مآب فی حضیل الکتاب شمع دودمان علی النبی گل بوستان لا حسنی محرز الشرفین جامع الفنون المبرء عن کل شین وعیب جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ ادام اقبالهم العالی مدی الایام واللیالی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

در نظامی پریس وکٹوریہ اسٹیم لکھنؤ طبع گردید

اس کتاب

کی

عظمت و خوبی یہ ہے کہ

اسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف

جناب سرکار شریعتمدار صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین و

حجۃ علی المجاحدین نجم الملۃ و الدین سلطان الفقہاء

والمتکلمین یعسوب العلماء والمجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے

ملاحظہ فرمایا

اور

پسند کیا

فہرست مضامین آیات محکمات جلد دوم

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

چوتھی آیت ملاحظہ ہو حصہ دوم مین جو زیر طبع ہے

تحفہ ۱۹۵۹ ۱۹۶۲
۵۳۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی سیدنا و حبیبنا ابی القاسم محمد و آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین و اصحابہ المکرمین

اخی المعظم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب المخاطب نواب محسن الملک مرحوم و مغفور نے آیات بینات مین اصحاب ثلثہ رض اور مہاجرین و انصار کی منزلت و فضیلت اور اسلام و ایمان کے ثبوت مین جو دلائل عقلی تحریر فرمائے تھے۔ الحمد للہ کہ انکے جوابات کتاب آیات محکمات کی پہلی جلد سے معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ چونکہ جناب ممدوح نے بعض آیات آلہی سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت و ایمان ثابت کرنے مین سعی بلیغ فرمائی ہے۔ لہذا جناب موصوف کے اقوال بالاستیعاب نقل کر کے انکے جواب اِس جلد مین عرض کئے گئے ہین امید کہ ناظرین بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ — اور میری تائید تو بجز خدا کے اور کسی سے ہو ہی نہین سکتی

توکلت والیہ انیب۔ — مین نے اُسی پر بھروسہ کیا ہی اور اُسیکی طرف رجوع کرتا ہون۔

قال

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

قولہ شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین تین قسم کی شہادتین بیان کرتے ہین۔

اوّل

وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین ؞

دوم

وہ شہادتین جو قرآن مجید مین ہین۔

سوم

وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول ہین۔

اقول

وہ شہادتین صحابۂ مومنین کے حق مین ہین

اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اصحابِ مومنین کامل الایمان و راسخ الاعتقاد مراد ہین تو اِن شہادتون کو اُن کے حق مین تسلیم کرنے مین ہم کو عذر و انکار نہین ہے۔ مگر آپکا مقصود اُسسے نہین ہے بلکہ آپ تو باتباع علمائے اہلسنت اِن شہادتون کو اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی شان مین بتائینگے جس کا بطلان ہم کتب اہلسنت سے حسبِ اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام ثابت کرینگے بلکہ جن علمار نے ان شہادتون کو اُن حضرات سے منطبق کرنے مین تحریفات معنوی کی ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھی بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ اسطرح انکشاف کرینگے کہ ہواخواہان صحابہ خود ہی حق کا اقرار کرلین ۔

افمن یمشی مکبا علی — بس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا

وجهه اهدی امن یمشی سویا — چل رہا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ شخص جو سیدھا

علی صراطٍ مستقیم — (پیرون کے بل) سیدھی سڑک پر چل رہا ہے۔

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY

قال

ذکر کتب سماوی مین اصحاب کے صفات وحالات

اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا صلعم کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے۔ اسیطرح حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اُن کے صفات وحالات کو مثالون مین بیان فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

محمد رسول الله والذین معه	محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اسکے
اشداء علی الکفار رحماء بینهم	ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحمدل ہین درمیان اپنے
تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا	دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے
من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم	چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اسکی نشانی انکی
من اثر السجود ذلک مثلهم فی	اُنکے چہرے پر ہے اثر سے سجدے کے یہ ہو صفت
التوراة ومثلهم فی الانجیل کزرع	انکی بیچ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے
اخرج شطأه فآزره فاستغلظ	جیسی کھیتی لگائے انکھوا اپنا پس قوی کرے اسکو پس موٹی
فاستوی علی سوقه یعجب الزراع	ہو جاوین پس کھڑے ہو جاوین اوپر چھڑی اپنی کے خوش
لیغیظ بهم الکفار ط	لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تاکہ غصہ مین لائے اللہ سبب ان
پ۲۶ - فتح - ع۱۲	مسلمانون کے کافرون کو

اب ہم اُن مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خداے جلشانہ نے اس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین۔

اقول

یہ آیات پاک اُن اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے متعلق ہین جوان تمام صفات سے متصف تھے جن کا ذکر ان آیتون مین ہے اور وہ اصحاب جنکی بابت نزاع ہے اُن پر ان آیتون کا اطلاق اسلئے نہین ہو سکتا کہ وہ حضرت نہ ایمان مین کامل تھے اور نہ اِن صفات سے موصوف۔ تردید قول

چنانچہ خود اللہ جل شانہ نے ان آیتون کے بعد

وعد الله الذين امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظيما۔ پ - س۔ فتح۔ ع

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

فرما کر اس امر کی صراحت کر دی ہے کہ ہمارے وعدۂ مغفرت اور اجر عظیم کے صرف انہین لوگون سے ہین جو مومن ہین۔ مگر آپ نے اس اندیشہ سے کہ اصحاب معلومین کے ایمان کا ثبوت محال ہے لہذا اوپر کی تو سب آیتین لے لین اور آخر کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ الخ چھوڑ دی۔ اگرچہ آپ نے اصحاب معلومین کی فضیلت مین کوئی شہادت کتب سماوی کی پیش نہین کی اور نہ اِن کے صفات و حالات کا جنکو اللہ جل شانہ نے مثالون مین بیان فرمایا ہے کچھ ذکر کیا ہے۔ لہذا جہان آپ وہ شہادتین اور مثالین پیش کرینگے وہین ہم بھی اُسکی رد کرینگے لیکن اتنی بات تو اہلسنت و الجماعت بھی خوب جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ تبارک و تعالیٰ نے کتب سماوی مین اپنے حبیب رسول صلعم کا ذکر بطور پیشینگوئی کے کیا ہے اسی طرح آپکے اصحاب طالبان دنیا کا بھی کیا ہے اور ان کے طمع و حرص و ہوا کا صاف صاف اظہار کر دیا ہے اور اس سے انکار اسلئے نہین کر سکتے کہ اللہ جل شانہ نے خود ان اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

بل توثرون الحيوة الدنيا لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو،

والاخرة خيرٌ وابقى ان هذا	حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور باقی رہنے والی ہے
لفی الصحف الاولى صحف ابراهيم	بیشک یہی مضمون اگلی کتابون مین بھی ہے جو
وموسى پ - س عم - ع	ابراہیم و موسیٰ کی کتابین ہین -

پس کتب سماوی مین صحابہ معلومین کے اچھے صفات اور عمدہ حالات کا تو ذکر مطلق نہین ہے - البتہ دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین بنص قرآن ثابت ہوگیا ہے اب سنیئے کہ کتب سماویہ سابقہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ذکر بیشک ہے جیسا کہ ملا جامیؒ شواہد النبوۃ مین وصی رسول اللہ کی عظمت و منزلت کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین :-

در ایام محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ	معاویہ سے جنگ کے زمانہ مین حضرت علیؑ ایک دریا
برکنار دریائے فرود آمد ناگاہ مردے آمد و گفت	کے کنارے رونق افروز ہوئے ناگاہ ایک مرد سامنے
السلام علیک یا امیر المومنین حضرت فرمود	آیا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ حضرت نے
علیک السلام آن مرد گفت من شمعون بن یوحنا ام	جواب سلام کا دیا اُسنے کہا مین شمعون بن یوحنا
صاحب این دیر واشارت بدیری کرد کہ آنجا بود پس	اور مالک اس دیر کا ہون اُس دیر کی طرف اشارہ
گفت نزدیک ما کتابی ہست کہ اصحاب عیسی علیہ السلام	کیا جو کہ وہان تھا پھر کہا میرے پاس ایک کتاب ہے
آن را از یکدیگر بمیراث گرفتہ اند اگر خواہی آن را بر تو	جسکو اصحاب عیسی علیہ السلام نے میراث مین ایک دوسرے
خوانم و اگر خواہی آن را پیش تو آرم فرمود بخوان و	سے پائی ہے اگر اجازت ہو تو مین اسکو پڑھون یا
آن مرد خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ	پیش کرون آپنے فرمایا پڑھ اُس نے پڑھنا شروع کیا
علیہ وسلم و اوصاف اُمت وی در آخر آن این بود	اسمین رسول اللہ کی نعت اور آپ کی امت کے اوصاف
کہ روزی فرود آید برکنار این دریا مردیکہ اقرباشد	درج تھے اور آخر مین یہ لکھا تھا کہ ایکدن اس دریا کے

بوے از اہل آن زمان در قرابت دین اہل مشرق
را بیارد و از اہل مغرب مقاتلہ کند آن مرد گفت چون
آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم و تو چون
اینجا فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو
باشم حضرت امیرع بگریست و حاضران بگریستند و بعد
پس فرمود الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ
منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار
پس باحیہ عدی گفت کہ اے باحیہ این را با خود نگہدار
و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی وے را طلب کردے
آنمرد چون در لیلۃ الہریر حرب وے با معاویہ صعب شد
شہید گشت حضرت امیر رضی اللہ بر وے نماز گذاشت
و در قبر فرود آمد و فرمود کہ ھذا رجل منا اھل البیت

شواہد النبوۃ صفحہ ۲۰۰، مطبوعہ عمدۃ المطابع

کتاب ہے ایک ایسا مرد فرزند کش ہو گا جو قریب تر رسول اللہ صلعم
کا رشتہ دار ہو گا وہ اہل مشرق کو دین مین لائیگا اور
اہل مغرب سے مقاتلہ کریگا پھر اُسنے کہا کہ جب وہ نبی مبعوث
ہوے تو مین اُنپر ایمان لے آیا چونکہ آپ اسجگہ تشریف فرما
ہین اسلئے حاضر ہوا ہون تاکہ حیات و ممات مین آپکے
ساتھ رہون یہ سنکر آپ بہت روئے اور حاضرین بھی
رونے لگے۔ آپنے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جسنے مجھکو
فراموش نہین کیا۔ اور اپنی کتاب پاک مین مجھکو یاد کیا
اور باحیہ عدی سے فرمایا کہ بحفاظت اسکو اپنے پاس رکھ
اور اسکو صبح و شام کھانے کے وقت طلب فرماتے تھے
آخر وہ دیرانی جنگ لیلۃ الہریر مین شہید ہوا امیر المومنین
نے اُسپر نماز پڑھی اور خود اسکی قبر مین اُترکر فرمایا
کہ یہ مرد ہم اہلبیت سے ہے

دوسری روایت :-

در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج آب
شدند ہر چند چپ و راست شتافتند آب نیافتند
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ایشان را اندکے از جادہ بگردانید
دیرے حاضر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال آب کردند گفت ازین جا آب تا دو فرسنگ است

جبکہ آپ صفین کو تشریف لیجا رہے تھے تو راستہ
مین آپکے صحابکو پانی کی احتیاج ہوئی ہر چند ادھر ادھر
دوڑے مگر پانی نہ ملا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ انکو اس جگہ سے
تھوڑی دور لیگئے اس صحرا مین ایک دیر نمودار ہوا اس دیر کے
رہنے والون سے صحابنے پانی مانگا اُسنے کہا کہ پانی یہان سے دو فرسنگ ہے

اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا بریم
شاید پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ فرمود حاجت باین نیست عنان تعلیہ خود
را بجانب قبلہ شتافت و بجای اشارت کرد کہ آن جا کاوید
چون مقدارے خاک برداشتند سنگی بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ
آلتی بر آن کارے نکرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این
سنگ بر بالائے آب ست جہد کنید و این را برکنید
اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند الا نتوانستند کہ آنرا
از جا بجنبانند چون حضرت امیر آنرا بدید از تعلیہ
خود فرود آمد و آستین از ساعد باز زد و بانگشتان
مبارک زیر آن سنگ در آورد و زور کرد و آن
سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت آبی ظاہر
شد بغایت صافی و شیرین و خنک در آن سفر بہتر
ازان نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن مقدار
کہ خواستند بر داشتند پس امیر کرم اللہ وجہہ آن
سنگ را برداشت و بالائے آن چشمہ نہاد و فرمود کہ
آنرا بخاک بپوشند چون راہب آن دیر آن حال
را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت
امیر بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی ؟

اصحاب نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ اے امیرالمومنین ع
وہاں جانے کی اجازت دیجئے شاید کہ اس سے پہلے بالکل
قوت نہ رہے ہم پانی تک پہونچ جائیں حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں
ہے یہ فرما کر سواری مبارک کی باگ قبلہ کی جانب موڑی
(ایک جگہ ٹھہر کر آپ نے اشارہ فرمایا کہ یہاں کھودو
جب تھوڑی مٹی ہٹی تو ایک ایسا بھاری پتھر نکلا کہ
جس پر کوئی آلہ کارگر نہ ہوتا تھا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ پتھر پانی پر ہے کوشش کر کے اسکو ہٹا دو سب
اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے
ہلا تک نہیں حضرت امیر نے یہ حالت دیکھی تو سواری مبارک
سے اُترے اور کلائی تک آستین چڑھا کر اس پتھر کے نیچے
انگلیاں ڈالکر زور کیا کہ وہ پتھر اس چشمہ سے دور جا گرا پھر تو
ایسا صاف و شیرین اور ٹھنڈا پانی نکلا کہ اس سفر میں اس سے
بہتر کسی نے پیا ہی نہ تھا غرض سب لشکر سیراب ہو گیا اور جتنا
چاہا بھر بھی لیا پھر حضرت نے اس پتھر کو اٹھا کر اسی چشمہ
پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر مٹی ڈالدو۔ اس دیر کے رہنے
والے نے جونہی یہ حال دیکھا تو دیر سے نکلکر حضرت امیر کے
سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا کیا آپ پیغمبر مرسل ہیں ؟

فرمود کہ نہ، پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربی؟ فرمود
کہ نہ پس گفت کہ تو چہ کسی؟ فرمود کہ من وصی پیغمبر مرسل
محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہستم
راہب گفت دست بیار کہ مسلمان می شوم حضرت
امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت
اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد
ان محمدا رسول الله واشهد انك
وصی رسول الله
بعد ازان حضرت امیرؑ از وے پرسید کہ سبب
چہ بود ترا بعد ازان کہ مدتی مدید بر دین خود بودی و
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنینؑ بناے
این دیر از برای کندہ این سنگ ست و پیش
ازین بسیار دین پرورده اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدایم
واز علماے خود شنیده کہ درین موضع چشمۂ آب ست و
بر بالاے آن سنگی کہ آن را نداند و کندن آن نتواند
مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من این دیدم
کہ تو کار کردی و آنچہ انتظار آن می بردم
بآرزوے خود رسیدم۔ چون حضرت امیرؑ آن را بشنید
چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ ترشد

آپ نے فرمایا کہ نہیں پھر اُسنے کہا کیا آپ ملائکہ مقربین سے
ہیں آپنے فرمایا نہیں اُسنے عرض کیا تو پھر آپ کون ہیں
حضرتؑ نے کہا کہ مین پیغمبر مرسل محمد ابن عبد اللہ
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہون راہب نے
کہا کہ ہاتھ بڑھائیے کہ مین اسلام سے مشرف ہون حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے اسکی جانب دست مبارک دراز فرمایا۔
اسنے کلمۂ اشهد ان لا الٰه الا اللہ و اشهد ان
محمدا رسول اللہ و اشهد انک وصی رسول اللہ پڑھا۔
اسکے بعد جناب امیرؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ
کیا بات تھی کہ تو اتنی مدت تک اپنے مذہب پر رہا اور
آج اسلام لایا۔ اُسنے عرض کی کہ اس دیر کی بنا اس پتھر
کے کھودنے والے پر تھی اور اس سے پہلے بہت لوگ اس دیر
مین گذر چکے ہین یہانتک کہ مین نے اپنی کتاب مین پڑھا
ہے اور عالمون سے سنا بھی ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اور اسپر
ایک پتھر رکھا ہے جسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اور
نہین جانتا۔ اور نہ کھود سکتا ہے پس جیسے ہی مین نے اس امر کا
مشاہدہ کیا کہ آپنے اس کام کو کر لیا تو مین نے اپنی مراد
پائی اور جس چیز کا طالب تھا وہ ہاتھ آئی جب جناب امیرؑ نے
یہ بات سُنی تو اسقدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی

بعد از آن گفت الحمد لله الذی لم اکن عنده منسیا و کنت فی کتبه مذکورًا پس آن راهب ملازم حضرت امیر شد در پیش وی با اهل شام مقاتله کرد چندان که شهید شد حضرت امیر بر وے نماز گذارده وے را دفن کرد و از برای وے از خدا تعالیٰ آمرزش خواست و هر گاه که وے را یاد میکرد می گفت که وے مولاے من است (از شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰)

اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور اپنی کتابوں میں مجھے یاد فرمایا۔ اسکے بعد راہب حضرت امیرؑ کی ملازمت مین داخل ہوا اور آپ کے سامنے اہل شام سے خوب لڑ بھڑ کے شہید ہوگیا حضرت امیرؑ نے اسپر نماز پڑھکر دفنایا اور خدا تعالیٰ سے اسکے مغفرت کی دعا فرمائی آپ جب اسکو یاد کرتے تو یہ فرماتے "یہ میرا غلام ہے"۔

امامت ائمہ طاہرین بشہادت کتب سابقہ

واضح ہو کہ کتب سماوی مین تنہا وصی رسول اللہ کی ہی فضیلت کی پیشین گوئی نہین ہے بلکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا بھی اظہار کیا گیا ہے جیسا سلیمان بن ابراہیم بلخی ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین دیکھو صفحہ (۴۴۳)۔

وفی المناقب عن واثلة بن الاصقع بن قرخاب عن جابر بن عبد الله الانصاری قال دخل جندل بن جنادہ بن جبیر الیهودی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا محمد اخبرنی عما لیس لله وعما لیس عند الله وعما لا یعلمه فقال صلی الله علیه وسلم اما ما لیس لله فلیس لله شریك واما ما لیس عند الله

مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب سے اور اُسنے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہا اُنھوں نے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا عرض کیا کہ اے محمد! مجھے خبر دیجئے اُس شے سے جو خدا کے لئے نہین ہے اور اُس شے سے جو نزدیک خدا کے نہین ہے اور اُس شے سے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ شے جو خدا کے لئے نہین ہے پس خدا کے لئے شریک نہین ہے اور وہ چیز جو خدا

فليس عند الله ظلم للعباد واما ما	کے پاس نہین ہو۔ پس نہین ہے خدا کے لئے ظلم عباد
لا يعلمه الله فذلك قولكم يا معشر	اور لیکن وہ شے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہو پس اے گروہ
اليهود ان عزيرا ابن الله والله لا يعلم	یہود وہ قول تمھارا ہو کہ عزیر ابن اللہ ہین۔ اور اللہ
انه له ولد بل يعلم انه مخلوقه وعبده	نہین جانتا ہے کہ وہ اسکے ولد ہین بلکہ جانتا ہو کہ وہ
فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك	اسکے مخلوق ہین اور بندے ہین۔ جندل نے کلمہ پڑھا
رسول الله حقا وصدقا ثم قال انی	کہ کوئی معبود بحق سوائے خدا کے نہین ہو اور حق یہ ہے کہ
رأيت البارحة فی النوم موسی بن	آپ اسکے سچے رسول ہین پھر کہا کہ بتحقیق مین نے شب گذشتہ
عمران عليه السلام فقال يا جندل	خواب مین موسی بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہین
اسلم علی يد محمد خاتم الانبياء	اے جندل ہاتھ پر خاتم انبیا محمدؐ کے اسلام لا اور بعد انکے
واستمسك اوصياءه من بعده	انکے اوصیا سے تمسک کر مین نے عرض کیا کہ اسلام لاؤنگا
فقلت اسلم فلله الحمد اسلمت	للہ الحمد کہ مین اسلام لایا اور خدا نے آپکے سبب سے مجکو
وهدانی بك ثم قال اخبرنی	ہدایت دی پھر کہا کہ مجھے خبر دیجئے یا رسول اللہ اپنے اوصیا
يا رسول الله عن اوصيائك من بعدك	سے جو آپکے بعد ہونے والے ہین (کون کون ہین) تاکہ
لاتمسك بهم قال اوصيائی الاثنا	مین انسے تمسک کرون فرمایا اوصیا میرے بارہ ہین
عشر قال جندل هكذا وجدناهم فی التوراة	جندل نے کہا کہ اسیطرح مین نے توریت مین انکا ذکر
وقال يا رسول الله سمهم لی فقال اولهم سيد	پایا ہے اور کہا کہ یا رسول اللہ انکے نام مجھے بتلائیے پس
الاوصياء ابو الائمة علی ثم ابناه الحسن	فرمایا پہلے انمین سردار اوصیا ابو الائمہ علیؑ ہین پھر انکے
والحسين فاستمسك بهم ولا يغرنك جهل	دونون فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہین انسے تمسک کرو اور تجکو جہل
الجاهلين فاذا ولد علی بن الحسين زين العابدين	جاہلون کا فریب نہ دے پس جب علی بن الحسینؑ زین العابدین

يقضي الله عليك ويكون آخر	پیدا ہونگے تو تیری قضا جو خدا کی مقرر کردہ ہے آجائیگی
زادك من الدنيا شربة لبن تشربه	اور آخر زاد تیرا دنیا سے شربت لبن ہوگا یعنی دودھ
فقال جندل وجدنا في التوراة وفي	پینے کے بعد موت آئے گی، جندل نے کہا کہ ہم نے توریت
كتب الانبياء عليهم السلام ايليا	میں اور کتب انبیا علیہم السلام میں ایلیا اور شبر اور شبیر
وشبرا وشبيرا فهذه اسم علي والحسن	نام پائے ہیں پس یہ تو نام علی اور حسن اور حسین کے ہیں بعد
والحسين فمن بعد الحسين وما	امام حسین کے جو اوصیا ہیں اُنکے کیا نام ہیں حضرت نے فرمایا
اساميهم قال اذا انقضت مدة الحسين	کہ جب مدت حسین کی منقضی ہو جائے گی تو امام اُن کے
فالامام ابنه علي ويلقب بزين العابدين	فرزند علی ہونگے جنکا لقب زین العابدین ہے اُن کے بعد
فبعده ابنه محمد يلقب بالباقر	اُنکے فرزند محمد ہیں جنکا لقب باقر ہے اُنکے بعد اُنکے
فبعده ابنه جعفر يدعى بالصادق	فرزند جعفر ہیں جو صادق کے نام سے پکارے جائینگے
فبعده ابنه موسى يدعى بالكاظم	اُن کے بعد اُنکے فرزند موسیٰ ہیں جو کاظم کے ساتھ پکارے
فبعده ابنه علي يدعى بالرضا	جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی ہیں جو رضا کے ساتھ
فبعده ابنه محمد يدعى بالتقي	پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو تقی اور
والزكي فبعده ابنه علي	زکی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی
يدعى بالنقي والهادي فبعده	ہیں جو نقی اور ہادی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد
ابنه الحسن يدعى بالعسكري	اُنکے فرزند حسن ہیں جو عسکری کے ساتھ پکارے جائینگے
فبعده ابنه محمد يدعى بالمهدي	اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو مہدی اور قائم اور حجت کے
والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج	ساتھ پکارے جائینگے پس وہ غائب ہو جائینگے پھر وہ
فاذا خرج يملاء الارض قسطا وعدلا	نکلیں گے۔ جب نکلینگے تو زمین کو عدل و داد سے بھر دینگے

كما ملئت جورا وظلما طوبى للصابرين	جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی خوش حالی ہے
فی غیبته طوبى للمقيمين على	اُنکی غیبت مین صبر کرنیوالون کے لئے خوش حالی ہو ان
محبتهم اولئك الذين وصفهم	اوصیا کی محبت پر قیام کرنے والون کیلئے یہی وہ لوگ ہین
الله فی کتابه وقال هدى	جنکی خدا صفت کرتا ہو اپنی کتاب مین اور فرماتا ہو جسکا
للمتقين الذين يومنون بالغيب	خلاصہ یہ ہو کہ ہدایت ہو واسطے اُن پرہیزگارون کے جو ایمان
ثم قال تعالى (اولئك حزب	لائے ہین ساتھ غیب کے) پھر فرماتا ہو جناب باری جسکا حاصل
الله الا ان حزب الله هم الغالبون)	یہ ہو (یہ لوگ خدا کا گروہ ہین آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی
فقال جندل الحمد لله وفقنی	غالب ہونیوالے ہین) جندل نے کہا الحمد للہ خدا نے مجھے
بمعرفتهم۔	اُنکی معرفت کی توفیق دے

آب فرمائیے کہ اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ ائمۂ اطہار کا ذکر فرمایا ہے یا اصحاب ثلثہ کا ؟

ان شہادتون سے وصی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور ائمۂ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت ہوتا ہے یا اصحاب کے فضائل اور خلافت راشدہ کا ؟

فائدہ

قولہ حضرت ابوبکرؓ نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

اب ہم ان مثالون کو جو توریت و انجیل مین مذکور ہین اور جن کی خبر خدائے جل شانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین :۔

پہلی شہادت توریت کی

توریت کی کتاب استثنا کے تیرھوین باب کے چھٹے درس مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلا وے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اُسکے موافق نہ ہونا۔ اور اسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اس کی رعایت نہ کرنا اور اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اس کو ضرور قتل کر ڈالنا۔ اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس!

غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُسکو کر دکھایا۔ اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے ہاتھ سے ہوا۔ اسیواسطے خدا نے انکی شان مین اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ فرمایا۔

اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین مین تھی امامیہ انکار نہین کرسکتے۔ مگر ہم انکے اطمینان کیلئے حضرت شیخین کے حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے ہین اور جو صنمی قریش کرکے انہین مشہور ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ اپنی ہی کتابون کی روایتون کو سنین اور پھر اسکو توریت کے مضمون سے اور قرآن شریف کی آیت سے ملائین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر حیا و شرم مانع نہو وے تو تعصب و عناد کو چھوڑ کر اُن کی فضیلت کا اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہوجائین۔

(پہلی روایت)

کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا۔ امام اعظم شیعون کے حضرت شیخ حلیؒ

تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع کردیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھ توریت مین کفار پر شدت کرنے کا ذکر ہے اُسکو شان مین حضرت ابو بکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین۔ کیون یارو! اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا مصداق کیا سوائے اس کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو اور توریت کے اس مضمون کا کہ

"غیر معبودون کی بندگی پر پھسلانے والے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھ اسکی طرف قتل پر اُٹھانا۔"

اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور ان کے امام اعظم کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبر کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اُن کی صدیقیت سے انکار فرمائین۔" (آیات بینات)

اقول

حضرت صدیق کا یہ قصد معصیت تھا

آپنے حضرت ابوبکر صدیق کے اشداء علی الکفار ہونے کے ثبوت مین جو روایت پیش کی ہے وہ روایت کتب اہلسنت کی ہے نہ کہ کتب امامیہ کی جناب علامۂ حلی اعلی اللہ مقامہ کے تذکرہ مین یہ روایت الزاماً منقول ہے یہ صحیح نہین ہے کہ جناب ممدوح اسکی تصدیق بھی فرماتے ہین اگرچہ آپ بہت شد و مد سے حضرت ابوبکر کو اسوجہ سے اشداء علی الکفار بتاتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا لیکن اس سے انکی منقصت ثابت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت کیونکہ حضرت صدیق کا یہ قصد طاعت تھا یا معصیت؟ اگر طاعت تھا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امر نیک سے ان کو روکا۔ اگر معصیت تھا تو بجائے فضیلت منقصت ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت صدیق نے اس فعل کا قصد کیا تھا جو بروے احکام الٰہی ممنوع ہے اور اسیوجہ سے جناب رسولخدا صلعم نے ان کو منع فرمایا۔ چنانچہ جو آیات حقوق والدین کے بارہ مین نازل ہوئی ہین انمین تو یہ حکم ہے کہ:۔

"تم اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو ان کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرو۔ جو زحمتین اور تکلیفین انھون نے تمھاری پرورش مین اٹھائی ہین انکا شکریہ بجالاؤ۔ ان کو اف تک نہ کرو۔ ہان اگر وہ تم کو شرک کفر کی دعوت دین تو اس امر خاص مین انکا حکم نہ مانو۔ مگر دنیا مین انکے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آتے رہو۔ اگرچہ وہ کافر و مشرک ہی کیون نہون"

آیات بابت سلوک با والدین

وہ آیات پاک یہ ہین:۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ	اور ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے بارے مین اس سبب
امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی	کہ اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو حمل مین رکھا دو برس مین (دودھ)
عامین ان اشکر لی ولوالدیک	اسکا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گذار رہ اور اپنے والدین

الیّ المصیر ہ وان جاھداك علی ان
تشرك بی مالیس لك به علم فلا
تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفًا
وّاتبع سبیل من اناب الی ثم الیّ مرجعکم
فانبئکم بما کنتم تعملون

پارہ ۲۱ سورہ لقمٰن
ع ۲

کا بھی (آخری) بازگشت میری طرف ہوگی اور اگر
وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ میرا کسی ایسی چیز
کو شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کی
اطاعت مت کر اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ
نیک سلوک کرتا رہ اور رستہ پر اُس شخص کے چل جو میری طرف
رجوع ہو پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہو گی
پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اُس سے تم لوگوں کو آگاہ کر دونگا"

وقضی ربّك الّا تعبدوا الّا ایّاہ
وبالوالدین احسانًا امّا یبلغن عندك
الکبر احدھما اوکلٰھما فلا تقل لّھما
افٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا ہ
واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ
وقل ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا ہ

پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل
ع ۳

اور تمھارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دیا ہے کہ تم
اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی
کرتے رہو، اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمھاری
موجودگی میں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو اُنکے سامنے اُف بھی
نہ کرو اور نہ اُنکو جھڑکو اور ان سے آداب اخلاق کی باتیں کرو
اور رحم و مروّت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کر دو اور
یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان دونوں پر ایسا ہی
رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔

اِس آیت کی تفسیر یہ ہے :-

"حقیقت دعاے رحمت از ولد در حق والدین دین است۔ اگر مومن اند ایشان را بہ بہشت رسان و اگر کافر اند رہنماے اسلام و ایمان و خوشنودی الٰہی برضاے والدین باز بستہ است" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۰۸)

اے بھائیو! اب ہم زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ خدا کے واسطے ذرا ان آیتون کو دیکھو اور اپنے صدیق کے قصد کو قرآن شریف کی آیتون سے ملاؤ ۔ اور خود ہی انصاف کرو ۔ کہ احکام الٰہی سے لاعلم سوا حضرت ابو بکر کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ تعجب ہے علما مفسرین اہلسنت سے کہ ان آیتون اور تفسیرون کی تصدیق کرین اور وہ روایت بھی حضرت ابو بکر کی فضیلت مین بیان کرین جس سے انکا قرآن مجید سے لاعلم ہونا ثابت ہو اور باین شدومد ان کو "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار" ٹھہرائین۔ اور خدا کی آیتون مین تحریف معنوی کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

اتحاد ما بین حضرت صدیق رض و مشرکین

اگرچہ علمائے اہلسنت حضرت ابو بکر کو "اشداء علی الکفار" بتلاتے ہین مگر پھر ایسی ایسی روایتین اور حکایتین بھی ان کی شان مین بیان کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین پر اشد تو کجا شدید بھی نہ تھے۔ بلکہ اُن سے خاص اتحاد و خلوص رکھتے تھے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے:۔

ابو بکر صدیق بجہت ایذا و اضرار قریش از پیغمبر صلعم رخصت طلبیدہ بجانب حبش روان شد چون ببرک الغماد رسید ابن الدغنہ کافر او را پیش آمد پرسید کجا میروی جواب داد کہ قوم من مرا از شہر خویش بیرون کردند۔ ابن الدغنہ مانع وے شد و گفت مثل تو از شہر بیرون نرود من ترا در جوار خود میگیرم باز گرد ابو بکر باز معاودت نمود ابن الدغنہ با اشراف قریش بگشت و گفت مثل ابو بکر را از شہر بیرون نہ کنید قریش جوار ابن الدغنہ را معتبر داشتند

(جلد اول صفحہ ۲۳)

ابو بکر صدیق قریش کی ایذا و ضرر رسانی کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر حبش کی طرف گئے ابھی برک الغماد تک پہونچے تھے کہ ابن الدغنہ (جو کافر تھا) انکے سامنے آیا اور پوچھا کدھر چلے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے شہر سے نکال دیا ہے ابن الدغنہ نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ تم جیسا شخص شہر سے نکل جائے۔ تم میرے ساتھ واپس چلو مین تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہون حضرت ابو بکر اسکے ہمراہ لوٹ آئے ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے ملکر کہا تم ابو بکر جیسے شخص کو شہر سے نکالو۔ پھر قریش نے انکو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا

یہ واقعہ تو یاد بھی ہوگا کہ اسی اسلام کی وجہ سے کفار حضرت عمار رض اور اُن کے والدین کے تو اتنے دشمن تھے کہ ان کی ماں کو نہایت بیرحمی سے شہید کرڈالا۔ بخلاف اسکے حضرت ابوبکر پر اسقدر شفیق و مہربان ہوے کہ ان کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اس روایت سے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور کفار کے باہم محبت و مودت تھی نہ کہ عداوت و خصومت۔ یہ بات بھی لطف سے خالی نہین ہے کہ علماء اہلسنت جن حضرت کو بڑے طمطراق سے "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" کی فضیلت دیتے ہین انھین کی نسبت ایسی ایسی حدیثین بھی بیان کی جاتی ہین جن سے "اشداء علی الکفار" ہونے کی فضیلت ہوا ہوئی جاتی ہے یعنی حضرت ابوبکر کو کفار و مشرکین پر اسدرجہ رحیم و مہربان بتلاتے ہین کہ حضرت کے رحم و کرم کی مثال ملائکہ مقربین اور انبیاء علیہم السلام سے دیتے ہین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۲۹ مین ہے :-

رسول اللہ صلعم فرمود اے ابوبکر مثل تو مثل	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اے ابوبکر
ابراہیم است کہ گفت :-	تیری مثال مثل ابراہیم کے ہے۔ کہ" وہ فرماتے تھے
"فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی	جس کسی نے کہ میری اطاعت اور پیروی کی وہ میرا دوست
فانک غفور رحیم"	ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس خدا بخشنے والا اور رحیم ہے

اسی طرح عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر کرتے ہین :-

اے ابوبکر مثل تو در ملائکہ جبرئیل ست کہ	اے ابوبکر تیری مثال ملائکہ مین جبرئیل کی سی
برضاے حق تعالیٰ و عفو عبا د خویش نزول میکند	ہے کہ جو خوشنودیٔ خدا اور بندون کی مغفرت کیلئے
ومثل تو در انبیا ، ابراہیم ست کہ نرم تر بود	نازل ہوتی ہین اور انبیاء مین مثال تیری ابراہیم کی سی
بر قوم خود۔ (صفحہ ۵۷۴)	ہے جو اپنی قوم پر بہت مہربان تھے۔

ان علماء نے تو حضرت ابوبکر کے رحم کو صرف ملائکہ اور انبیاء ہی سے مثال دی ہے۔ لیکن

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اِس رحم و کرم کو خاص رحمت الٰہی سے ملا دیا ہے۔ جیسا کہ مطاعن ابوبکر طعن یازدہم مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

" درینجا لطیفہ دیگر است کہ بعض مدققین اہلسنت بآن پی بردہ اند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت الٰہی بود۔ (تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ فخر المطابع)

واضح ہو کہ یہ لطیفے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کے بارے مین گھڑے گئے ہین کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے بنظر ترحم قیدیون سے فدیہ لینے کی رائے دی تھی جس پر آیۂ کریمہ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللهِ عتاب و عذاب مین نازل ہوئی اسکا حال اسی جلد کی پانچوین آیت کے جواب مین ملاحظہ سے گذریگا انشاء اللہ تعالےٰ

اب ہمارے بھائی اِن روایتون اور لطیفون پر غور کرین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ حضرت صدیق رضؓ کفار و مشرکین پر شدید تھے یا رحیم و رؤف۔ اُن پر " اشداء علی الکفار " کا اطلاق ہوتا ہے یا رُحماء بینھم کا۔

قال

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ دارون کے قتل کا مشورہ دیا تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوے جن مین اکثر مہاجرین کے عزیز و قریب تھے اور حضرت نے ان کے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اُسکے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اِسلئے عقیل علی کو اور نوفل مجھے اور فلان فلان کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے) اے شیعیان! پاک ذرا اس روایت کو اپنی تفسیرون مین دیکھو اور انصاف کرو کہ "اشداء علی الکفار" کا مضمون حضرت عمر پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لئے فرمایا وہ اُن کے حال سے مطابق ہے یا نہین۔ اور اگر اسپر بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

اقول

جبکہ آپ کل اصحاب کی فضیلت کے مدعی ہین تو لازم تھا کہ کُلہم اجمعین کے متعلق وہ شہادتین پیش کرتے جن سے ان سب کا "اشداء علی الکفار" ہونا ثابت ہوتا بخلاف اسکے آپنے اصحاب ثلثہ کے بھی تکمیل نہ کی یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شدت وصلابت کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اشداء علی الکفار کی صفت سے خارج ہین۔ حضرت عمر فاروق کے "اشداء علی الکفار" کے ثبوت مین جو روایت آپ نے پیش کی وہ بھی کتب اہلسنت کی ہے افسوس ہے۔ کہ جو روایتین علماء امامیہ کتب اہلسنت سے الزاماً نقل کرتے ہین۔ آپ ان کو امامیہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہین چونکہ آپنے یہی حال پانچوین آیت مین لکھا ہے اسلئے ہم وہ اقوال اہلسنت جو اِس واقعہ سے متعلق ہین اسی جگہ کیلئے محفوظ رکھتے ہین۔ جو اسی جلد میں ملاحظہ سے گذرین گے۔

وقت جہاد حضرت عمرؓ کا خوف

یہان مجملاً یہ عرض کرتے ہین کہ آپ حضرت عمرؓ کو صرف ایک نوفل کے قتل کرنیکے قصد پر "اشداء علی الکفار" بتاتے ہین۔ حالانکہ فی الواقع اِس آیت کے وہی لوگ مصداق ہوسکتے ہین جو دواماً کفار ومشرکین پر شدت وصلابت کرتے رہے ہون۔ کیونکہ خداے تعالیٰ نے زبانی جمع خرچ کرنے والون کی کہین تعریف نہین کی بلکہ عتاب فرمایا ہے۔

لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون	اے رسول تم ہرگز خیال مین بھی نہ لانا جو اپنی کارستانیون
ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ	پر اترائے جاتے ہین اور کیا کرایا خاک نہین مگر تعریف کے
من العذاب ولہم عذاب الیم	خواستگار ہین۔ پس تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ ان کو عذاب سے
پ۴۔ س آل عمران۔ ع۱۹	چھٹکارا ہے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ہان" اشداء علی الکفار" وہ مجاہدین جنھون نے کھیت مین جم کر جدال وقتال کیا اور

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون — یعنی رضاے خدا کے لئے قتل کرتے ہین

ویقتلون ہ — اور خود قتل ہوتے ہین

کا ثبوت دیا۔ حضرت عمرؓ کی شدت وصلابت جو مشرکین وکفار پر تھی وہ مخفی نہین ہے، عیان را چہ بیان، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ مکہ جاؤ اور کفار قریش سے کہو کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آرہے ہین تو اُن حضرت نے وہان جانے سے جی چرایا اور عرض کیا کفار ومشرکین ہمین زندہ نہ چھوڑینگے اور مکہ مین کوئی ہمارا حامی ومعین نہین ہے جو اُن کے ہاتھ سے ہمین بچاے۔ یہ حال کتب سیر وتواریخ مین درج ہے۔ اسجگہہ تاریخ الامۃ حصہ اوّل سیرۃ الرسول مصنفہ مولوی حافظ محمود اسلم صاحب مطبوعہ مطبع علی گڈھ کے صفحہ ۱۲۹ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:—

"رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجین۔ انھون نے کہا یا رسول اللہ قریش کے ساتھ جسقدر سختی اور عداوت کا اظہار مین نے کیا ہے اس سے وہ واقف ہین اس لئے انکی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ علاوہ برین میرے قبیلے بنی عدی کا بھی کوئی شخص مکہ مین موجود نہین ہے جو مجھے پناہ دے۔ میری راے یہ ہے کہ حضرت عثمان بھیجے جائین کیونکہ وہ خاندان بنی امیہ کے ایک باعزت رکن ہین"

احد مین آپکی صلابت خود آپ کے اس قول سے ثابت ہے کہ مین پہاڑ پر مثل بز کوہی اُچھلتا تھا (دیکھو تفسیر درّ منثور) خیبر مین علمبردار بنکر تین دن متواتر گئے مگر کفار کے اوچھے حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور ہر روز ٹھنڈے ٹھنڈے پلٹ کر آتے رہے اور خداے پاک کے اس حکم

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً — اور اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سواے اسکے کہ لڑائی

لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء — کیلئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا

بغضب من اللہ وماوٰیٰہ جھنم و — مقصود ہو وہ یقیناً غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔

بئس المصیر (پ۹۔ س انفال ع ۱) — اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے :

کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ کی شدت وصلابت اور ہمت وشجاعت پر مداح مہر و ماہ فلک اسلام شبلی صاحب نے خوب روشنی ڈالی ہے کہ

قلعہ قموص جو کہ مرحب کا تخت گاہ تھا اُس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھیجا لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری نے روایت کی ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے قدم نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی۔ لیکن فوج نے خود اُنکی نسبت بھی شکایت کی" (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۵۶)

خندق مین عمرو بن عبدود کا نعرہ "ھل من مبارز" سنکر یہ "اشداء علی الکفار" اور دیگر اصحاب ایسے خائف و لرزان ہوے کہ گویا روح تن سے مفارقت کر گئی جس کی شہادت خود خدائے عزوجل دیتا ہے :۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء — تمنے اپنی جان چرائی (اور چل دیئے) اور جب (ابڑا

الخوف رایتھم ینظرون الیک — کوئی خوف کا (موقع) آپڑا تو تم دیکھتے ہو کہ (یاس سے

تدور اعینھم کالذی یغشی — تمہاری طرف دیکھتے ہین (اور) ان کی آنکھین سطرح

علیہ من الموت ۶ فاذا — گھومتی ہین جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

ذھب الخوف سلقوکم — پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا (اور اہل ایمان کی فتح

بالسنۃ حداد اشحۃ — ہوئی) تو مال (غنیمت) پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز

علی الخیر ط اولئک — زبانون سے طعنہ کرنے لگے یہ لوگ (شروع سے)

لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان — ایمان بھی نہین لائے تو خدا نے بھی انکا کیا کرایا

ذلک علی اللہ یسیرا — سب اکارت کردیا اور یہ تو خدا کے واسطے ایک (نہایت)

(پ ۲۱ ؛ س احزاب ع ۲) — آسان بات تھی۔"

یہی نہین بلکہ اسکی شجاعت کا حال بیان کرکے دوسرون کو بھی ڈرایا۔ یہ حالات انشاءاللہ اسی جلد مین ملاحظہ سے گذرینگے۔

آپ ایسے "اشداء علی الکفار" تھے کہ جناب شبلی صاحب الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ

"خلافت کے زمانہ مین وہ کافرون کے ساتھ جس رحمدلی اور لطف سے برتاؤ کرتے تھے آج مسلمان سے مسلمان نہین کرتے" (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۵)

روایت دربارہ مودت کفار اور رسول خدا صلعم سے سفارش

اس موقع پر ہم ازالۃ الخفاء سے ایک اور روایت نقل کرتے ہین جس سے کفار قریش کے ساتھ حضرت اول وثانی کے خلوص کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اخرج النسائی والحاکم واللفظ — یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیر سے روایت کی

للنسائی عن علی قال جاء النبی اناس — ہے چند لوگ قریش سے خدمت رسول اللہ مین حاضر

من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک — ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ اور

وحلفاءک وان اناسا من عبیدنا — پڑوسی ہین ہمارے غلامون سے کچھ لوگ بخوف کاروبار

قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین — زراعت بھاگ کر آپکی خدمت مین آگئے ہین حالانکہ انکو

ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من — چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب ہین

ضیاعنا واموالنا فاردد ھم الینا — فقط جان بچاکر آپکے پاس آئے ہین آپ ان کو ہمارے (سپرد)

فقال لابی بکر ما تقول فقال — پھیر دین آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو

صدقوا انھم جیرانک وحلفاءک — انھون نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپکے حلفاء اور

فتغیر وجه النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم جیرانك وحلفاءك فتغیر وجه النبیؐ فقال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیكم رجلا منكم قد امتحن الله قلبه للایمان ولیضربنكم علی الدین او یضرب بعضكم قال ابوبكر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولكن ذلك الذی یخصف النعل وقد كان اعطی علیاً نعله یخصفها۔

(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ (۲۵۶) مطبوعہ صدیقی بریلی)

جیران سے ہین اسپر رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوگیا پھر عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ آپنے انکی رائے کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین آپ کے حلفاو جیران سے ہین پھر رنگ چہرہ اقدس متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم تم مین سے اُس شخص کو تم پر بھیجیگا جس کے قلب کا ایمان کے ساتھ امتحان کیا گیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو یا تم مین سے بعض کو دین پر ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص مین ہون حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون فرمایا نہین بلکہ وہ شخص وہ ہے جو نعل کی مرمت کر رہا ہے قبل اسکے آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو نعلین مبارک مرمت کیلئے عطا فرمائی تھی

کفار سے دوستی مذمت

ان روایتون کے ملاحظہ سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مابین ان حضرات اور کفار و مشرکین کے کیسا ربط ضبط اور میل جول تھا۔ حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ باپ بھائی سے بھی اگر ان کا میلان طبع جانب کفر ہو محبت و مودت کرنے کو منع فرماتا ہے۔

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا اباءكم واخوانكم اولیاء ان استحبوا الكفر علی الایمان ومن یتولهم منكم فاولئك هم الظالمون

پ۱۰ - س توبہ - ع۳

اے ایماندارو! اگر تمہارے (ماں) باپ تمہارے دشمن بھائی ایمان کے مقابلہ مین کفر کو ترجیح دیتے ہون تو تم اُن کو (اپنا) خیرخواہ نہ سمجھو۔ اور تم مین جو شخص اُنسے الفت رکھیگا تو یہی لوگ ظالم ہین۔

حضرت عمرؓ اہلبیت نبوی پر اشد تھے

غرض ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے جو علماء کرام اور فضلاء عظام نے اُن کے فضائل و مناقب مین لکھے ہین آپکا "شدا علی الکفار" ہونا تو محض بے اصل ہے۔ ہان "اشدا علی آل و اصحاب" ضرور تھے۔ لاریب جناب خلیفہ ثانی اس شدت و صلابت مین لاثانی تھے کہ ع

"نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول"

کہ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کو آگ و لکڑی لیکر گئے۔ جیسا کہ شبلی صاحب الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین:۔

"ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا۔ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم اگر آپکے ہان لوگ اس طرح مجمع کرتے رہین تو مین انکی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اور حسب روایت نظام ان معصومہ کو وہ صدمہ پہونچایا کہ حضرت محسنؑ شکم مبارک مین شہید ہوگئے عامۃ الناس پر شدت و صلابت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خلیفہ کیا تو بقول جناب شبلی صاحب "جب اس بات کے چرچے ہوے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہین تو بعضون کو تردد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابوبکر سے جاکر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے اب آپ خدا کے ہان جارہے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا" (دیکھو الفاروق حصہ اوّل)

اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"بعض اشخاص نے خود حضرت ثانی سے کہا کہ رعایا تمھاری درشت مزاجی اور شدت زجر و توبیخ کی شاکی ہے"

کفار و مشرکین سے حضرت عثمان کے دوستانہ تعلقات

حضرت عثمان غنی رض کی شفقت و عنایت کفار و مشرکین پر جیسی کچھ تھی اسکا ذکر کیا جائے جسپر خود حضرت عمر کا وہ کلام شاہد ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور کتب اہلسنت مین ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت عثمان رض کے عزیز تھے۔ جاسوس بنکر آتے جاتے تھے۔ ان کو آپ اپنے گھر مین چھپا رکھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن مغیرہ آپکے گھر مین چھپا بیٹھا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر اسکو مدینے سے نکال دو۔ مگر آپنے نہ نکالا کسی اور صحابی نے اسکو قتل کر دیا۔

ان حضرات اور مشرکین و کفار کے باہمی تعلقات اور میل جول سے اہلسنت کسیطرح انکار کر ہی نہین سکتے۔ اسلئے کہ اسپر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادًا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ٥	اے ایمان لانے والو اگر تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین گھر سے نکلے ہو تو میر اور اپنے دشمنون کو دوست بناؤ تو تم انکے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمھارے پاس آچکا ہے وہ اسکے قطعی منکر ہو چکے ہین کہ وہ لوگ رسول کو اور تم کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ ان کے پاس چھپ چھپکر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تم جو کچھ چھپا کر یا اعلان سے کرتے ہو مین اس سے خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ سیدھی راہ سے یقینًا بھٹک گیا۔
(پ ۲۸ - س الممتحنہ ع ۱)	

(۲)	ولو کانوا یومنون باللہ	اور اگر (یہ لوگ) اللہ اور پیغمبر پر اور جو کچھ
	والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم	انپر نازل کیا گیا اُسپر ایمان رکھتے ہوتے تو ہرگز ان
	اولیاء ولکن کثیرا منھم	(مشرکون) کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن انمین سے
	فاسقون ۝	بہتیرے نافرمان ہین۔

سبحان اللہ! آپ تو "اشداء علی الکفار" کی فضیلت کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہین۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ کفار کے دوست ہین۔ اور چھپ چھپ کر ان سے دوستانہ پیغام و سلام کرتے ہین۔

اگرچہ آپ نے تو کوئی ایسی شہادت توریت و انجیل کی پیش نہین کی جس سے ظاہر ہوتا کہ خداوند پاک نے اصحاب ثلثہ کے صفات و حالات تمثیلاً بیان فرمائے ہین۔

لیکن ہم قرآن مجید کی شہادتون سے کئی مثالین پیش کرتے ہین۔ جن مین ان اصحاب کے نقص ایمان کی مثال اصحاب ناقص الایمان حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام سے خدا نے دی ہے۔

پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسیٰ سے

پہلی مثال	الم یان للذین امنوا ان	کیا اِن لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین۔
	یخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل	اسکا وقت نہین آیا ہے کہ اِن کے دل یادِ خدا کیلئے
	من الحق ولا یکونوا کالذین	اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکے لئے
	اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد	پگھل جائین اور وہ ان لوگون کے مانند نہو جائین
	فقست قلوبھم وکثیر منھم	جنکو پہلی کتاب (توریت و انجیل) دیگئی تھی پھر انپر
	فاسقون ۝	ایک زمانہ گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہوگئے انمین سے
	(پ۲۷ س الحدید ع۲)	بہتیرے فاسق ہین۔

اس آیت مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اصحاب رسول کے دل مثل اصحاب عیسیٰ و موسیٰ خدا کی

یا د سے سخت ہوگئے ہین اور ان مین بہتیرے فاسق ہین ۔

اب ہم وہ اقوال اور تفاسیر بھی نقل کرتے ہین جو محدثین و مفسرین اہلسنت نے کی ہین انکے ملاحظہ سے روشن ہو گا کہ یہ آیت مخصوص اصحاب مہاجرین اولین کے بارے مین نازل ہوئی ہے ۔

تفاسیر ...ہنت کہ آیۃ ...یہ الم یان للذ ...اجرین کے حق مین ہر

پہلی	آوردہ اندکہ مومنان در مکہ بافقر و فاقہ تمام	منقول ہے کہ مسلمان مکہ مین فقر و فاقہ کی
	قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار	حالت مین رہتے تھے اسلئے خدا کی عبادت خوب
	بدست آمد و نعمت برایشان فراخ شد آثار فتور	کیا کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد جب بہت سا مال
	و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان	انکے ہاتھ آیا اور دولت سے مالا مال ہوگئے تو ان کی
	ظاہر گشت نتیجہ سختی دل غفلت است و نشانہ نرمی	عبادات و اوراد و وظائف مین فتور و قصور پیدا ہوگیا سختی دلی
	دل توجہ طاعت ہ	کا نتیجہ غفلت ہے اور نرم دلی علامت طاعت ۔ ہ
	دلی کز نور معنے نیست روشن	جو دل کہ نور معرفت سے روشن نہو
	مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن	وہ دل ہی نہین بلکہ لوہا اور پتھر ہے
	دلے کز گرد غفلت زنگ دارد	جو دل کہ گرد غفلت سے زنگ آلود ہوجاتا ہے
	ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد	اس سے پتھر اور لوہا بھی عار کرتا ہے
	(جلد ثانی تفسیر حسینی صفحہ ۲۸)	
دوسری	قال بعضہم نزل فی المنافقین	بعضون کا بیان ہو کہ یہ آیت منافقون
	الذین اظہروا الایمان وفی قلوبہم	کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو بظاہر اپنا ایمان
	النفاق المبائن للخشوع	جتاتے تھے اور دل مین سخت نفاق رکھتے تھے
	تفسیر کبیر مطبوعہ مصر	جو خشوع کے مبائن ہے ۔
	جلد ہشتم صفحہ ۱۳۱	

تیسری	عن الاعمش قال ان الصحابۃ لما قدموا	اعمش سے روایت ہے کہ جب اصحابؓ مدینہ
	المدینۃ اصابوا لینًا فی العیش و	مین آئے تو تعیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے
	رفاھیۃ ففتروا عن بعض ما کانوا	اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے
	علیہ فعوتبوا بھذہ الایہ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۳)	ان پر عتاب ہوا۔

اقوال شاہ ولی اللہ صاحب

(۱)	عن ابن مسعود لما نزلت الم یان	"ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب آیت
	للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر	الم یان للذین الخ نازل ہوئی تو اصحاب
	اللہ الایۃ اقبل بعض علی بعض ای شئ	کہنے لگے ہم نے کونسی بدعتین کین جو یہ عتاب نازل
	احدثنا ای شئ صنعنا۔	ہوا"
(۲)	عن ابن عباس قال ان اللہ استبطاء	ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار
	قلوب المھاجرین عاتبھم علی راس	عالم نے مہاجرین کے امتحان کو تاخیر مین ڈالا۔
	ثلثۃ عشر سنۃ من نزول القران	یہان تک کہ نزول قرآن سے تیرہ برس کے بعد
	فانزل الم یان للذین امنو الایۃ	یہ آیت نازل ہوئی۔
(۳)	عن الاعمش قال لما قدم اصحاب	اعمش سے نقل ہے کہ جب اصحابؓ وارد مدینہ
	النبی المدینۃ فاصابوا من لین العیش	ہوئے تو عیش و راحت مین مبتلا ہوئے۔ اور
	بعد ما کان بھم الجھد فکانھم فتروا	تکالیف و شدائد بھول گئے یہان تک کہ اس
	عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا و	عیش کے سبب اعمال مین کوتاہی کرنے لگے تو آیت
	نزلت الم یان للذین امنوا الایۃ ازالۃ الخفا	(الم یان للذین نازل ہوئی)

ان روایتون سے یہ تو بخوبی منکشف ہوگیا کہ آیہ مذکورہ خاص اصحاب ہی سے متعلق ہے مگر جنکے حق مین ہے ان کے اسماء مبارک مصلحتاً راز مین رکھے ہین لیکن جناب امام فخرالدین رازی کی تفسیر سے وہ راز فاش ہوگیا کہ جن اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کے پیشوا حضرت ابوبکر ہین چنانچہ خود حضرت ابوبکر نے اِس آیت کو سنکر جو اپنی حالت معرفت الٰہی کی بیان فرمائی تھی وہی امام صاحب موصوف نے نقل کردی اور وہ یہ ہے :-

(۴) عن ابی بکرؓ ان ھذہ الاٰیۃ	حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجالس خلافت مین)
قرأت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل	اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ
الیمامۃ فبکوا بکاءً اشدیدًا فنظر الیھم	شدت سے روئے آپنے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا
فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب	ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے
(جلد ہشتم صفحہ ۱۳۲)	تھے) مگر اب دل سخت ہوگئے۔

(۵) اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء مین بایں الفاظ تحریر کیا ہی:-

اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح	جب حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت مین یمن کے
قال لما قدم اھل الیمامۃ زمان ابی بکرؓ	لوگ آئے اور آیات قرآنی کی سماعت کی تو رونے
وسمعوا القراٰن جعلوا یبکون فقال	لگے حضرت ابوبکر نے کہا پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے
ابوبکر ھکذا کنا ثم قست القلوب	مگر اب تو دل سخت ہوگئے۔

واضح ہو کہ جو اصحاب خداے پاک کی یاد سے غافل ہوگئے تھے اِن کی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ یہ لوگ طالب دنیا ہین تم اِن سے روگردان رہو۔

فاعرض عن من تولی عن	پس جن نے ہماری یاد سے منھ پھیر لیا ہو اور سوائے
ذکرنا ولم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا	زندگی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار ہی نہین ہے

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك	بس تم بھی ان سے منہ پھیر لو ان کے علم کی انتہا
هو اعلم بمن ضل عن سبيله واعلم	اتنی ہی ہے بیشک تمہارا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو بہکی راہ سے
بمن اهتدیٰ ۔ پ۲۷ ۔ س النجم ۔ ع۲	بھٹک گیا ہو اور وہ اس سے بھی آگاہ ہے جسنے ہدایت پائی۔

یہ اسناد جو نقل کئے گئے وہ تو خدائے عز و جل کی یاد سے غافل ہونے کے بارے مین تھے۔ اب ہم وہ اقوال بھی پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ اصحاب ممدوحین کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وعظ و پند کی نسبت بھی یہی حال تھا یعنے تعلیم رسالت اور وعظ و نصیحت کا اثر ان حضرات کے دلون پر اسی وقت تک رہتا تھا جب تک مجلس وعظ مین حاضر رہتے تھے مگر جب آپکے پاس سے اُٹھتے تو اپنے اپنے گھرون مین پہونچنے تک وہ ساری تعلیم اور وعظ و نصیحت بھول جاتے تھے۔ اور مومنین مخلصین سے پوچھتے پھرتے تھے کہ ابھی رسول اللہ صلعم نے وعظ مین کیا فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسری مثال اصحاب وعظ و ہدایت سنکر بھول جاتے تھے

ومنهم من يستمع اليك حتىٰ	اور انہین سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمھاری باتین
اذا خرجوا من عندك قالوا للذين	غور سے سنتا ہے یہان تک کہ جب تمھارے پاس سے اٹھکر
اوتوا العلم ماذا قال انفا اولئك	چلے جاتے ہین تو ان لوگون سے جنکو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہین
الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا	کہ ابھی (رسول اللہ صلعم نے) کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہین جنکے
اهوائهم ٥ والذين اهتدوا زادهم	دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشون کے
هدى واتٰهم تقوٰهم	پیرو ہو گئے ہین اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے انکی ہدایت کو
(پ ۲۶ ۔ س محمد ۔ ع۲)	اور زیادہ کردیگا اور انکو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائیگا۔

اس آیت کی تفسیر "تفسیر قمی" مین جو تفاسیر امامیہ سے ہے یہ ہے کہ:۔

"یہ آیت اصحاب رسول سے جو منافق تھے انکے بارے مین نازل ہوئی ہے انکی حالت یہ تھی کہ

جب کوئی بات سنتے تھے تو اُس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اُسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکلکر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا ۔

اور تفسیر مجمع البیان مین جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور حضرت ہم کو وحی کی باتین سناتے تھے تو مین ان کو یاد رکھتا تھا ان لوگون کو کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اور جب آنحضرت کی خدمت سے اُٹھکر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہین اور جس کی بدنصیبی کے باعث خدائے تعالیٰ کو اسکی خیر و خوبی منظور نہوتی تو اسکے دل پر چھاپہ لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۱۰)

یہ تفسیر تفاسیر امامیہ سے ہے شاید ہمارے بھائی اس تفسیر کو عداوت پر محمول کرین ۔ لہذا ہم خالص مخلصین و معتقدین صحابہ ہی کے اقوال ان کے سامنے پیش کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے روشن ہو گا کہ جو اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم بھول جاتے تھے ۔ ازانجملہ حضرت ابوبکر ہین ۔ جیسا کہ جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب اپنی تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی مطبوعہ فاروق دہلوی صفحہ ۸۷ مین رقمطراز ہین :۔

تفسیر فتح المنان مین منافق کی تعریف اور حضرت ابوبکرؓ کا خط و پند بھول جانے پر اعتراف کرنا

"نفاق کی چند قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر در پردہ صاف منکر ہو۔

دوم۔ دوم صاف منکر تو نہو مگر یقین بھی نہو بلکہ متردد اور مذبذب ہو۔

سوم۔ سوم یہ کہ دل مین تو ہو مگر کامل نہو یہ تینون خدا کے نزدیک سخت کافر ہین۔ اور صحابہؓ تو اپنی حالت قلبیہ مین ذرا بھی فرق آنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ

حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت ابوبکر سے ملے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا مین تو
منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ جب ہم نبی صلعم کے پاس سے
گھر آتے ہین اور بیوی بچون مین مشغول ہوتے ہین تو وہ کیفیت جو وہان ہوتی ہے اُسکو بھول
جاتے ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی حال ہے

وصال السعدین وغیرہ سے تفسیر الم کی تائید

دوسری وصال السعدین ترجمہ مرج البحرین مصنفہ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ص۸

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ حنظلہ جنکو حنظلۃ الغسیل کہتے ہین جو کاتبان وحی سے تھے ایکبار
حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کچھ شکایت اپنے حال کی لائے آپ نے فرمایا نافق حنظلہ
یعنے حنظلہ منافق ہوا ہین تو اسکو مخلصون سے جانتا تھا مگر وہ منافق نکلا۔ دل اسکا ساتھ زبان کے
اور ظاہر اسکا باطن کے ایک نہین ہے اور نہ حال اسکا ساتھ استقلال کے ہے اور کہا حاشا اللہ یہ کیا بات
ہے جو تم نے کہی اس کہنے سے تمھارا مطلب کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا کہ جسوقت مین روبرو آنحضرت
صلعم کے ہوتا ہون اور جمال وکمال آپ کا دیکھتا ہون۔ اور آپ کی باتین سنتا ہون تو نور یقین کا
ایسا جلوہ گر ہوتا ہے گویا حقیقت معرفت کو چشم سے دیکھتا ہون او ر دوزخ وبہشت کا علانیہ
مشاہدہ کرتا ہون۔ اور جب آپ سے جدا ہوتا ہون اور اہل وعیال سے مخالطت کرتا ہون تو
حال دوسرا ہوجاتا ہے اور بہت باتین جو یاد ہوتی ہین بھول جاتا ہون دیکھو حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ جو سردار صدیقون کے ہین کیا فرماتے ہین اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی
حال ہے۔"

تیسری صحیح ترمذی جلد دوم صفحہ ۸۴

عن عثمان النهدی عن حنظلۃ	عثمان نہدی سے روایت ہے کہ وہ حنظلہ اسدی
الاسدی کان من کتاب النبی	سے روایت کرتا ہے جو کاتب وحی آنحضرت کا تھا

انه مر بابی بکرؓ وهو يبكی فقال مالك يا حنظلة قال نافق حنظلة يا ابا بكرؓ نكون عند رسول الله يذكر بالنار والجنة كان رأی عين فاذا رجعنا عافسنا الازواج والضيعة و نسينا كثيرا قال فوالله انا كذلك ۔

ایک مرتبہ وہ روتا ہوا ابوبکر کے پاس سے گذرا۔ ابوبکر نے پوچھا حنظلہ کیون روتے ہو کیا ہوا ہے اُس نے کہا اے ابوبکر حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ جب ہم رسول خدا کے پاس ہوتے ہین اور آپ جنت و نار کو یاد دلاتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین مگر جب وہان سے اپنے اہل و عیال مین آتے ہین تو اکثر باتین بھول جاتے ہین۔ ابوبکر نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو مجبدا مین بھی ایسا ہی ہوگیا ہون۔

بھائیو! ان آیتوں و تفسیرون کو خوب بغور ملاحظہ فرماؤ کہ ان سے اصحاب مہاجرین کا مدینہ مین آکر دولت و مال پانا بوجہ تعیش ذکر خدا سے غافل اور سخت دل ہو جانا۔ رسول اللہ کی ہدایت و نصیحت بھول جانا اور فرد اصحاب مین سب سے اول سابق الاسلام، افضل الصحابہ، افضل المہاجرین۔ اور سب صدیقون کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام خصوصیت سے بتانا۔ اور خود حضرت صدیق کا وعظ و ہدایت بھول جانے اور آیات الٰہی سے دل سخت ہو جانے کا اعتراف کرنا تمہارے ہی محدثین کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے یا اس مین کچھ فرق ہے خوب غور کر کے دیکھو کہین یہ دشمنون کے فقرے تو نہون۔

فارجع البصر هل ترى من فطور ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير ۔ پ ۲۹ س الملك ۔ ع ۱

(ایکبار دیکھنے سے دکھائی دے) تو دوبارہ نظر کر اور پھر دیکھ کہ تجھ کو (کسی جگہ) کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہے پھر بار بار نظر کر (نتیجہ یہی ہوگا کہ) تیری نظر کھسیانی ہو کر تھکی ماری تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی"

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر جن کو آپ سب صدیقون کا سردار بتلاتے ہین جنکا سب سے پہلے ایمان لانا اور رسالت ونبوت کی تصدیق کرنا بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہین۔ جن کو کل امت سے اعلےٰ وافضل اور ایمان واسلام مین کامل اور یار غار محرم اسرار خفی وجلی وعالم رموز قرآنی اور واقف حقائق ربانی سمجھتے ہین جنکو یہ شرف حاصل ہو کہ ؎

در حضر ہم خطاب او بودند | در سفر ہم رکاب او بودند
ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو | ہمہ آثار وحی دیدہ ازو

جبکے ایمان ومعرفت کا یہ حال ہے تو کیا اسی ایمان پر بڑے شد ومد سے اصحاب کی تعریفون کے پل باندھے جاتے ہین کہ انھون نے کفر وشرک مٹا کر توحید پھیلائی۔ انھین سے گمراہون نے ہدایت پائی۔ انھین کیواسطے سے ہم کو قرآن پہونچا۔ انھین کے ذریعے سے رسول اللہ کے احکام ہم کو حاصل ہوئے۔ انھین کے وسیلہ سے وحی کا آنا۔ جبرئیل کا نازل ہونا۔ اور پیغمبر خدا کا ملکوتی صفات سے متصف ہونا ثابت ہوا۔ انھین نے معرفت الٰہی کی راہین ہم کو بتائین یہ وہ مہر وماہ فلک اسلام ہین کہ ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ؎

جلوہ گر ہے آفتاب اور تاب بینائی نہین | ولے اپنی بصارت پر کہ ہر ذرہ سے آہ

غرض ہمارے بھائی اپنی عقیدتمندی سے جیسا چاہین انکی شان بڑھائین اور کتنا ہی اُن کو آسمان پر چڑھائین مگر ان روایتون اور تفسیرون سے کسی طرح انکار نہین کر سکتے اور ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو حسب آیہ شریفہ

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم | ایمان کی ہوا بھی نہین لگی۔ اور معرفت الٰہی سے جو ایمان کی جان ہے کورے تھے۔

ال و اولاد فتنہ ہے

دنیا کی رغبت اور آل اولاد کی الفت کے آگے ان کے نزدیک خدا و رسول کی محبت و معرفت کوئی چیز ہی نہ تھی۔ حالانکہ یہی تعلقات خدا و رسول کی یاد سے غافل کرنے والے ہین۔ اور انھین کو خلاق عالم نے فتنہ فرمایا ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ — تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہین۔

اور جابجا اپنے کلام پاک مین دنیا کی مذمت کی ہے اور ان مکروہات سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے:

یاایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون (سورۂ منافقون)

اے ایمان لانے والو تمکو تمھارے مال۔ خدا کی یاد سے غافل نہ کرنے پائین اور نہ تمھاری اولاد اور جو ایسا کرینگے وہی نقصان اٹھانے والے ہین۔

چنانچہ اصحاب کبار ان مکروہات سے اجتناب کرتے رہے۔ از انجملہ ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہین جنکے بارہ مین شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ (۱۵۳) مین یہ تحریر فرماتے ہین۔

حضرت ابوذر رض
ل جمع کرنیوالے کو
رج از اسلام سمجھتے
تھے

"حضرت ابوذر جن کا اسلام لانے والون مین چھٹا یا ساتوان نمبر تھا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور غیر متعین طریقہ سے جس طرح ان کے ذہن مین آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کا حال سُنا تو اپنے بھائی کو بھیجا کہ صحیح خبر لائین وہ مکہ مین آئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر قرآن مجید کی سورتین سنین۔ واپس جاکر ابوذر سے کہا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کو لوگ مرتد کہتے ہین وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ اور جو کلام سناتا ہے وہ شعر نہین کوئی اور چیز ہے۔ تمھارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابوذر کو اس سے تسکین نہین ہوئی۔ خود مکہ مین آئے زبان مبارک سے آپ کا ارشاد سنا اور اسلام قبول کیا۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص زر و مال جمع کرتا ہے وہ مسلمان نہین۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت عثمان نے اپنے زمانہ مین ان کو مدینہ سے دور بھیجدیا تھا۔

اب حضرت ابوبکر اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان کا تقابل کرو اور خود ہی انصاف کرو آئیہ کریمہ

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و	لیکن خدا نے تو تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے
زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر	اور اسکو تمہارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے اور کفر و
والفسوق والعصیان اولئک ھم	بدکاری اور نافرانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے یہی
الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ	لوگ خدا کے فضل و احسان سے راہ ہدایت پر ہین
علیم حکیم (پ۲۶ س حجرات ع۱)	اور خدا تو بڑا واقفکار و حکمت والا ہے۔

کا مصداق کون ہے۔ اور آئیہ شریفہ

افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ و	بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے
اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ	اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسکی
وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن	حالت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی مین چھوڑ دیا ہو اور
یھدیہ من بعد اللہ ۔ افلا	اسکے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے اور اسکی
تذکرون ۔	آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اسکی ہدایت کون
(پ ۲۵ س الجاثیہ ع۳)	کر سکتا ہے کیا تم لوگ اتنا بھی غور نہین کر سکتے ۔

کا مصداق کسپر ہوتا ہے۔

قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین۔

اقوال جناب امیرؑ دنیا کی مذمت مین

الا یا ساکن القصر المعلیٰ ستدفن عنقریب فی التراب

اے عمارتہائے عالی قصر ہائے بلند کے رہنے والے آگاہ ہو کہ تو عنقریب پیوند خاک ہو جائے گا

لہ ملک ینادی کل یوم لدوا للموت وابنوا للخراب

خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز جانب خدا دو عالم سے اہل زمین کو ندا دیتا رہتا ہے کہ اے غافلو تم نکلنے پیدا ہو مرنے کیلئے تعمیر کرو

الا انما الدنیا کمنزل راکب	اراح عشیا وھو فی الصبح راحل
دنیا مثل ایک سرائے کے ہے کہ مسافر آکر اسمین شب بھر رہا	اور صبح کو اُسنے سفر کیا۔ پھر سفر بھی کیسا کہ جہان سے کوئی نہ پھرا
مضی الدھر والایام والذنب حاصل	وانت بما تھوی من الحق غافل
افسوس زمانہ زندگی آخر ہوا اور تونے بجز گناہ کے کچھ توشۂ آخرت حاصل نہ کیا	ابھی تک تیری غفلت کا یہ حال ہے کہ ہوا و ہوس نفسانی مین گرفتار ہے اور اپنے خالق سے بالکل غافل ہے
سرورك فی الدنیا غرور وحسرۃ	وعیشك فی الدنیا محال وباطل
نہین جانتا کہ تیرا دنیا مین خوشی کرنا دنیا سے فریب کھانا ہے آخر کار ہوا حسرت کے دنیا مین کچھ حاصل نہ ہوگا	اے طالب راحت تیرا ہمیشہ دنیا مین زندگانی کرنا امر محال و خیال باطل ہے
تزود من الدنیا فانك راحل	وبادر فان الموت لاشك نازل
اے غافل خواب غفلت سے بیدار ہو اور کچھ توشۂ زاد آخرت بہم پہونچا اسلئے کہ عنقریب تو دنیا سے کوچ کرنے والا ہے	تحصیل زاد راہ مین جلدی کر کہ موت تیری کمینگاہ مین ہے اور ایکدن ضرور آنیوالی ہے

اِس مفہوم کو جناب مفتی محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے نظم فرمایا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہین ؎

اے مسافر زاد راہے ہم بگیر — خستہ حالی پارۂ مرہم بگیر
وا بکن از خواب نوشین چشمکے — خفتۂ بسیار بنشین اندکے
بگذر از دنیا تأمل خوب نیست — خواب راحت بر سر پل خوب نیست
داعی حق چون رسد بودن کجا — مُہلت کفہا بہم سودن کجا
این سفر شام و عراق و روم نیست — این سفر را منزلے معلوم نیست
این نہ سیر شرق و غرب و شمال — این نہ راہ برّ و بحر ستر و جبال
غیر ازین راہے دگر داری بہ پیش — سنگ لاخ پر خطر داری بہ پیش
کاروان بگذشت و کس برجا نماند — غلغل و شور جرس برپا نماند
کس ز تنگی لحد آگاہ نیست — راہ تاریک و خضر ہمراہ نیست

روم وصفا با توافل میروی | وزجهان تنها و غافل میروی
مثل مرقد خانهٔ تاریک نیست | کاندر آنجا هیچ کس نزدیک نیست
زود برگردند قوم و خویش تو | کس نخواهد ماند آنجا پیش تو
از برای عشرسامان میکنی | خانه را شبها چراغان میکنی
می روی تنها در ایوان لحد | کو چراغی در شبستان لحد
در مزارت قاقم و سنجاب نیست | خواب چون آید که فرش خواب نیست
مونست جز کار خوب و زشت نیست | بالشت در قبر تو جز خشت نیست
بارے از فکر مآل خود بنال | بکسی بیکس بحال خود بنال

جناب امیر کی معرفت

اب جناب امیر المومنین امام المتقین امام المشارق والمغارب صاحب المفاخر والمناقب حجۃ اللہ ولی اللہ ید اللہ عین اللہ لسان اللہ وجہ اللہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اور یقین کا بھی کچھ حال سن لیجیے۔ جو راس الرئیس جمیع اہل مناصب و مناقب مخزن کل مکارم و محامد اور معدن جملہ فضائل و فواضل ہیں جنکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلعت انا مدینۃ العلم و علی بابہا اور خدائے ذوالجلال والاکرام نے تاج اوتوا العلم عطا فرمایا اور جب آیۂ کریمہ

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام | جسکی نسبت اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

اپنے فضل و کرم سے آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام | کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو وہ
فھو علی نور من ربہ | پروردگار کی طرف سے نور ہدایت پر ہے (یا کوئی اور)

فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ۔ | بس افسوس ان لوگون پر ہے جن کے دل
اولئک فی ضلالٍ مبین | یاد خدا سے سخت ہوگئے ہین۔ وہی تو کھلی گمراہی
(پ ۲۳ س الزمر ع ۳) | مین ہین۔

اپنے ولی کی شان مین نازل فرمائی جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کا حصۂ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان مین ہے

اول قیل نزلت الآیۃ فی حمزۃ وعلی | روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور
رضی اللہ عنہما تفسیر کبیر | حمزہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

دوم دراسباب نزول آوردہ کہ این آیت در | شان نزول اس آیت کا یہ بیان کیا ہے
شان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وحمزہ رضہ است | کہ یہ آیت علیؑ اور حمزہؓ کی شان مین ہے کہ اللہ تعالیٰ
سبحانہ تعالیٰ دل ایشان را بہ نور معرفت روشن | نے ان کے دل نور معرفت سے منور کردیے ہین
گردانید (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

اور بنا بر قول باری تعالیٰ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء | یعنی خدا جسکو چاہتا ہے اپنے نور کیطرف راہ دکھاتا ہے | یھدی اللہ لنورہ

اور ان کے دل کی آنکھین کھول دیتا ہے الہامات ربانی اسکے گوش جان مین پہونچتے ہین۔ وہ ہر چیز کو نور خدا سے دیکھتا ہے اور جبکہ چراغ ایمان دل مین روشن ہوجاتا ہے تو اسکا نور تمام روزنون سے ساطع ہوتا ہے اور کبھی زائل نہین ہوتا۔ چنانچہ اپنی ہدایت کا اظہار ان پاک الفاظ مین فرماتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور و | بیشک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور
کتاب مبین ہ یھدی بہ اللہ من اتبع | ایسی واضح کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے
رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من | خدا ہدایت کرتا ہے ان کی جو خدا کی رضامندی کے پیرو ہین

الظّلمات الی النّور باذنہ ویھدیھم	سلامتی کی راہون کی جانب ور انھین اپنے حکم سے جہالت کی
الی صراط مستقیم .	تاریکی سے نکالکر ایمان و علم کی روشنی مین لاتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے

کتاب ما نزل من القرآن فی علی تصنیف ابو نعیم اصفہانی مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ شریفہ

یوم لایخزی اللہ النّبی	اسدن اللہ اپنے نبی۔ اوران لوگون کو جو انکے
والّذین اٰمنوا معہ نورھم یسعٰی	ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا بلکہ اُنکا نور اُن کے آگے
بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربّنا	اور اُنکے داہنی طرف پھیل رہا ہوگا اور یہ لوگ دعا کرتے ہونگے
اتمم لنا نورنا واغفرلنا انّک علٰی	پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمین بخشدے
کلّ شیئ قدیرۃ	بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

سے جناب امیر علیہ السلام مراد ہین۔

تفسیر سیوطی مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ

نور جسوقت دل مین اترآتا ہے تو اُسکے لئے دل مین جگہ ہو جاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اسکے دل مین نور آگیا ہے۔ فرمایا کہ ہان اس فریب دینے والے مقام سے برداشتہ رہنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اسکے لئے مستعد رہنا۔

جناب امیر دنیا سے کراہت فرماتے رہے

جو کچھ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وہی رسول ہمیشہ اسپر عمل فرماتے رہے۔ اپنے نفس کو اس کی خواہشات اور لذات دنیا سے باز رکھا۔ کبھی دنیا طلب اور اقبال وجاہ والون کے شعار و اطوار کو جن پر آیہ شریفہ

فاما من طغیٰ وآثر الحیوۃ الدنیا فان   تو جس نے سرکشی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر)

الجحیم ھی الماویٰ (پ۳۰ س والنازعات ع)   مقدم رکھا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اپنا نصب العین قرار نہ دیا مولوی روم فرماتے ہین ؎

از علی آموز اخلاص عمل   شیر حق را دان منزہ از دغل

بلکہ اپنے نفس کو مار کر ہر امر مین خداے عزوجل کے تابع فرمان رہے اور آیۂ کریمہ

واما من خاف مقام ربہ ونھی   اور جو اپنے پروردگار کی حضور مین

النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی   (جوابدھی کیلیے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو

الماویٰ   خواہشون سے رُکتا رہا تو اسکا ٹھکانا بہشت ہے۔

کے مصداق ہوے

آیۂ کریمہ وتعیھا اذن واعیہ

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب امیر علیہ السلام کا سینہ کشادہ کر دیا تھا اسی طرح آپ کے گوش مبارک کو بھی یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ جو کچھ آپ وعظ وہدایت کی باتین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتے تھے اُن کو کبھی بھولتے نہ تھے مفسرین کرام بیان ہے کہ آیۂ کریمہ

وتعیھا اذن واعیہ پ۲۹ س الحاقۃ   اور اسے یاد رکھنے والے کان (سنکر) یاد رکھین

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے:۔

سعید بن منصور۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے خدا سے عرض کیا تھا کہ ایسے کان علیؑ کے بنادے کہ وہ یاد رکھے۔ اسوجہ سے حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جو بات مین نے رسول اللہؐ سے سنی وہ کبھی نہین

بھولا۔ اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابن نجاری نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو اپنے سے قریب کرون اور تم کو تعلیم دون اور تم یاد رکھو اسپر یہ آیت "وتعیہا اذن واعیۃ" نازل ہوئی اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا مین حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"یا علی خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تم کو قریب کرون اور تعلیم دون تا کہ تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ اسوقت رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے"۔

اس بیان کے ثبوت مین ہم اُن تفسیرون کی نقول بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہین

پہلی	واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم	ابن جریر وغیرہ نے بریدہ سے روایت
	والواحدی وابن مردویہ وابن عساکر و	کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
	ابن النجاری عن بریدۃ قال قال رسول	نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا
	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ امرنی	ہے کہ مین تمکو اپنے سے قریب کرون اور دور نہ کرون
	ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق لک	تم کو تعلیم دون تم کو اور تم یاد رکھو اور تمھارے لئے
	ان تعی فنزلت ھذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ (تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ)	سزاوار ہے کہ تم یاد رکھو (پس یہ آیت نازل ہوئی)
دوسری	عن مکحول عن علی	مکحول جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ
	قال رسول اللہ صلعم۔ سالت	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے
	اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ	خدائے پاک سے یہ امر طلب کیا ہے کہ وہ سننے والا
	یا علی ففعل فکان	کان تمھارے کان کو بنا دے۔ پس خدا نے ایسا ہی
	یقول ما سمعت من رسول اللہ	کر دیا۔ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اُس روز سے

صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)

کوئی کلام مین نے حضرت صلعم سے ایسا نہین سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبد اللہ نسری لاہو (صفحہ ۱۰۶)

تیسری

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمك فتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیھا اذن واعیہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی مانزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار (ایضا صٓ)

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوے سنا ہے کہ خداے تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ مین تمھین تعلیم کرون پس تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے اس کا کہ تم یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان۔

چوتھی

درحدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبرؐ مر علی را گفت من از خداے درخواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا اے علی۔ پس علی گفت بعد از ان ہیچ چیز فراموش نکردم (نظم)

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ پند را اذنی بباید واعیہ
گر نبودی گوشہای عیب گیر وحی نا درد ے زگردون یک بشر

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۲۲)

حدیث مین وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰؑ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے خداوند عالم کے حضور مین درخواست کی ہے کہ وہ تمھارے کان کو گوش شنوا قرار دے جناب علیؑ مرتضیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد مبارک کے بعد مین نے کوئی بات سُنی ہوئی فراموش نہین کی

اقوال دربارہ معرفت جناب امیرؑ

جناب مولائے کونین کے علم و معرفت اور یقین کے کل علمائے محدثین اہلسنت کبیر و صغیر معترف ہین چنانچہ چند اقوال اُن کے نقل کئے جاتے ہین ۔

پہلا قول — کتاب وصال السعدین و دیگر کتب اہلسنت مین ہے :-

"غور کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ شاہ اولیا و امام اصفیا ارشاد فرماتے ہین :-

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا — یقینا اگر پردہ کھولا جائے تو میرا یقین زیادہ نہو

مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو یا نہ ہو میرا یقین یکسان ہے اگر پردہ درمیان ہو تو مین اُس پردہ مین ایسا دیکھتا ہون گویا پردہ نہین ہے"۔

دوسرا قول — " بخاری شریف مین حضرت ابو جحیفہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار معانی قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہین یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فھم (اسرار حق صفحہ ۴۷)

تیسرا قول — عن ابن عباس قد سأل الناس فقالوا	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگون نے
ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفہ	پوچھا حضرت علی کیسے آدمی تھے ؟ کہا اُن کا
حکما و علما و باسا و نجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ	شکم علم و حکمت اور شجاعت اور بزرگی سے
صلعم اخرجہ احمد فی المناقب	بھرا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ
(دیکھو سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولوی عبد اللہ صاحب ارتسری مطبع لاہور)	قرابت قریبہ رکھتے تھے ۔

چوتھا قول — جناب امیر علیہ السلام کی معرفت الٰہی اور یقین کی نسبت عبد الحمید ابن ابی الحدید معتزلی کی یہ رائے ہے مین اس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اسی سے منسوب اور جمیع کمالات اسی تک منتہی ہوتے ہین وہ تمام مناصب کا راس رئیس اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہے

کوئی اس سے میدان سبقت مین آگے نہ نکل سکا۔ جس نے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہے وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا وہ اسی کے سبب سے یہ توظاہر ہے کہ دنیا مین اور تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت الٰہی کا علم ہے۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ بربنا رحدیث نبوی صلعم

لایعرف اللہ الا انا وعلی۔ ولا یعرفنی الا اللہ وعلی۔ ولا یعرف علیا الا اللہ وانا

یعنی خدا کو بجز میرے اور علیؓ کے کسی اور نے نہین پہچانا۔ اور مجھے سوا ے خدا اور علیؓ کے کسی نے نہین پہچانا اور علیؓ کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا۔

اسی کے سبب سے اسی کے کمال سے معرفت خدا کے احوال مستنبط کئے گئے خداشناسی کی راہین اسی کے بیان سے روشن ہوئین تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا اسلامی دنیا مین صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع کی جماعت مین کسی کے ارشاد و تعلیم کیلئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے کہ حضرت علی کے ہین اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انھین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔

جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی صحابہ کبار مین ہونیکی حیثیت سے علاوہ اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضیٰ کے تعلقات کو آنحضرت صلعم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ان تعلقات سے قطع نظر کر کے امیرالمومنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون اور بانی اسلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت و خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی رہی جو عموماً اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہے۔

(از رسالۂ اقوال علیؓ، مترجمہ منظومہ مہاراجہ سر کشن پرشاد صوفی مہاراجہ بہادر یمین السلطنت پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ)

جناب امیر مدینۃ العلم کے باب ہیں

ہر چند کہ جس کی شان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینۃ العلم و علی بابھا — میں شہر علم ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں

ارشاد فرمائیں۔ اسکا باب علم اتنا وسیع ہے کہ جسکا احصا نہیں ہوسکتا مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی کی دو چار عبارتیں نقل کیجاتی ہیں۔ اردو یہ ہیں :۔

پہلی	اخرج ابن المغازلی بسندہ عن	ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
	الی الصباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما	صلعم نے فرمایا کہ جب شب معراج خدائے پاک
	قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	نے مجھ سے کلام کیا تو جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کیا تھا
	وسلم لما صرت بین یدی ربی کلمنی	وہ سب میں نے علی کو تعلیم کردیا وہ میرے
	ونا جانی فما علمت شیئا الا علمتہ علیا	علم کے باب ہیں۔
	فھو باب علمی	(حد السارق حصہ سوم صفحہ ۲۸)
دوسری	اخرج ابن المغازلی وموفق الخوارزمی	ابن مغازلی و موفق خوارزمی نے ابن
	بسندھما عن علقمۃ عن ابن مسعود	مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم
	رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ	نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصوں پر ہے
	وسلم فسئل عن علم علی فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ	جس میں سے نو حصے علی کے ہیں اور باقی
	اجزاء فاعطی علی تسعۃ اجزاء والناس جزءا	ایک حصہ میں سب شریک ہیں۔ مگر علی
	واحدا وھو اعلم بالعشر الباقی (ایضاً ۲۹)	اُسمیں بھی سب سے اعلم ہیں۔
تیسری	موفق بن احمد بسندہ عن	موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش
	سلیمان الاعمش عن ابیہ عن علی قال	سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے قسم
	واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما	خدا کی جو آیہ نازل ہوا اسکو میں جانتا ہوں

	نزلت واین نزلت وعلی من انزلت و	کس بارے مین کہان کسپر نازل ہوا خدا نے مجھکو
	ان ربّی وھب لی لسانا طلقا وقلبا عقولا	لسان گویا اور قلب عقول عنایت کیا ہے۔
	(ایضا)	
چوتھی	موفق بن احمد بسندہ عن ابی	موفق بن احمد روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ
	الطفیل قال قال علی بن ابی طالب	نے فرمایا سوال کرو مجھ سے کتاب اللہ سے کہ اسکی
	رضی اللہ عنہ سلونی عن کتاب اللہ	کوئی آیت ایسی نہین ہے کہ جسکو مین نہ جانتا ہون
	فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل	کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل
	نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی	ہوئی یا زمین ہموار پر
	جبل (ایضا)	
پانچوین	وفی الدر المنظوم اعلم ان	در منظوم مین ہے جان تو کہ جتنے اسرار کتب
	جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن	سماویہ مین تھے وہ سب قرآن مین ہین اور جو قرآن
	جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی	مین ہے وہ سب سورۂ فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ
	البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ	مین ہے وہ سب بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے
	وجمیع ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی	وہ بائے بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بائے بسم اللہ مین ہے وہ اس نقطہ مین ہے جو
	تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ	بار کے نیچے ہے۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین وہی
	انا النقطۃ التی تحت الباء وقال یعنی	نقطہ ہون جو کہ بار کے نیچے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا
	العلم نقطۃ کثرھا الجاھلون والالف وحدۃ	کہ علم ایک نقطہ ہے جس کو بڑھا دیا جاہلون نے اور
	عرفھا الراسخون۔ (ایضا ص۲۷)	الف وحدت ہے جسکو پہچانا راسخون نے
چھٹی	موفق بن احمد بسندہ عن سلمان	موفق بن احمد نے روایت کی ہے
	رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال	کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم
الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ
بالفتح المبین قال ابن عباس
رضی اللہ عنہما وھو امام المفسرین العلم
عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس
العشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال
ایضا شرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ
الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم
لیلۃ فانفلق عمود الصبح وھو
بعد لم یفرغ فرأیت نفسی فی جنبہ
کالفوارۃ فی جنب البحر المتغجر وقال
علی کرم اللہ وجھہ لو ثنیت لی
الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت لاھل
التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل
بانجیلھم ولاھل القرآن بقرآنھم
ولھذا کانت الصحابۃ رضی اللہ عنھم
یرجعون الیہ فی احکام الکتاب و
یاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمرؓ بن
الخطاب فی عدۃ مواطن۔ لولا علی لھلک عمرؓ
(ایضا ص۲۹)

تمامی امت سے اعلم علی ہین۔ محمد بن حکیم ترمذی
نے شرح رسالہ فتح مبین مین روایت کی ہے
ابن عباس سے کہ علم کے دس حصون سے
نو حصہ علی کو ملا ہے اور ایک حصہ مین سب شریک
ہین۔ مگر اس مین بھی وہ سب سے زیادہ عالم ہین
وہی کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ایک شب نقطۂ
بائے بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع
صبح تک۔ حالانکہ ابھی آپ کا بیان تمام نہین
ہوا تھا مین نے اپنے نفس کو اُن کے مقابلے مین
ایک فوارہ پایا۔ بمقابلہ سمندر کے اور حضرت علیؑ
فرماتے تھے کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جائے
اور اسپر مین بیٹھون تو اہل تورات کے لئے مطابق
تورات اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور
اہل قرآن کے لئے مطابق قرآن فیصلہ کرون اسلئے
تمامی اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے
احکام کتاب مین اور آپ سے فتوے حاصل کرتے
جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا۔
"لولا علی لھلک عمرؓ" یعنی اگر علی نہ ہوتے
تو عمر ہلاکت مین پڑتا۔

اللہ جل شانہ مومنین کے خوف کا ذکر کئی جگہ اپنے کلام پاک مین اسطرح فرماتا ہے

(۱) انما المؤمنون الّذین اذا ذکر
اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم
اٰیاتہ زادتھم ایمانًا وعلی ربھم یتوکلون۝
(پ ۹ ÷ س انفال ÷ ع ۱)

سچے ایماندار تو بس وہی لوگ ہین کہ جب اُنکے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل دہل جاتے ہین اور جب اُنکے سامنے اُسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور بھی زیادہ کردیتی ہین اور وہ لوگ بس اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین۔

(۲) تقشعر منہ جلود الذین یخشون
ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم
الی ذکراللہ ذلک ھدی اللہ یھدی
بہ من یّشاء ومن یضلل اللہ فمالہ
من ھاد۔ پ ۲۳ سزمر ع ۶

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اُنکے رونگٹے قرآن سنکر کھڑے ہوجاتے ہین پھر اُنکے جسم اور اُنکے دل نرم ہوجاتے ہین (اور) خدا کی یاد کیطرف مائل ہوجاتے ہین۔ یہ تو خدا کی ہدایت ہے جسکے ذریعہ سے جسکو وہ چاہتا ہے ہدایت فرمادیتا ہے اور جسے خدا تعالی توفیق ہدایت سلب کرے تو اسکا رہبر کوئی نہین ہوتا

یہ شان مخصوص اہلبیت اطہار علیہم السلام ہی کی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

نماز مین جناب امیرؑ کی محویت

جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام تن تنہا ایک باغ مین جاکر مشغول عبادت ہوے اور ذکر خدا کے ساتھ اسقدر گریان ونالان ہوے کہ روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ اور ہاتھ پاؤن سرد ہوکر مثل چوب خشک کے اینٹھ گئے۔ ابودرداء نے اتفاقاً آواز سن لی اور حضرت کے پاس پہونچے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے اور ڈر کر دولتسرا ے جناب سیدہ علیہا السلام پر حاضر ہوے اور حضرت کی حالت بیان کرکے آپکے انتقال کی خبر دی۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے بلکہ ذکر خدا کے وقت اکثر یہ حالت ہوجاتی ہے۔"

غرض ـــ ۵

وہ زور وہ شوکت وہ سخاوت وہ شجاعت   وہ خلق وہ اعجاز وہ ہمت وہ کرامت

وہ خوف الٰہی وہ عبادت وہ عدالت ٭ وہ شکر وہ تسبیح وہ فاقہ وہ قناعت

الطاف یتیموں پہ ترحم غربا پر

تھا خاتمہ ان سب کا شہ عقدہ کشا پر

آپ وہ ولی خدا ہین کہ بسبب کثرت عبادت وخضوع وخشوع آیہ کریمہ

والذین یبیتون لربھم سجدا ٭ یعنے اور وہ لوگ کہ اپنے رب کے واسطے راتین سجدے اور

وقیاما ٭ سورہ فرقان ٭ قیام مین کاٹ دیتے ہین۔

آپ کی شان مین نازل ہوئی۔ یہی حالات سب اہلبیت رسالت کے تھے چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام جب نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے تو در مسجد پر مثل گنہگار کھڑے ہو کر عرض کرتے تھے۔

الٰہی عبدک ببابک فقیرک ببابک ٭ خداوندا تیرا بندہ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر حاضر ہے

جب وضو فرماتے تھے تو خوف خدا سے رنگ چہرہ مبارک کا زرد پڑجاتا تھا۔ جناب سید الساجدین علیہ السلام کا لقب کثرت عبادت سے عابد بلکہ سجاد ہوا۔ مرقوم ہے کہ شیطان نے بطور آزمائش آپکی نماز باطل کرنے کی غرض سے سانپ بنکر پردہ شب مین بحالت قیام آپکے پانون کا انگوٹھا منہ مین لیکر دبایا اور کاٹنا شروع کیا مگر آپ ایسے محو تھے کہ مطلق خبر نہوئی ہاتف غیبی نے آواز دی انت زین العابدین تو عباد کی زینت ہے بضعۃ الرسول جناب فاطمۃ الزہرا ع کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جسوقت وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین تو بند بند کانپتا تھا۔ غرض علم وحکمت اور حقیقت ومعرفت آل رسول صلعم ہی پر ختم تھی۔ ان خاصان خدا سے معرفت الٰہی کا انکشاف عہد طفولیت ہی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلیل القدر ابن حجر کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بچپنے کا ایک ایسا واقعہ تحریر فرماتے ہین جس سے ان جناب کے بہت سے صفات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے:-

ومناقبہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ ٭ یعنی جناب حسن عسکری کے فضائل ومناقب بہت

ففی درر الاصداف وقع للبھلول	کثرت سے ہین۔ کتاب درر الاصداف مین ہی ایک دفعہ بہلول
معہ انہ رأہ وھو صبی یبکی	کا گذر حضرت امام حسن عسکری کے پاس ہوا۔ آپ اسوقت بالکل
والصبیان یلعبون فظن انہ	بچے تھے اور ہان و رہے تھے اور آپکے ساتھی دوسرے لڑکے
یتحسر علی ما بایدیھم فقال	کھیل مین مشغول تھے بہلول کو خیال ہوا کہ دوسرے بچون کے کھلونے
لہ اشتری لک ما تلعب بہ فقال	دیکھکر آپ رو رہے ہین آپکی خدمت مین عرض کی کہ فرمائیے تو
یا قلیل العقل ما للعب خلقنا	مین آپ کیلئے بھی کھلونے خرید لاؤن اسپر حضرت نے فرمایا اے کم عقل
فقال لہ فلما ذا خلقنا قال	شخص تو نہین جانتا کہ ہم لوگ کھیلنے کیلئے نہین پیدا ہوے ہین
للعلم والعبادۃ فقال لہ	بہلول نے یہ سنکر دریافت کیا تو پھر کس لیے پیدا ہوے ہین آپ نے فرمایا کہ
من این لک ذلک فقال من	علم حاصل کرنے اور عبادت خدا بجالانیکے لئے ہم لوگون کی خلقت ہوئی ہے
قولہ تعالی	بہلول نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا اور کس دلیل سے آپ یہ فرماتے ہین جوابدیا کہ خداوند عالم کے اس قول پر افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا
افحسبتم انما خلقنکم	کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا
عبثا وانکم الینا لا ترجعون	ہے اور یہ کہ تم ہماری درگاہ مین (مرکر) نہین حاضر ہوگے
	اسوقت بہلول نے یہ سمجھکر کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہین بلکہ
ثم سألہ ان یعظہ	ہادی خلق ہی لہذا کچھ علوم وارشاد کا استفادہ کرنا چاہیے حضرت
فوعظہ بابیات ثم خر	کی خدمت مین عرض کی کہ کچھ وعظ فرمائیے حضرت نے اسے اسکو
الحسن رضی اللہ عنہ	پورا کیا اور چند اشعار وعظ و پند بھرے ہوے بیان فرمانے جسکے بعد
مغشیا علیہ فلما افاق	خود غش کھاکر زمین پر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو بہلول نے
قال لہ ما نزل	عرض کیا کہ یہ وعظ فرماتے ہوے آپ کو کیا ہوگیا تھا جو غش کھاکر
بک وانت صغیر	گر گئے خوف خدا کا اثر تو ہو نہین سکتا اسلئے کہ ابھی آپ بالکل

لاذنب لك فقال اليك عنى — بچے ہین گناہ کا نام تک نہین جانتے حضرت نے فرمایا بہلول

یا بھلول انی رأیت والدتی — تم میرے دل کا حال کیا جانو۔ مین نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا

توقد النار بالحطب — ہے کہ چولھا جلاتین تو بڑی بڑی لکڑیون سے ہین لیکن وہ بڑی

الکبار فلاتتقد الابالصغار — لکڑیاں بغیر چھوٹی لکڑیون کے روشن نہین ہوتین اسطرح مین ڈرتا ہون

وانی اخشی ان اکون من صغار — کہ جہنم کے بڑے ایندھن کو روشن کرنیکے لئے جو چھوٹی چیزین

حطب جھنم — ایندھن مین لگی ہین میرا شمار نہو

حضرت کی عہد طفولیت کا ایک دوسرا دلچسپ واقعہ یہ ملتا ہے جو کتاب خرائج مین مذکور ہے۔

روی عن محمد بن عبداللہ — یعنی محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ ابو محمد حضرت

وقع ابو محمد علیہ السلام وھو — امام حسن عسکری علیہ السلام جب بچہ تھے تو دفعۃً کنوئین مین گر گئے

صغیر فی بئر الماء وابوالحسن — آپکے پدر عالیقدر امام علی نقی علیہ السلام اس وقت نماز

علیہ السلام فی الصلوۃ والنسوان — مین مشغول تھے خواتین چیخنے لگین لیکن حضرت نے نماز

یصرخن فلما سلم قال لاباس — قطع نہین کی جب سلام سے فارغ ہوگئے خواتین سے

فرادہ وقد ارتفع الماء الی — فرمایا ڈرو نہین کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکے بعد لوگون

راس البئر وابو محمد علیہ السلام — نے حضرت امام حسن عسکری کی طرف کنوئین مین نظر کی تو دیکھا کہ

علی راس الماء یلعب بالماء — قدرت خدا سے کنوئین کا پانی سر تک بلند ہوگیا اور حضرت پانی مین تکمیل رہے ہین

بھائیو دیکھو ع

"جہاز امت عاصی کے لنگر ایسے ہوتے ہین

معرفت آلہی اسکا نام ہے طاعت و عبادت یہ ہے خالق ذوالجلال سے خائف ہونیکے معنی یہ ہین

خضوع و خشوع اسکو کہتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھکر خدا کی معرفت کسکو ہوسکتی ہے

اسپر فرماتے تھے کہ

ما عرفتك حق معرفتك ـ اے خدا جو حق تجھے پہچاننے کا ہے ویسا مین نے نہین پہچانا

علاوہ اداے فرائض نبوت و رسالت عبادت مین اسقدر مشقت فرماتے تھے کہ رات رات بھر نماز پڑھتے تھے حتی کہ قیام وقعود سے پاؤن ورم کر گئے۔ اپنے حبیب کی یہ مشقت دیکھکر خداے پاک نے ارشاد فرمایا

طٰهٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی ـ اے رسول ہمنے تمپر قرآن اسلیے نازل نہین کیا کہ تم اسقدر تکلیف اٹھاؤ

اللهم صل علی محمد و آل محمد

غرض اسلامی دنیا پر جو درجہ اور مرتبہ آل رسول کا ہے وہ کسی اور کا نہین ہے اور یہ خدا کی دین ہے" واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اب اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات پر بھی نظر کرو جنکے عشق مین تم نے خدا و رسول کی شہادتون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ ذرا ان کے اعمال کو وصی رسول کے ایمان و عقائد اور حقیقت و معرفت سے تقابل کرو جنکی نماز کا بفحواے شعر ؎

اگر بود پیش تو تن در نماز ـ بل بود اندیشہاے دراز

وگر بود پیش تو سر در سجود ـ تو خود نیک دانی کہ در چہ بود

یہ حال تھا کہ نیت کے ساتھ ہی دل مین تو غیر ملک و مال کی تدبیرین سوچتے تھے زبان پر تو الحمد للہ ہے اور دل مین جسٹریہ کی آمدنی کا حساب۔ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق مین حضرت عمرؓ کے زہد و تقوے اور نماز روزے کے جو صفات تحریر فرمائے ہین ان کو ملاحظہ کرو جس سے جناب خلافت مآب کے خضوع و خشوع اور معرفت الٰہی پر خوب روشنی پڑتی ہے اسکی نقل یہ ہے۔

کوئی ضروری کام آپڑتا اور وقت کی تاخیر کا خوف نہوتا تو حضرت عمر پہلے اس کو انجام دیتے۔ ایک دفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر ان کی طرف بڑھا وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے فارغ ہوکر نماز

تب نماز پڑھو بعض اوقات جہاد وغیرہ کے اہتمام میں اسقدر مصروف رہتے کہ نماز میں بھی وہی خیال بندھا رہتا تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوتا ہوں اور فوجیں تیار کرتا ہوں۔ ایک روایت ہے کہ میں نے نماز میں بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ بعض اوقات جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے کسی سے مخاطب ہو جاتے۔ (دیکھو حصہ دوم صفحہ ۲۲۳)

ایکدفعہ رمضان میں بدلی کی وجہ سے آفتاب کے ڈوب جانے کا دھوکا ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمود ہو گیا۔ لوگ متردد ہوئے حضرت عمر نے فرمایا معاملہ چنداں اہم نہیں ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے صفحہ ۲۹۰

کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے۔ ایکدفعہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے۔ ایکدفعہ رات کو گشت کر رہے تھے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی اُدھر متوجہ ہوئے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج میں حضرت عثمانؓ وغیرہ ساتھ تھے عبد اللہ بن زبیر اپنے ہمجولیوں کے ساتھ چہل کرتے اور حنظل کے دانے اُچھالتے چلتے تھے حضرت عمرؓ صرف اسقدر فرماتے تھے دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائیں۔ لوگوں نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ اسکو منع نہیں کرتے فرمایا کہ گانا شتر سواروں کا زادراہ ہے۔

خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایکدفعہ سفر میں میں حضرت عمر کے ساتھ تھا لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خود اپنے اشعار گائیں چنانچہ میں نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا صفحہ ۳۳۳۔ (جب زخمی ہوئے) تو لوگوں کو خیال تھا کہ زخم چنداں کاری نہیں ہے غالباً شفا ہو جائے۔ چنانچہ طبیب بلایا گیا اسنے نبیذ (مسکرات سے ہے) اور دودھ پلایا (حصہ اول)

عبادت مین جناب امیرؑ اور حضرت عمرؓ کا تقابل

بھائیو! تعصب کو چھوڑو اور جو کچھ تمھاری ہی کتابون سے ہم نے تمھارے اصحاب ممدوحین اور جناب امیر علیہ السلام کے ایمان و عمل صالح کے حالات تمھارے سامنے پیش کئے ہین اور آیات آلہی، اور تمھارے ہی مفسرین کرام کی تفاسیر نقل کی ہین ان کو بچشم انصاف سے دیکھو اور برائے خدا انصاف کرو کہ آیہ وافی ہدایہ

انما یومن بایتنا الذین	ہماری آیتون پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین
اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا	جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین (تو) سجدے مین
بحمد ربھم وھم لا یستکبرون	گر پڑتے ہین اور اپنے پروردگار کی (حمد و ثنا کے ساتھ
تتجافی جنوبھم عن المضاجع	تقدیس و تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ کسیطرح تکبر نہین کرتے
یدعون ربھم خوفا وطمعا	(رات کے وقت) ان کے پہلو بسترون سے آشنا نہین ہوتے اور
ومما رزقنھم ینفقون ○	(عذاب) خوف کے اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعائین
پ ۲۱ + س سجدہ	مانگتے اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے تو اسمین سے راہ خدا مین
ع ۲	خرچ کرتے ہین ۔

کس عابد و زاہد کے حال پر شہادت دیتی ہے اور آیہ کریمہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ	اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے
عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان	اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیچھے
امرہ فرطا (پ ۱۵ + س کہف ع ۴)	پڑا ہے اور اسکی دنیاداری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے ۔

کن کے حسب حال ہے ۔ وہ کون عاشق رب العلا ہے جسکے نور معرفت کی تصدیق آیہ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام	کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو
فھو علی نور من ربہ ۔	اور وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نور (ہدایت) پر ہے ۔

سے ہوتی ہے۔ اور وہ کون ہے جنکے وعظ و ہدایت بھولجانے۔ ذکر خدا سے دل سخت ہوجانے پر یہ نص جلی

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ | پس افسوس ان لوگون پر ہے جنکے دل یاد خدا کرنے

اولئک فی ضلال مبین ٥ | سے سخت ہوگئے ہین وہی تو کھلی گمراہی مین ہین

شاہد ہے۔ وہ کون خدا کا ولی ہے جو آیہ کریمہ

افمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح | جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو

صدرہ للاسلام | اُسکا سینہ کھولدیتا ہے۔ اسلام کیلئے

کا مصداق ہے۔ اور وہ لوگ کون ہین جنپر آیہ شریفہ

ومن یرد ان یضلہ یجعل | اور جنکی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اُسے توفیق ہدایت

صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی | کرے تو اُسکے سینہ کو تنگ گھٹا ہوا کردیتا ہے گویا کہ وہ آسمان

السماء۔ | پر چڑھا چلا جاتا ہے۔

صادق آتی ہے۔ کیا خدائے پاک کے کلام پر ایمان لانے کے یہی معنی ہین کہ وہ تو یہ فرمائے۔

ھل یستوی الذین یعلمون | کیا برابر ہین وہ لوگ جو جانتے ہین۔ اور

والذین لایعلمون | جو لوگ کہ نہین جانتے۔

اور تم لاعلم کو عالم پر افضل ٹھہراؤ۔ المختصر ان تمام روایتون۔ آیتون اور تفسیرون سے ثابت ہے کہ وہ سب روایتین جو حضرت ابوبکر رضہ کے صدق ایمان اور عالم قرآن و حدیث ہونیکے بارے مین بڑے طمطراق سے مشہور کی جاتی ہین وہ محض بے اصل ہین اسلئے کہ حضرت کا ذکر خدا سے سخت دل ہونا۔ اور خضوع وخشوع نہونا بخوبی ظاہر ہے اور خضوع وخشوع تجلی الٰہی سے ہوتا ہے اور تجلی اکمل الایمان ہونے پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انسان کی معرفت اور علم مین زیادتی ہوگی اسیقدر اُسکا ایمان کامل اور یقین محکم ہوگا۔ جناب امیر المومنین و امام المتقین ارشاد فرماتے ہین:۔

سبحانک عجبا من عرفک کیف　　　اے خدا تو پاک ہے اوس سے مین تعجب کرتا ہون

لا یخافک　　　کہ جنے تجھکو پہچانا اور تجھسے نہین ڈرتا۔

پس جن تفسیرون اور روایتون سے خود حضرت ابوبکر کا اپنے نقص ایمان پر اعتراف کرنا روشن ہو تو ان شہادتون کی تکذیب نہ صرف اپنے ہی مفسرین و مجتہدین کی تکذیب ہے بلکہ خود حضرت صدیق کی صدیقیت پر داغ لگانا ہے۔

حواریان حضرت عیسیٰؑ و اصحاب نبیؐ

تیسری مثال　ان اصحاب کی مثال حواریان حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے خوب ملتی ہے کہ جب ان جناب کو سولی پر لیگئے تو آپ کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ یہی حال ہو بہو اصحاب خاص کا تھا کہ جب غزوۂ احد مین جناب سرور کائنات فخر موجودات مشرکین و کفار کے حربون سے مجروح ہوکر ایک غار مین گر گئے تو یہ رفقا اور جان نثار اپنے ایمان کو خیرباد کرکے اپنے پیغمبر کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گئے۔ چنانچہ ان کے فرار پر علمار مورخین اہلسنت کے اقوال تیسری آیت کے جواب مین نقل کی جائین گی۔ اس جگہ صرف شمس العلما شبلی نعمانی کا بیان نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

حضرت امیر حمزہؑ اور حضرت علیؑ اور ابو دجانہ دشمن کی فوج مین گھس گئے ان کی صفین الٹ دین فتح کے بعد لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے خالد نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک کہ دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی مبارک پر زخم آیا رخسارون مین مغفر کی کڑیان چبھ گئین آپ ایک گڑھے مین گر گئے جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھون نے مدینہ سے ادھر دم نہین لیا کچھ لوگ تو جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت عمر اس تیسرے گروہ میں تھے علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر و طلحہ اور چند مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ مایوس ہو کر بیٹھ رہے تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑکر مر جاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری، مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے"

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۲۵)

جناب شبلی صاحب نے جس صفائی سے اسناد کے ساتھ حضرت عمرؓ کا فرار قلمبند کیا ہے اسکو ملاحظہ کرو اور یہ بھی جان لو کہ مجاہد کا بجز صبر و شہادت دوسرا فرض ہی نہین ہے۔ فرار تو فرار خداے پاک نے تو کفار سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرنے کی بھی ممانعت کی ہے اور اس کی سزا "ماواہ جہنم وبئس المصیر" قرار دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ حضرت عمرؓ اپنے نزدیک یہ سمجھ چکے تھے کہ رسول اللہؐ نے شہادت پائی مگر حیف ہے کہ اسپر بھی جس شمع کے پروانہ تھے اسکے گل ہوجانے کا اور جس چاند کے چکور تھے اسکے غروب ہوجانے کا انکو ذرا بھی غم نہ ہوا۔ اور نہ حضرت انس کے غیرت آمیز کلام سے رگ فاروقی کچھ جوش مین آئی۔ حضرت انس نے تو جنکی تعریف ہم نے جہاد اور ایمان کے بارے مین اپنے سنی بھائیون سے کبھی نہ سُنی اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کرکے اپنے پروردگار سے

وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ — اور راہ خدا مین اپنے مالون اور اپنی جانون سے

اولئک ھم الصادقون ۰ — جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہین۔

کی سند حاصل کی۔ مگر حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار جو ہمیشہ لن ترانیان کیا کرتے تھے۔ اور رات و دن جہاد کے لئے اپنے سر کف او رجان نثاری اس شد و مد سے جتایا کرتے تھے ؎

بگفتند یا سید المرسلین — قدم پیش بگذار و مارا ببین
کہ با دشمن دین جہا می کنیم — چہ سان در رہت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان — بباریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد دست — بدست تو روز یکہ دادیم ہست
سر و مال و فرزند و خویش و تبار — ہمان روز کردیم بر تو نثار

مگر جب سر فدا کرنے اور جان نثار کرنے کا وقت آیا تو پھر ؎

دگر کس نہ بذران دلیران بجا — رسول خدا ماند و شیر خدا ؏
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند — علی ماند و یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمر و چہ زید و ولید — شدند آن زمان از نظر نا پدید
یکے زد بعرض و دگر زد بہ طول — نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول ؐ

اپنے محبوب کو دشمنوں کی تلوارون مین تنہا چھوڑ کر ایک ٹیلے پر بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے اب کوئی نظر انصاف سے ان حضرات کے اقوال و افعال پر نظر کرے کہ کہتے کیا تھے۔ اور کرتے کیا تھے کون جہاد مین ثابت قدم رہا۔ اور فراری کون ہوا۔ اور وقت امتحان حسب آیۂ کریمہ

ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدين منكم — اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائینگے تا کہ تم لوگون مین
والصابرين ونبلوا اخباركم ۵ — جو جہاد کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو
دیکھ لین۔ اور تمہارے حالات جانچ لین

کون پورا نکلا۔

جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین ان حضرات کے جہاد کی بہت کچھ ثنا ر وصفت کی ہے لہذا جناب میرن صاحب قبلہ اعلے اللہ مقامہ نے اصحاب ممدوحین کی یہی گفتار و رفتار حرکات و سکنات اور اقوال و افعال کتب اہلسنت مین ملاحظہ فرما کر جناب شاہ صاحب کو یہ جواب دیا ہے کہ

"سیرت شیخین دلالت برخبث سیرت انہا دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت می نمودند و در فکر اضرار آنحضرت بری آمدند و بر وقت از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب چشم انصاف سے اِس جواب کو جناب شبلی صاحب کی تحریر کے ساتھ ملاحظہ فرمائین کہ جناب اعلے اللہ مقامہ نے جو جواب دیا وہ من کل الوجوہ اصحاب کے حسب حال ہے یا نہین اور جناب شمس العلماء نے جس صراحت اور وضاحت سے باظہار نام حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تنہا چھوڑکر میدان جنگ سے ایک ٹیلہ پر بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھنے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے اُس سے ہمارے سنی بھائیون کا بڑے طمطراق سے یہ فرمانا کہ

"ہرگاہیکہ آنجناب بہجرت وجہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

باطل ثابت ہوا کہ نہین باینہمہ ان حالات پر وہ تمام آیات فضیلت جو خاص مجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین اُن حضرات کے حق مین بتانا خدا پر بہتان ہے یا نہین عزیزو اجاؤ حق سے نہ پھرو خدائے عزوجل کے اِس کلام کو یاد کرو

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ — اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ہیبت خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

بازیچۂ طفلان نہ بناؤ سے

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قولہ تعالیٰ :۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ میں مت ظاہر کرو اور

الحق وانتم تعلمون ۝ — حق کو جان بوجھکر چھپاؤ ۔

چوتھی مثال حضرت عمر کا یہود کے جلسون مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا

چوتھی مثال کتب اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا رجحان طبع اہل یہود کی طرف بہت تھا۔ آپ یہود کی محفلون اور جلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور یہودی بھی آپ کو اسوجہ سے عزیز رکھتے تھے۔ توریت کی تلاوت بہت ذوق وشوق سے فرماتے تھے۔ ایک دن اسکو لیکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور پڑھ کر سنانے لگے جو جو آپ پڑھتے تھے آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک غضب سے سرخ ہوتا جاتا تھا ۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین متعدد روایتین لکھی ہین ازانجملہ دو ایک اسجگہ نقل کی جاتی ہین ملاحظہ فرمائین وہ یہ ہین :۔

قال انطلقت انا فانتسخت کتابا من اھل	حضرت عمر کہتے ہین کہ مین کتاب یہود لکھوا کر
الکتاب ثم جئت بہ فی ادیم فقال لی رسول اللہ	حضرت کے پاس لایا آپنے پوچھا اے عمر یہ کیا ہے مین نے کہا
صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا فی یدک یا عمر قلت	یہ کتاب ہے جسے مین نے لکھوایا ہے کہ میرا علم بڑھے حضرت
یا رسول اللہ کتاب نسختہ لنزداد بہ علما الی علمنا	اس کلام کو سنکر اسقدر غصہ ہوئے کہ دونون رخسار مبارک آپکے
فغضب رسول اللہ حتی احمرت وجنتاہ ثم نودی	سرخ ہوگئے اور ندا دیگئی الصلوٰۃ جامعۃ کی کہ سب جمع ہون
بالصلوٰۃ جامعۃ فقالت الانصار اغضب	جب انصار نے یہ سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہے تب ہتھیار
نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی احدقوا	لگا کر چلے جب وہ آئے تو سب نے گرد منبر حلقہ باندھ لیا حضرت
بمنبر رسول اللہ فقال یا ایھا الناس انی اعطیت	نے فرمایا ایہا الناس مجھکو جوامع کلم و خواتیم کلم
جوامع الکلم وخواتیمہ واختصر لی الکلام اختصارا	عطا کیا گیا ہے اور اختصار کیا گیا ہے میرے کلام کا

لقد اتیتکم ببیضاء نقیہ فلا تتھوکوا — اور مین دین پاک صاف لایا ہون کہ تم لوگ حیران
ولا یغترنکم المتھوکون۔ قال عمر — و گمراہ نہ ہوا اور ایسے لوگ تم کو گمراہ نہ کرین جو خود
فقمت وقلت رضیت باللہ ربا — متحیر ہین عمر نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین راضی ہوا
وبالاسلام دینا وبک رسولا ثم نزل — خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ — آپ کی رسالت پر اسکے بعد حضرت منبر پر سے
(صفحہ ۱۹) — اُتر آئے۔

اور یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کی ہے جسپر اہلسنت کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے:-

عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی — جابر سے مروی ہے کہ حضرت عمر ایک نسخہ
رسول اللہ م بنسخۃ من التورات فقال — توریت لیکر حضرت رسول اللہ کی خدمت مین آئے
یا رسول اللہ ھذہ نسخۃ من التورات — اور کہا کہ یا حضرت یہ نسخہ توریت کا ہے پس حضرت
فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ — خاموش رہے اور عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا
یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل — اور رسول اللہ کا چہرۂ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت
ما تری ما بوجہ رسول اللہ فنظر — ابوبکر نے کہا تو مرجا کہ تیری مان بہنین تیرے غم مین
عمر الی وجہ رسول اللہ م فقال اعوذ — رونے کو بیٹھین تو نہین دیکھتا کہ چہرۂ رسول کی
باللہ من غضب اللہ وغضب رسول — کیا حالت ہے عمر نے رسول اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھکر
اللہ م رضینا باللہ ربا وبالاسلام — کہا کہ مین غضب خدا اور ناراضی رسول سے پناہ مانگتا ہون
دینا وبمحمد نبیا۔ فقال — اور مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام محمد سے
رسول اللہ والذی نفس محمد — یہ سنکر فرمایا آنحضرت نے قسم بخدا جسکے قبضۂ قدرت مین
بیدہ لو بدا لکم موسیٰ — محمد کی جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) ظاہر ہون

واتبعتموہ وترکتمونی لضللتو عن | اور تم اُن کی اطاعت کرو اور مجھے چھوڑ دو تو گمراہی

سواء السبیل (مجمع البحرین فی ادلتہ الفریقین صفحہ ۳۷۵) | اختیار کروگے سیدھے راستے سے ۔

غرض ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مذہب یہود کی جانب دل سے رغبت تھی حالانکہ خداے پاک اہل اسلام کو ان سے میل جول کو بھی منع فرماتا ہے بلکہ میل جول کرنے والون کو بھی انھین مین سے بتاتا ہے ۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود | اے مسلمانو یہود اور نصارا کو دوست نہ بناؤ

والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن | یہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور تم مین سے جو

یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی | کوئی انکو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انھین مین کا ایک ہے

القوم الظلمین ٥ | خدا ایسے ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا ۔

لیکن ان حضرات نے احکام خدا ورسول پر یہ عمل کیا کہ بعد رحلت سرور کائنات سرداران یہود کو داخل دربار اور مقرب بارگاہ کیا اور کتاب خدا کی ترتیب و جمع اُنکے حوالے کی جیسا کہ زید بن ثابت کے بارے مین حضرات ثلثہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے ۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب موصوف فرماتے ہین :۔

" فاش شدن اخبار بنی اسرائیل در روایت آن از اہل کتاب آن اول بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مخلط شد "

شمس العلما شبلی نعمانی بھی ان روایتون کی تصدیق کرتے ہین کہ

مسند دارمی مین روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر توریت کا نسخہ آنحضرت کے پاس لیگئے اور اسکو پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا ۔ یا امر صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ یہودیون کے ہان جسدن توریت کا درس ہوتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے

ان کا خود بیان ہے کہ یہودیون کے درس کے دن اُن کے وہان جایا کرتا تھا۔ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمھارے تمام مذہبون مین ہم تم کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو

(دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۱۹)

مثل بنی اسرائیل و صحابہ کا آنحضرت سے سوالات کرنا

پانچوین مثال — اہل یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیڈھنگے سوالات کیا کرتے تھے۔ جو اکثر کفر کی حد تک پہونچتے تھے اور یہ سوالات وہی لوگ کرتے تھے جو ناقص الایمان تھے یہی صورت اُن اصحاب رسول صلعم کی تھی جن کا ایمان ناقص تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم سے فضول سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ خود اصحاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:۔

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم	(مسلمانو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانہ مین
کما سئل موسیٰ من قبل و	موسیٰ سے (بیہودہ درخواستین) اور سوالات کئے گئے تھے
من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل	(ویسے ہی) تم بھی اپنے رسولؐ سے (بیہودہ درخواستین اور)
سواء السبیل	سوالات کرو اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے
(پ + س بقر + ع ۱۳)	تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمۂ قرآن مجید مین یہ تحریر فرماتے ہین:۔

یہودی حضرت موسیٰؑ سے بیہودہ درخواستین بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ ہمین خدا کو لا دکھاؤ کبھی بکتے تھے کہ ہم من وسلویٰ نہین کھاتے۔ کبھی کہتے کہ دوسری قومین بتون کو پوجتی ہین ہمارے لئے بھی ایک بت بنا دو۔ اسی طرح بعض باتین مسلمانون سے بھی منقول ہین مثلاً ذات انواط ایک درخت تھا جس مین مشرکین چلے باندھا کرتے تھے بعض مسلمانون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایسا ہی کوئی تھان ہم مسلمانون کا بنا دیجئے (صفحہ ۲۲)

مثل امم انبیاء و اسلاف صحابہ کی سرتابی

چھٹی مثال — امم سابقہ نے اپنے اپنے پیغمبرون حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت ذکریاؑ۔ حضرت یحییٰ علیہم السلام سے تکبر اور

انحراف اسی موجب سے کیا کہ جو احکام انبیا علیہم السلام منجانب خداوند متعال بلاغ فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھی اسپر اُنھون نے اپنے پیغمبرون کو ایذائین اور تکلیفین دین کسی کی تکذیب کی اور کسی کو قتل کیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم — تو کیا تم اسقدر شوخ ہو گئے ہو کہ جب تمھارے پاس

استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون — کوئی رسول تمھاری خواہشون کے خلاف کوئی حکم لیکر آیا

(پ۱ س بقرہ ع۱۱) — تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو لگے قتل کرنے

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین:-

ایا ہر گاہ ہیکہ از نزد ما آمد شما فرستادہ بہ آنچہ — یعنی جب ہمارا بھیجا ہوا پیغمبر تمھارے پاس اپنی

دوست ندارد نفسہاے شما آن را و نخن او بر وفق ہوا — ہدایتون کے ساتھ پہونچا جسکو تمھارے دل قبول نہین

و مدعا شما نباشد تعظم کردید و گردن ننہادید — کرتے تو تم نے تکبر کیا اور ان کی عظمت نہین کی کسی کو

پس گروہے را از ایشان بدروغ داشتید چون محمدؐ و — جھٹلایا۔ مثل محمدؐ اور عیسیٰؑ کے اور کسیکو ذکریاؑ و یحییٰؑ کی طرح

عیسیٰؑ و گروہے را بکشتید چون ذکریا و یحییٰؑ — قتل کیا

(قرآن مجید مع تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی ص۱۶)

یہی حالت ان اصحاب رسول مقبول صلعم کی تھی جو منافق تھے کہ جب آنحضرت اِن کی مرضی اور خواہش کے خلاف ارشاد فرماتے تو اصحاب فوراً بگڑ جاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بدگمانیان خدا و رسول کی طرف کرنے لگتے تھے۔ حضرت صلعم کے سامنے تو آپ کے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے تھے مگر جب اپنے گروہ مین جاکر بیٹھتے تو حضرت کے خلاف شورے و مشورے اور سرگوشیان کرتے تھے۔ اُن کی سازشون اور نفاق و شقاق سے خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کو وحی سے آگاہ فرمادیا کرتا تھا۔

ویقولون طاعۃ — اور (انکی حالت یہ ہے کہ) وہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار

فاذا برزوا من عندک بیت طائفۃ	کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں
منھم غیر الذی تقول واللہ یکتب	تو جو کچھ تم کہدیتے ہو اسکے برخلاف ان میں سے ایک گروہ
ما یبیتون فاعرض منھم وتوکل	راتوں کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ راتوں کو مشورہ کرتے
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا	ہیں اسکو اللہ لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم انسے روگردانی کرو
(پ ۵ ۔ س نسار ۔ ع ۱۱)	اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کارساز ہونے کیلئے اللہ کافی ہے

چند اصحاب کا رسول کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا

صاحب تفسیر حسینی نے آیہ شریفہ "افکلما جاءکم رسول" کی جو تفسیر لکھی ہے اسمین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صرف یہ لکھا ہے کہ "پس گروہے از ایشان بدرنج داشتند چون محمدؐ" حالانکہ اصحاب رسول نے صرف آنحضرت صلعم کی تکذیب ہی نہین بلکہ آپ کو ہلاک کرنے پر مستعد وآمادہ ہو گئے تھے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو بارہ اصحاب شب کے وقت اثنار راہ مین بمقام عقبہ ڈھاٹے باندھکر ایک گھاٹی کے دامن مین چھپ کر کھڑے ہو گئے دشمنون کی اس سازش اور ارادے سے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو وحی سے آگاہ فرمایا جب سواری مبارک دامن کوہ پر پہونچی تو یہ لوگ آپ کو نظر آئے۔

حضرت حذیفہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے آپنے اُن سے فرمایا کہ ان لوگون کو یہان سے نکالدو۔ اور شناخت کرلو کہ یہ کون کون ہین حضرت حذیفہ اُن لوگون کی طرف چلے۔ وہ لوگ گھاٹی سے نکلے حضرت حذیفہ نے اُن کے منہ پر چابک مارے اور وہ سب کے سب فرار ہو گئے۔ اسطرح سے اللہ جل شانہ نے آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا اور اُن کی سازش کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی۔

یحذر المنافقون ان تنزل علیھم سورۃ	منافقین اس بات سے ڈرتے ہین کہ (کہین ایسا نہو) ان مسلمانون
تنبئھم بما فی قلوبھم قل استھزؤا ان اللہ	پر (ارسول کی معرفت) کوئی سورہ نازل ہوجائے جو ان کو
مخرج ما تحذرون ٥ (پ ۔ س توبہ ۔ ع)	جو کچھ ان منافقین کے دل مین ہے بتلائے (اے رسول) تم کہدو (اچھا) تم مسخرہ پنکئے جاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ضرور ظاہر کردیگا

اس واقعہ کا حال کتب سیر و حدیث و تفاسیر اہلسنت مین مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر معارج النبوۃ شواہد النبوۃ تفسیر جلالین تفسیر معالم التنزیل و تفسیر کبیر وغیرہ مین بہ توضیح و تصریح درج ہے۔ ہم نے یہ حال تفصیل سے آیات محکمات جلد سوم احوال غدیر خم مین لکھا ہے اور اُن اصحاب کے نام بھی بتا دیے ہین جو اس واقعہ مین شریک تھے۔ اس جگہ ہم اپنے بھائیون کے اطمینان خاطر کے لیے آیہ کریمہ مندرجۂ بالا کی تفسیر تفسیر جلالین اور تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر جلالین مین ہے۔

تفاسیر وغیرہ امر مذکورہ بالا کے ثبوت مین

وھموا بما لم ینالوا من الفتک	وہ کیا چیز تھی جسکا منافقین نے قصد کیا تھا اور وہ
بالنبی صلعم لیلۃ العقبۃ عند	پورا نہ ہوا اور نہ انکی مراد حاصل ہوئی وہ قصد نبی صلعم کے قتل
عودہ من تبوک وھم بضعۃ	کر ڈالنے کا تھا مقام عقبہ پر رات کیوقت جبکہ نبی صلعم تبوک
عشر رجلا فضرب عمار بن یاسر	سے واپس تشریف لا رہے تھے اور وہ لوگ جنھون نے ایسا برا ارادہ
وجوہ الرواحل لما غشوہ فردوا	کیا تھا دس سے زیادہ تھے جن کے سوارین کے منھ پر حضرت عمار یاسر
صفحہ ۱۵۸	نے چابک مارے اور وہ لوگ حضرت کو غافل نہ پا کر لوٹ گئے۔

امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین:-

وقال الاصم ان عند رجوع	اصم کہتے ہین کہ جب رسولخدا تبوک سے واپس آ رہے تھے
الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام من	تو عقبہ پر بارہ آدمی کھڑے ہوئے تھے کہ حضرت کو روکین اور اذیت
تبوک وقف علی العقبۃ اثنا عشر رجلا	پہونچائین جبرئیل نے اس حال سے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ
لیفتکوا بہ فاخبرہ جبرئیل وکانوا	وہ لوگ آپ سے چھپ کر کھڑے ہین کہ دکھائی نہین دیتے آپ
متلثمین فی لیلۃ مظلمۃ وامرہ ان یرسل	اُنکے پاس ایسے لوگون کو بھیجین جو اُن کی سواریون کے منھ پر
الیھم من یضرب وجوہ رواحلھم فامر	مارین حضرت نے حذیفہ کو حکم دیا وہ گئے اور اُن کو مارا
حذیفۃ بذلک فضربھا حتی نحاھم	یہان تک کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ جب حذیفہ واپس آئے

ثم قال من عرفت من القوم فقال فلم	تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچانا وہ کون کون لوگ تھے
اعرف منهم احدا فذكر النبی صلی الله	حذیفہ نے عرض کیا کہ مین نے اُنمین سے کسی کو نہین پہچانا
علیه وسلم اسماءهم وعدهم له و	پس حضرت نے اُن کی تعداد اور ایک ایک کا نام بتایا
قال ان جبرئیل اخبرنی بذلك	اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے یہ نام مجھے بتائے ہین حذیفہ نے
فقال حذیفة الا تبعث الیهم لیقتلوا	کہا کہ آپ لوگون کو کیون نہین بھیجتے کہ اُنکو قتل کر ڈالین
فقال اکره ان تقول العرب قاتل	حضرت نے فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم نہین ہوتا کہ عرب کہینگے
محمد باصحابه حتی اذا ظفر صار	کہ محمدؐ نے اپنے اصحاب کو لیکر جنگ کی اور جب ظفر پائی
یقتلهم تفسیر کبیر جلد چہارم (ص۶۲۶)	تو خود اُن کو قتل کرنے لگے۔

جناب امام صاحب موصوف نے اس تفسیر کی جو توضیح کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جس کی نقل یہ ہے

قال الحسن اجتمع اثنا عشر رجلا	جس کا بیان یہ ہے کہ وقت مراجعت آنحضرت
من المنافقین علی امر من النفاق فاخبر	صلی اللہ علیہ وسلم بارہ اشخاص اصحاب منافقین سے جمع
جبرئیل لرسول علیه الصلوة والسلام	ہوے اور خندق کھودی جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم کو
باسمائهم فقال علیه الصلوة والسلام ان اناسا	اس حال سے مطلع کیا اور ان لوگون کے نام بتائے۔
اجتمعوا علی کیت وکیت فلیقوموا و	آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس فعل کیلئے جمع
لیعترفوا ولیستغفروا ربهم حتی اشفع لهم فلم	ہوے تھے وہ توبہ و استغفار کرین تا کہ مین انکی شفاعت
یقوموا فقال علیه الصلوة والسلام بعد ذلك	کرون لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ تب آنحضرت نے ہر ایک کا
قم یا فلان ویا فلان حتی اتی علیهم ثم	نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلان فلان شخص اُٹھے تب وہ
قالوا نعترف ونستغفر فقال الآن انا کنت	اشخاص سامنے آئے اور اعتراف کرکے استغفار چاہا حضرت نے
فی اول الامر اطیب نفسا بالشفاعة	ارشاد فرمایا اب کیا کہتے ہو اس سے پہلے مین بخوشی شفاعت کرتا

واللہ کان اسرع فی الاجابۃ اخرجوا عنی — اور خداوند عالم جلد قبول فرماتا ہے پھر فرمایا کہ میرے پاس

اخرجوا عنی فلم یزل یقول حتی خرجوا — سے نکل جاؤ نکل جاؤ حضرت کے بار بار فرمانے سے

بالکلیۃ۔ (صفحہ ایضا) وہ لوگ چلے گئے۔

اِن تفسیرون سے ثابت ہوا کہ اصحاب اقدام قتل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم ہین اور یہ اصحاب اُن اصحاب سے تھے۔ جو سفر و حضر اور خلوت و جلوت مین حاضر رہتے تھے۔

مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیت کی تمنا

ساتوین مثال بعد حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے جہاد کی تمنا اور خواہش ظاہر کی۔ اور جب انکی خواہش کے موجب اُن پر جہاد واجب کیا گیا تو بجز معدودے چند سبھون نے لڑنے سے منھ پھیر لیا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل — (اے رسول) کیا تم نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کے

من بعد موسی اذ قالوا لنبی لھم ابعث — سرداروں (کی حالت) پر نظر نہین کی جب انھون نے اپنے

لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال — نبی (شمویل) سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجئے

ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال — تاکہ ہم راہ خدا مین جہاد کرین (پیغمبر نے) فرمایا کہین ایسا

الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل — تو نہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے جبکہ

فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا — ہم اپنے گھرون اور اپنے بال بچون سے نکالے جا چکے تو (پھر)

وابنائنا فلما کتب علیھم القتال — ہمین کونسا عذر باقی ہے کہ ہم خدا کی راہ مین جہاد نہ کرین

تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم — پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو انمین سے چند آدمیون کے سوا

بالظلمین ہ — سب کے سب نے لڑنے سے منھ پھیرا اور خدا تو ظالمون کو خوب

پ ۲ ع س بقر
ع

جانتا ہے۔

یہی حالت بعینہ جناب رسول مقبول کی اصحاب کی تھی کہ جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا کرتے تھے

مگر جب آیتین نازل ہوئین اور جہاد واجب کیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیتین اُن کو سُنائین تو ان کو سنکر پیغمبر خدا کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کہ وہ دیکھتا ہے جس پر غشی موت کی طاری ہوتی ہے اللہ جل شانہ ان لوگون کی اس حالت سے اپنے حبیب صلعم کو اس طرح آگاہ فرماتا ہے۔

ویقول الذین اٰمنوا لولا نزلت سورۃ فاذا انزلت سورۃ محکمۃ و ذکر فیها القتال رأیت الذین فی قلوبهم مرض ینظرون الیك نظر المغشی علیه من الموت فاولیٰ لهم

(پ ۲۶ + س ۔ محمد + ع ۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کہتے ہین کہ جہاد کے بارے مین، کوئی سورت کیون نہین نازل کیگئی پھر جب صاف صاف سورت اتار دیگئی اور اُسمین لڑائی کا ذکر کیا گیا تو تمنے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمھاری طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھتا ہے جسپر موت کی غشی طاری ہو منافقین کے لیے خرابی ہے۔

چنانچہ جنگ بدر جس کو دیگر غزوات پر خاص امتیازات حاصل ہین کہ خداوند کریم نے خاص سورۂ انفال مین اس غزوہ کے حالات مفصل بیان فرمائے ہین۔ اور باوجودیکہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ مگر بہت سے اصحاب نے شرکت سے اسطرح جی چرایا گویا وہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

وان فریقا من المؤمنین لکارهون ۝ یجادلونك فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وهم ینظرون

(پ ۹ ۔ س انفال ع ۱)

درانحالیکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس کو پسند نہین کرتا تھا یہ لوگ حق کے ظاہر ہوجانیکے بعد تجھ سے جھگڑا کرتے تھے گویا کہ (وہ لوگ) موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہین اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔

جناب شبلی صاحب نعمانی نے اس غزوہ کا حال سیرۃ النبی مین مفصل لکھا ہے جسکے بعض جملہ یہ ہین

یہ بھی مسلم ہے کہ صحابہ مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شرکت سے ہچکچاتے تھے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے۔ ڈر کے مارے بہت صحابہ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہو کہ کوئی موت کے منہ مین لئے جاتا ہو۔ (صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲)

ہمنے آیات بینات کی دوسری آیت کی بحث مین اصحاب کا جہاد سے جی چرانا اور معرکہ سے فرار کرنا اسی جلد مین آگے بیان کیا ہے جس طرح غزوہ بدر پر جانے سے جی چرا گئے اسی طرح غزوہ تبوک پر بھی جانے سے حیلے حوالہ کر کے بیٹھ رہے تھے جسپر اللہ جل شانہ نے اُن پر سخت عتاب فرمایا ۔

یا ایہا الذین امنوا مالکم	مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ	ہے کہ راہ خدا مین (لڑنے کیلئے) نکلو تو تم زمین ڈھیر ہوجاتے ہو
اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم	کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو (اگر
بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع	یہ بات ہی تو یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ) آخرت کے
الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ؕ	(فائدون کے) مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے فائدے محض بے حقیقت
الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ہ ویستبدل	ہین اگر تم (بلائے جانے پر بھی راہ خدا مین لڑنے کیلئے) نہ نکلوگے
قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا ہ واللہ	تو تم کو بڑی دردناک (سزا) دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ (رسول کی مدد کو)
علی کل شئ قدیرۃ	لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہین بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز
پ سورہ توبہ ع	پر قادر ہے ۔

صاحب تفسیر حسینی نے جو تفسیر اس آیت کی کی ہے اسکو ملاحظہ فرمائین ۔

نقل است کہ درسال نہم از ہجرت کہ حضرت	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے
رسالت پناہ عازم غزوہ تبوک شدہ ہوا در غایت	نوین سال غزوہ تبوک کا عزم فرمایا ۔ اس وقت
حرارت بود اہل مدینہ بسبب خشک سالی مقل	شدت کی گرمی تھی اہل مدینہ خشک سالی کیوجہ
الحال میگذرانیدند چون فرمان رسید کہ اصحاب	سے تنگ حال تھے جب یہ حکم ہوا کہ اصحاب جہاد
کر جہاد بر میان اجتہاد بستہ عنان عزیمت بدان	کے لئے مستعد ہین اُس طرف چلین انھون نے
صوب معطوف سازند ایشان بسبب بعد مسافت و	بسبب فاصلہ دور و دراز ، او ر

کثرت اعدا و قلت زاد و گرمی ہوا بکراہت طبعی	کثرت دشمنان قلت زاد راہ اور موسم گرما اِس سفر
در رفتن تکاسل می ورزیدند آیت آمد یا ایہا الذین	سے تساہل اور کراہت کی اسپر آیت " یا ایہا
امنوا مالکم الخ" (جلد اول صفحہ ۲۵۵)	الذین امنوا الخ" نازل ہوئی

آیات بینات مین اس آیت کا جو شان نزول تحریر فرمایا ہے اُس کی بھی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے۔ اور سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کے فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے ان آیتون کو نازل کیا۔ (آیات بینات صفحہ ۲۴)

اِس عبارت مین "ترغیب" کا لفظ صحاب کی عیب پوشی کی خاطر لکھا ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے تو ان آیتون مین بہت تہدید اور تخویف کی ہے (اسی طرح دیگر آیات مین بھی ہے)

قل ان کان اٰباءکم وابناءکم	(اے رسول) تم کہدو کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم	تمھارے بیٹے (پوتے) اور تمھارے بھائی بند اور بیبیان اور تمھارا
واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون	کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کر لیا ہے اور وہ تجارت
کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم	جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے تھے اور وہ مکانات جو تم کو
من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ	پسند آگئے ہین یہ چیزین) اللہ اور اُسکے رسول سے اور راہ خدا
فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ	مین جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہین تو (صبر حالت مین)
لا یھدی القوم الفاسقین ۰	رہو یہان تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کرے اور اللہ نافرمان
(پ ۱۰ سورہ توبہ ع ۳)	لوگون کی راہبری نہین فرماتا۔

آٹھوین مثال جب بنی اسرائیل کی درخواست کی بنا پر جو ایک بادشاہ مقرر کرنے کی بابت حضرت شموئیل نے

صحاب کی بزدلی خمی اسامہ کی سرداری سے

دعا کی تو خدا نے ایک برتن روغن سے بھرا ہوا اور ایک عصا نازل فرمایا اور وحی بھیجی کہ ان لوگون مین سے جسکے آنے پر روغن جوش کھانے لگے اور عصا اُسکے قد کے برابر ہو جائے اُسی کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرو۔ یہ سنکر بہت سے لوگ بن ٹھنکر آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ جب طالوت آئے تو روغن بھی جوش کھانے لگا اور عصا بھی اُنکے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت شمویل نے اُن کو بادشاہ بنایا بنی اسرائیل قدیم عادت کے موافق لگے اعتراض کرنے اور اپنے نبی سے بحث کرنے لگے کیونکہ اُنکی خواہش یہ تھی کہ جسکے پاس خزانہ مال اور تزک احتشام ہو اُسی کو بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت شمویل کا جواب شرع کے قاعدے پر مبنی تھا کہ سلطنت کا کام ظاہری تزک سے نہین چلتا اِسکے لیئے علم اور حکمت کے خزانہ کی ضرورت ہے اور اسی کا لحاظ خداوند عالم نے بھی ہمیشہ ہر نبی یا خلیفہ کے مقرر کرنے مین رکھا ہے۔ (دیکھو تفسیر حسینی وغیرہ)

اِس قصہ کا بھی ذکر قرآن مجید مین ہے:۔

وقال لهم نبيهم ان الله	اور اُن کے نبی نے اُنسے کہا کہ بیشک خدا نے (تمہاری
قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى يكون	درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (تب)
له الملك علينا ونحن احق بالملك منه	کہنے لگے اُنکی حکومت ہمپر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے
ولم يوت سعة من المال قال ان الله	حقدار اُس سے زیادہ تو ہم ہین کیونکہ اُسے تو مال و کے اعتبار)
اصطفاه عليكم وزاده بسطة فى العلم	سے بھی فارغ البالی (تک) نصیب نہین (نبی نے) کہا خدا نے
والجسم والله يوتى ملكه	(تو اُسے تم پر فضیلت) دی ہے اور (مال مین نہ سہی مگر) علم اور جسم
من يشاء والله واسع عليم	کا پھیلاؤ اُسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک
(پ ۲ س بقرع ۱۷)	جسے چاہے دے۔ اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے

یہ مثال اصحاب ثلثہ اور دیگر اصحاب منافقین پر پوری صادق آتی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے دو چار دن قبل جنگ روم کے لئے لشکر تیار کیا تو امیر لشکر اسامہ بن زید کو

مقرر فرمایا اور علم فوج جس کو آپ نے باوجود تکلیف مرض خود دست مبارک سے تیار کیا تھا اُسامہ کو عطا فرمایا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔ اور حسب روایات مندرجہ کتب اہلسنت اکابر مہاجرین و انصار سے یعنی حضرت ابو بکر رض حضرت عمر بن خطاب رض حضرت عثمان رض بن عفان سعد بن ابی وقاص ابو عبیدہ جراح سعید بن زید اور سلمہ بن اسلم وغیرہ وغیرہ کو اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اُسامہ حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہوگئے اور ایک موضع مین مقام کیا کہ کل لوگ وہان جمع ہوجائین تو آگے بڑھین مگر یہ حضرات باوجود حکم مکرر در مکرر اُسامہ کے ہمراہ نہ گئے اور رسول خدا صلعم کے اس حکم پر طعن کی کہ ایک غلام کو ہم پر سردار کیا۔

اصحاب کی یہ باتین حضرت کے سمع اقدس تک پہونچین تو باوجود شدت مرض آپ مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر بعد حمد و ثنا رحق تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار یہ کیا باتین ہین جو تم مین سے بعضون نے اُسامہ کی سرداری کے باب مین میری نسبت کین اور اسیطرح اُسکے باپ کی امارت کے بارے مین بھی تم لوگ طعن و طنز کر چکے ہو حالانکہ وہ سزاوار امارت تھا اور اسی طرح اسامہ بھی ہے۔ اور اُسامہ بن زید کو مین تم سب لوگون سے زیادہ دوست رکھتا ہون۔ اگرچہ یہ بیان ہمارا مطابق کتب اہلسنت ہے مگر اصل عبارت بھی روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۱۴۱۸ سے اس جگہ نقل کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

روز دوشنبہ بست و ہشتم ماہ صفر سنہ مذکور حضرت امر فرمود مردم را ساختن لشکر کنند جہت حرب روم و روز دیگر اُسامہ بن زید حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر این لشکر میگردانم۔ و روز چہارشنبہ بست و نہم ماہ مذکور آنحضرت صلعم را شدت مرض طاری شد و روز دیگر باوجود حرارت مرض بدست مبارک لوائے برائے وے عقد فرمود و گفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر اللہ۔

پس اُسامہ لوا را گرفت و بیرون رفت و بریدہ بن الحصیب را داد تا در آن لشکر صاحب لوا را او

باشد، در جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتند تا آنکہ در آن لشکر ہمراہ اسامہ باشند الصورت بر بعضے مردم دشوار نمود بر سبیل طعن گفتند این غلام را پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بر مہاجرین اولین امیر میگرداند مقالہ این جمع بسمع شریف حضرت سید رسید بسیار بغضب رفت و باوجود حمی وصداع از خانہ بیرون آمد و سر مبارک را بعصابہ بربستہ بود بر منبر بر آمد و حمد و ثنائے حق تعالیٰ بتقدیم رسانید بعد ازان فرمود اے گروہ مردم این چہ مقالہ ہست کہ از بعضے از شما بمن رسید در باب امیر گردانیدن من اسامہ را اگر امروز طعن در امارت وے می نمایند پس البتہ طعن کردہ آید در امارت پدرش ازین قبل یعنے در غزوہ موتہ بخدا سوگند او سزاوار امارت بود و پسر وے نیز بعد از وے سزاوار امارتست و زید از احب مردم بود بمن و اسامہ از جملہ دوست ترین مردم ست بمن بعد از وے

(اسی طرح یہ حال "مدارج النبوۃ" و "معارج النبوۃ" وغیرہ کتب مین ہے)

الحاصل یہ وہ مثالین ہین جو بہت واضح ہین اور جن کی تطبیق و تصدیق آیات قرآنی سے بھی جو ہم اوپر نقل کر آئے ہین بخوبی ہوتی ہے۔ اگر تعصب چھوڑ کر سرکشان بنی اسرائیل کے ایمان و اعمال سے ان حضرات کے ایمان و اعمال کا تقابل کرو تو دونون کو ایک ہی قالب مین ڈھلا ہوا پاؤ گے۔ آخران حضرات کے ایمان کا یہ رنگ دیکھکر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا — یعنی تم ضرور پیروی کرو گے طریقوں کی ان لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے

بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر — بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک اگر وہ

ضب تبعتموهم قیل یا رسول الله الیهود — کسی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کرو گے کسی نے عرض

والنصاری قال فمن متفق علیه — کیا یا رسول اللہ آپکی مراد پہلے لوگوں سے یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا انکے سوا اور کون مراد ہو سکتا ہے

مشکوٰۃ المصابیح ص۴۵۸

بھائیو! اگر کتب سماوی اور کلام الٰہی کی ایسی ایسی جلی شہادتوں کے بعد بھی اچھے اور بُرے مومن ومنافق مین امتیاز نہ کرو۔ اور اپنے ہی مفسرین عظام ومحدثین کرام کی ایسی ایسی صاف صریح تفاسیر و اقوال پر قائل نہو تو ہم بجز اس دعا کے کہ خدا انھین توفیق ہدایت دے اور کس طرح سے سمجھا ئین ؎

یارب وہ سمجھتے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

بیشک جو فرقہ شیعہ ہو یا سنی حق کھل جانیکے بعد بھی تعصب ور اپنی ہوا و ہوس کو دخل دیکر سخن حق تسلیم کرنے سے منہ پھیرے اور آیات الٰہی واحادیث نبوی کو پہیلی سمجھے تو ضرور خدا اُس سے سمجھے گا اور جن امور مین باہم اختلاف ہے انکا خود فیصلہ فرماے گا۔

فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون
پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا جنمین انکو اختلاف ہے۔

قال

دوسری شہادت انجیل کی

قول انجیل سے صحابہ کی فضیلت کی مثال

متی کی انجیل باب ۱۳ کے درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکر اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے۔ پھر جب اُگتا ہے توسب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اس پیشین گوئی کو اس آیت سے ملانا چاہیئے جو ابھی مذکور ہوئی کہ

مثلھم فی الانجیل کزرع	یعنی خداوند تعالی فرماتا ہے کہ پیغمبر کے یارونکی
اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ	مثال انجیل مین سطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ
فاستوی علی سوقہ یعجب	اسمین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ
الزراع۔	بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے۔

پس اس آیت کے مضمون کی اس عبارت سے انجیل کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کیسی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشہادت قرآن و بشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور درحقیقت یہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق ہے اسلیئے کہ وہ اول تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور ایک بڑا لشکر ان کا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور انکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے تھے۔

پس جو کوئی ان کی بزرگی کا قائل اور اُن کی فضیلت کا معتقد نہ ہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

اقول

کفار صحابہ مومنین سے جلتے تھے

اسلام لانیوالون کی کثرت اور ان کا بڑا لشکر ہوجانے سے اصحاب ثلثہ کی فضلیت کو کیا علاقہ اگر وہ جماعت جو اول اول تھوڑی تھی رفتہ رفتہ بڑھ گئی تو اس سے انکی فضیلت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے حالانکہ بنص قرآن

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔ — تم مین سے بعض دنیا چاہتے ہین اور بعض آخرت کے طالب ہین۔

اور مصداق شعر

ولیکن نہ جملہ ز راہ یقین — یکے بہر دنیا یکے بہر دین

ان کثرت والون مین مومن بھی تھے اور منافق بھی بلکہ اس جماعت اور اس لشکر مین تھوڑے ہی ایسے تھے جو بہ نیت جہاد گھرون سے نکلے اور اپنے ایمان کا ثبوت دیا اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج ایسی تھی کہ جہاد کا نام سنتے ہی ان پر موت کی غشی طاری ہوتی تھی جس کا اظہار خدائے پاک نے آیہ متذکرہ بالا ویقول الذین اٰمنوا لولا نزلت سورۃ الخ مین فرمایا ہے۔

ہان غنیمت لوٹنے کے لئے مجاہدین کے گروہ مین شریک ہوجاتے تھے۔ اور ایسی طمّاع اور حریص تھے کہ بقول شبلی صاحب

"کفار کے ایمان لانے پر رنج ہوتا تھا کہ ان کا مال ہاتھ سے نکل گیا"

پس ایسی جماعت والون کے حق مین خدائے پاک نے

وانہ لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ جل شانہٗ آیہ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ مین اُن اصحابِ رسول ؐ کے حالات و صفات بیان فرماتا ہے جو صدق دل سے ایمان لائے تھے جنھون نے بعد قبول کرنے ایمان کے سہمن شبہہ نہین کیا جنھون نے ہر امر مین خدا و رسول ؐ کی اطاعت و پیروی کی جب میدان کارزار مین گئے تو محض خدا کے لئے مشرکین و کفار پر وہ شدت و صلابت کی کہ یا تو خود مقتل مین شہید ہو گئے یا فتح کے ساتھ پھرے وہی مجاہدین تھے جن کی ثنا و صفت اللہ جل شانہٗ اِس طرح کرتا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنوں سے انکی جانین اور انکے مال اس
انفسہم واموالہم بان لہم	وعدے پر خرید لئے کہ ان کے بدلے ان کو جنت دیگا
الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ	یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کر کے اللہ کے رستے مین
فیقتلون و یقتلون وعدًا	لڑتے ہین اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی
علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل	مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا
والقراٰن ومن اوفی بعہدہٖ من	اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور یہ وعدہ توریت اور
اللہ فاستبشروا ببیعکم	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہوا موجود ہے اور خدا سے
الذی بایعتم بہٖ ط وذلک ھو	بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے تو مسلمانو
الفوز العظیم ۞	اپنے اس سودے کی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہی خوشیان
(سپ ۱۱ ۔ سورۂ توبہ)	مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے آمین
ع ۱۴	تمھاری بڑی کامیابی ہے۔

انھین غازیون کی شجاعت و صلابت کی دہشت سے کفار و مشرکین کے دم نکلتے تھے انھین کو دیکھکر جلتے تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ کیا کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ مشرکین و کفار اُن سے ڈرتے ہون جنکی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت اُس روایت سے بخوبی ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے بارے مین

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے تحریر فرمائی ہے ۔

یعنی ایک شخص کا نام عروہ تھا وہ کفار ومشرکین کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کے بارے مین سفیر مقرر ہوا تھا اسنے اثنار گفتگو مین جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب رسول کی شجاعت وہمت پر ایک سخت طعن کی تھی اس کو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین تحریر فرماتے مین :-

" محمد فرض کرو کہ تم نے قریش کا استیصال کردیا تو کیا اس کی اور بھی کوئی مثال ایسی ہے کہ کسی نے اپنے قوم کو خود برباد کردیا ہو۔

اس کے سوا اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اُڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر رض کو اس بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ گالی دے کر کہا کہ " کیا ہم محمد کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے "

(دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۲۱)

شاید حضرت صدیق اکبر رض کو احد سے فرار ہونا یاد نہین رہا جس کا خود ان الفاظ مین اعتراف کیا ہے :-

لما صرف الناس یوم	یعنی اُحد کے دن سب لوگ جناب رسول اللہ
احد عن رسول اللہ م کنت اول من	کو چھوڑ کر چلدئے تھے مگر ہم ان اشخاص مین تھے
جاء النبی صم	جو پلٹ کر پہلے آئے تھے

(دیکھو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۴۳)

ان حضرات کے " اشداء علی الکفار " کے مصداق ہونے اور اُنپر " امنوا وعملوا الصلحت " کے منطبق ہونے سے آیات محکمات کی ایک جلد تو پوری ہوچکی ۔ اب یہ دوسری شروع ہوئی ہے

اس مین بھی بہت کچھ احوال پیش کیے جائینگے۔

غرض جو کوئی اصحاب منافقین کے نفاق کا فراریون کے فرار کا سچے اسلام لانے والون اور پکے ایماندارون کے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کا ایمان سے پھر جانے کا اقرار نہ کرے وہ صدہا آیات قرآنی مثل آیہ کریمہ

ان الذین امنوا ثم کفروا	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی کرنے لگے
کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اور اُن کو ہدایت کی
سبیلا۝	راہ ملے گی۔

اور توریت و انجیل کی شہادتون کا جو اُن کے نقص ایمان پر شاہد ہین معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن شریف اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

قال

قوله
آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ سے کون لوگ مراد ہین

اے صاحبو! اگر صحابۂ رسول ص کے ایمان و اسلام کے تم قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ "والذین معہ" سے کیا مراد ہے یعنی وہ کون لوگ حضرت کے ساتھ تھے جن کی صفت اللہ جل شانہ اس آیت مین فرماتا ہے "اشداء علی الکفار" کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کفار پر سختیان کرتے تھے. اگر صحابہ کبار سوائے چار چھ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے (ونعوذ باللہ من ذلک) تو وہ کون لوگ تھے جنکے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آتے تھے کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ چار چھ شخصون کو دیکھکر کفار جلتے ہون اور معدودے چند کے ایمان لانے پر تعجب کرتے ہون اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہو گئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ "فاستغلظ فاستوی علی سوقہ" کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو اِنکو دیکھکر کفار کو غصہ آتا. پس جب تک کوئی صحابہ کی فضیلت اور اُنکی کثرت کو تصدیق نکرلے وہ اِن آیتون کو بھی تصدیق نہین کر سکتا ۔

اے یارو! خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ ہم کو نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ جو لوگ ایسی آیتون کو تصدیق کرتے ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہے اُسکو پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کرام کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور ایسی آیتون اور پیشینگوئیون کو صرف چار چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر "لیغیظ بھم الکفار" کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے ۔

اقوال

امامیہ اصحاب مومنین کے ایمان و اسلام کو تہِ دل سے قبول کرتے ہین اور ان کی منزلت و فضیلت کے معتقد ہین۔ جیسا کہ جابجا اپنا یہ اعتقاد ظاہر کر چکے ہین

اصحاب مومنین مراد ہین

سلام اُنپہ جو اس کے اصحاب ہین وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُن سے راضی رسولؐ اُنسے خوش علیؑ اُنسے راضی بتولؑ اُنسے خوش

کل آیات جو صحابہ کے فضائل مین ہین اُن کے حق مین تسلیم کرتے ہین بلا شبہہ وہ اُن جمیع صفات مذکورۂ قرآنیہ سے متصف تھے ایمان مین کامل تھے کثرت سجود سے پیشانیون پر نشان تھے کفار و مشرکین پر ایسے شدید تھے جن کی شہادت خود کفار دے چکے ہین۔ مجاہد ایسے تھے کہ معرکۂ جہاد سے قدم سرکانا اور پیٹھ پھیرنا جانتے ہی نہ تھے۔ ازانجملہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شدت و صلابت کا حال مورخین نے یہ لکھا ہے کہ

جب غزوہ مُوتہ مین حضرت زید شہید ہوگئے تو اسکے بعد جعفرؓ بن ابی طالبؑ نے علم اپنے ہاتھ مین لیا وہ بھی زخمون سے چور ہوکر گر پڑے۔ ان کے جسم پر تقریباً سو زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ دیکھو تاریخ الامۃ مطبوعہ علیہ علیگڈھ صفحہ

اس روایت کی جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی ان الفاظ مین تصدیق فرماتے ہین۔

"غرض یہ مختصر گروہ آگے بڑھا اور ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوا۔ حضرت زید برچھیان کھا کر شہید ہوے اُن کے بعد حضرت جعفرؓ نے علم ہاتھ مین لیا گھوڑے سے اُتر کر پہلے خود اپنے گھوڑے کے پاؤن پر تلوار ماری کہ اسکے کونچین کٹ گئین پھر اس بے جگری سے لڑے کہ تلوارون سے چور چور ہوکر گر پڑے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ مین نے انکی لاش دیکھی تھی تلوارون اور برچھیون کے نوّے زخم تھے لیکن سب کے سب سامنے

کیجانب تھے پشت نے یہ داغ نہین اٹھایا۔ (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول ص۳۱)

سبحان اللہ آیہ وافی ہدایہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی آخرہ" کی تفسیر کیا خوب آیات الٰہی کے مطابق کی ہے۔ کہ جو مجاہد اس شوق سے خالصًا لوجہ اللہ کفار کا مقابلہ کرین کہ نوشتے زخم سے ایک بھی پشت پر نہ لین اور اپنے پروردگار کے اس حکم

یاایھاالذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفًا فلاتولوھم الادبار ۔ اے ایماندارو! جب تم کفار سے میدان جنگ مین مقابل ہو تو (خبردار) اُن کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا۔ (پ۹ س انفال ع ۲)

پر پورا عمل کرین۔ وہ تو آیہ مذکورہ بالا کی فضیلت سے خارج کردیئے جائین۔ اور جو مہاجرین وانصار نہ صرف پشت پھیر کر۔ بلکہ فرار ہو کر

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفًا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر ۔ اُس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یا کسی جماعت کے پاس جاکر موقع پائے اور جو شخص بھی اسدن ان کفار کیطرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب مین آگیا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور وہ (کیا) برا ٹھکانا۔ (ایضًا)

کے مصداق ہون وہ" اشداء علی الکفار رحماء بینہم" اور سبھی کچھ ٹھہرائے جائین۔ عاشقان صحابہ جوش محبت مین آیہ شریفہ

ولاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۔ اور باطل کو حق کے پیرائے مین ست ظاہر کرو۔ اور حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔ (سورہ بقرع ۴)

کو پس پشت ڈالکر خدا کی آیتون کو جو اس نے اپنے خالص مخلص مجاہدین کی تعریف مین نازل فرمائی ہین

اپنے اصحاب ممدوحین کی شان مین بتائین اور اس طریق سے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَار

غرض فوج اولشکر خدا کے سردار جناب امیر المؤمنین امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے جنکی ہمت و شجاعت کا مخالفین و معاندین بھی لوہا مانے ہوئے ہین یہ خلق خدا پر جلی ہے کہ ؎

علی کی تیغ چمکی بارہا اعدا کے لشکر مین
جمل مین احد مین بدر مین صفین مین خندق مین خیبر مین

دم پیکار تیغ شاہ مردان پیر جاتی تھی
زرہ مین چار آئنہ مین دستانہ مین بکتر مین

کفار و مشرکین اسد اللہ ہی کی شدت و صلابت سے مثل مار سیاہ زہر کھاتے رہے جس نے لوجہ اللہ بڑے بڑے پیل تنون سرکشون اور آتش مزاجون کو ذوالفقار کے پانی سے ٹھنڈا کیا ہے ؎

کیون عمر کو تھا اپنے تن و توش پہ کیا ناز
مرحب کو یہ دعوی تھا کہ مجھ سا نہین جانباز

تھا ناریون مین عنتر مردود بھی ممتاز
تینون تھے شقی بندۂ حرص و ہوس و آز

ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہے علیؑ نے
تڑپے بھی نہین یون انھین مارا ہے علیؑ نے

اُسی شیر خدا سیف اللہ ہی کی ہیبت اور دہشت سے سیاہ رو جلے مرتے تھے جس کی شجاعت کے ڈنکے آجتک بج رہے ہین ؎

رعب سے ہین ساکن افلاک تک
ڈر سے ہل جاتے ہین اکثر طبق خاک تک

خوف سے کانپتے ہین دشمن ناپاک تک
اُٹھ گئے آپ مگر خلق مین ہے دھاک تک

پہلوان اپنے مقامون پہ اکڑ لیتے ہین
جب سنا نام علیؑ کان پکڑ لیتے ہین

ضرغام الٰہی نے اپنے مالک کے اِس حکم

وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (سورہ حج) خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنیکا ہے۔

پر عمل کرکے دین خدا کے پھیلانے مین جو سختیان کفار و مشرکین پر کین اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کڑیان جھیلین وہ مثل آفتاب جہانتاب روشن ہین۔ اللہ اکبر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگی کفر سے پاک حسام خوف سے تھے مشرکون کے دل صد چاک
علیؑ کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک اذان جو دی تو ہوے شاد سیدِ لولاک
حرم مین جس طرف آواز اُن کی جاتی تھی
صداے کلمۂ طیّب اُدھر سے آتی تھی

شجاعت شہِ مردان نہان جہا مین نہین بہادر ایسا تہِ آسمان جہان مین نہین
علیؑ سا کوئی رفیع المکان جہا مین نہین قوی کوئی۔ کوئی ایسا جوان جہا مین نہین
جلو مین نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے اشداء علی الکفار ہین جنکی بہادری و دلیری پر ملائکہ مقربین نے تحسین و آفرین کی ہے ؎

امین سرِّ الٰہی، معینِ ختمِ رُسل شگفتہ گلشن عدل و نہیب داد کا گل
شجاع وہ کہ ہر غزوون کا جنکے دہر مین غل کہ جنسے کفر کے جلتے چراغ کردیے گل
دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

ہرگاہیکہ شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضے بدفع مشرکان مشغول گشت رسول اللہ فرمودا ے علیؑ می شنوی

مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان میگوید

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

حیدر صفدر کی شجاعت پر آیت کا نزول

شاہ ذوالفقار حیدر کرار قاتل المشرکین یعسوب الدین علی مرتضے علیہ السلام جوقت معرکہ کارزار مین لشکر خدا کی صف بندی فرماتے تھے۔ اُس صف کی نسبت خداوند تعالیٰ یہ شہادت دیتا ہے:۔

اِنّ اللہ یحب الذین	بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے جو
یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم	اسکی راہ مین اسطرح صف باندہ کر لڑتے ہین گویا وہ
بنیان مرصوص۔	سیسہ پلائی ہوئی دیوارین۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ علیؑ بن ابیطالب حمزہؑ عبیدہ اور مقداد ابن اسود ہین۔ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان مولفہ مولوی اعجاز علی صاحب)

شیر خدا غزوۂ خندق مین جب عمر ابن عبدود کے مقابل ہوئے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (ارجح المطالب)	پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔

جب حیدر کرار نے اس دشمن خدا کو قتل کر دیا تو یہ مژدہ سنکر آپ نے اسلام کی فتح پر سجدۂ شکر کیا اور ولی خدا کی منزلت وعظمت مین یہ ارشاد فرمایا

لمبارزۃ علی بن ابی طالب	علیؑ نے خندق کے دن جو جنگ کی وہ
یوم الخندق افضل من اعمال امتی	فضل ہے تمام امت کے اُن اعمال سے جو
الی یوم القیمۃ (روضۃ الاحباب ارجح النبوۃ)	تا روز حشر کرینگے۔

اور دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین:۔

قتل علی لعمرو بن عبد ود | یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن و
افضل من عبادۃ الثقلین (ارجح المطالب) | انس کی عبادت سے افضل ہے

اس حدیث کو میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے اس حسن سے نظم کیا ہے ؎

خندق کی وغا عمر سیہ کار کی وہ دھوم | تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و روم
رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم | جھپٹا اسد آ ہو یہ ہوا سب کو یہ معلوم

اک وار مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے ادھر لاش سر نحس ادھر تھا

جس وقت ظفر یاب ہوئے حیدر کرار | اک ہاتھ مین سر عمر کا تھا ایک مین تلوار
فرمایا محمدؐ نے بہ اعلان و بتکرار | افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

فخر تھا کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے
جبریل امین چومتے تھے ہاتھ علیؑ کے

جس جماعت کے سپہ سالار شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ تھے اسی جماعت سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جسکے سپہ سالار حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تھے جو بقول **شبلی** صاحب

" جب خیبری قلعے سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود ان کی نسبت یہی شکایت کی "

اصحاب منافقین کے بارے مین روایت

جس جماعت نے آئینہ اسلام کو جلا دی اسی سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جس سے آئینہ اسلام کو زنگ لگا۔ اس جماعت کو دیکھکر کیا تعجب کرتے جو ان کے ہمرنگ تھے۔ چنانچہ جماعت منافقین کے ایمان و اسلام کا رنگ اس روایت سے بخوبی روشن ہوتا ہے ۔

قال عبد اللہ بن الزبیر ذھبت مع ابی الی یرموک | عبد اللہ بن زبیر کہتے ہین کہ ہم جنگ یرموک مین

وانا صبی لا اقاتل فلما قتل الناس — اپنے باپ کے ساتھ تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو کچھ لوگون
بصرت الی ناس لا یقاتلون فرکبت — کو ٹیلہ پر دیکھا کہ وہ لوگ جنگ نہین کرتے. وہان جو
ذهبت الیهم واذا ابوسفیان بن — ہم پہونچے تو دیکھا کہ ابوسفیان ہین اور کچھ اور لوگ
حرب ومشیخة من قریش من مهاجرة — بزرگان قریش سے ہین چونکہ ہم کمسن تھے اسلئے
الفتح فرأونی حدثا فلم یتقونی — کسی نے ہماری پروانہ کی اور بے پردہ باتین کرنیلگے
فجعلوا والله اذا جالت المسلمون و — دیکھا کہ جب روم والے مسلمانون پر حملہ کرتے تھے تو
رکبتهم الروم یقولون ایه بنی اصفر — وہ خوش ہوتے تھے اور اُنکی تعریف کرتے. اور جب
فاذا جالت الروم ورکبتهم المسلمون — مسلمان اُنپر حملہ کرتے اور رومیون کی شکست ہوتی
قالوا ایه بنی اصفر فلما هزم الله — تو کہتے تھے ہائے ہائے روم والے. جب لڑائی فتح
الروم اخبرت ابی فضحك فقال — ہوئی اور اس خبر کو ہم نے زبیر سے کہا تو ہنسے اور کہا
قاتلهم الله ابوا الا ضغنا لنحن خیر — خدا غارت کرے کینہ ان کے دل سے نہین جاتے
لهم من الروم — از کلام شعبان ۳۰ — حالانکہ ہم انکے لئے روم والون سے بہتر ہین.

افسوس کہ یہی ابوسفیان صاحب دربار خلافت مین معزز و ممتاز کئے گئے. اور مشیر مہام خلافت ہوئے اور اُن کے فرزند ارجمند امیر معاویہ صاحب عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز ہوئے. عہدے کیسے حضرت عثمان رضہ نے تو پوری سلطنت ہی ان کے ہاتھ مین دیدی۔

حضرت حذیفہؓ علاکے بیان پر آیت کا نزول

شیعون کا مخصوص چار چھ اصحاب کو اچھا سمجھنا اسلئے اہلسنت کو خوش نہین آتا کہ وہ خدا و رسول کے نزدیک دیگر اصحاب مین ممتاز تھے. ایمان مین ایسے کامل تھے کہ تا وفات کسی موقع محل پر بھی ان کے ایمان مین لغزش نہین ہوئی. گو دشمنون نے بہت کچھ بہکایا مگر اپنے ایمان سے نہ پھرے اور نہ کبھی اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت اور نبوت مین شبہہ کیا اور نہ کبھی اپنے پیغمبر سے مخالفت و حجت کی ان کے صدق ایمان پر

خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

وَدَّ کثیرا من اهل الکتاب[۵۸]	اہل کتاب مین سے بہت سون کی خواہش ہے کہ
لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا	ایمان لانے کے بعد تم کو مرتد بنا کر کافر کرین (صرف)
حسدًا من عند انفسهم من بعد	حسد کی وجہ سے جو انکے دلون مین ہے اس بات کی کہ
ما تبین لهم الحق فاعفوا حتی	حق انپر کھل چکا ہے پس تم معاف کرو اور درگذرو
یاتی الله بامره ان الله علی کل	یہان تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کرے بیشک
شی قدیر۔	اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جنگ احد کے بعد یہودیون نے حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمھارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہ ہوتی اب بھی ہمارا کہا مانو ہمارے دین مین چلے آؤ حضرت عمار نے جواب دیا کہ مین عہد کر چکا ہون کہ زندگی بھر کفر اختیار نہ کرون گا اور حذیفہ نے کہا مین خدا کو رب اور اسلام کو دین اور قرآن کو کتاب اور کعبہ کو قبلہ اور مومنین کو برادر پسندیدہ قرار دے چکا ہون یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو ملی تو آپ نے حضرت عمار و حذیفہ کی تعریف کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر حسینی نے اس آیت کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی شان مین بتایا ہے۔

دوست میدارند بسیارے از اہل توریت چون فنحاص بن عازورا کہ دانشمند ایشان بود امثال او از احبار آنکہ باز گردانند شمارا مراد حذیفہ یمان و عمار یاسر ست کہ فنحاص بن عاز در دیاران او مر ایشان را دعوت بیہودیت میکردند۔ حق سبحانہ نسبہ نمود کہ یہود می خواہند کہ بگردانند شمارا۔ (مجلد اول صفحہ ۱۸)

---

۵۸ دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۶۶۔

آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا

پس شیعون کا چار چھہ کو زیادہ اچھا سمجھنا قابل اعتراض نہین ہے۔ ہان اہلسنت کا باوجود اس دعوے کے کہ "جمیع صحابہ عدول اند" ہزارون اور لاکھون اصحاب مین صرف دس ہی اصحاب کو کامل الایمان سمجھنا اور عشرۂ مبشرہ کی سند دینا اور آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کو مخصوص اصحاب کی شان مین بتانا البتہ موجب تعجب و باعث حیرت ہے۔ چنانچہ جو تقسیم اس آیت کی علماء اہلسنت نے کی ہے وہ البتہ قابل مضحکہ ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین۔

عن ابن عباس "محمد	ان الفاظ مین ہر ایک اصحاب کی فضیلت
رسول اللہ والذین معہ ابوبکر	خاص کی طرف اشارہ ہے یعنی والذین معہ
اشداء علی الکفار عمر رحماء	ابوبکر صدیق کی تعریف مین ہے جو آنحضرت کے ساتھ
بینھم عثمان تراھم رکعا	سفر مین رہتے تھے اور اشداء علی الکفار فاروق کی
سجدا علی یبتغون فضلا	صفت مین ہے اور جو مشرکین اور منافقین پر شدت سے
من اللہ ورضوانا طلحۃ والزبیر	سخت تھے اور رحماء بینھم سے عثمان کی مدح ہے
سیماھم فی وجوھھم من اثر	اور تراھم رکعا سجدا علی مرتضیٰ کی شان مین ہے
السجود عبد الرحمن بن عوف	اور یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحہ زبیر کی شان
وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدۃ	مین ہے اور سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود سے
بن الجراح (۲۳۸) مقصد اول	عبد الرحمن سعد ابو عبیدہ مراد ہین۔

اس تفسیر سے جناب شاہ صاحب کے تبحر علم و فضل کی شان خوب ظاہر ہوتی ہے جس پر ایک طفل مکتب بھی معترض ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ تو صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ محمد تو خدا کے رسول ہین اور کچھ لوگ جو ان کی صحبت مین ہین ایسے ہین جو کفار پر سخت ہین ایک دوسرے پر رحیم و مہربان ہین۔ ایسے راکعین اور ساجدین ہین کہ ان کے چہرون سے سجدون کے آثار نمایان ہین وہ خدا کے فضل کے

خواستگار رہتے ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی تعریف توریت وانجیل مین ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام صفات اُن اصحاب مین ہونے چاہئیں جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ مگر یہ تفسیر سراسر آیات آلٰہی کے خلاف ہے باوجودیکہ خود اللہ جل شانہ نے "وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت" فرماکر مومنین کی تصریح کردی۔ پھر بھی اُس سے اعراض کرکے اصحاب کی خاطر یہ تفسیر کی گئی۔ یہی نہین بلکہ جوان اصحاب کا مخالف ہو اُسکو کافر بتایا ہے۔ جیساکہ تفسیر حسینی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :۔

امام قشیری رحمۃ اللہ فرمودہ کہ این آیت درشان اصحاب است۔ پس ہرکہ برایشان خشم گیرد وایشان را دشمن دارد داخل کفار خواہد بود۔ در تفسیر عجائب آوردہ کہ مراد از عمل صالح (وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت) اینجا دوستی صحابہ است (جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

قطع نظر اسکے یہ تقسیم صحابہ ثلثہ کے اعمال وافعال سے بھی مطابقت نہین رکھتی۔ کیونکہ ان کے حالات اِسکے برعکس ہین۔ جیساکہ حضرت ابوبکر کو محض غار مین حضرت صلعم کے ہمراہ ہونے پر والذین معہ بتایا ہے حالانکہ نہ تو اس آیت مین معیت غار کا کچھ ذکر ہے اور نہ وہ معیت قابل تحسین وآفرین ثابت ہوئی، بلکہ جو رفاقت یار غار نے کی تھی وہ باعث افشا ر راز ہوئی کہ جب دشمن حضرت صلعم کا پتہ لگاتے ہوے درِ غار تک آگئے۔ اوران کے سردار نے کہا کہ محمدؐ اسی جگہ ہین یہان سے آگے کہین نہین گئے۔ تو یہ سخن سنکر حضرت ابوبکرؓ چلا چلا کر فرمانے لگے یارسول اللہ دشمن سر پر آگئے۔ اگر ہم کو دیکھ لینگے تو مار ڈالینگے کبھی زور زور سے رونے لگتے۔ جسکو علما ر اہلسنت سانپ کے کاٹنے کا سبب بتاتے ہین۔

ہرچند آنحضرت صلعم تسلی فرماتے ہین مگر آپکا اضطراب کسیطرح دور نہین ہوتا یہ حال ساتوین آیت کے جواب مین ہم لکھین گے جو قابل ملاحظہ ہوگا۔ انشا ر اللہ

حضرت عمر کے اشداء علی الکفار ہونے کا کچھ ذکر اوپر ہو چکا ہے باقی آگے آئیگا۔ اب ہے حضرت عثمان رضؓ آپ کے حالات اور اصحاب رسولؐ سے تعلقات اور مودت ومحبت رحماء بینہم کے سراسر

خلاف ہین۔ آپکی بدسلوکیان اصحاب کبار پر اظہر من الشمس ہین کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلا، وطن کرادیا۔ اورحضرت عمار یاسر کو اسقدر مارا کہ وہ غریب عارضہ فتق مین مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن مسعود بھی انھین کی زدوکوب سے ہلاک ہوے۔

حالانکہ جمہور علماء اہلسنت کے نزدیک بھی یہ لوگ عاشقان خدا و رسولؐ سے تھے۔ ان بدسلوکیون کے مستحق صرف اس بنا پر ٹھہرائے گئے کہ انھون نے اپنے رسول کی وصیت کے موافق حدیث ثقلین پر عمل کیا تھا۔ اسیطرح حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ وہ ذات بابرکات ہین جنکی دشمنی اور عداوت پر حواُن کو وصی رسولؐ سے تھی کتب سیر وتواریخ اہلسنت شاہد ہین کہ جنگ صفین وجمل انھین حضرات کی سازشون کے نتائج تھے۔ اور خداے عزوجل فرماتا ہے۔

والفتنة اکبر من القتل — فسادبرپا کرنا خون ریزی سے بڑھ کر ہے

افسوس کہ علماے اہلسنت ان کو صرف اسوجہ سے کہ انھون نے وصی رسولؐ سے عداوت و بغاوت کی خدا کی طرف سے یبتغون فضلا من اللہ رضوانا کا پروانہ دیتے ہین۔

الحاصل کیا کسی کے خیال وقیاس مین آسکتا ہے۔ کہ کفار ومشرکین حضرت ابوبکرؓ کو ابن الدغنہ کی سفارش پر اور حضرت عمرؓ کو ان کے ماموں ابوجہل کی حمایت پر امن دین اور پھر انھین کی شدت و صلابت سے جلتے بھی ہون۔ اور اصحاب منافقین کے اسلام لانے پر تعجب وحیرت کرتے ہون۔

بھائیو! خیال کرو کہ جو لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے اگر حسب اعتقاد تمھارے سب کے سب اسلام مین سچے اور ایمان مین پکے تھے تو اللہ جل شانہ | اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے

وان تتولوا کما تولیتم من قبل — اور اگر تم روگردان ہو جیسے کہ پہلے روگردان

یعذبکم عذابا الیما (سورہ فتح) — ہوے تھے تو تم کو خدا عذاب کریگا بعذاب دردناک

کن لوگون کی نسبت فرماتا ہے۔ اگر ہزارون اور لاکھون آدمی جو اسلام لاچکے تھے کلھم اجمعین تادم مرگ اپنے

ایمان پر قائم رہے تھے تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ہ | بہانہ مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے

کن سچے اسلام اور پکے ایمان والوں سے ہے۔ اور بروز حساب کن لوگوں سے یہ فرمائے گا:-

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ ہ | جس دن کچھ چہرے نورانی ہون گے اور کچھ

فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم | منہ کالے۔ پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہون گے

بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم | (انسے کہا جائیگا) کہ تم ایمان لانیکے بعد منکر ہوگئے تھے

تکفرون ہ (پ۔ س آل عمران ع ۱۱) | اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) بدلے عذاب بھی چکھو

پس جب تک کوئی جماعت کی جماعت۔ جوق کی جوق۔ فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ کے ایمان سے پھر جانے پر یقین نہ لائے اور منافقین و مرتدین کی کثرت اور انکی نفاق و شقاق کی تصدیق نہ کرے وہ ان صدہا آیتون کی جو ان کے کفر و ارتداد پر شاہد ہین۔ عموماً اور سورہ منافقون کی خصوصاً ہرگز ہرگز تصدیق نہین کر سکتا۔

اب صاحبان بصیرت غور فرمائین کہ اللہ جل شانہ جن اصحاب رسول ؐ کے نقص ایمان اور حرص و ہوا کا ذکر کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے کرے جنکی حُب دنیا پر

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا | لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو

ارشاد فرمائے۔ جن کے حق مین

اولئک الذین طبع اللہ علی | یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگادی

قلوبھم واتبعوا اھوائھم | ہے اور یہی اپنی خواہشون کے پیرو ہوگئے ہین۔

فرمائے۔ جنکے خوف اور دہشت پر جو وقت جنگ انپر طاری ہوتی تھی۔ آیہ کریمہ

فاذا جاء الخوف رایتم ینظرون | اور جب کوئی (موقع) خوف کا آپڑا (اے رسول ؐ) تو تم دیکھتے ہو کہ

الیک تدور اعینہم کالذی یغشی	تمہاری طرف دیکھتے ہین اور اُن کی آنکھین اس طرح
علیہ من الموت	گھومتی ہین کہ جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

شاہد ہو۔ جو اصحاب اپنے پیغمبر کو تلوارون مین چھوڑ کر فرار ہو جائین اور خود پیغمبر خدا صلعم ان لوگون کو باین القاب۔ یا اصحاب بیعۃ الرضوان۔ یا اصحاب بدر فرما کر پکارین اور اصحاب منہ پھیر کر بھی نہ دیکھین، جس کی تصدیق آیہ شریفہ

اذ تصعدون ولا تلوون علی	اسوقت کو یاد کرو جب تم (بدحواس) بھاگے
احد والرسول یدعوکم فی	جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمکو
اخراکم ۔ سورہ آل عمران	بلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے

سے ہوتی ہو۔ اور کفار و مشرکین سے ربط و ضبط رکھنے پر آیہ کریمہ

تسرون الیہم بالمودۃ	تم اِن کو خفیہ دوست رکھتے ہو۔

آیہ محمد رسول اللہ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید

گواہ ہو۔ افسوس کہ علماء اہلسنت ایسے آیات جلی سے اعراض کر کے آیہ کریمہ "محمد رسول اللہ" کا مصداق انھین لوگون کو ٹھہرائین۔ اور جو لوگ

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی	خدا کی راہ مین اپنے جانون اور اموال سے
سبیل اللہ	جہاد کرو۔

کے صفات سے کورے ہون وہی غازی اور مجاہد کہلائے جائین۔ اور انھین کو خداے پاک کی طرف سے لقد رضی اللہ عنھم بتائین۔

خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرنا ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ جو محدثین و مفسرین ان آیات پاک کی جو مان باپ کی تعظیم و تکریم کی نسبت ہین تصدیق کرتے ہین اور پھر بھی اپنے صدیق کو اپنے باپ کے قتل کرنے کے قصد پر اشداء علی الکفار اور عالم قرآن ٹھہراتے ہین۔

افسوس ہے کہ جو مفسرین آیۂ شریفۂ "الم یان للذین امنوا" الخ کی یہ تفسیرین کرین :۔

عن ابی بکران ھذہ الایۃ قرءت	ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اہل یمامہ کے
بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامۃ	سامنے پڑھی گئی تو وہ لوگ بہت روئے ابوبکر نے انکا رونا
فبکوا بکاءً اشدیدًا فنظر الیھم	دیکھکر فرمایا کہ ایسے ہی ہم تھے کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتا تھا
فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب	لیکن رفتہ رفتہ قساوت آگئی۔

اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابوبکرؓ کا قول نقل کرین کہ وہ حنظلہ سے فرماتے ہین ۔

" اے بھائی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے "

اسی طرح حضرت عمرؓ خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے باب مین یہ فرمائین کہ :۔

"رسالت مین جیسا شبہہ مجھے آج ہوا ایسا کبھی نہین ہوا "

اور سورۂ انا فتحنا لک فتحًا مبینًا سنکر بقول جناب شبلی صاحب پیغمبر خدا صلعم سے طنزاً کہین کہ "کیا یہی فتح ہے"۔ اسپر بھی آیہ وافی ہدایہ

کیف یھدی اللہ قومًا کفروا بعد	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان
ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق و	لانے کے بعد کافر ہو گئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے
جاءھم البینات واللہ لا یھدی	تھے کہ رسول برحق ہین اور اُن کے پاس کھلی
القوم الظالمین ٥	نشانیان آچکی تھین اور اللہ ظالم لوگون کو
(پ۳ - س آل عمران ع۹)	توفیق ہدایت نہین دیتا۔

کو پس پشت ڈال کر انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین ۔ اُن کے حقیقی حالات سے چشم پوشی کر کے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتے تھے ۔ حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ۔ شب و روز خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہتے تھے ۔ ایمان مین کامل اور دل اُنکے معرفت الٰہی سے

روشن و منور تھے۔ علم قرآن و حدیث سے اُنکے سینہ معمور تھے۔ انھون نے بت خانون کو مسمار کرکے بت پرستون کو خدا پرست بنا دیا تھا۔ انکی رائے کے بموجب وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی۔ انھین کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت اور قوت ہوئی غرض ع

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل　　آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

خدا ان کو توفیق ہدایت دے جو آل رسولؐ سے منحرف ہوکر۔ اور مخالفین آل نبیؐ سے مودت اور عقیدت رکھکر

یا ایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما　　اے ایمان والو نہ دوستی کرو اُن لوگون سے جنپر
غضب اللہ علیہم　　خدا نے غضب کیا ہے

کی تہدید اور تخویف سے ذرا بھی نہین ڈرتے اور جو مثالین کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے اور قرآن مجید کی آیتین وصی رسول کے فضائل اور اکمل الایمان ہونے پر شاہد ہین ان کو تسلیم کرنے کے بعد بھی نفس رسولؐ کی سابق الاسلامی و افضلیت سے انکار اور اعراض کرکے اپنے آپ کو صریح منکر کتب سماوی اور کلام الٰہی کا ٹھہراتے ہین۔ کاش اب بھی سوچین اور سمجھین۔ اور امامیہ اثنا عشریہ کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے بجائے بلحاظ آیہ شریفہ

اگر اہل سنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین

و یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و　　اے میری قوم مجھے کیا ہوا ہے کہ مین تم کو نجات
تدعوننی الی النار　　کیطرف بلاتا ہون اور تم مجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہو۔

امامیہ کی ہدایت اور نصیحت قبول کرین۔ اور اُس جماعت سے جسپر

و یفسدون فی الارض اولئک　　اور دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین اور آخر کار
ھم الخاسرون ۰　　وہی نامراد اور ناکام رہینگے۔

کا اطلاق ہوتا ہے جس جماعت کی بدولت اوراق مصحف ایمان پارہ پارہ ہوئے۔ اور اہلبیت نبویؐ کا

یہ شعر ہوا ؎

آل نبی کو قتل کیا گھر جلا دیا　　مٹی میں خاندان رسالت ملا دیا

نکل کر زمرہ مومنین میں جو بفضلہ صراط مستقیم پر ہیں جنکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولئک ھم المھتدون سے ممتاز فرمایا ہے۔ شامل ہوجائیں اور دامن شاہ ولایت مظہر العجائب امام المشارق و المغارب علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پکڑیں جو امام منصوص من اللہ اور مفترض الطاعۃ ہیں۔ جیسا کہ آپ ہی کے پیشوایان کبار سے امام شافعیؒ عقیدۃً ارشاد فرماتے ہیں ؎

ینابیع المودۃ صفحہ ۸۶

علی حبہ جنۃ	قسیم النار والجنۃ	وصی المصطفیٰ حقا	امام الانس والجنۃ
علی کی محبت سپر ہے	دوزخ اور بہشت کے تقسیم کنندہ ہیں	از روئے حق محمد مصطفیٰ صلعم کے وصی	اور جن و انس کے امام ہیں

اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد

اللہ! اللہ! جناب امیر المومنینؑ کی مودت اور ولایت کا مسئلہ کیسا اہم بالشان ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی کامل نہیں ہوتا۔ اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

بروز حشر جناب امیر کی ولایت کا سوال کیا جائے گا

وقفوھم انھم مسئولون ۝　　(اہل محشر کی نسبت حکم ہوگا کہ) انھیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

(پ ۲۳ ۔ س والصفت ع ۲)

ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں اس آیت کے تحت میں یہ لکھتے ہیں کہ

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل محشر سے علی بن ابیطالبؑ کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

اور امام واحدی وغیرہ بھی تفسیر میں اس آیہ کریمہ کی یہی روایت کرتے ہیں :-

عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ وقفوھم　　ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیہ کریمہ کے متعلق کہ ٹھہراؤ انکو

انهم مسئولون یوم القیمة عن ولایة علیؑ　　تحقیق انسے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے

(اخرجه الامام الواحدی فی تفسیره وابوبکر بن مردویه　　(از سوانح عمری امیر المومنین مولفہ مولوی عبید اللہ صاحب

والدیلمی فردوس الاخبار)　　امرتسری صفحہ ۵۰)

بغیر مودت جناب امیرؑ جنت حرام ہے

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ تمام اعمال حسنہ بغیر مودت علیؑ ابن ابیطالب بیکار اور اکارت ہین۔

عن علی قال رسول الله　　جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرورِ عالم

صلعم لو ان عبدا عبد الله　　صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ

عزوجل مثل ما قام نوح وکان　　خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جبقدر نوح

له مثل احد ذهبا فانفقه فی　　علیہ السلام نے اپنی قوم مین قیام فرما کر کی ہے اور احد

سبیل الله ومد فی عمره حتی یحج الف　　کے پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے پھر اسکی

حج علی قدمیه ثم قتل بین الصفا　　عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر

والمروة مظلوما ثم لم یوالك یا علی　　صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ

لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها۔　　تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکے گا

(اخرجه الدیلمی ایضا صفحه ۵۲۱)　　اور نہ اُس مین داخل ہو سکیگا۔

اِس حدیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے　　اور زر بقدر کوہِ احد راہِ حق مین دے

حج بھی پیادہ پا جو ہزار اسنے ہون کئے　　بیجرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے

حبِ علیؑ کی مے نہین جس دل کے جام مین

بوئے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

ھذا بیان للناس وھدًی و — یہ کل آدمیوں اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت

موعظۃ للمتقین — نصیحت ہے۔

مختصر ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی مودت اور عقیدت میں صلاح کونین و فلاح دارین ہے اور جنت آل رسول اور آپ کی اطاعت اور مودت کا صلہ ہے

۵ غلامان علی و احمد و زہرا کا حصہ ہے — ارم میں خلد میں تسنیم میں طوبیٰ میں کوثر میں

قال اللہ تبارک و تعالیٰ

ان اصحب الجنۃ الیوم فی شغل — بہشت کے رہنے والے آج (روز قیامت) ایک شغلہ میں جی بہلا رہے ہیں

فاکھون ھم وازواجھم فی ظلال علی — وہ اپنی بیبیوں کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں تکیے لگائے تختوں پر

الارائک متکئون لھم فیھا فاکھۃ — جیسے بیٹھے ہوئے ہیں بہشت میں اُنکے لیے (تازہ) میوہ تیار ہیں

ولھم مایدعون سلام قولا من رب — اور جو وہ چاہیں انکے لئے موجود ہے مہربان پروردگار کی طرف سے

رحیم (سورہ یسین) — سلام کا پیغام آئیگا۔

اللھم صل علی محمد خاتم النبیین و آلہ الطاھرین الذین اذھب اللہ عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا

حدیث شیعیان علی کی فضیلت میں

شیعیان جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت میں بہت حدیثیں کتب اہلسنت میں موجود ہیں از انجملہ یہ ہیں:-

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی انت غداً فی الاخرۃ اقرب الخلق منی و انت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی

اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب و الخوارزمی عن علی و الملا فی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین و محمد بن یوسف الگنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب ابراھیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء و ابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء و ابوسعید عبدالملک بن محمد ابراھیم الخرکشی فی شرف النبوۃ۔ (ارجح المطالب ص۵۳۰)

جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تم کل قیامت کو بہ نسبت تمام خلقت کے مجھسے زیادہ قریب اور حوض کوثر پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمہارے شیعہ نور کے ممبروں پر نورانی چہروں سے میرے اردگرد ہونگے میں اُنکی شفاعت کرونگا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے۔

اقوال حافظ ابن حجر و شاہ صاحب شیعیان علی سے مراد اہلسنت ہیں

اس حدیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں فضائل شیعہ گروہ کے بارے میں ہیں ان حدیثوں کو اکابر علماے اہلسنت تسلیم کرتے ہیں مگر لطف یہ ہے کہ ان کو فرقہ اہلسنت کے حق میں بتاتے ہیں چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وشیعتہ اهل البیت هم اهل السنة	یعنی اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہیں کیونکہ
والجماعة لانهم الذین احبوهم	یہی لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اہلبیت سے
کما امرهم الله ورسوله اما غیرهم	محبت رکھتے ہیں۔ اور اہلسنت کے سوا دوسرے لوگ
فاعداء هم فی الحقیقة	فی الحقیقت اہلبیت کے دشمن ہیں (ایضاً)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو بجواب فرقہ امامیہ ہے یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

" ما ایم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند ما ایم نہ روافض " (ایضاً)

الحاصل خدا و رسولؐ تو سب طرح سے ہدایت اور نصیحت فرما چکے ہیں۔ مگر کون دیکھتا ہے اور کون سنتا ہے ؎

ہر گل تو زگلرخے یاد ہمی کند ولے　　گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

قولہ تعالیٰ (۱)

ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم	اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہو کہ اسکو اسکے پروردگار
اعرض عنها (پ ۲۱۔ س السجدہ)	کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کیجائے اور وہ منہ پھیرے

قال

قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین

پہلی آیت

قولہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ اصحاب کی فضیلت مین

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (یعنی تم بہترین امت ہو جو چن لئے گئے ہو آدمیون
تامرون بالمعروف وتنھون عن کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو بری
المنکر وتومنون باللہ ولو امن باتون سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر۔ اور اگر ایمان
اھل الکتاب لکان خیرا لھم لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق مین بعضے
منھم المومنون واکثرھم الفاسقون؟ انہین سے مومن ہین اور اکثر فاسق

اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور ان کی بزرگیون کو خود اُن سے بیان فرماتا ہے اور اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو مین نے اور مخلوق سے منتخب کر لیا ہے تاکہ لوگون کو ہدایت کرو۔ چنانچہ تم جس کام کے لئے مقرر ہوے ہو وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمھارے سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہے ہو۔ تم " تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" کہ لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو۔ اور بری باتون سے بچاتے ہو۔ جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبد اللہ بن سبا کے بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم کہ جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرمائے کہ وہ بہترین امت سے ہین۔ اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیے گئے ہین اور انکے افعال حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور باوجود اسکے حضرات شیعہ ان کو

بدترین امت سے جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سے انکار کرین۔

ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صاف شہادتون پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہین کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔ اگر صحابۂ کبار بہترین امت سے نہین تھے تو خدا کا خطاب کنتم خیر امۃ (یعنی تم بہترین اُمت سے ہو) کس سے ہے؟ اور ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد "تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے اگر وے سچے دل سے ایمان نہین لائے تو خدا کی اس تصدیق کے تومنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو۔ کیا معنی ہین۔

اقول

یہ آیت و نیز دیگر اصحاب مومنین کے شان مین ہین

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تم بہتر امت سے ہو محض اصحاب مومنین مخلصین سے ہے اور یہ خطاب بھی تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو انھین سے ہے۔ بیشک وہ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ خداے پاک نے نہ صرف اسی ایک آیت سے بلکہ متعدد آیات سے ان کے امنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی تصدیق کی ہے از انجملہ یہ ہین :-

والمؤمنون والمومنات بعضھم	ایمان والے مرد اور عورتین بعض ان مین
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	بعض کے کارساز ہین سکھلاتے ہین نیک بات
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ	اور منع کرتے ہین بری بات سے اور قائم رکھتے ہین
ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ	نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور اللہ اور رسول کے
اولئك سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم	حکم پر چلتے ہین وہی لوگ حق پر ہین اور اللہ رحم
پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹	کریگا البتہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

دوسری

یومنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون	اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے اور
بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون	اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کامون) سے منع
فی الخیرات واولٰئك من الصلحین ۝	کرتے اور نیک کامون مین دوڑ پڑتے ہین اور یہی
(پارہ ۔ (۴) سورہ آل عمران ع ۱۲)	لوگ نیک بندون مین (داخل ہین)

تیسری

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر
الحامدون السائحون الراکعون	کرنے والے وبے تعلق رہنے والے۔ رکوع
الساجدون الاٰمرون	کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے

بالمعروف والناھون عن المنکر	نیک بات کے اور منع کرنیوالے بری بات کے
والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین	اور بنانے والے حدین اللہ کی اور
(پارہ (۱۱) سورہ توبہ ع ۱۴)	خوشخبری سنانے والے مومنین کو ۔

نیز مومن کے صفات کی تصریح اس آیہ وافی ہدایہ مین فرمادی ہے ۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل	یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب
المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن	کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی اُس کی ہے جو اللہ پر
باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال	اور قیامت کے دن پر اور فرشتون ۔ اور کتاب اللہ
علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل	پر ایمان لائے اور خدا کی محبت مین اپنا مال
والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ	رشتہ دارون کو یتیمون کو محتاجون کو اور
واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم	مسافرون کو اور سوال کرنے والون کو ۔ اور
اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء	گردنین آزاد کرتے ہین وے ۔ اور نماز پڑھے
والضراء وحین الباس اولئک	اور زکوۃ دے ۔ اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کو
الذین صدقوا واولئک ھم	پورا کرنے والے ہون ۔ اور تندرستی اور بیماری اور
المتقون ۞	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے یہی
(پارہ (۲) سورہ بقرہ ع ۶)	لوگ ہین جو عملا سچے اور یہی متقی ہین ۔

پس جو اصحاب ناقص الایمان تھے وہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مصداق کیونکر ہوسکتے ہین یا جنکے نفاق وشقاق کے بارے مین متعدد آیات واحادیث کتب صحاح وغیرہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث اصحابی جو اصح الکتب بعد کلام الباری ۔ بخاری مین ہے ۔ جسکے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہین ۔ تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کی جاتی ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے :۔

حدیث اصحابی کہ صحابہ کو فرشتۂ عذاب جہنم کی طرف لے جائینگے

الاوانہ برجال من امتی
فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
یارب اصحابی فیقال انک
لاتدری ما احدثوا بعدک
فاقول کما قال العبد الصالح
وکنت علیہم شہیدا مادمت
فیہم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم وانت علی کل
شئ شہید فیقال ان ہؤلا
لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم
منذ فارقتہم (تحفہ ۲۲۳)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے (رسول اللہؐ نے
فرمایا آگاہ ہو عنقریب میری امت سے کچھ لوگ لائے
جائینگے۔ پھر ان کو جانب شمال پکڑ کر لیجائینگے تو
مین کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہین پس خدا کی
طرف سے خطاب ہوگا کہ اے رسول تم کو ان باتون
کی کیا خبر ہے جو تمھارے بعد ان لوگون نے احداث
کی ہین۔ پس مین کہونگا جیسا عیسی نے کہا تھا کہ
مین اپنی زندگی مین انپر دارو غہ رہا اور بعد میرے
تو ان کا نگران رہا اور تو ہر شی پر قادر ہے پس
خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے رسولؐ جب سے
تم ان لوگون سے جدا ہوے یہ برابر مرتد ہوتے رہے۔

یہ حدیث مخصوص اُن اصحاب سے متعلق ہے۔ جو رات دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہتے تھے بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ خدا و رسول کی مخالفت اور احکام رسالت و نبوت مین شبہات و اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل و نحل مین تحریر فرماتے ہین۔

رسول اللہ کے حرکات پر اصحاب معترض ہوتے تھے

فہذا ما کان فی زمانہ علیہ السلام
وہو علی شوکتہ وقوتہ وصحۃ بدنہ
والمنافقون یخادعون فیظہرون الاسلام
ویبطنون النفاق وانما یظہر نفاقہم

جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ مین حضرت
کی شان و شوکت کی وجہ سے منافق لوگ بظاہر اسلام
کا دعوے کرتے تھے چنانچہ ان کا نفاق انکے افعال
سے ہر وقت ظاہر ہوتا تھا یعنی منافقین آنحضرتؐ کے

فی کل وقت بالاعتراض علی حرکاتہ	حرکات وسکنات پر معترض ہوا کرتے تھے اور
وسکناتہ فصارت الاعتراضات کالبزور	یہ اعتراض مثل تخم روز بروز ترقی پذیر ہو کر
وظہر منہا الشبہات کالزروع (ملل ونحل ص۲)	باعث اختلافات کثیرہ و مذاہب مختلفہ کے ہوئے

حدیث صحابی کی تائید

اور حدیث صحابی کی تائید اُن احادیث نبوی سے بخوبی ہوتی ہے جنمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احداث اور بدعات سے جو آپ کے بعد صحابہ سے سرزد ہونے والی تھین پیشین گوئی فرمائی تھی اگرچہ بعض احادیث آیات محکمات جلد اول مین درج کی گئی ہین تاہم کچھ اس موقع پر بھی پیش کرتے ہین ملاحظہ فرمائین :۔

پہلی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے جو خطبہ بمقام غدیر خم زبان مبارک سے فرمایا تھا جس کو سید شہاب الدین احمد نے جو علماء اکابر اہلسنت سے ہین اپنی کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل مین لکھا ہے جس کے بعض جملہ یہ ہین :۔

فقال اتقوا اللہ ایہا	اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو
الناس حق تقاتہ ولا تموتن الا	مگر یہ کہ حالت اسلام مین اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام
وانتم مسلمون واعلموا ان	چیزون پر احاطہ کیے ہوئے ہے اور قریب ہے کہ میرے
اللہ بکل شیء محیط وانہ	بعد کچھ قومین ہونگی جو جھوٹی باتین میری طرف
سیکون من بعدی اقوام	منسوب کرینگی اور لوگ اُن کے جھوٹ کو قبول
یکذبون علی فیقبل	کرلینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ جو مین خدا کی طرف
منہم ومعاذ اللہ ان	سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالون۔ اور
اقول علی اللہ الا الحق	سوائے امر راست کے اُس کے حکم کے خلاف کچھ اور
او انطق بامرہ الا الصدق	کہون۔ اور سوائے اُس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے

وما امركم الا ما امرني به ولا
ادعوكم الا الى الله وسيعلم الذين
ظلموا اي منقلب ينقلبون فقام
اليه عبادة بن الصّامت فقال و
متى ذالك يا رسول الله ومن هؤلاء
عرفناهم لنحذرهم قال اقوام
قد استعدوا الناس يومهم وسيظهرون
لكم اذا بلغت النفس منّي ههنا
واوماء صلى الله عليه و بارك وسلم
الى حلقه فقال عبادة اذا كان ذلك
فالى من يا رسول الله فقال صلى الله
عليه وبارك وسلم عليكم بالسمع والطاعة
للسابقين من عترتي والاخذين
من نبوتي فانّهم يصدونكم عن الغيّ
ويدعونكم الى الخير وهم اهل الحق
ومعادن الصّدق يحيون فيكم الكتاب
والسنة ويجنّبونكم الالحاد والبدعة
ويقمعون بالحق اهل الباطل لا يميلون مع الجاهل
ايها الناس ان الله خلقني وخلق اهل بيتي من طينة

مین تمھین کوئی اور حکم دون اور بجز خدا کی طرف کے اور
کسی چیز کی طرف مین تم کو نہین بلاتا اور جو لوگ ظالم
ہین وہ بہت جلد معلوم کرینگے کہ ان کی جاے بازگشت
کیا ہے۔ پس عبادہ ابن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا
یا رسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین اُن کو
ہمین شناخت کرا دیجیے۔ تاکہ ہم اُس سے بچین۔
سرور عالم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہین جو ابتدا ہی سے میرے
دشمن ہین اور جب میری جان (حلق مبارک کیطرف اشارہ
کرکے) یہان تک پہونچے گی۔ اُسوقت ظاہر ہون گے
عبادہ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کسکی طرف رجوع
کرین۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اُنکی پیروی کرنا جو میری
عترت مین سے سبقت کرنیوالے ہین میری پیغمبری کا
علم لینے والے ہین اور وہی تم کو یقینا گمراہی سے باز رکھینگے
اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے اور یہی اہل حق اور
معدن صدق ہین۔ کتاب و سنت کو تم لوگون مین زندہ
رکھینگے الحاد و بدعت سے تم کو بچائین گے اور حق کے
ذریعے سے اہل باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل
کیطرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
میرے اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا اور اُس سے

	لم يخلق منها غيرها كنا اول من ابتداء	اور کسی کو پیدا نہین کیا۔ سب سے پہلے ہم وہ لوگ ہین کہ
	من خلقه فلما خلقنا نور بنورنا	جنکے سبب سے خلقت واقع ہوئی۔ اور جب خدا
	كل ظلمة واحيى بنا كل طينة	ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے ہر تاریکی کو روشن
	(۲۳۲ غدیر چھاپ لکھنو جزء ثانی نصف آخر)	کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات بخشی۔
احادیث نسبت ارتداد صحابہ — دوسری	عن عبادة سيلي اموركم من بعدي	بہت قریب ہے کہ ایسے لوگ بعد ہمارے خلیفہ ہون
	رجال يعرفونكم ما ينكرون و	جو ان باتون کو تسبیح بتائین جس کو تم اچھا جانتے ہو
	ينكرون عليكم ما تعرفون فلا طاعة لمن	اور اچھا بتائین بری بات کو۔ پس نہین طاعت ہے
	عصى الله وعند ابي بكر بن ابي شيبة من	اسکی جو نافرمانی کرے خدا کی۔ اور عبادہ سے روایت ہے
	طريق ازهر بن عبد الله عن عبادة رفعه	کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قریب ہے تم پر ایسے امیر مقرر ہون جو
	سيكون عليكم امراء يامرونكم بما لا تعرفون و	اچھے کو برا۔ اور برے کو اچھا بتائین۔ انکی طاعت تم پر
	يفعلون ما تنكرون فليس لاولئك عليهم طاعة	واجب نہین ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۲۳)
تیسری	وعن اسامة بن زيد قال اشرف النبي	یعنی حضرت نے ایک قلعہ سے جو مدینہ مین تھا نیچے
	على اطم من اطام المدينة فقال هل	دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم بھی دیکھتے ہو جو مین دیکھ رہا ہون
	ترون ما ارى قالوا لا قال فاني لارى	کہا نہین۔ حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہین کہ
	الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر	فتنہ لوگون کے گھرون مین اس طرح گر رہے ہین
	صفحہ ۱۳۷ (ایضاً)	جس طرح آب باران
چوتھی	عن ابن عمر انه سمع النبي يقول لا ترجعوا	ابن عمر راوی ہین کہ مین نے حضرت سے یہ
	بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب	فرماتے سنا کہ ہمارے بعد ایسا نہو کہ تم لوگ پھر کفر
	بعض (ایضاً صفحہ ۲۱۶)	کی طرف پھر جاؤ کہ بعض بعض کو قتل کرین۔

پانچوین اذا فتحت علیکم فارس والروم جب فارس وروم تمپر فتح ہوگا تو کونسی قوم ہوجاؤ گے

ای قوم انتم قیل نکون کما امر الله کہا جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اسکے مطابق عمل

قال اوغیر ذلك تتنافسون ثم کرینگے حضرت نے فرمایا اُسکے خلاف عمل کروگے تنافس کروگے

تتحاسدون ثم تتدابرون ثم پھر حسد کروگے پیچھے پھروگے پھر بغض کروگے۔ پھر

تتباغضون ثم تنطلقون فی مساکن مہاجرین کے گھرون مین گھسکر ایک دوسرے کی

المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض گردن پر سواری کروگے۔

م ر ۷۔ عن ابن عمر ص ۲۹ (ایضا ص ۲۲۵)

چھٹی عن علی قال قال رسول الله صلی جناب سالتمآبؐ نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ

الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا یا علیؑ تمہارا کیا حال ہوگا اُسوقت کہ لوگ آخرت سے

زهد الناس فی الآخرة ورغبوا منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے

فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما میراث کو بالکل ہضم کر ڈالینگے اور مال سے پوری

واحبوا المال حبا جما واتخذوا محبت کرینگے دین خدا مین اپنا دخل دینگے اور

دین الله دخلا ومال الله دولا قلت مال خدا کو اپنی دولت بنالینگے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی

اترکهم وما اختاروا واختار الله ورسوله یاحضرت مین چھوڑ دونگا اُن لوگون کو جو کچھ وہ لوگ اختیار کرینگے

والدار الآخرة واصبر علی مصائب الدنیا اور مین خدا اور رسولؐ کو اختیار کرونگا اور دار آخرت

وبلواها حتی الحق بك انشاء الله کو اور مصائب بلائے دنیا پر صبر کرونگا یہانتک کہ آپسے

قال صدقت اللهم افعل ذلك به ملحق ہون انشاء الله۔ حضرت نے فرمایا سچ کہا یا اللہ

(الثقفی فی الاربعین) ایسا ہی کرنا (اس روایت کو حافظ ثقفی نے

(ص ۶۹ جلد ۶ کنز العمال ایضا ص ۲۳۵) اربعین مین روایت کیا ہے)

تاریخ اسلام اسپر شاہد ہے کہ بدعات احداث جو اُنکے دلون مین نہان تھے وہ واقعہ غدیر خم کے وقت سے عیان ہونے لگے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم کے احکام سے سرتابی اور نافرمانی کا ظہور وقت مرض الموت آنحضرت صلعم سے ہی ہونے لگا تھا۔ جیسا کہ لشکر اسامہ سے عدول حکمی کی وصیت مین مزاحم ہوے حدیث ثقلین سے اعراض کرکے آل رسولؐ سے منحرف ہوگئے۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی جور وستم کے دروازے کھل گئے بنت رسول اللہؐ کے حقوق ضبط کئے۔ خانۂ زہرا کے جلانیکا قصد کیا امور شریعت مین خلاف احکام خدا و رسول اپنے قیاس کو دخل دیکر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا۔ مثل متعۃ النسا و متعۃ الحج وغیرہ وغیرہ قرآن جلا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثین مٹائی اور جلائی گئین۔ ان کے مٹانے مین اسقدر جدوکد کی گئی کہ بذریعہ فرمان اشاعت بند کی گئی۔ اگر کسی بندۂ خدا نے حدیث بیان کی تو اُسکو درّے لگائے گئے کسی کو قید کیا۔ سنت رسولؐ کی بجائے سیرت شیخین جاری ہوگئی۔ اگرچہ ہم اصحاب ثلاثہ کے حالات جو منافی ایمان ہین حسب اقوال علمائے اہلسنت بہت کچھ اس سے پہلے لکھ آئے ہین مگر اس جگہ بھی بعض وہ امور جو مخصوص شریعت سے متعلق ہین درج کرتے ہین جن سے ان کے

امر بالمعروف ونھی عن المنکر حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

ذکر قتل مالک بن نویرہ بعہد خلافت اول

ذکر قتل مالک بن نویرہ

کتب سیر و حدیث اہل سنت مین ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر بامارت خالد بن ولید۔ مالک بن نویرہ۔ اور اس کی قوم کے قتل کو بھیجا ان پر یہ الزام لگایا کہ مالک نے اپنی قوم کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔ خالد مع لشکر جب وہان پہونچے تو مالک اور اس کی قوم کو پابند شریعت پایا مگر اسپر بھی خالد نے بہت بیدردی سے مالک اور اسکی قوم والون کو قتل کرادیا۔ اور ان کے سرون کا چولھا بنا کر کھانا پکوایا۔ اور خالد نے زوجۂ مالک سے

جو حسینہ و جمیلہ تھی عقد کر لیا اور بلا لحاظ عدت ہم بستر ہوئے۔ با این ہمہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد پر حد جاری نہ کی بلکہ مالک کے بھائی کو بیت المال سے دیت دلوادی۔ حالانکہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اگرچہ صحابۂ کبار نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دونون باتون پر حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خالد سے فرمایا اگر ہم خلیفہ ہوتے تو ضرور قصاص لیتے۔"

جناب شاہ صاحب نے بعد تسلیم صحت واقعہ حضرت ابوبکر اور خالد کو بچانے مین جو سعی اور کوشش کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اسکا اقتباس یہ ہے :-

قول شاہ صاحب خالد کی تائید مین

بعد استماع خبر وحشت اثر وفات پیغمبر	پیغمبر صلعم کی وفات کی خبر سنکر مالک بن نویرہ نے
مالک بن نویرہ صدقاتیکہ از قوم خود گرفتہ بود	جو صدقات اپنی قوم سے لئے تھے انکو واپس
برآنہا رد نمود۔ وگفت بارے از موت این شخص	کر دیے اور کہا تم نے خلاصی پائی۔ اسپر خالد نے اسکے
خلاص شدید۔ خالد حکم فرمود کہ اورا بقتل رسانند	قتل کا حکم دیا جب یہ خبر مدینہ پہونچی تو خالد کے
چون این خبر بمدینہ منورہ رسید وازین حرکت	اس فعل پر ابو قتادہ انصاری بگڑے اور دار الخلافت
خالد ابو قتادہ انصاری برآشفتہ بدار الخلافتہ	مین آکر خالد کو خاطی بتایا اور عمر بن خطاب نے
آمد و خالد را تخطیہ نمود۔ وعمر بن خطاب ہم اول	بھی پہلے مالک کے قتل کو بیجا سمجھا تھا مگر جب
وہلہ ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد چون	ابوبکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلا کر یہ حال
ابوبکر صدیقؓ خالد را بحضور خود طلبیدہ۔ ماجرا من	دریافت کیا تو پوری حقیقت معلوم ہونے پر خالد کو
وعن ظاہر شد در ہیچ کتاب معتبر نیست کہ خالد	بیخطا سمجھ کر اس سے کچھ تعرض نہ کیا اور یہ بات کسی معتبر کتاب
ہمان شب باآن زن صحبت داشت و این زن	مین نہین ہے کہ اس شب خالد زوجہ مالک سے ہم بستر ہوا
را مالک از مدتے مطلقہ ساختہ محبوس داشتہ بود بنا بر رسم جاہلیت	نیز ایک عرصہ سے مالک اسکو طلاق دیکیا تھا اور بعد طلاق
و برائے دفع ہمین رسم فاسد این آیہ نازل شدہ	دینے کے محبوس رکھا تھا اسی رسم کے دور کرنیکے لیے آیت نازل ہوئی

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلاتعضلوهن (وقتیکه طلاق بدہید زنان را پس بسند بعدت خود پس پسندید نکنید ایشان را پس عدت او منقضی شده بود ونکاح او حلال گشت بہمین جہت خالد انتظار عدت دیگر نہ کشید (تحفہ اثنا عشریہ ص۲۶۳)

(کہ جب تم اپنی عورتون کو طلاق دیکر اور اپنی عدت پوری ہو چکی) تھی اِس لئے نکاح خالد نے کیا وہ حلال ہوا اور اُس نے دوسری عدت کا انتظار نہین کیا۔

سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود اما شبہہ ارتداد او بلا ریب در ذہن خالد جا گرفتہ بود جواب دیگر ابو بکر صدیق خلیفہ رسول بود نہ خلیفہ شیعہ وسنی اورا بہ فرمائش وخواہش ایشان کار کردن نمیرسد بلکہ موافق سنت پیغمبر ابو بکر دیت مالک ہم از بیت المال داہانید اگر توقف ابو بکر در قصاص مالک قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در قصاص عثمان بطریق اولی قادح باشد باستیفاء قصاص مالک بن نویرہ از خالد آن وقت بر ذمہ ابو بکر واجب می شد کہ ورثہ مالک طلب قصاص میکردند و ہرگز طلب ورثہ او ثابت نہ شدہ

اور ہم نے مانا کہ مالک مرتد نہین ہوا تھا مگر خالد کو اُس کے مرتد ہونے کا شبہہ ضرور ہوا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسول تھے نہ خلیفہ شیعہ وسنی کہ حسب فرمائش اور خواہش اُنکے عمل کرتے بلکہ موافق سنت پیغمبر عمل کیا اسپر بھی ابو بکر نے دیت مالک کی بیت المال سے دلا دی اگر مالک کے قصاص مین توقف کرنے سے خلافت ابو بکر پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو اُنسے زیادہ حضرت امیرؑ مورد الزام ہوتے ہین جنھون نے عثمان کے قصاص مین توقف کیا تھا۔ اور خالد سے مالک کا قصاص لینا ابو بکر پر اُس وقت واجب تھا کہ اگر ورثہ مالک طالب قصاص ہوتے۔ حالانکہ اُس کے ورثا ہرگز طالب قصاص نہین ہوے

(تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

تردید قول

حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام کتب اہل سنت مثل تاریخ خمیس واستیعاب وتاریخ طبری وتاریخ کامل

وفیات الاعیان وکنز العمال وروضۃ الاحباب وروضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

عن ابن ابی عون وغیرہ ان	یعنی خالد نے دعوے کیا کہ مالک بن نویرہ
خالد بن الولید ادعی ان مالك	مرتد ہوگیا ہے اور یہ دعوے کسی ایسے کلام کی بنا پر
بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ	تھا جو خالد کے کانون تک پہونچا تھا۔ پس مالک
فانکر مالك ذلك وقال انا علی	نے اُسکا انکار کیا۔ اور کہا مین تو اسلام پر
الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشھد له	قائم ہون مین نے اپنے مذہب مین کوئی تغیر و
ابو قتادۃ وعبد الله بن عمر فقدمہ	تبدّل نہین کیا ہے۔ ابو قتادہ وعبد اللہ بن عمر
خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی	نے اسکے اسلام کی شہادت بھی دی۔ مگر خالد نے
فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ	نہ مانا ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا۔ اسنے مالک کا
ام متمم فتزوجھا فبلغ عمر بن	سر قلم کر دیا اور خالد نے زوجۂ مالک ام متمم پر (اسی دن)
الخطاب قتلہ مالك بن نویرۃ	قبضہ کر لیا۔ واقعات کی اطلاع ہوتے ہی عمر بن خطاب
وتزوجہ امرأتہ فقال لابی بکر	ابو بکر کے پاس آئے اور کہا کہ خالد نے زنا کا ارتکاب
انہ قد زنی فارجمہ فقال ابو بکر	کیا ہے۔ لہذا اسکو سنگسار کرا دو۔ ابو بکر نے کہا مین
ما کنت لارجمہ تاول فاخطاء	ایسا نہین کر سکتا (اسکا قصور ہی کیا ہے) اُسنے
وقال انہ قد قتل	ایک مسئلہ مین (مجتہدانہ) تاویل کی لیکن راے
مُسلمًا فاقتلہ قال	خطا کر گئی تب عمر نے کہا کہ خیر اُسنے ایک مسلمان کو
ما کنت لاقتلہ تاول	تو قتل کیا ہے پس اسکو (معمولی طریق سے قتل) کر دو ابو بکر
فاخطاء قال فاعزلہ	نے کہا مین یہ بھی نہ کرونگا کیونکہ اُسنے تاویل کی اور خطا ہو گئی

قال فاعزله قال ما كنت لاشيم سيفا سله الله عليهم ابدًا

کنز العمال کتاب الامارۃ والخلافۃ

پھر کیوں قتل کروں۔ عمر نے کہا کہ اچھا یہی کرو کہ اسکو معزول کردو۔ ابوبکر نے کہا کہ میں ہرگز اس تلوار کو میان میں نہ رکھوں گا جس کو خدا نے کفار پر کھینچ رکھا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے:۔

قال لمّا توفی رسول الله صلعم و استخلف ابوبکر و کفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطّاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله فقال ابوبکر لاقاتلن من فرق بین الصّلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال والله لو منعونی عناقا کانوا یودونها الی رسول الله لقاتلتهم علی منعها

جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوئے اور عرب مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے کہا کیونکر ان لوگوں سے مقاتلہ کروگے حالانکہ رسول اللہ فرماتے تھے میں مامور ہوا ہوں کہ لوگوں سے مقاتلہ کروں یہانتک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہیں پس جس نے کلمہ کہا تو اسکے نفس نے اور مال نے مجھ سے پناہ لی اسکا مستحق وہی ہے حساب اسکا اللہ پر ہے۔ ابوبکر نے کہا ضرور جہاد کرونگا اُس شخص سے جو زکوٰۃ اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کریگا پس بتحقیق زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر مجھے منع کرینگے اس سے جو رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو میں ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر قتل کروں گا۔

(از تشئید المطاعن صفحہ ۲۰)

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ "صل علیھم ان صلواتک سکن لھم" کی جو تفسیر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو اس زکوٰۃ کا استحقاق بھی نہ تھا۔

احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان	زمانہ ابوبکر مین اس آیت سے یہ دلیل
ابی بکر الصدیق بھذہ الایۃ وقالوا	پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ص کو
ان اللہ تعالیٰ امر الرسول باخذ الصدقات	صدقات کے لئے یہ حکم دیا کہ ان پر صلواۃ بھیجین
ثم امرہ ان یصلی علیھم وذکر ان	کہ صلواۃ موجب ان کے نفوس سکون کا ہے پس گویا کہ
صلوتہ سکن لھم فکان وجوب الزکوٰۃ	زکوٰۃ کا وجوب سکون حاصل ہونے کی شرط پر
مشروطا بحصول ذلک السکن ومعلوم	اور ظاہر ہے کہ سوائے رسول خدا کے ص ان کا
ان غیر الرسول لایقوم مقامہ فی حصول	قائم مقام اس سکون کو حاصل نہین کرسکتا
ذلک السکن فوجب ان لایدفع الزکوٰۃ	پس واجب ہے کہ سوائے رسول ص کے کسی کو زکوٰۃ
الی احد غیر الرسول۔	نہ دی جائے۔

اب ان تمام روایتون کو جناب شاہ صاحب کے قول سے ملائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ ان روایتون سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اور جناب شاہ صاحب کیا فرماتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب کا یہ قول

عمر بن الخطاب دردھلہ اول	پہلے عمر نے بھی سمجھا تھا کہ یہ قتل بیجا ہوا مگر بعد ازان
ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد ومن بعد	قائل ہوگئے کہ جو کچھ صدیق نے کیا عین صواب
معترف گردید کہ ہرچہ صدیق بعمل آورد عین	اور حق تھا جس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ
حق بود و دلیل واضح برین آنکہ عمر ابن الخطاب	باوصف اس کے عمر حد جاری کرنے اور قصاص
باوصف آن شدتیکہ در اجراے حدود واستیفاے	لینے مین بہت ہی سخت تھے لیکن اپنے
قصاص داشت درزمان خلافت خود ہرگز	زمانہ خلافت مین خالد سے نہ معترض ہوئے

تعرض احوال خالد نشد نہ حد و نہ قصاص گرفت — خالد سے تعرض نہ کیا نہ حد جاری کی نہ قصاص لیا۔
ملل ونحل کی اس عبارت کے خلاف ہے۔

الخلاف السابع فی قتال مانعی	ساتوان اختلاف مانع الزکوٰۃ کی لڑائی مین
الزکوٰۃ فقال قوم لا نقاتلهم قتال	ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ہم ہرگز کافرون کی
الکفرۃ وقال قوم بل نقاتلهم حتی	مثل اُنسے جنگ نہ کرینگے۔ اور دوسرون نے
قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا	کہا کہ ہم جنگ کرینگے یہان تک کہ حضرت ابوبکر
رسول الله لقاتلتهم علیه ومضی بنفسه	نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو اُن زمیون سے کہ جو
الی قتالهم ووافقه الصحابة باسرهم	رسول اللہ کو انھون نے دی ہین منع کرینگے تو
وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته	ضرور مین اس سے لڑائی کرونگا۔ اور لڑائی کا
الی رد السبایا والاموال الیهم و	بنفس نفیس حکم دیا اور کل صحابہ نے اُن کی موافقت
واطلاق المحبوسین منهم......	کی اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین قیدی
.... انتهی۔	اور اموال اُن کے طرف لوٹائے گئے

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے عہد خلافت مین بھی اسبات پر قائم تھے کہ خالد نے مالک کو حالت اسلام مین قتل کیا۔ چنانچہ تاریخ خمیس دیار بکری جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ و استیعاب ابن عبد البر وفیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ کبیر طبری۔ مرأۃ الزمان سبط ابن جوزی طبقات ابن سعد۔ کنز العمال جمع الجوامع اور کتب تواریخ وطبقات وغیرہ مین حضرت فاروق کا یہ قول خالد بن ولید کی نسبت ہے کہ

قتلت امرأ مسلما ثم نزوت	(اے خالد!) تونے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا
علی امرأته والله لارجمنك باحجارك	اور پھر اسکی زوجہ سے مرتکب فعل حرام کا ہوا واللہ مین
	تجھ کو سنگسار کرونگا۔

حضرت عمر پر منجملہ دیگر مطاعن ایک طعن یہ بھی ہے کہ باوجود اس امر کے ثبوت کی کہ خالد نے مالک کو بیگناہ قتل کیا۔ مگر انھون نے اپنے عہد خلافت مین خالد سے قصاص نہ لیا۔ شاہ صاحب موصوف کے اس قول کی بھی۔

قول شاہ صاحب کہ ورثا ء مالک بن نویرہ طالب قصاص نہ تھے

قصاص مالک از خالد آنوقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثا ء مالک طلب قصاص می کردند و ہرگز طلب قصاص ورثا ثابت نہ شد۔

تردید روضۃ الاحباب کی اس عبارت سے ہوتی ہے ۔

تردید قول ہذا

برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد صورت واقعہ را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر والتماس ردّ سبایای خویش کرد عمر خطاب متمم را امداد و اسعاد نمودہ با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد صدیق فرمود تا دیت مالک را از بیت المال بدادند و سبایای قوم مالک را تسلیم برادر وے کردند (جلد دوم صفحہ ۲۸)

مالک کا بھائی متمم بن نویرہ آیا اور سب واقعہ حضرت ابوبکر سے بیان کیا اور اپنے بھائی کا خون بہا طلب کیا اور مال غنیمت واپس مانگا حضرت عمر نے متمم کی درخواست کی حمایت اور اعانت کی اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ خالد کی تلوار مسلمانون پر چلی ہے صدیق نے فرمایا کہ بیت المال سے دیت دیدی جائے اور غنیمت جو مالک کے لوگون سے لے لیگئی ہے واپس دیجائے ۔

حضرت شاہ صاحب کا یہ فرمانا۔

" در ہیچ کتب معتبرہ نیست کہ خالد ہمان شب بآن زن صحبت داشت "

علامہ قوشجی کے اس قول کے برعکس ہے

حیث قتل مالک بن نویرہ وھو مسلم طمعا فی التزویج بامرأتہ لجمالها ولذلك

یعنی جب مالک بن نویرہ کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا اور باعث اسکے قتل کا یہ تھا کہ اس کی زوجہ حسینہ و جمیلہ تھی جسے

تزوج بها من لیلتہ وضاجعها۔ جس سے مالک نے اسی شب عقد کیا اور ہم بستر ہوا۔

جناب شاہ صاحب کا حضرت ابوبکر کی جانبداری اور حمایت مین یہ ارشاد

اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولیٰ قادح باشد

اگر ابوبکر نے مالک بن نویرہ کے قصاص لینے مین توقف کیا اور انکی خلافت پر الزام ہو تو حضرت امیر کا توقف عثمان کے قصاص لینے مین نہایت درجہ قادح ہوگا

حضرت کی عقیدتمندی پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ وہ کون قاتل جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہ کون سی شہادت ثبوت جرم کی پیش ہوئی تھی جس کے لینے اور حکم قصاص صادر فرمانے مین ان جناب نے توقف فرمایا۔

اب ناظرین تمکین۔ مورخین۔ محدثین اہل سنت کی روایتون کو جو دربارۂ قتال اہل سلام و قتل مالک بن نویرہ۔ ان لوگون نے بیان کی ہین ملاحظہ کرین کہ جناب شاہ صاحب خالد کے مالک کو بیگناہ قتل کرنے اور دیگر مقتولان اہل سلام کے سرون کا چولھا بنانے اسپر دیگ رکھ کر کھانا پکانے۔ انکے اہل وعیال کو مثل کفار اسیر کرنے۔ اور زوجۂ مالک سے زنا کرنے وغیرہ وغیرہ خطاؤن کی کس شدومد سے پردہ پوشی کرکے حضرت ابوبکرؓ کی حمایت کرتے ہین۔ اور باوجودیکہ خالد کے قصاص اور حد پر صحابہ کا اجماع تھا مگر حضرت صدیق نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بلکہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ مین تو یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو اس مضمون کے خط بھی لکھے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خط بنام خالد

(۱) فان اظهره الله عليهم انشاء الله تعالىٰ وامكنه منهم فليقتلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ص۲۳۵ ج ۲ خمیس

یعنی اگر خدا ان لوگون پر اسی ظفر دے تو چاہیئے کہ سب کو قتل کرڈالے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اور آگ سے جلا ڈالے۔

(۲) ان اظفرك الله باهل اليمامة اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو

فایاک والابقاء علیهم اجهز علی	کسی کو زندہ نہ چھوڑو اور بھاگے ہوئے کا تعاقب
جریحهم واطلب مدبرهم واحمل	کرو۔ زخمی کو ہلاک کرو قیدیون کو قتل کرو۔ اور
اسیرهم علی السیف وهول فیهم القتل	سب کو آگ سے جلا ڈالو۔ خبردار میرے حکم کے
واحرقهم بالنار وایاک ان تخالف امری والسلام علیک (م صفحہ ۲ تاریخ خمیس)	خلاف نہ کرنا۔

آخر ایسا ہی ہوا کہ خالد نے سب کو آگ سے جلوا دیا۔ جیسا کہ تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۱ مین ہے

وفی کتاب الزهری ثم لحقوا اصحاب	خالد نے حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کھانا پکا
طلیحة فقتلوا واسروا وصاح خالد	یا پانی گرم کرے تو اسکو چاہیئے کہ کسی آدمی کے
لا یطبخن رجل قدرا ولا یسخن	سر کا چولھا بنائے اور خالد نے بڑے حظیرے بنوائے
ماء الا اثفیته راس رجل وامر خالد	اُس مین آگ روشن کی پھر سب قیدیون کو نہین
بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیها النار ثم امر	ڈالدیا حامیہ بن سبیع بن خشخاش اسدی جس کو
بالاسری فالقیت فیها والقی القی یومئذ	رسول اللہ نے اپنی قوم کے صدقہ کو وصول کرنے
حامیة بن سبیع بن الخشخاش الاسدی و هو	پر حاکم بنایا تھا وہ بھی اس حظیرہ مین ڈال دیا
الذی کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم استعمله علی صدقات قومه (ص ۲۰۰ تاریخ خمیس جلد ۲)	گیا۔

فجاۃ سلمی کو جلوا دینا

حضرت ابوبکرؓ نے فجارہ سلمی کو بھی اس وجہ سے کہ اس نے آپ کی اطاعت نہین کی جلوا دیا۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھا کہ آواز بلند کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا جل گیا۔ جیسا کہ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہے۔

ثم سار حتی لحق بالفجاءة السلمی واسمه	یعنی جب فجاءۃ سلمی گرفتار کرکے لایا گیا تو
ایاس بن عبد اللہ بن عبد یا لیل فاسره	ابوبکر نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے آخر وہ
وانفذه الی ابی بکر فلما قدم به الیه اوقد له	اُس مین زندہ ڈلوا دیا گیا۔ یہان تک کہ
نارا وامر به فقذف فیها حتی احترق۔	جل گیا۔

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ مین بھی ہے ۔

کسی کا مسئلہ پوچھنا

حضرت خلیفہ صاحب ممدوح کا مسائل فقہ مین یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ دوسرون سے دریافت کرتے تھے ۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۶ مین ہے ۔

قال میمون بن مہران جاء اعرابی	میمون بن مہران راوی ہے کہ ایک اعرابی
الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال انی اصبت	ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے فلان فلان
من الصید کذا وکذا فسئل ابوبکر رضی اللہ	جانورون کا شکار کیا آپ نے ابی بن کعب سے
عنہ ابی بن کعب فقال الاعرابی اتیتك	پوچھا اس اعرابی نے کہا کہ مین تو آپ سے دریافت
اسئلك وانت تسئل غیرك	کرتا ہون اور آپ دوسرون سے پوچھتے ہین ۔

ایک ضعیفہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک ضعیفہ نے جو کسی کی دادی تھی آپ کے پاس آکر کہا کہ میری میراث دلادو مگر خلیفہ صاحب اس مسئلہ سے لاعلم تھے ۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ (۲) مین ہے ۔

ان الجدۃ جاءت الی ابی بکر تلتمس	کسی کی دادی ابوبکر کے پاس آئی اور درخواست
ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب	کی کہ میری میراث دلادو ۔ آپ نے فرمایا کتاب خدا
اللہ شیئا وما علمت ان رسول اللہ صلی	مین تو تیرے سوال کے بارے مین کوئی حکم
اللہ علیہ وسلم ذکر لك شیئا ۲۰-۳۰	نہین ہے اور نہ رسول اللہ نے کچھ فرمایا ۔

یہ جواب سنکر وہ ضعیفہ دوسرون سے پوچھتی پھری آخر مغیرہ اور محمد بن سلمہ نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے اسپر اسکو چھٹا حصہ دلادیا گیا یہ روایت وضاحت سے ازالۃ الخفا صفحہ ۳۱ ۔ مقصد دوم مین بھی ہے اور وہ یہ ہے :۔

عن الزہری قال جاءت الی ابی بکر	زہری کہتا ہے کہ ابوبکر کے پاس ایک دادی
جدۃ ام اب او ام ام فقالت	یا نانی نے آکر کہا کہ میرا پوتہ یا نواسہ مرگیا ہے

ان ابن ابني او ابن ابنتي	اور مجھے خبر ملی ہے کہ اُسکے مال متروکہ مین میرا
توفي وبلغني ان لي نصيبا	حصہ ہے پس بتائیے میرا حصہ کس قدر ہے ابوبکر
فمالي۔ فقال ابوبكر ما سمعت	نے کہا کہ مین نے نہین سنا کہ رسول اللہ صلعم نے
رسول الله صلّى الله عليه وسلم	جدہ کے بارے مین کچھ کہا ہو۔ عنقریب مین لوگون
قال فيها شيئا وسائل	سے پوچھون گا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو لوگون
الناس فلمّا صلى الظهر فقال	سے پوچھا کہ تم لوگون مین سے کسی نے سنا ہے کہ
ايكم سمع رسول الله صلى الله	رسول اللہ نے جدہ کے حصہ کے بارے مین کچھ
عليه وسلم قال في الجدة شيئا	ارشاد فرمایا ہے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مین نے
فقال المغيرة بن شعبة انا قال ماذا	سنا ہے ابوبکر نے پوچھا وہ کیا ہے۔ مغیرہ نے
قال اعطاها رسول الله صلى الله	کہا کہ رسول خدا نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا ہے
عليه وسلم سدسا۔ قال ايعلم ذالك	ابوبکر نے کہا سوا تمھارے کوئی دوسرا شخص بھی یہ جانتا
احد غيرك فقال محمد بن مسلمة	ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔
صدق فاعطاها ابوبكر السدس فجاءت	پس ابوبکر نے اس جدہ کو چھٹا حصہ دلوادیا پھر عمر
الى عمر مثلها فقال ما ادري ما سمعت	کے پاس اسی عورت کے مانند ایک عورت آئی عمر
من رسول الله صلى الله عليه وسلم	نے کہا مین نہین جانتا مین نے رسول اللہ سے جدہ
فيها شيئا وسأسئل الناس فحدثوه	کے بارہ مین کچھ نہین سنا عنقریب مین لوگون سے
بحديث المغيرة بن شعبة ومحمد	پوچھونگا۔ تب عمر سے لوگون نے مغیرہ اور مسلمہ کی
بن مسلمة فقال عمر ايتكما	حدیث بیان کی پس عمر نے اس عورت سے کہا کہ
خلت به فلها السدس	تم دونون سے جو تنہا ہوگی اسکے واسطے چھٹا حصہ ہے

فان جمعتما فھو بینکما — پس اگر دونون موجود ہون گی تو وہی چھٹا حصّہ تم دونون مین تقسیم ہوگا۔ (ازالۃ الخفاء ۲ مقصد دوم)

(چہارم) حضرت ابوبکر نے ایک سارق کی نسبت حکم صادر فرمایا کہ اُسکے دہنے ہاتھ کی عوض بایان ہاتھ کاٹو امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ پہلے مرتبہ کے چوری مین بایان کاٹنا خلاف اجماع ہے

(پنجم) اللہ جل شانہ ایام حج مین زدوضرب وگالی گلوج اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے۔

الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ — حج کے مہینہ سب کو معلوم ہین (شوال ذیقعدہ ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر لازم کرے تو احرام سے احرام آخر تک نہ عورت کے پاس جاے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑے۔ (پ ۲ سورۃ البقرہ ع ۹)

مگر صواعق محرقہ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے زمانہ حج مین احرام باندھنے کے بعد اپنے غلام کو مارا یہ حال تفسیر درمنثور مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے

واخرج الحاکم وصححہ عن اسماء بنت ابی بکر قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاجا وکانت زاملتنا مع غلام ابی بکر فجلسنا ننتظر حتی تاتینا فاطلع الغلام یمشی ما معہ بعیرہ فقال ابو بکر این بعیرک۔ قال ضلنی اللیلۃ فقام — حاکم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی ہے اُسنے بیان کیا کہ ہم سب رسول اللہ کے ہمراہ حج کرنے کی غرض سے گئے۔ اور میرے باپ کا غلام بھی میرے ہم سفر تھا پس سب اطمینان سے بیٹھ گئے اور اِدھر اُدھر دیکھتے تھے یہانتک کہ وہ ہمارے پاس آئے پس غلام پیدل آیا کہ اسکے ساتھ اسکا اونٹ نہین تھا پس اُس سے حضرت ابوبکر نے دریافت کیا کہ اونٹ کیا ہوا۔ کہا آجکی شب کھو گیا یہ سنکر

ابوبکر یضربہ ویقول بعیر واحد | حضرت ابوبکر اُس کو مارنے لگے اور کہتے جاتے تھے
اضللت وانت رجل فما یزید رسول اللہ | کہ ایک اونٹ تجھ سے کھو یا گیا حالانکہ تو مرد ہے
صلی اللہ علیہ وسلم علی ان تبسم وقال | پس رسول اللہ نے آواز سے کہا کہ اے لوگو ذرا دیکھو
انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع (جلد اول صفحہ ۲۱۲) | اس احرام باندھنے والے کو کہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر دشنام دہی کے عادی تھے

حضرت افضل الصحابہ حسب عادت زمانہ جاہلیت گالی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفا میں ہے

کانا ابوبکر سبابا | یعنی ابو بکر بڑی گالیاں دینے والے تھے۔

نیز مدارج رکن چہارم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۹ میں ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت عروہ بن مسعود ثقفی نے جو زمرۂ کفار سے تھا آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ لوگ قابل بھروسہ نہیں ہیں اور نہ ذی عزت ہیں۔ ان سے امید نہ رکھئے کہ یہ کسی مشکل کے وقت آپ کے کام آئینگے۔ حضرت ابوبکر کو یہ کلمہ ناگوار گذرا۔ اور اسکے بتوں کو گالیاں دینے لگے۔

یہ روایت شمس العلماء شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۳۱ میں لکھی ہے جس کے آخر الفاظ یہ ہیں ملاحظہ ہو۔

عروہ نے کہا محمد اگر لڑائی کا رُخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اُڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کیا ہم بھاگ جائینگے۔

اور عروج الاسلام جلد ۸ صفحہ ۳۹ میں ہے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ انصار میں سے کسی ایسے شخص کو امیر لشکر مقرر کیجیے جو اسامہ سے عمر میں بڑا ہو۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر کہ بیٹھے ہوئے تھے اُچھل پڑے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ کہ۔ تیری ماں تجھے روئے۔

حالانکہ اللہ جل شانہ اپنے رسول سے فرماتا ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم پ سورۃ انعام رکوع ۱۳

اور یہہ (مشرکین) جنکی اللہ کے سوا (خدا سمجھکر) عبادت کرتے ہین انہین تم برا نہ کہو ورنہ یہہ لوگ بہی خدا کو بے سمجھے عداوت سے برا کہہ بیٹھین گے

حالات حضرت عمرؓ

حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین بخلاف احکام خدا اور رسولؐ اپنی رائے اور قیاس کو دخل دے کر امور شریعت مین تغیر و تبدل کیا۔ از آنجملہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد جناب رسول مقبول صلعم جاری تھے اُن کو محض اپنی رائے سے یہہ فرما کر۔

گو خدا اور رسول نے اجازت دی ہے مگر مین ان دونون کو منسوخ کرتا ہون

حرام ٹھہرا دیئے۔ حالانکہ متعۃ الحج حسب آیۂ کریمہ۔

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج — جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے

اور متعۃ النسا بروے آیۂ شریفہ۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ پ۵۔ سورۃ النساء ع — جن عورتون سے تم نے متعہ کیا تو اُنہین جو مہر معین کیا ہے دیدو۔

اقوال مفسرین اہلسنت

جائز تھے۔ اور تفاسیر اہلسنت مین مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر کشاف تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر طبری۔ صحیح مسلم یعنی شرح بخاری۔ و دیگر کتب ازالۃ الخفا وغیرہ مین بہی ہے کہ دونون متعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر تا نصف عہد خلافت خلیفہ دوم جاری رہے۔ مگر پھر حضرت عمر نے دونون حرام ٹھہرا دیے۔ اس بارہ مین کثرت سے روایتین۔ اور تفسیرین ہین۔

چنانچہ۔ از آنجملہ دو چار اقوال اس جگہ نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) علامہ ابن القیم زاد المعاد میں دربارہ متعۃ الحج فرماتے ہیں۔

ویدل علی ان ذلک رای محض لا ینسب الی انہ مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لما نہی عنہا قال لہ ابو موسی الاشعری یا امیر المومنین ما احدثت فی شان النسک فقال ان ناخذ بکتاب ربنا فان اللہ یقول و اتموا الحج والعمرۃ وان ناخذ بسنۃ رسول اللہ فان رسول اللہ لم یحل حتی نحر فہذا اتفاق من ابی موسی وعمر علی ان منع الفسخ الی المتعۃ والاحرام بہا ابتداءً انما ہو رای من عمر احدثہ فی النسک ولیس عن رسول اللہ صلعم وان استدل لہ بما استدل وابو موسی کان یفتی الناس بالفسخ فی خلافۃ ابی بکر کلہا وصدرا من خلافۃ عمر حتی فاوض عمر فی نہیہ عن ذلک واتفقا علی انہ رای احدثہ عمر فی النسک ثم صح عنہ الرجوع عنہ

یعنی دلیل اسکی کہ یہہ محض رائے عمر تھی نہ یہہ کہ حضرت کی کوئی حدیث ہو جب عمر نے اسکی ممانعت کی تو ابو موسی اشعری نے کہا تم نے کہاں سے نئی بدعت نکالی ہے حج کے بارہ میں عمر نے کہا اگر کتاب چاہتے ہو تو واتموا الحج والعمرۃ ہے اگر سنت رسول چاہتے ہو حضرت اس وقت تک محل نہ ہوتے جبتک نحر نہ کر لیتے۔ بس ابو موسی و عمر کا اتفاق ہے کہ یہہ رائے عمر ہے جسکو انھوں نے احداث کیا یا رسول اللہ کا حکم ایسا نہیں ہے۔ اگرچہ استدلال میں کچھ ہی پیش کیا جائے یہی وجہ ہے کہ ابو موسی اسی مطابق فتوی دیتے تھے۔ زمانہ ابوبکر میں اور ابتدائے خلافت عمر میں جب عمر نے اس پر اصرار کیا تو ابو موسی نے بھی اُن کی رائے سے اتفاق کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا یہہ عمر کی نئی ایجاد تھی یعنی ذاتی رائے۔

(۲) وکان ابن عباس یذہب الی ان الایۃ محکمۃ وترخص فی نکاح المتعۃ روی عن ابی نضرۃ قال سألت ابن عباس عن المتعۃ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ آیت منسوخ نہیں ہے اور متعہ کی اجازت دیتے تھے ابو نضرہ نے ابن عباس سے متعہ کے بارہ میں

فقال اما تقرء فی سورۃ النساء فما	پوچھا تو انھون نے کہا کیا تم سورۂ نساء مین"
استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی قیل	فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّٰی
لا اقرء ھکذا فقال ابن عباس ھکذا	نہین پڑہتے۔ اس نے کہا ہم اس طرح نہین
انزل اللہ ثلث مرات	پڑہتے اس پر ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا
(در تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۹)	کہ اسی طرح خدا نے نازل کیا ہے۔

تیسری۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۶ مین تحریر فرماتے ہین۔

واما عمران بن الحصین فانہ قال	عمران بن حصین کہتے تھے کہ آیہ متعہ نازل ہوا۔
نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ولم ینزل	کتاب اللہ مین اُس کے بعد کوئی آیہ ناسخ اُس کا
بعدھا آیۃ تنسخھا وامرنا بھا رسول اللہ	نہین نازل ہوا اور رسول اللہ نے اُس کا حکم دیا اور
صلی اللہ علیہ وسلم وتمتعنا بھا معہ و	آپ کے معیت مین ہم لوگون نے متعہ کیا اور حضرت نے
مات ولم ینھنا عنہ ثم قال رجل برایہ	وفات پائی۔ اور اُس سے منع نہ کیا۔ پھر ایک شخص
ما شاء واما امیر المومنین علی ابن	نے اپنی راے سے جو چاہا وہ کیا اور امیر المومنین علی
ابیطالب رضی اللہ عنہ فالشیعۃ یروون عنہ اباحۃ	ابن ابیطالب سے شیعہ روایت کرتے ہین حضرت
المتعۃ وروی محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن	جواز متعہ کا حکم دیتے تھے اور محمد بن جریر طبری امام
علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ انہ قال لولا	اہلسنت نے اپنی تفسیر مین حضرت علی ابن ابیطالب
ان عمر نھی الناس عن المتعۃ ما زنی	سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے اگر عمر متعہ سے
الا شقی	منع نہ کرتے تو بجز شقی کے کوی زنا کا مرتکب ہوتا۔

(چوتھی) امام موصوف پھر فرماتے ہین

الحجۃ الثالثۃ ما روی ان عمر رضی اللہ عنہ	یعنی تیسری دلیل جواز متعہ کی یہہ ہے کہ حضرت عمر نے

قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی	منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ میں بحکم شریعت
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہما	جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین یعنی
متعۃ الحج ومتعۃ النکاح وھذا منہ تنصیص علی	متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اور یہہ کلام حضرت عمر
ان متعۃ النکاح کانت موجودۃ فی عہد رسول اللہ	نص ہے اسپر کہ دونون متعہ بحکم رسول جاری تھے
صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ وانا انہی عنہما یدل علی	اور عمر کا کہنا کہ ہم دونون کو منع کرتے ہین دلالت
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نسخہ وانما عمر	کرتا ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ھو الذی نسخہ واذا ثبت ھذا فنقول ھذا الکلام	منسوخ نہین کیا۔ بلکہ عمر نے منسوخ کیا تو جب یہہ
یدل علی ان حل المتعۃ کان ثابتا فی عہد	ثابت ہوا کہ وہ عہد رسول اللہ مین جاری تھا تو وہ
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وانہ علیہ السلام	عمر کے کہنے سے کیسے منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہی وہ
ما نسخہ وانہ لیس الا نسخ الا نسخ عمر واذا ثبت	دلیل ہے جس سے عمران بن حصین نے استدلال
ھذا وجب ان لا یصیر منسوخا لما کان ثابتا فی زمن الرسول	کیا۔ اور کہا کہ خدا نے قرآن مجید کے ایک آیہ مین سکو
صلی اللہ علیہ وسلم وما نسخہ الرسول یمتنع ان یصیر منسوخا	جائز کیا۔ اور دوسرا آیہ نسخ نازل نہین ہوا۔ اور
بنسخ عمر وھذا ھی الحجۃ التی احتج بہا عمران بن الحصین حیث	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور منع نہین
قال ان اللہ انزل فی المتعۃ آیۃ وما نسخہا بآیۃ اخری وامرنا رسول اللہ	کیا۔ اس کے بعد ایک شخص (عمر) نے اپنے دل سے
صلی اللہ علیہ وسلم بالمتعۃ وما نہانا عنہا ثم قال رجل برایہ ما شاء یرید	جو چاہا کہا۔
ان عمر نہی عنہا ایضا صفحہ ۲۰	

قول امام فخر الدین رازی۔

(پانچوین) امام موصوف نے اسی پر قناعت نہین کی بلکہ حرام ٹھہرانے والے کی نسبت کفر کا لفظ لکھا ہے۔

الحجۃ الثانیۃ روی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال فی خطبتہ	یعنی جواز متعہ کی دوسری دلیل یہہ ہے کہ عمر نے
متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	مجمع صحابہ مین منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ

انا انهیٰ عنهما واعاقب علیهما ذکر هذا الکلام فی	مین جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین اس
مجمع الصحابة وما انکر علیه احد فالحال ههنا	کلام کو عمر نے مجمع صحابہ مین کہا تھا اور کسی نے انکار نہین
لا یخلوا اما ان یقال انهم کانوا عالمین بحرمة المتعة	کیا تو اب تین حال سے خالی نہین ایک یہہ کہ وہ
فسکتوا او کانوا عالمین بانها مباحة ولکنهم	سب جانتے تھے کہ متعہ حرام ہے اس وجہ سے سکوت
سکتوا علی سبیل المداهنة او ماعرفوا اباحتها	کیا اور یہی مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتے تھے
ولا حرمتها فسکتوا لکونهم متوقفین فی ذلک	کہ یہہ جائز ہے اور مباح ہے مگر بسبیل سہل انکاری
والاول هو المطلوب (والثانی) یوجب	سکوت کیا تو عمر کا اور ان صحابہ کا کفر لازم آتا ہے
تکفیر عمر و تکفیر الصحابة لان من علم ان النبی	جنھون نے سکوت کیا۔ کیون کہ جس کو معلوم ہوا کہ
صلی الله علیه وسلم حکم باباحة المتعة ثم قال	رسول اللہ نے اس کو مباح کیا۔ اور پھر وہ کہے کہ
انها محرمة محظورة من غیر نسخ لها فهو کافر بالله	یہہ حرام ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق
ومن صدقه علیه مع علمه بکونه مخطئا کافر کان	کرے باوصفیکہ جانتا ہو کہ وہ خاطی ہے تو وہ
کافرا ایضا وهذا یقتضی تکفیر الامة وهو	بھی کافر ہے۔ اس سے تمامی امت کی تکفیر لازم
علی ضد قوله کنتم خیر امة تفسیر کبیر جلد سوم ص ۲۸۵	آتی ہے اور یہہ خلاف آیہ کنتم خیر امة کے ہے۔

ان اقوال کے ساتھ آیۂ کریمہ۔

یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات	اے ایمان والو جو پاک چیزین تمھارے لیے حلال
ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب	کی گئی ہین اُن کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
المعتدین	زیادہ نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے زیادہ بڑھ جانے
(پ ۷ - س مائدہ ع ۲)	والون کو ہرگز دوست نہین رکھتا۔

غرض باوجودیکہ علمائے مفسرین حضرت عمر کا احکام خدا و رسولؐ مین دخل دینے اور متعة الحج و متعة النساء

حرام ٹھہرانے سے مقر ہین مگر پھر بھی صحابہ کی محبت مین اسقدر راسخ الاعتقاد ہین کہ جو آیہ کریمہ۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی	جب خدا اور اُس کا رسُول کسی امر کا فیصلہ کر دین
اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ	تو کسی مومن اور مومنہ کو اُس کے کسی معاملہ مین
من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ	کوئی اختیار نہین ہے۔ اور جو خدا اور اُس کے
فقد ضل ضلالاً مبینا (پ ۲۲ س احزاب)	رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

کے مصداق ہون ان کو "خیر امۃ" بتا کر اونکی بدعتون سے چشم پوشی کرتے ہین۔

معالم التنزیل صفحہ ۴۵۲ مین روایت ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر من	ابن عمر راوی ہین۔ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ
امن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تفتنوا	جو زبان سے ایمان لائے ہین اور دل ایمان سے
المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع	خالی ہین مسلمانون کو فتنہ مین نہ ڈالو اور اُن کے
عورات المسلمین یتبع اللہ عورتہ فیفضحہ	راز فاش نہ کرو اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا اُسکو رسوا
ولو فی جوف رحلہ	کریگا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر مین ہو۔

تفسیر کبیر مین ہے کہ حضرت عمر نے افشاء راز کیا

لیکن حضرت عمر کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ مین ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الشجرۃ بنو امیۃ	ابن عباسؓ راوی ہین کہ مراد شجرہ سے بنی امیہ ہین
یعنی الحکم بن ابی العاص قال ورای رسول اللہ	یعنی حکم بن ابی العاص اور ابن عباس کہتے ہین
صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ان ولد مروان	کہ رسالتمآبؐ نے خواب مین دیکھا بنی مروان آپکے
یتداولون منبرہ فقص رویاہ علی ابی بکر و عمر	منبر پر چڑھتے ہین۔ اس خواب کو آپ نے حضرت
وقد خلا فی بیتہ معھما فلما تفرقوا سمع	ابوبکر و عمر سے تخلیہ مین بیان کیا۔ پس جبکہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم یخبر	لوگ متفرق ہوگئے تو رسول خدا نے حکم کو سنا کہ

بروئیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد ذلک علیہ واتہم عمر فی افشاء سرہ

خواب سو لخدا صلعم کا بیان کرنا ہے تو بہت غصہ ہوئے اور عمر کو افشائے راز مین متہم کیا ۔

حضرت ابوبکر وعمر کا تجسس وغیبت کرنا

حضرت ابوبکر وعمر بدگمانی و تجسس اور غیبت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خداوند متعال نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ ط واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم

پ ۲۶ س حجرات . ع ۲

اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور آپس مین ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ مین نہ رہا کرو اور نہ تم مین سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم تو اس سے (خود) نفرت کرینگے اور خدا سے ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

صاحب درمنثور نے اس آیت کا شان نزول انہین حضرات کے حق مین بتایا ہے وہ یہ ہے ۔

واخرج الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن یحیی ابن ابی کثیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی سفر ومعہ ابوبکر وعمر فارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئلوہ لحما فقال اولیس قد ظللتم

حکیم ترمذی نوادر الاصول مین یحیی ابن کثیر سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ سفر مین تھے ۔ اور حضرت ابوبکر وعمر آپ کے ہمراہ تھے ان صاحبون نے کسی کو گوشت لانیکی غرض سے رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم لوگ گوشت سے سیر نہین ہوئے اونہون نے کہا کہ کہان سے سیر ہوتے پس قسم بخدا ہمنے کتنے ہی دنون سے گوشت دیکھا بھی نہین

من اللحم شباعا قالوا من این فوالله	حضرت نے فرمایا کیا تم نے فلان شخص کی غیبت
مالنا باللحم عهد منذ ایام	کرکے اُس کا گوشت نہین کھایا۔ اونھون نے کہا
فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم	یا رسول اللہ ہم نے تو اتنا ہی کہا کہ وہ ضعیف ہے
قالوا یا نبی الله انما قلنا انه لضعیف	ہماری کچھ اعانت نہین کرتا حضرت نے فرمایا یہی
ما یعیننا علی شئ قال ذلك فلا	چپ رہو پس وہ شخص واپس آیا اور جو کچھ حضرت نے
تقولوا فرجع الیهم الرجل فاخبرهم	فرمایا اوسکی خبر دی راوی کہتا ہے پھر ابوبکر آئے
بالذی قال فجاء ابوبکر فقال یا	پس اونھون نے کہا اے نبی خدا میرے کانون کو
نبی الله طاء علی صماخی واستغفرلی	روندئے اور میرے لیے استغفار کیجے حضرت نے
ففعل وجاء عمر فقال یا نبی الله	استغفار فرمایا اور عمر آئے اور اونھون نے کہا
طاء علی صماخی واستغفرلی	اے نبی خدا میرے کان کو روندئے اور میرے
ففعل جلد ۵	لیے استغفار کیجیے پس حضرت نے استغفار کیا اس
صفحہ ۹۵	خیال سے توبہ کرتا ہون۔ یہی عمر نے بہی کہا۔

مہر گران بند کرنا

عورت کے مہر کے بارہ مین آپ احکام آلہی کے خلاف حکم صادر فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک مین بہ ذیل آیۂ شریفہ (واتیتم احدیهن قنطارا) ہے :-

قال عمر علی المنبر لا تغالوا	یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتون
بصدقات النساء فقالت امرأة	کے مہر کو گران نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا کہ ہم
انتبع قولك ام قول الله واتیتم	تمہارے قول کی پیروی کرین یا خدا کے قول کی کہ
احدیهن قنطارا فقال عمر	اُس نے فرمایا ہے اگرچہ تم اُن مین سے ایک کو بہت سا
کل احد اعلم من عمر تزوجوا	مال دے چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ

غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا

علی ما شئتم۔	عالم ہے جسقدر مہر پر چاہو نکاح کرو۔

اللہ جل شانہ بغیر اذن صاحب خانہ اُن کے گھرون مین جانا یا گھرون مین دیوار پھاند کر جانا منع فرماتا ہے۔

ولیس البر بان تاتوا البیوت من	اور کوئی اچھی بات نہین ہے کہ گھرون مین پچھواڑے
ظهورها ولكن البر من اتقىٰ واتوا	سے (پھاند کر) آؤ بلکہ نیکی اُس کی ہے جو پرہیزگاری
البیوت من ابوابها واتقوا الله لعلكم	کرے۔ اور گھرون مین اُن کے دروازون کی طرف سے
تفلحون (پ ۲ س بقر ع ۸)	آئے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

مگر جناب خلافت مآب حضرت عمر اغیار کے گھرون مین دیوار پھاند کر گھس جاتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

وعن ثور الكندي ان عمر بن	ثور کندی راوی ہین کہ عمر نے کہا ہم مدینہ مین رات کو
الخطاب كان يعس بالمدينة من	گلی کوچہ مین چھپکر گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات
الليل فسمع صوت رجل في بيت	ایک گھر مین پہونچے جہان سے گانے کی آواز آرہی تھی۔
يتغنى فتسور عليه فوجد عنده	ہم دیوار پھاند کر اُسکے مکان مین گئے دیکھا کہ اُس شخص کے
امرأته وعنده خمر فقال يا	پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی۔ ہم نے کہا اے
عدو الله اظننت ان الله يسترك و	دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپا لیگا۔ حالانکہ
انت على معصيته فقال وانت يا امير	تو اسکی معصیت پر ہے اس نے کہا اے امیر المومنین
المؤمنين لا تعجل علي ان اكن عصيت	آپ مجھپر جلدی نہ کیجیے کیونکہ اگر مین نے خدا کا ایک گناہ
الله واحدًا فقد عصيت في ثلاث	کیا ہے تو تم نے تین گناہ کئے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ
قال ولا تجسسوا وقد تجسست و	کسی کا تجسس نہ کرو مگر تم نے تجسس کیا۔ دوسرے
قال وأتوا البيوت من ابوابها	اللہ فرماتا ہے کہ گھرون مین اُسکے دروازہ سے آیا کرو

وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر	اور تم دیوار پھاند کر میرے گھر مین چلے آئے۔
اذن قال اللہ تعالیٰ لا تدخلوا	بیترے خدا کا حکم ہے کہ کسی گھر مین داخل نہو جبتک کے
بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا	اجازت نہ لےلو اور صاحب خانہ کو سلام کرو تم بلا اجازت
علی اھلھا قال عمر فھل عندکم	میرے گھر مین داخل ہوگئے عمر نے کہا اگر ہم تم کو معاف
من خیر ان عفوت عنک قال نعم	کر دین تو کیا تم بھی ہم کو معاف کر دوگے اُس نے کہا ہان
فعفا عنہ وخرج وترکہ	پس اوس نے بخش دیا اور عمر وہان سے چلے آئے
ازالۃ الخفا مقصد اول ص۳۲۳ از فتح الرحمن	اور اوسکو چھوڑ دیا۔

حضرت عمر کا تیمم سے نماز پڑھنا منع کرنا

قرآن مجید مین تیمم کے بارہ مین یہہ آیت ہے۔

وان کنتم مرضیٰ او علی سفر او جاء	اگر تم مریض ہو یا سفر مین ہو۔ یا آئے کوئی تم مین سے
احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم	جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتون سے۔ اور تم کو
تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا	پانی نہ میسر ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرو اور اپنے منہ اور
فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان	ہاتھون پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو بیشک خدا معاف
عفوًا غفورا (پ۵۔ سورہ نساء۔ ع۷)	کرنیوالا ہے اور بخشش والا ہے۔

یہہ حکم سورہ مائدہ مین بھی ہے بخلاف اسکے حضرت عمر تیمم سے نماز پڑہنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز نہ پڑھو جیسا کہ بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ معانی الآثار طحاوی۔ استذکار شرح موطا۔ کنز العمال۔ اور ازالۃ الخفا۔ وغیرہ مین ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم مع ترجمہ یہ ہے۔

ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت	ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا کہ مین جنب
فلم اجد ماء فقال لا تصل	ہون اور پانی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا کہ نماز نہ پڑھ۔

فقال عمار اما تذكر يا امير المومنين	عمار نے کہا ای امیر المومنین وہ وقت یاد کیجیے کہ مین
اذ انا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد	اور آپ دونون ایک لڑائی مین تھے۔ اور ہم دونوں کو
ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت	غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ملا اُس وقت
فی التراب وصلیت فقال النبی صلی	آپنے تو نماز نہ پڑھی۔ اور مین خاک مین لوٹا اور نماز
اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان	پڑھی اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو زمین پر
تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ	دونون ہاتھ مار کر پھونکنا اور اپنے ہاتھون سے مسح
ثم تمسح وجھک وکفیک فقال عمر	منہ کا اور دونون پشت دست کا کرنا کافی تھا۔
اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت	حضرت عمر نے فرمایا کہ عمار خدا سے ڈر۔ عمار نے کہا
لم احدث بہ	اگر آپکی یہی مرضی ہے تو مین نہین بیان کرتا۔

شبلی صاحب کا قول۔

ہر چند کہ مولوی شبلی نعمانی صاحب نے حضرت عمر کی مسائل فقہ مین بہت کچھ صفت و ثنا کی ہے مگر بعض مسائل مین دیگر اصحاب کو صواب پر اور حضرت عمر کو خطا پر بتایا ہے۔ جیسا کہ الفاروق مین ہے۔

لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین۔ جن مین دیگر صحابہ نے اُن سے اختلاف کیا اُن مین سے بعض مسائل مین جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین۔ مثلاً تیمم۔ جنابت۔ منع تمتع حج طلقات ثلث وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے (حصہ دوم صفحہ ۱۹۷)۔

تیمم کے بارہ مین ازالۃ الخفا مین بھی ہے کہ

حضرت عمر نے حکم دیا کہ جو جُنب ہو وہ تیمم کرکے نماز نہ پڑھے اگرچہ اس کو ایک مہینہ تک پانی نہ ملے۔

روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمر

جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول اس جگہ نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے مسئلہ میراث کے بارہ مین آپکے اجتہاد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

کلالہ کے مسئلہ کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے اُنھون نے آنحضرت سے اسقدر بار بار دریافت

کیاکہ آپ دق آگئے۔ اور فرمایاکہ سورۂ نسار کی آخرآیت تیرے لیے کافی ہوسکتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری مین متعدد حوالے سے نقل کیا ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق حضرت عمر نے سنو[1] مختلف رائین قائم کین بعض بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے نہ قائم کرسکے۔

مسند دارمی مین ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق انھون نے ایک تحریر لکھی تھی لیکن مرنے کے قریب اُسکو منگاکر مٹا دیا اور کہا کہ آپ لوگ خود اِسکا فیصلہ کیجیے گا۔ اسی کتاب مین یہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلاکر کہاکہ مین نے دادا کی میراث کی نسبت رائے قائم کی تھی۔ اگر آپ لوگ چاہین تو اس کو قبول کرین۔ حضرت عثمان نے کہاکہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کرین تب بھی بہتر ہے لیکن ابوبکر کی رائے اگر مانین تو وہ بڑے صاحب رائے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کاش رسول اللہ تین مسئلون کے متعلق کوئی تحریر قلم بند فرما جاتے۔ کلالہ۔ دادا کی میراث۔ ربا کے بعض اقسام مسائل فقہ کے متعلق اُنکو جو کد و کاوش تھی اُس کے اندازہ کرنے کے لیے ذیل کی مثال کافی ہوگی۔ ورثاء کے بیان مین خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے لیکن چونکہ قرآن مجید مین اُسکی تعریف مفصل مذکور نہین ہے اسلیے صحابہ مین اختلاف تھاکہ کلالہ مین کون کون ورثا داخل ہین حضرت عمر نے خود آنحضرت سے چند بار دریافت کیا اُس پر بھی تسلی نہین ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکھکر دی کہ رسول اللہ سے دریافت کرنا پھر اپنی خلافت کے زمانہ مین تمام صحابہ کو جمع کرکے اس مسئلہ کو پیش کیا لیکن ان تمام باتون پر کافی تسلی نہین ہوئی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلعم تین[2] چیزون کی حقیقت بتا جاتے تو مجھکو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثون کے حوالے سے اپنی تفسیر قرآن مین نقل کیا ہے (الفاروق صفحہ ۱۸۳ حصۂ دوم۔

شمس العلماء نے اس کا ذکر نہ کیاکہ اُس یادداشت کے متعلق رسول خدا صلعم نے حضرت حفصہ سے کیا فرمایا تھا۔

لہذا ہم بغرض انکشاف کنز العمال کی عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے ۔

یعنی سعید بن المسیب روایت کرتے ہین کہ عمر نے	عن سعید بن المسیب ان عمر
حضرت سے وراثت کلالہ کو دریافت کیا۔	سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا۔ کیا خدا نے اسکو نہین بیان کیا" ان کان	کیف یورث الکلالۃ قال ولیس قد بین
رجل یورث کلالۃ مگر عمر نہ سمجھے	اللہ ذلک ثم قرء وان کان رجل یورث
تو خدا نے دوسرا آیہ" یستفتونک قل اللہ	کلالۃ او امرأۃ الی اخر الایۃ فکان عمر
یفتیکم فی الکلالۃ نازل کیا عمر جب بھی	لم یفہم فانزل اللہ یستفتونک قل
نہ سمجھے تو حفصہ سے کہا جسوقت رسول اللہ کا	اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الی اخر الایۃ
مزاج خوش پاؤ۔ تو اُس کو دریافت کرنا حفصہ	فکان عمر لم یفہم فقال لحفصۃ اذا رایت
نے اُسی طرح پوچھا حضرت نے فرمایا تمھارے باپ	من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمکو سکھایا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ وہ کبھی اسکو نہ سمجھین گے	طیب نفس فاسألیہ عنہا فسالتہ عنہا
عمر کہتے تھے جہانتک ہم جانتے ہین یہ مسئلہ ہمکو نہ	فقال ابوک ذکر لک ہذا ما اری اباک
معلوم ہوگا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ	یعلمہا ابدا فکان یقول ما اری اعلمہا
یہ حدیث صحیح ہے ابن راہویہ ابن مردویہ نے	ابدا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسکی روایت کی ہے۔	ما قال ابن راہویہ وابن مردویہ وہو صحیح منہ جلد ۶

رسول اللہ کی وفات سے انکار۔

کتب اہلسنت مین ہے کہ حضرت عمرؓ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کھڑے ہوئے۔ اور تلوار غلاف سے نکالے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ہرگز فوت نہین ہوئے۔ بلکہ خدا نے ان کو آسمان پر بلا لیا ہے۔ جو کوئی کہے گا کہ آپ نے وفات کی اسی تلوار سے اُس کی گردن کاٹونگا جب حضرت ابوبکر آئے۔ تو انھون نے فرمایا۔ اے عمر تلوار غلاف مین

رکھو گیا تم نے یہہ آیت نہین پڑھی۔ " انك میت وانھم میتون" اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اِس آیت کا علم نہ تھا۔ اگر تھا تو آنحضرت کی موت کا چھپانا اغراض ذاتی پر دلالت کرتا ہے اور یہہ مومن کا شعار نہین۔

زن حاملہ کو سنگسار کرنا۔

ایک زن حاملہ کے سنگسار کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حاملہ پر حد جاری نہین ہو سکتی۔ اِس پر حضرت عمر نے فرمایا "لولا علیؑ لھلك عمر" یہہ حال بہت سی کتابون مین ہے۔ یعنی شرح مواقف استیعاب ابن عبدالبر کی کنز العمال رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ سراجی شرح فرائض سید شریف مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ صاحب نے اس پر یہہ توجیہ کی ہے کہ۔

عمر را خبر نہ بود کہ این زن حاملہ است و حمل ہیچ چیزے نیست کہ بمجرد دیدن زن توان دریافت کہ حاملہ است مگر بعد از تمام مدت حمل یا قریب بہ تمام و چون حضرت امیر کہ از سابق بحال آن زن و بحاملہ بودنش اطلاع داشت واو را خبردار کرد (تحفہ صفحہ ۲۰۲)۔

یہی حکم ایک زن مجنونہ کے بارہ مین بھی دیا مگر۔ جناب امیر علیہ السلام اس مین بھی مانع ہوئے۔ اور فرمایا کہ تین (۳) شخصون پر سزا جائز نہین۔ ایک سوتا ہوا جب تک کہ جاگے۔ دوسرا طفل جبتک بالغ ہو تیسرا دیوانہ جبتک کہ صحت پاوے۔

چنانچہ مجنون کے متعلق منجملہ کتب اہلسنت مذکورہ بالا صرف استیعاب ابن عبدالبر کی کے عبارت لکھی جاتی ہے جو ذکر اصحاب مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

قول حضرت عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن سعید ابن المسیب قال کان	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر ہمیشہ پناہ
عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن	مانگا کرتے تھے ان مشکلون سے جن مین جناب امیرؑ
وقال فی المجنونۃ التی امر برجمھا	نہ ہون اور کہا تھا ایک مجنونہ کے بارے مین جس کے
وفی التی وضعت لستۃ اشھر	سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس عورت کے بارے مین

فاراد عمر رضی اللہ عنہ رجمھا	کہ جس نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ جنا تھا پس عمر نے
فقال لہ علی کرم اللہ وجہہ ان اللہ	چاہا تھا کہ اوسے سنگسار کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
یقول وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا	نے فرمایا تحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے وحملہ
الحدیث وقال لہ ان اللہ رفع القلم عن	الی آخر الآیۃ جس سے ثابت ہوا کہ حمل
المجنون الحدیث فکان یقول لولا علی	چھ مہینے کا ہوسکتا ہے اور فرمایا جناب امیرؑ نے
لھلک عمر وقد روی مثل ھذہ	فرمایا خدا نے مجنون سے قلم اُٹھالیا ہے۔ عمر کہا کرتے
القصۃ العثمان مع ابن عباس	تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے ایسا ہی قصہ
رضی اللہ عنھم وعن علی کرم	عثمان کو بھی پیش آیا جسکو ابن عباس نے بتایا انھوں نے
اللہ وجہہ اخذھا ابن عباس	اس کی تعلیم جناب امیرؑ سے حاصل کی تھی اور خداوند عالم
واللہ تعالی اعلم	خوب جاننے والا ہے۔

شاہ صاحب اس کے جواب مین بھی ارشاد فرماتے ہین۔

دکہ عمر را از حال جنون او اطلاع نبود۔ نزد حضرت عمر آوردند۔ حضرت عمر حکم فرمود کہ او را سنگسار کنند پس مردم او را کشیدہ مے بردند۔ ناگاہ حضرت علیؑ در راہ درخوردہ پرسید کہ این زن را کجاے بریدمردم عرض کردند کہ خلیفہ حکم برجم او فرمودہ ست حضرت علیؑ آن زن را از دست مردم کشیدہ ہمراہ خود گرفت و نزد عمر آمد و فرمود کہ زن مجنونہ ہست من این را خوب می دانم پس حضرت عمر رجم او را موقوف نمود در تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰۳۔

یعنی عمر کو اس کے جنون کا علم نہ تھا جب حضرت عمر کے پاس لائے تو انھون نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرو۔ آدمی اسکو کھینچ کر لے جارہے تھے کہ ناگاہ حضرت علیؑ راہ مین ملے پوچھا کہ اس عورت کو کہان لے جارہے ہو عرض کیا کہ خلیفہ نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علیؑ اس عورت کو ان سے لیکر اپنے ہمراہ عمر کے پاس لائے اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے مین اس کو خوب جانتا ہون اس پر حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنا موقوف کیا۔

خلاف عمل رسول اللہ ہیئور کی سزا مین بیشی

(۳) عہد جناب رسول خدا صلعم مین شراب خوار کو چالیس درے لگائے جاتے تھے۔

یہی عمل عہد خلافت اول تک رہا مگر حضرت عمر نے حسب صلاح عبد الرحمن بن عوف اسّی درے کر دئے جیسا کہ صحیح مسلم جلد (۲) صفحہ ۷۱ مین ہے۔

عن انس بن مالک ان النبیؐ	انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی خدمت
اتی برجل قد شرب الخمر فجلدہ	مین ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت نے
بجریدتین نحو اربعین قال وفعلہ	دہوری لکڑیون سے چالیس تک مارا یہی معمول حضرت
ابوبکرؓ فلما کان عمر	ابوبکرؓ کا رہا لیکن حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ
استشار الناس فقال عبد الرحمن	کیا اپنے زمانہ مین تو عبد الرحمن نے کہا سبک ترین
اخف الحدود ثمانین فامر بہ	حدود اسّی کوڑے ہین پس یہی حکم عمر نے دیا۔
عمرؓ	از مجمع البحرین صفحہ ۳۶۰

دیگر اصحاب بھی شراب پیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۳ کہ آیہ کریمہ

یسئلونک عن الخمر والمیسر الایۃ نزلت	یعنی یہ آیہ بجواب سوال عمر و معاذ بن جبل نازل
فی عمر بن الخطاب و معاذ بن جبل۔	ہوا۔

ولید بن عقبہ وبحالت نشہ مین نماز

ولید بن عقبہ ایک دن نشہ کی حالت مین نماز فجر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا گئے۔ اور مسرور مین آ کر فرمایا کیا اور بڑہا دون جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

روزے ولید بن عقبہ بن ابی معیط نمود جرعہ چند شراب در جوف محراب کشیدہ وقت نماز بام داد از خانہ خود سرخوشان و دامن کشان بیرون آمد و در محراب طاعت بآن حالت باداے فریضہ قیام نمود و نماز صبح را چہار رکعت گزارد و رو بمردم آورد و گفت آیا زیادہ کنم براے شما رکعات نماز را جلد (۲) صفحہ ۲۵۲۔

اور معالم التنزیل صفحہ ۹۴ مین ہے۔

روایات شراب نوشی نسبت حضرت عمر

ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض	یعنی عمر نے اپنے بعض عمال کو لکھا مسلمانون کو وہ شراب
عمالہ ان ارزق المسلمین من الطلاء	پلایا کرو جس کا دو ثلث جل گیا ہو۔ اور ایک ثلث باقی
ما ذهب ثلثاه وبقی ثلثہ۔	رہے۔

شراب کا پینا تا دم مرگ نہ چھوٹا۔ چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ وقت آخر اپنے غلام سے شراب منگا کر نوش فرمائی۔ مقصد دوم صہ ۲۱۹

قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء	یعنی اپنے غلام یرفا سے کہا وائے ہو تجھپر مجھے پلا یرفا ایک
بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق ردائہ	قدح نبیذ شیرین لایا آپ نے وہ پی لی۔ پھر اپنا شکم
ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات	چادر سے باندھا۔ جب شراب پیٹ مین پڑی تو زخمون
قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ	سے بہہ گئی۔ لوگون نے کہا یہہ خون جما ہوا پیٹ مین
من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبنًا	بھرا تھا۔ خدا نے اسے نکال دیا اس کے بعد دودھ مانگا۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونون چیزین زخم کی راہ سے باہر نکل گئین۔

(الفاروق صفحہ ۱۱۱)

روزہ قبل از وقت افطار کرنا

حضرت عمر کے نماز و روزہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو امور ملکی و مالی سوچا کرتے تھے روزہ قبل از وقتِ افطار کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ مین آپ نے مختلف احکام بھی صادر کیے ہین۔ جیسا کہ فتح الباری صفحہ (۲۸۹) مین ہے۔

واختلف عن عمر فروی ابن	یعنی عمر کا حکم اس بارہ مین مختلف ہے ابن ابی شیبہ
ابی شیبہ وغیرہ من طریق	وغیرہ تو یہہ روایت کرتے ہین کہ عمر صاحب ایسی
زید بن وھب عنہ ترک القضاء	حالت مین روزہ قضا نہ رکھتے تھے چنانچہ زید بن وہب

ولفظ معمر عن الاعمش عن زید فقال عمر لم نقض واللہ ماتجانفنا الاثم۔ — راوی بین عمر سے روزہ کی ترک قضا کے اور معمر نے عمش سے انہون نے زید سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ واللہ ہم قضا نہ کرین گے اور ہم گناہ پر بھی مائل نہین ہوئے۔

وروی مالک من وجہ آخر عن عمر انہ قال لما افطر ثم طلعت الشمس الخطب یسیر وقد اجتھدنا۔ (فتح الباری) — مالک دوسرے طریق سے روایت کرتے ہین کہ عمر کے افطار کے بعد جب آفتاب نکل آیا تو عمر نے کہا کوئی مشکل نہین ہے۔ کیونکہ ہم نے کوشش کرلی تھی۔

اس روایت کو جناب شبلی صاحب نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

ایک دفعہ بدلی کی وجہ سے آفتاب کے چھپ جانے کا دھوکہ ہوا۔ حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمودار ہوا۔ لوگ متردد ہوئے۔ عمر نے کہا" الخطب یسیر وقد اجتھدنا" اینی معاملہ چندان اہم نہین ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کرچکے تھے۔

حالانکہ بخاری مین یہہ روایت موجود ہے۔

عن ھشام بن عروۃ عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر قالت افطرنا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم غیم ثم طلعت الشمس قیل لھشام فامروا بالقضاء قال بد من قضاء وقال معمر سمعت ھشاما یقول لا ادری اقضوا ام لا۔ — ہشام بن عروہ فاطمہ بنت المنذر سے روایت کرتے ہین۔ اسماء بنت ابو بکر سے کہ ہم لوگون نے عہد نبی مین بدلی کے دن مین افطار کیا اس کے بعد آفتاب نکل آیا تو کسی نے ہشام سے کہا تو سب کو حکم قضا دیا گیا اور کہا کہ قضا ضروری ہے معمر روایت کرتے ہین ہشام سے مینے سنا کہتے تھے مگر نہ معلوم سب نے قضا کیا یا نہین۔

تفسیر در بارۂ انطار۔

قبل از وقت افطار کے بارہ مین تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

اخرج الحاکم وصححه عن ابی امامة سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول بینا انا نائم اذ اتانی
رجلان فاخذا بضبعی فاتیا بی جبلا وعرا فقالا
لی اصعد فقلت انی لا اطیقه فقالا انا سنسهله لك
فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا
باصوات شدیدة فقلت ما هذه الاصوات
قالوا هذا عواء اهل النار ثم انطلقا بی فاذا
انا بقوم معلقین بعراقیبهم مشققة اشداقهم
تسیل اشداقهم دما قلت من هولاء
قال هؤلاء الذین یفطرون قبل
تحلة صومهم

تفسیر درمنثور سیوطی
صفحہ ۲۰۰

یعنی۔ حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہم سوتے تھے دو فرشتہ آئے اور ہمارا بازو
پکڑ کر پہاڑ پر لے گئے جو نہایت سخت ناہموار تھا
کہا کہ اس پر چڑھو مینے کہا کہ مجھے اس پر چڑھنے
کی طاقت نہین ہے اونھون نے کہا کہ ہم اسکو
آپکے لیے سہل کیے دیتے ہین جب ہم وہان پہونچے
تو ہم نے سخت آوازین سُنین پوچھا یہ کیسی آوازین
ہین۔ کہا کہ یہ اہل جہنم کی آواز ہے۔ وہان سے
آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قوم معلق ہے اپنے
ایڑیون پر اور رگ پٹھے۔ ان کے پھٹے ہوئے ہین
اور خون اس سے جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ
ہین۔ کہا یہ وہ لوگ ہین جو قبل از وقت روزہ
افطار کرتے تھے۔

حضرت عمر نے حکم دیا کہ حج کے مہینہ مین عُمرہ نہ کرو۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۱۰۴۔

قال عمر افصلوا بین حجکم
وعمرتکم فان ذلك اتم لحج
احدکم واتم لعمرته ان یعتمر
فی غیر اشهر الحج۔

عمر نے کہا کہ اپنے حج اور اپنے عمرہ مین فصل کرو کہ یہ
زیادہ تمام ہے تم مین سے ایک کے حج کے لیے اور
زیادہ تمام اوسکے عمرے کے لیے یہ ہے۔ عمرہ غیر ایام
حج مین کرے۔

حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر حج مین بتاکید تمام حکم دیا تھا عمرہ اور حج ایک ساتھ

مناسک حج سے ناواقفیت

بجالاؤ۔ حضرت عمر مناسک حج سے واقف نہ تھے چنانچہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۴ مین ہے

سئل عمر عن العمرة وهو بمكة من — عمر سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص مکہ مین ہو اور عمرہ

اى موضع اعتمر فقال ايت على ابن — کرنا چاہے تو کہان سے شروع کرے۔ جواب دیا کہ علی

ابى طالب فسله فقال على حيث ابدأت — کے پاس جاؤ حضرت علی نے فرمایا جہان سے شروع کیا

يعنى من ميقات ارضه قال فاتى عمر — ہے یعنی جو میقات اسکے اصلی وطن کا ہے وہان سے

فاخبره فقال ما اجدلك الا ما قال — احرام باندھنا چاہیے اس نے عمر سے بیان کیا اُنھون نے

على ابن ابيطالب ص ۱۰۴ ازالۃ الخفا — کہا ہم بھی تو وہی چاہتے ہین۔ جو حضرت نے کہا۔

حضرت عمر کو یہہ مسئلہ حج معلوم نہ تھا کہ طواف خانہ کعبہ کے پہلے عطر لگانا جائز ہے۔ لہذا آپ نے حرمت کا

حکم دیا جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۵ مین ہے۔

ان عمر خطب الناس بعرفة وعلمهم — عمر نے عرفہ مین بغرض تعلیم حج خطبہ دیا تو کہا کہ جو شخص

امر الحج فقال لهم فيما قال اذا جئتم — رمی الجمرہ کرے اس پر سب چیزین بجز عورت اور

منى فمن رمى الجمرة فقد حل له ما حرم — خوشبو لگانے کے حلال ہو جاتی ہین۔ وہ نہ عورتون

على الحاج الا النساء والطيب لا يمس — کے پاس جائے نہ خوشبو لگائے جبتک طواف

احد نساء ولا طيبا حتى يطوف بالبيت — نہ کرے۔ مالک نے ایک دوسری روایت مین بھی مثل

مالك فى رواية اخرى مثله الا انه قال — اسکے روایت کی ہے مگر تحقیق کہ اوسنے کہا ہے جو

من رمى الجمرة وحلق او قصر ونحر هديا — شخص رمی جمار کیے اور حلق یا تقصیر کرے اور

انكان معه فقد حل الحديث قلت — قربانی نحر کرے اگر اوسکے ساتھ ہو پس وہ محل ہو جائیگا

ترك الفقهاء قوله والطيب — آخر حدیث تک شاہ صاحب کہتے ہین کہ تمام فقہا نے

لما صح عندهم من حديث عائشة — اس حکم کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک حدیث عائشہ

وغیرها ان النبیؐ تطیب قبل طواف	وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبی صلعم نے قبل زیارت خوشبو
الافاضتہ (ایضاً ص مقصد دوم)	لگائی تھی۔
وروی عن عمر کان یعس فی المدینۃ	عمر کا بیان ہے کہ عمر رات کے وقت مدینہ میں گشت
ذات لیلۃ فرای رجلا وامرأۃ علی	لگایا کرتے تھے ایک رات ایک مرد وعورت کو فحش کرتے
فاحشۃ فلما اصبح قال للناس رأیتم	دیکھا صبح کو عمر نے اصحاب سے پوچھا کہ اگر امام کسی مرد
لوان اماما رای رجلا وامرأۃ علی فاحشۃ	عورت کو فحش کرتے دیکھے تو کیا ان پر حد جاری
فاقام علیهما الحد ما کنتم فاعلین	کر سکتا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ امام ہیں جو چاہیں
قالوا انما انت امام فقال علیؑ لیس لک	کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم کو یہ حق نہیں
ذلک اذا یقام الحد علیک ان الله تعالی	دیا گیا۔ اگر ایسا کرو گے تو خود تم پر حد جاری کرنا واجب
لم یامن علی هذا الامر اقل من اربعۃ	ہو گا۔ کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کے بارہ میں
شهداء ثم ترکهم ما شاء الله ان	جائز نہیں رکھا۔ عمرؓ نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال
یترکهم ثم سالهم فقال القوم مثل	کیا صحابہ نے پھر وہی جواب خوشامدانہ دیا اور حضرت
مقالتهم الاولی فقال علی مثل	علیؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب کسی کو
مقالتہ وهذا مشیر الی ان عمرؓ کان	نہیں ہے۔ یہ قصہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ
مترددا فی هذه المسئلۃ	عمر اس مسئلہ میں متردد تھے۔

صحابہ سے پوچھنا کہ اگر خلیفہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو کیا سزا دے سکتا ہے؟

مجلس شوریٰ مقرر کرنا۔

آپ کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر انعقاد مجلس شوریٰ سے خوب روشنی پڑتی ہے جسکا وقت رحلت انتظام فرما گئے تھے۔ اس انتظام سے مقصد یہ تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ ملے۔ آپ نے اس مجلس کے رکنیت کے لیے چھ (۶) اشخاص تجویز کیے۔ اور خلافت کو ان کے درمیان بطریق شوریٰ سے قرار دیا۔ جیسا کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ودیگر کتب اہلسنت میں ہے۔

حضرت عمر نے ابوطلحہ انصاری کو طلب کر کے حکم دیا کہ انصار سے پچاس آدمیون کو اپنے ساتھ رکھکر ان چھ آدمیونکو یعنی علیؑ ۔ عثمانؓ ۔ طلحہؓ ۔ زبیرؓ ۔ سعد ابی وقاص ۔ اور عبد الرحمنؓ ۔ کو بلا کر ایک گھر مین جمع کرو اور تم با شمشیر برہنہ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہو ۔ وہ چھ شخص آپس مین شورہ کر کے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرین اگر پانچ شخص متفق ہون اور ایک مخالفت کرے تو اوسکو قتل کر دو اگر چار متفق ہون اور عبدالرحمن انمین ہون تو انکے قول پر عمل کرو ۔ اگر دوسرے تین شخص مخالفت کرین تو وہ تینون قتل کر ڈالے جائین ۔ اور تین دن سے زیادہ مہلت نہ دو ۔ اگر تین دن گزر جائین اور یہہ لوگ کسی کا انتخاب نہ کرین تو سبھون کو قتل کر ڈالو ۔

قصہ مختصر حضرت کے حکم کے بموجب اُنکی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے دولت خانہ مین مجلس منعقد ہوئی ۔ بالآخر حضرت عبد الرحمن کی خاص تدبیر و فکر سے تاج خلافت حضرت عثمانؓ کے فرق مبارک پر رکھا گیا ۔ اس انتظام سے حضرت عمر مورد مطاعن چند ہوے ۔

اول ۔ جن حضرات کا انتخاب کیا تھا ۔ پہلے تو اُن کے صفات بیان کیے کہ ۔

چھ اشخاص اس مجلس کے لیے تجویز کیے ۔

رسول خداؐ ان لوگون سے راضی تھے ۔ اور یہہ لوگ خلافت کے اہل ہین مگر پھر خود ہی ہر ایک کے عیب بیان کیے یعنی کسی کو متعصب کہا کسی کو مفسد کسی کو حریص ۔ کسی کو شدید ۔ کسی کو امت کا فرعون بتایا چنانچہ حضرت طلحہ سے فرمایا کہ رسول خداؐ تم سے آزردہ تھے ۔ حضرت سعد سے کہا کہ تم متعصب اور متکبر ہو حضرت زبیر سے فرمایا تم بدخصلت ہو اور مفسد ہو حضرت عبدالرحمن سے کہا تم ضعیف و عاجز ہو اور اپنی قوم کو دوست رکھتے ہو ۔ حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے تو اپنے عزیزون کو مسلط کرو گے اور اُن کو بیت المال سے مالا مال کر دو گے ۔ جناب امیر علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ آپکے مزاج مین مزاح ہے ۔

ان باتون کی تصدیق شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین باین الفاظ فرماتے ہین ۔

حضرت عمر نے اور بزرگون کی نسبت جو خوردہ گیریان کین ہم نے ان کو ادب سے نہین لکھا ۔ لیکن اس مین جائے کلام نہین ۔ چنانچہ طبری وغیرہ مین اُن کے ریمارک بتفصیل مذکور ہین ۔ (حصہ اول صفحہ ۱۱۱)

مجلس شوری پر تنقید۔

دوم۔ آپ نے چار صورتوں مین اس جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ حالانکہ اختلاف رائے کوئی گناہ نہین ہے جسکے سبب سے وہ مستوجب قتل ہون۔ اور خدا اور رسولؐ کا کونسا حکم باستثنا ءجناب امیر علیہ السلام ان پانچ اشخاص کے وجوب اطاعت پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قتل کا باعث ہو۔ حالانکہ یہ حکم قتل بہ نص قرآن حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوم۔ جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

اگر آپکے مزاج مین مزاح نہوتی تو خلافت کے لیے آپ بہتر تھے۔ بخدا اگر آپکا ایمان تولین تو تمام اہل زمین کے ایمان سے آپکے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

لیکن وہ تدبیرین کین کہ ان جناب کو خلافت نہ ملے۔

چہارم۔ آپ نے نفس رسول اللہ کے قتل کی تجویز کی جس کی مودت وعداوت جناب رسول اللہ کی مودت عداوت ہے۔

پنجم۔ آپنے اس عہد کو توڑا جس کو بروز غدیر قبول کیا تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ان الفاظ مین مبارکباد دی تھی "بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ ای علیؑ آپ کو کل مومنین و مومنات کی سرداری مبارک ہو"۔ لیکن جو زبان سے کہا تھا اُس پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ مومن کی شان بہ نص قرآن یہ ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا کہ وہ جب عہد کرتے ہین تو اس کو پورا بھی کرتے ہین۔

ششم۔ جناب امیر علیہ السلام کے فضائل ومناقب آپ کو معلوم تھے۔ جس کے خود بھی معترف تھے۔ باایں ہمہ حکم دیا کہ عبد الرحمن کی اطاعت کرو۔ حالانکہ یہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی اور داماد ہین۔ اور حضرت عثمان کی طرفداری کرین گے۔ ان کی اطاعت جناب امیر علیہ السلام پر اس حد تک قرار دی کہ اگر ان کی رائے کی مخالفت کرین تو قتل ہون۔

اس موقع پر وہ مکالمہ جو امیر معاویہ اور ابن حصین سے ہوا تھا جسکو علامۂ شہاب الدین المعروف بہ

ابن عبدربہ اندلسی نے اپنی مشہور کتاب عقد الفرید میں لکھا ہے لائق غور ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور وفد روانہ کیا کہ وہ وہاں چند روز رہے۔ ایک شب معویہ نے ان سے تنہائی میں بات چیت کرنی شروع کی۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم عقیل و ذہین ہو۔ لہذا بتاؤ کہ امور مسلمین کو کس چیز نے اس قدر منتشر کیا۔ اور کیوں ایسا اختلاف پیدا ہوا۔

ابن حصین۔ حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا۔

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علیؓ کا تم سے لڑنے کو آنا اور تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ طلحہ و زبیر۔ اور عائشہ کا حضرت علیؓ سے جنگ کرنا اسکا سبب ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ اے امیرالمومنین ان کے سوا اور کوئی سبب مجھے معلوم نہیں ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہیں کہ یہ سارا فساد اس شورے سے ہوا جس کو حضرت عمر نے قائم کیا۔ کیونکہ خدا نے آنحضرت کو حق کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو اس سے کراہیت ہو۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق عمل کیا۔ جب خدا نے آپ کو اُٹھا لیا تو حضرت نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لیے مقدم کیا (جیسا کہ روایت اہلسنت میں ہے) لہذا مسلمان بھی ان سے راضی ہوئے۔ اور اپنے امر دنیا کے لیے ان کو مقدم کیا۔ کیونکہ حضرت نے امر دین کے لیے انکو پسند کیا تھا۔

جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو اُنھوں نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور وہ مطابق سیرت ابوبکر عمل کرتے رہے۔ مگر عمر نے مرتے وقت اس کو شوریٰ قرار دیا تو اب کوئی شخص ان میں ایسا نہ رہا جس کے قوم و قبیلے

اس کی آرزو نہ کی ہو۔ پس ہر شخص نے اپنی گردنیں بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

شبلی صاحب اور حضرت عمر کے اخلاق کی تعریف۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۷۱ مین آپ کے خلق کی یہ تعریف کرتے ہین۔

منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ جو تھا یہ تھا کہ آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کے برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی اور جو آپ کے بعثت کا اصلی مقصد تھا حضرت عمر کے فیض سے قوم مین وہ اخلاق محفوظ رہے۔ حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کے مجسم تصویر تھے انکا خلوص حق پرستی۔ راست گوئی حفظ لسانی یہ اوصاف خود بخود لوگون کے دلون مین اثر کرتے جاتے تھے۔

حضرت عمر مغلوب الغضب تھے۔

شمس العلماء کی یہ مدح وثنا محض عقیدت مندانہ ہے۔ حالانکہ وہ بہت ہی مغلوب الغضب تھے جس کی شہرت تمام عرب مین تھی ان کے غیض وغضب سے صحابہ جو بڑے مرتبہ اور درجے والے تھے وہ بھی نالان تھے جیسا کہ اسی الفاروق مین ہے۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ابی کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے۔ جب وہ مجلس سے اُٹھے تو ادب اور تعظیم کے لیے لوگ ان کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر اُدہر سے آ نکلے یہ حالت دیکھ کر ابی کو ایک کوڑا لگایا اُن کو نہایت تعجب ہوا اور کہا یہ آپ کیا کرتے ہین۔

احوال حضرت عثمانؓ

سر سری نظر کر مظالم جو صحابہ رسول اللہ پر کیے۔

حضرت عثمان کا جیسا عمل امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر تھا وہ جمیع کتب حدیث وسیر اہلسنت مثل کتب صحاح۔ تاریخ طبری۔ تاریخ الخلفاء۔ استیعاب۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الاحباب روضۃ الصفا حبیب السیر۔ مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

آپ نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی حکم بن العاص جس کو رسول خدا صلعم نے بوجہ اوس کے کفر ونفاق کے

مدینہ سے خارج البلد کر دیا تھا اور تاحیات اپنے مدینہ مین آنے کی اجازت ندی اس کو اعزاز و اکرام سے مدینہ مین بلالیا اور اپنا رفیق بنایا۔ حارث کو بازار مدینہ کی چنگی یعنی عشرہ قیمت وفروخت شدہ لینے کا حکم دیا۔ بنی اُمیہ کو بیت المال سے مالامال کر دیا۔ مروان کو بصرہ کے پانچ شہر بخش دیئے۔ عبداللہ بن حارث کو تین لاکھ درہم دیئے۔ عہد رسول اللہ صلعم مین اذان ایک بار تھی آپ نے تین بار کر دی حضرت عبداللہ بن عمر نے ہمران بادشاہ اہواز کو قتل کرا دیا کہ وہ حضرت عمر کے قتل مین شریک تھا۔ حالانکہ یہ الزام اُس پر ثابت نہ تھا مگر حضرت عثمان نے عبداللہ سے قصاص لیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے اسی الزام مین خفتہ نصرانی کو قتل کیا۔ ہر چند جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کرام نے حضرت عثمان سے کہا کہ عبداللہ سے قصاص لیا جائے۔ مگر خلیفہ صاحب نے بجائے قصاص کے بیت المال سے دیت دلادی۔

حضرت عثمان اپنی خلافت کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جارہے تھے کہ ابوسفیان آئے اور کہا دیا)

یا بنی امیہ تلقفوها تلقف	یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل
الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان	کرکے مضبوط پکڑو قسم اُس کی نہ عذاب کوئی
ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار	شے ہے۔ نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ اور
ولا بعث ولا قیامۃ	نہ حشر نہ قیامت۔

حضرت عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ سے اِنکو دو لاکھ دینار عطا کئے۔

آپکی بدعت کے بارے مین علما کے اقوال۔

حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی اپنی تالیف و تصنیفات مین خلیفہ صاحب موصوف کے حالات بہت کچھ لکھے ہین۔ از انجملہ یہ ہے۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا کہ جب حج کو جاتے تھے تو منی کے مقام پر نماز قصر کر دیتے چار رکعت مین دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے تو آپ نے منی مین اپنا خیمہ نصب کیا اور وہان اقامت اختیار کی۔ اور

چار رکعت نماز پڑھی اس پر سب اصحاب بگڑ کر بولے یہہ کیا بدعت ہے ۔ رسولؐ اللہ نے تو یہان نماز دو رکعت پڑھی تم چار رکعت پڑھتے ہو ۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف تو اس قدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا خلافت کے وقت ۔ کیا تو بھول گیا ۔ تو نے عہد کیا تھا کہ مین کتاب اللہ و سُنّت رسُولؐ پر عمل کرونگا آج سُنّت پیغمبرؐ سے انحراف کرتا ہے ۔ حضرت عثمان نے جوابدیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے ۔ مین مقیم ہون مجکو نماز قصر جائز نہین ۔

صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہوا اور چند روز کے اندر سارے ملکون مین دُھوم مچ گئی کہ امیر المومنین رسولؐ کی سُنت کے خلاف کام کر رہے ہین " ۔ (از محُرّم نامہ)

تاریخ خمیس جلد (۲) صفحہ ۳۷۱ مین ہے ۔

الحادی عشر نقلوا انہ قال لعبد الرحمن	گیارہوین نقل کیا ہے اون لوگون نے کہ کہا عثمان
بن عوف انہ منافق وذلك ان	نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہ وہ منافق ہے اور یہ اسطرح
الصحابۃ لما نقموا علی عثمان ما احدثہ	پر ہے کہ جب صحابہ نے حضرت عثمان پر بوجہ اُن کی بدعتون
وعاتبوا عبد الرحمن فی تولیتہ ایاہ	کے کثرت سے اعتراض کرنا شروع کیا اور عبد الرحمن پر
فی اختیارہ فندم علی ذلك وقال	عتاب کیا تولیت عثمان پر تو عبد الرحمن بن عوف
انی لا اعلم ما یکون وان الامر الیکم	بہت نادم ہوے اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ ایسے
فبلغ قولہ عثمان وقال ان عبد الرحمن	اُمور اُن سے سرزد ہون گے اور امر تمھارے اختیار مین
منافق وانہ لا یبالی ما قال فحلف	ہے ۔ عثمان نے جب یہ سنا تو کہا کہ عبد الرحمن منافق
ابن عوف لا یکلمہ ما عاش و	ہے وہ پروا نہین کرتا کہ کیا کہتا ہے ۔ عبد الرحمن کو
مات علی ھجرتہ وقالوا فان کان	جب اسکی خبر معلوم ہوئی تو قسم کھائی کہ اب کبھی
ابن عوف منافقا کما قال فما صحت	عثمان سے بات چیت نہ کرونگا ۔ آخر اسی حال مین

ببعيته ولا اختيار له ان لم يكن	انھون نے وفات پائی۔ صحابہ نے کہا۔ اگر عبد الرحمن
منافقاً فقد فسق بھذا القول	منافق تھے تو پھر اُنکی بیعت بخلافت صحیح نہین ۔
وخرج عن اھلیۃ الامارۃ	اور اُن کو حق نتھا کہ عثمان کو خلیفہ بنائین اور اگر
ازالتحفہ صفحہ ۱۲۵	عثمان نے غلط کہا تو عثمان قابل خلافت نہ رہے ۔

فتویٰ در بارہ جمع بین الاختین ۔

حضرت عثمان نے جمع بین الاختین کے بارہ مین جو فتویٰ دیا تھا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اِس کی نقل ازالۃ الخفا سے کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان	ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص
عن الاختین من ملك اليمين	بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہے
هل يجمع بينهما فقال عثمان احلتهما	تو کیا ایک تت مین دونون کو عقد مین لاسکتا ہے۔
ایۃ او "ما ملکت ایمانکم"	عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیت سے حلال ہے
وحرمتهما ایۃ اخری ای ان	ما ملکت ایمانکم اور دوسری آیت سے
تجمعوا بین الاختین فاما انا	حرام ہے ان تجمعوا بین الاختین مگر
لا احب ان اصنع ذلك فقال	ہم اِسکو پسند نہین کرتے۔ سائل وہان سے نکلا
فخرج من عنده فلقی رجلا من	اور ایک صحابی سے ملاقات ہوئی ان سے
اصحاب رسول الله صلى الله عليه	دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہم کو اِس خلافت مین
وسلم فسالہ عن ذلك فقال	کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری
لوکان لی من الامر شیٔ ثم وجدت	کرتے۔ جو اس کام کو کرتا۔ ابن شہاب کہتے ہین
احدا افعل ذلك لجعلته	کہ جہانتک ہم جانتے ہین وہ صحابی جناب

نکالا قال ابن شہاب لولا علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)	امیر علیہ السلام ہین ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳)۔
تیسری۔ ان عثمان بن عفان اتی بامرأۃ	حضرت عثمان کے پاس ایک عورت حاضر کی گئی
قد ولدت فی ستۃ اشہر فامر بہا	جس کے چھ مہینہ مین بچہ پیدا ہوا تھا۔ پس حضرت
ان ترجم فقال لہ علی بن ابیطالب	عثمان نے اُس عورت کے لیے رجم کا حکم دیا۔
لیس ذلک علیہا ان اللہ تبارک	پس حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ یہ
وتعالیٰ یقول فی کتابہ وحملہ وفصالہ	حکم اُس عورت پر جاری نہین ہوسکتا بہ تحقیق کہ اللہ
ثلثون شہرا وقال والوالدات یرضعن	جلشانہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا
اولادھن حولین کاملین لمن	زمانہ حمل اور زمانہ شیرخواری تیس مہینہ مین
اراد ان یتم الرضاعۃ	اور ارشاد فرمایا خدائے برتر نے مائین اپنے بچونکو
فالحمل یکون ستۃ اشہر	پورے دو برس دودھ پلائین اُس شخص کے لیے
فلا رجم علیہا فبعث عثمان فی	جو زمانہ شیرخواری کو پورا کرے۔ پس زمانہ حمل چھ
اثرھا فوجدھا قد رجمت	مہینہ ہوگا۔ پس اُس عورت پر سنگساری کا حکم
ازالۃ الخفا مقصد دوم	نہین ہے تب عثمان نے کسی کو اُس عورت کے
صفحہ ۲۳	پیچھے بھیجا اُس شخص نے اُس عورت کو سنگسار
ایضاً	کیا ہوا پایا۔

حضرت عثمان نے اُن لوگون کو مختلف صوبون مین اعلیٰ حاکم بنایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضامند وخوش نہ تھے۔ ازانجملہ ولید بن عقبہ تھے جو کوفہ کے حاکم مقرر کیے گیے یہ حضرت عثمان کے مادری بھائی تھے جن کے فسق وفجور پر سورۂ حجرات میں آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق الخ

ملک پر ان اشخاص کو حاکم بنایا جن سے رسول اللہ ناراض تھے۔

شاہد ہے۔ ایک دن آپ نے حالت نشہ مین نماز فجر مین بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑہادی اور نمازیون سے کہا۔ اگر کہو تو اور زیادہ کردون انہین حضرت کو جناب رسول اللہ صلعم نے بنی المصطلق کے بعد زکواۃ وصول کرنے کو بھیجا تھا اُن سے اور اُن لوگون سے کدورت تھی آپ اثنا راہ سے واپس چلے آئے اور آنحضرت صلعم سے یہ کہدیا کہ وہ سب لوگ تو مرتد ہو گئے جب وہ لوگ یہ خبر سنکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم لوگون پر یہ افترا اور بُہتان ہے۔ آنحضرتؐ نے اسکی تحقیقات پر خالد بن ولید کو مقرر فرمایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مرتد ہونیکی شکایت غلط تھی۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ مصر

حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین سارے ملکون کے قرآن شریف جمع کرواکر جلوادیئے۔ اور خود نیا قرآن ترتیب دیکر جاری کیا۔ جس مین آیات کی ترتیب بموجب تنزیل نہین ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا تو اُن کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا کہ اُنکی پسلیان ٹوٹ گئین۔

اسی طرح اور اصحاب رسولؐ سے کسی کو جلاوطن کسی کو زدوکوب کرایا۔

توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔

شاہ صاحب نے حضرت عثمان کے عہد خلافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور ان باتون کو مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ اور حضرت عثمان کی حمایت کرکے اِن کے عمال کو لایق اور مستحسن ٹھہراکر خوب اُن کی مدح و ثنا کی ہے۔ اور اقربا کو مال دینے کے بارہ مین لکھا ہے کہ عثمان غنی تھے اپنے ذاتی مال سے اقربا کی امداد کی۔ اور اس امر مین عثمان نے آیۂ کریمہ ذوی القربیٰ پر عمل کیا۔ آخر بعد قیل و قال بسیار یہ فرمایا کہ ؎

چشم بداندیش پراگندہ باد ۔۔۔ عیب نماید ہنرش در نظر

جناب خلیفہ صاحب موصوف کے کارنامہ کی خوب پردہ پوشی کی ہے۔ یہ سب حالات ہم نے آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھے ہین۔ اور شاہ صاحب کے اقوال نقل کرکے انہین کے علماء کرام

وفضلا اعظام اور محدثین ومفسرین کے اقوال حضرت کے کلام کے خلاف پیش کیے ہین اِن کے ملاحظہ سے اِن مطاعن کی صحت اور حضرتؓ کی صدق بیانی منکشف ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت ہوئے۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی مرتبہ و درجہ حضرت عمر سے کم نہین ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الندوہ مین حضرت عبداللہ بن عمر کے ایمان وعقاید کی توصیف وثنا مین فرماتے ہین کہ۔

عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بہرحال اُن کا بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل بچپن ہی کے زمانہ مین انکو گنجینہ مراد ملا۔ صحابہ مین رسول اللہ کے اقوال واوامر کے بلاکم وکاست بجالانے مین عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا انہون نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا مین بسر کی۔

لیکن جب آپ کے آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے کارنامہ پر نظر کی جاتی ہے تو اس صفت وثنا سے محض عقیدتمندی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کے "امر بالمعروف ونہی المنکر" کا اندازہ تاریخ الخلفا سیوطی کی اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

واخرج عن النخعی ان رجلا	یعنی کسی نے عمر سے کہا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو
قال لعمر الا تستخلف عبداللہ بن	خلیفہ کرو عمر نے کہا کہ خدا تجھے قتل کرے ہم کیونکر
عمر فقال قاتلك اللہ واللہ	ایسے شخص کو خلیفہ کرین جو اپنی زوجہ کو صحیح طور سے
ما اردت اللہ بھذا استخلف رجلا لم یحسن ان	طلاق دینا بھی نہ جانتا ہو۔
یطلق امرأتہ	(ارجح المطالب ص۶۶۶)

یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۲۱ مین بھی ہے بلکہ اتنا زائد ہے۔

کیونکہ اس نے عہد رسول اللہ صلعم مین اپنی زوجہ کو	فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
حالت حیض مین طلاق دی تھی جس پر آنحضرت صلعم نے	وسلم طلقها فی الحیض فقال صلی اللہ
عمر سے کہا کہ اپنے پسر کو کہو کہ رجوع کرے۔	علیہ وسلم لعمر مرہ فلیراجعها

اسی طرح اعراض عن الدنیا پر تاریخ کامل کی یہ روایت شاہد ہے۔

یعنی زیاد کی موت کے بعد معویہ نے یزید کی بیعت	فلما مات زیاد عزم معویۃ علی
لینی چاہی تو عبداللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم	البیعۃ لابنہ یزید فارسل الی عبداللہ
بھیجے انھون نے قبول کر لیے اس کے بعد بیعت	بن عمر مائۃ الف درهم فقبلها فلما
یزید کا تذکرہ آگیا تو ابن عمر نے کہا اس لیے یہ روپیہ	ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر هذا اراد
بھیجا تھا کیا ہمارا دین سستا ہے اس کے بعد	ان دینی عندی اذن لرخیص وامتنع
بیعت سے انکار کیا۔	صفحہ ۲۱۵ جلد ثالث طبع مصر

غرض یہ تھی کہ اور روپیہ ملے چنانچہ وہی ہوا۔ پھر تو یزید کے ایسے طرفدار ہوئے کہ جو اسکی مخالفت کرتا اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے چنانچہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام لوگون نے یزید کے افعال قبیحہ سے تنگ آکر اُس کو خلافت سے معزول کرنا چاہا تو انھون نے مجمع عام مین جو تقریر کی وہ صحیح بخاری مین سے فتح الباری جلد آخر صفحہ ۵۵۵ سے اس جگہہ نقل کی جاتی ہے۔

یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع	عن نافع قال لما خلع اهل المدینۃ
کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور	یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ
کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے	فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ
ہر غدر کرنے والے کے لیے بروز قیامت ایک جھنڈا	وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء
کھڑا کیا جائے گا کہ فضیحت ہو اور ہم نے اس شخص کی	یوم القیمۃ وانا قد بایعنا هذا الرجل

علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم — بیعت کی ہے اور یہ بیعت خدا ورسول کے لہذا

غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی — جہان تک ہم جانتے ہین اس سے بڑھکر کوئی غدر

بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال — نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی سے بیعت کیجائے اور پھر بیعت

وانی لا اعلم احدًا منکم خلعہ — خدا ورسول کے پھر اس سے قتال کیا جائے اور مین تم مین سے

ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت — کسی کو ایسا نہین جانتا جسنے اس سے نکث بیعت کی ہو یا

الفیصل بینی وبینہ — جو شخص اس سے قتال یا اسکو خلع کریگا تو ما بین ہمارا اور اسکے جدائی ہو جائیگی۔

یہ کمال ایمان ہی کا پرتو ہے کہ یزید کو تو اپنا امام بنایا اور جس نے اسکو خلع کرنا چاہا اس سے آمادہ مخالفت ہوے لیکن جناب امیر علیہ السلام سے بیعت گوارہ نہ کی جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے۔

وجاء ابن عمر فقالوا بایع قال — یعنی جب ابن عمر کو بیعت کیلیے لائے تو انھون نے کہا جبتک

لا حتی یبایع الناس قال ائتنی — سب لوگ بیعت نکرین ہم بیعت نہ کرین گے حضرت نے فرمایا

بکفیل قال لا اری کفیلا قال الاشتر — اچھا کوئی ضامن لاؤ کہا کوئی ہمارا کفیل نہین ہے مالک اشتر

دعنی اضرب عنقہ قال علی دعوہ — نے کہا اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑا دون جناب امیر نے فرمایا

انا کفیلہ انک ما علمت لسیئ الخلق — چھوڑ دو اسکے ہم ضامن ہین تم کو معلوم نہین ہے یہ

صغیرا وکبیرا۔ — بچپن سے کبر سن تک ہر آئنہ بدخلق رہا۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت طلحہ وزبیر بھی صحابہ کبار سے ہین اور فرد عشرہ مبشرہ مین شامل ہین۔ حضرت طلحہ کے کمال صلاحیت وسعادت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ بعد وفات رسول ص حضرت عائشہ رض سے عقد کا قصد رکھتے تھے۔ جیسا کہ دُر منثور جلد ۵ صفحہ (۲۱۴) مین ہے۔

قال طلحۃ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم — طلحہ نے کہا کہ اگر رسول قضا کر جائین گے

تزوجت عائشۃ رضی اللہ عنہا فنزلت — تو عائشہ سے نکاح کرون گا اسپر یہ آیت نازل ہوی

وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و — تم کو یہ جائز نہین ہے کہ رسولؐ خدا کو اذیت دو۔ اور

لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان — نہ یہ جائز ہے کہ تم اُس کے بعد کبھی انکی بیبیون سے نکاح

ذلکم کان عند اللہ عظیما (پ۲۲ سورہ احزاب ع۷) — کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر دُرِّ منثور جلد پنجم صفحہ (۲۱۴) مین جو تفسیر لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ نے فرمایا کہ ابتو اندھیر ہے کہ ہم لوگ اپنے چچازاد بہنون (پیغمبر کی بیبیون) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کرین۔ اگر رسولؐ اللہ مرین تو مین عائشہ سے نکاح کرونگا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور عام مسلمانون پر پیغمبرؐ کی بیبیان حرام ٹھہرائی گئین۔

طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا

حضرت طلحہ و زبیر نے جناب امیر علیہ السلام کو باصرار خلافت قبول کرنے پر رضا مند کیا مگر جب اُنکے مقاصد جناب امیر علیہ السلام سے حاصل نہ ہوئے تو نکث بیعت کرکے مکہ پہونچے اور حضرت عائشہؓ سے ملے۔ اور بحیلہ طلب خونبہائے عثمان وصیٔ رسول سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ آخرکار حضرت عائشہ تیار و آمادہ و مستعد ہوگئین۔ اور حضرت حفصہ بھی اونکے ساتھ ہوگئین۔ حضرت عائشہ پھر حضرت ام سلمہؓ سے ملین جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئی ہوئی تھین۔ اپنے ارادہ مین اُنکو بھی شریک کرنا چاہا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اُن کی باتون کا یہ جواب دیا۔

حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ کو اس قصد سے باز رہنے کی تفہیم

اے عائشہ مجھے تمہارے ارادہ سے بہت استعجاب ہوا کہ تم عثمان کا خونبہا وصی رسولؐ سے لینا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم عثمان کو ہمیشہ بُرا بھلا کہتی رہین تم اپنے ارادہ سے باز آؤ اور اُس حدیث کو یاد کرو جو رسول اللہؐ نے ارشاد کی تھی کہ میری ازواج مین ایک زوجہ اہل بغی اور مفسدون کے ساتھ ہوکر جب چشمہ حواب پر پہونچے گی تو کتے بھونکین گے۔ تم کو لازم ہے کہ طلحہ و زبیر کے مکر و فریب مین نہ آؤ اور اپنے کو اس حدیث اور اس فعل قبیح سے بچاؤ۔

حضرت عایشہ نے اس نصیحت پر مطلق توجہ نہ کی اور اہل بنی کے ساتھ ملکر وصی رسولؐ سے لڑین۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین۔

ہم اپنے بیان کی تائید مین روضۃ الاحباب کی کچھ عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

اقتباس روضۃ الاحباب دربارۂ جنگ جمل۔

ارباب سیر و تواریخ آوردہ اند کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (بخانہ) ام المومنین۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت کہ وے نیز از مدینہ بعزم گزاردن حج بمکہ رفتہ بود۔ بعد از تقدیم مراسم تسلیم با وے گفت کہ اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ کہ مہاجرت در راہ خدا و رسولؐ کردی۔ و بواسطۂ شرف فراش حضرت رسالت آب صلعم عظیم الشان رفیع القدری و از میان امہات مومنین بخواص و ممتازی پوشیدہ نباشد۔ بر تو کہ جماعتی از غوغایان امیر المومنین عثمان بن عفان را بقتل آوردہ اند اکنون جمع از ہوا داران و یاران آن خلیفہ مقتول و مظلوم در مدد آن در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بہ قصاص رسانند ام سلمہ گفت کہ اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان باز خواست لیکن بخدا سوگند

مورخین لکھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئین کیونکہ وہ بھی مدینہ سے حج کے ارادہ سے مکہ گئین تھین۔ بعد مراسم تسلیم اُن سے کہا کہ اے دختر ابو امیہ یہ تحقیق کہ تم وہ پہلی ضعیفہ ہو جس نے خدا اور رسولؐ کی راہ مین ہجرت کی ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہونے کی وجہ سے ممتاز و معزز ہو اور تمام امہات المومنین مین خاص امتیاز رکھتی ہو تم پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ ایک گروہ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے خلیفہ مقتول و مظلوم کے دوست اُن کے قاتلون سے انتقام و قصاص کے لیے تیار ہو گیے ہین ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم عثمان کا قصاص لینا چاہتی ہو قسم بخدا کہ تم عثمان پر نہایت درجہ غیظ و غضب کیا کرتی تھین اور سوائے

که توازا شد مردمان بودی از روے قہر
وغضب نمیخواندی ۔ مگر نعثل می گفتی لعن اللہ
نعثلا وقتل اللہ نعثلا اے عائشہ بترس از
خدائے در نفس خود در امرے که ترا
رسول اللہ صلعم ازان ترسانیدہ ومباش
صاحبہ سگان حواب سوگند میدہم ترا
بخداوند تعالی که از پیغمبر نشنیدی که فرمود
سگان حواب بر یکے از ازواج من صیاح و
نباح کنند وآن زن که این واقعہ اورا
پیش آید درمیان اہل بغی فساد وعناد باشد
درآن زمان که آنحضرت این فرمود من
انائے در دست داشتم از غایت اضطراب
وقلق از دست من بیفتاد وآن سرور
روے بجانب من کرد موجب اضطراب
پرسید گفتم یا رسول اللہ اضطراب وقلق من
از خوف است مبادا که آن زن من باشم
آن سرور بہ تبسمی فرمودہ بجانب تو نگاہے
کردہ گفت من گمانے میبرم که آن زن تو
باشی اے حمرہ ۔ عائشہ ام سلمہ را

نعثل کہنے کے اور کسی نام سے اُنکو نہین پکارتی
تھین اور کہا کرتی تھین کہ خدا کی لعنت نعثل پر
اور اللہ اِس نعثل کو ہلاک کرے اے عائشہ
خدا سے ڈرو اُس امر مین جس سے رسول اللہ صلعم
تھین ڈرا گئے ہین اور صاحبہ سگان حواب سے
نہ ہو اے عائشہ مین تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتی
ہون کہ جناب رسول خدا کو کیا تم نے یہ فرماتے
نہین سنا کہ میری ازواج مین ایک زوجہ پر سگان
حواب بھونکین گے اور جس بی بی کو یہ واقعہ پیش
آنا ہے وہ باغیون اور مفسدون اور فتنہ پردازون
اور دشمنون کے گروہ کے ساتھ ہوگی جسوقت
آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت میرے ہاتھ مین
ایک برتن تھا مین یہ سنکر اسقدر مضطرب و بیقرار
ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ سے گر پڑا تو جناب رسول اللہ صلعم
نے یہ ملاحظہ فرما کر مجھ سے باعث اضطراب کا پوچھا
مین نے عرض کی مین اسوجہ سے مضطرب و پریشان
ہون ۔ مبادا کہ وہ بی بی مین ہون آنحضرت صلعم
نے مسکرا کر تمھاری طرف نگاہ کر کے فرمایا
کہ میرا گمان ہے ۔ اے حمرہ کہ وہ بیوی تم ہوگی

دررروایت این حدیث تصدیق نمود۔ عائشہ نے ام سلمہ کے ان باتونکی تصدیق کی۔

جلد سوم صنہ۲۰ و ۲۱) جلد سوم (۳) صنہ۲۰ و ۲۱)

لشکر عائشہ کا چشمہ حواب پر پہونچنا۔

یہ واقعہ دیگر کتب سیر و تواریخ مثل انساب سمعانی۔ روضۃ المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل وغیرہ مین اور کتاب الامامۃ والسیاستہ وغیرہ مین بہ تفصیل درج ہے اور یہ بھی کہ جب لشکر عائشہ رض چشمہ حواب پہونچا تو کتے بھونکنے لگے حضرت عایشہ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا یہ آب حواب ہے حضرت ام المومنین نے حدیث رسول کو یاد کرکے واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے آکر حلف اُٹھایا کہ یہ آب حواب نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب نے عبداللہ بن زبیر کو اس جھوٹی شہادت کے الزام سے بچا کر اہل لشکر کے سر تھوپا ہے جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

درروایات اہلسنت این قصہ چنان صحیح شدہ کہ حضرت عائشہ در باب مراجعت آمادگی کرد اہل عساکر قریب ہشتاد کس را اندرہا قین گرد نواح شاہد آوردند کہ این آب حواب نیست پس عائشہ پیشتر روانہ شدہ (صنہ ۲۳۰)

لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ مکر و فریب عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ اور اسلام مین یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے۔

پس عائشہ در ہودج نشستہ و ہودج را	ابن امیہ نے ایک اونٹ جو پیش کیا تھا اس پر
بر شتر عسکر کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود	ہودج باندھا گیا حضرت عائشہ اُس مین سوار ہوکر
بستہ بودند و پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند	لشکر کے آگے آگے چلین جب علی الصباح ایک
قریب بطلوع صبح بر سر چشمہ آبی کہ از احواب	چشمہ پر جسکو حواب کہتے ہین پہونچین جب عائشہ کا
می گفتند چون شتر عایشہ در گذر آمد سگان آن	اونٹ اس مقام پر آیا تو اس موضع کے کتے
موقع جمع گشتند۔ و مانند حباب بر سر آن	جمع ہو گئے اور حباب کی مانند جوش و خروش

بجوش خروش آمدند و نباح و صیاح در آن
صباح آغاز کردند۔ عائشه شنید که شخصے
از دیگرے پرسید یا آنکه خود پرسید این چیست
مسئول گفت این آب حواب ست
عائشه گفت باز گردانید مرا۔ از وے پرسیدند
این برگشتن را چه سبب ست مانع تو از
رفتن این راه کیست در جواب سائل چنین
گفت که من شنیده ام از رسولؐ خدا که
میفرمودند گویا که می بینم زنے از زنان خود را که
سگان حواب بر آن بانگ کنند۔ اے حمیرا ترسان
باش از خدا از آنکه آن زن تو باشی من از رفتن
باین راه ازین حدیث مسموع و تهدید و وعید
که از مضمون آن معلوم می شد باعث بر داعیه
رجوع ست۔ پس در آن منزل فرود آمدند
چون آفتاب بر آمد عبد الله بن زبیر پنجاه
مرد را از سکان ان موضع آورد تا نزد عائشه
گواهی دادند که این آب حواب نیست
و لشکر از آب حواب مانند آب در ول
شب بگذشت و گویند آن گواهی اول

مین آئے عایشہ نے یا کسی اور نے پوچھا کہ اس
مقام کا کیا نام ہے مسئول نے کہا یہ آب
حواب ہے عایشہؓ نے کہا مجھے لوٹاؤ لوٹاؤ۔
لوگون نے پوچھا کیون لوٹتی ہو اور اس راہ سے
چلنے مین کون امر مانع ہے۔ عایشہ نے کہا کہ مین
رسولؐ خدا سے سُن چکی ہون وہ فرما گئے ہین
کہ مین اپنی ازدواج سے ایک بیوی کو دیکھتا ہون
کہ اُسپر کتے بھونکتے ہین۔ (مجھ سے مخاطب ہوکر
فرمایا) اے حمیرہ خدا سے ڈرو۔ کہین وہ بیوی
تو نہ ہو۔ بس اُس حدیث کو یاد کرکے مین ڈرتی
ہون۔ اسلیے واپس جانا چاہتی ہون۔
یہ فرماکر وہین ٹھہر گئین۔ جب آفتاب
بلند ہوا تو عبداللہ بن زبیر اُس موضع
کے پچاس اشخاص لے کر آئے اُنہون نے
شہادت دی کہ یہ مقام آب حواب
نہین ہے لشکر آب حواب سے
گذر گیا۔ کہتے ہین کہ یہ اسلام مین
پہلی شہادت مکرو فریب کی
ہوی۔

شہادت زورے بود کہ دراسلام وقوع پیوست۔ (جلد سوم صـ۲۸)

المختصر بفحوائے مصرع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

انہین چند باتون پر غور فرمائے پھر خودہی انصاف کیجیے کیا خدائے پاک نے، کنتم خیر اُمّۃٍ انہین اصحاب کبار کو فرمایا ہے۔ انہین کو اور لوگون کی ہدایت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور انہین کے "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی تصدیق فرماتا ہے۔ قولہ تعالی

آیات آئی اصحاب منافقین کے حق مین۔

ولاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے ساتھ مت ظاہر کرو اور
الحق وانتم تعلمون	تم جانتے ہو حق کو نہ چھپاؤ۔

واضح ہو کہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام پاک مین اصحاب رسولؐ کی نسبت فرمایا ہی۔

منھم المؤمنون واکثرھم	اِن مین بعض مومن ہین اور اکثر
الفاسقون	اون مین سے فاسق ہین۔

الحاصل پس خدا کا یہ خطاب" کنتم خیر امّۃ کہ تم بہترین امت سے ہو مخصوص اصحاب مومنین سے ہے اور اصحاب منافقین کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

المنافقون والمنافقات بعضہم	منافق مرد اور منافق عورتین بعض اون مین سے
من بعض یامرون بالمنکر وینھون	بعض کو بُری باتین سکھلاتے ہین اور اچھی باتون
عن المعروف ویقبضون ایدیھم	سے منع کرتے ہین اپنے ہاتھ بند رکھتے ہین
نسوا اللہ فنسیہم ان المنافقین	اللہ کو بھول گیے اور اللہ اونکو بھول گیا بیشک
ھم الفاسقون وعد اللہ	منافق لوگ ہی تو نافرمان ہین اللہ نے
المنافقین والمنافقات والکفار	منافق مرد اور منافق عورتون اور کافرون
نار جھنم خالدین فیھا	سے آتش جہنم کا وعدہ کرلیا ہے وہ ہمیشہ

ھی حسبہم ولعنہم اللہ ولھم عذاب مقیم ۔ | اُس مین رہین گے وہی اُن کو کافی ہوگی اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُنکے لیے پائدار عذاب ہے

اور خود اُن سے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہے۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم | پس آیا تم سے امید ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی اور انکو بہرا اور اندھا کردیا ہے۔

ان آیتون مین اللہ جلشانہ اصحاب منافقین کی بُرائیون اور اُنکی خصلتون کا اظہار فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین لوگون کو گمراہ کرتے ہین بُری باتین سکھلاتے ہین۔ اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین۔ اور خود اصحاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے۔ پس جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک دو آیتین برادران اہلسنت کے بطلان عقاید پر کافی ہین کہ خداوند کریم جبکہ انکی نسبت فرمائے کہ وہ فاسق ہین اور ان کے سیأت کی تصدیق کرے کہ" یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بُری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور اپنے عہد حکومت مین فتنہ وفساد اور لوگونکی حق تلفیان کرینگے جناب رسول خدا صلعم حوض کوثر پر انکو دیکھکر اصحابی اصحابی فرمائین اور خدائے پاک ارشاد کرے کہ "یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے تمھارے بعد دین مین حدث کیئے" اور باوجود اس کے کہ از ابتداء حضرت آدم تا ایندم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین مین سے کسی نبی ورسولؐ کی اُمت سے اُن مظالم وجور کی نظیر نہین ملتی جو جناب رسول خدا صلعم کی آل پر ان اصحاب کے ہاتھ سے ہوئے پھر بھی انہین لوگون کو سب امت سے مرتبہ مین اعلی وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھین اور خدائے پاک کی طرف سے انکو "خیر امتہ" بتائین ؎

پڑھین نانا کا کلمہ اور نواسہ پر چھُری پھیرین | جو ایمان ہو تو ایسا ہو جو امت ہو تو ایسی ہو

ہم تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون پر بھی وہ اپنے عقیدہ کے فساد پر کچھ خیال نہین کرتے۔ اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔

اگر اصحاب نے بعد رسولؐ فتنۂ و فساد نہین کیے تو خدا کا خطاب فهل عسیتم ان تفسدوا فی الارض تم زمین مین فساد برپا کروگے کس کی طرف ہے۔ اگر سب کے اعمال نیک تھے تو اللہ جلشانہ کا ارشاد "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے" کس سے ہے۔ اگر کُل اصحاب مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ تو خداے عزوجل کی اس شہادت کے کیا معنی ہین۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جسدن کچھ چہرے نُورانی ہونگے اور کچھ منہ کالے
فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم	پھر جن لوگون کے منہ کالے۔ ہون گے
بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	(ان سے کہا جائے گا) تم ایمان لانے
بما کنتم تکفرون	کے بعد منکر ہوگیے تھے تو اب جیسا انکار کیا
پ ۴ س العمران ع	کرتے تھے اسکے بدلے عذاب بھی چکھو۔ بیشک
ان الذین ارتدوا علی ادبارھم	جو لوگ کہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونیکے بعد بھی
من بعد ما تبین لھم الھدی	اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھر گئے شیطان نے
الشیطن سول لھم واملی لھم	اُنھین دھوکے دیکر ڈھیل دے رکھی ہے اور اُنکی
ذلك بانھم قالوا للذین کرھوا	(تمناؤن) کی رسیان دراز کردی ہین یہ اسلیے کہ جو لوگ
ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض	خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہین
الامر واللہ یعلم اسرارھم	یہ اُن سے کہتے ہین کہ بعض کامون مین ہم تمھاری
فکیف اذا توفتھم الملئکۃ	بات مانین گے اور خدا انکے پوشیدہ مشورون سے

یضربون وجوھھم وادبارھم ذلك بانھم اتبعوا ما اسخط الله وکرھوا رضوانه فاحبط اعمالھم

(پ ۲۶ س محمد)

ع ۲

واقف ہے جب فرشتے انکی جان نکالینگے تو اُس وقت اُنکا حال کیا ہوگا کہ اُنکے چہرون پر اور پشت پر مارتے جائین یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین جس مین اُسکی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو اِن کی کارستانیونکو اکارت کیا۔

قوله تعالیٰ

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا

پس کیا۔ وہ لوگ قرآن کی آیتون پر غور نہین کرتے یا یہ کہ اُن کے دلون پر قفل لگ گیا ہے۔

قال

قولہ۔ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے

یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی سیدھے سیدھے لفظون مین اللہ جل شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے۔ اور کمال عنایت سے ان سے مخاطب ہو کر خود اُنکی تعریفین کر رہا ہے۔ لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ شیعیان پاک کے نزدیک اس آیت کے الفاظ کیا مہمل ہین جن کے کچھ معنی نہون یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے۔ کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے یا ان کے عقیدہ مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین اور جامع القرآن نے اپنے اور اپنے بھائیون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے بڑہا دیئے ہین کہ اُس پر ایمان نہو آخر ان باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین۔ اسکو تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پھر صحابہ کی فضیلت پر اعتماد رکھنے کا کیا ذکر۔ اُن کے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے اور جن کو خداوند کریم خیرامۃ کہے اُن کو "شرامۃ" سمجھتے ہین۔ اور جنکی نسبت خدا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کہے اون کے حق مین "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف" کا اعتقاد رکھتے ہین۔

اقول

اہلسنت اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز نہین کرتے

بلا شبہہ یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی صاف لفظون مین اللہ جل شانہ اصحاب رسول کی نسبت منهم المومنون واکثرهم الفاسقون فرماتا ہے۔ اور اصحاب مومنین کا ایمان اور اصحاب منافقین کا نفاق وشقاق ظاہر کرتا ہے اور سیدھے سیدھے لفظون مین فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین سب کی ایک چال ہے منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور سکھلاتے ہین بری باتین "

لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ ہمارے سُنّی بھائیون کے نزدیک اِن آیتون کے الفاظ کیا مُہمل ہین جس کے کچھ معنی نہون۔ یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب ان کی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے کہ وہ اُن سے حل نہ ہوسکے۔ یا اُن کے عقیدہ مین یہ آیتین قرآن کی نہین ہین۔ اور بعد جلا دینے قرآن کے سات نسخے جو جامع القران نے تمام ملک مین پھیلا دیئے تھے۔ اس مین شیعون نے اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنون کی مذمت اور منقصت ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دی ہین کہ اس پر اُن کو ایمان نہو۔ آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو پھر کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین اِسکی بھی تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین۔ اِسکے بھی مُقر ہین کہ اللہ تعالی خود اصحاب مُنافقین سے خطاب کرکے فرماتا ہے۔

(۱) "فهل عسيتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" قریب ہے کہ تم زمین مین فساد کرو اور حقوق تلف کرو۔ اور

(۲) "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" بہانے مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے۔

اِسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ رسول اللہ نے خود اصحاب سے فرما دیا تھا کہ "تم لوگ گذشتہ اُمتون کی پوری چال اختیار کروگے۔ دنیا کے رغبت کروگے اور حرص وہوا کے پیچھے ایک دوسرے کو قتل کروگے۔

اُسکے بھی معترف ہین کہ" جب رسول اللہ نے شہدائے احد کے جنازہ پر نماز پڑھی تو بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی مندرجہ مدارج النبوۃ حضرت صدیق نے عرض کیا"

یا رسول اللہ ایشان برادران ما اند ہمچنان کہ ایشان ایمان آوردند ما نیز ایمان آوردیم ایشان را بر ما زیادتی چیست رسول اللہ فرمود ایشان با ایمان از دنیا رفتند ندانم کہ شما بعد از من چہ کارہا کنید وچہ فتنہا درمیان شما سر زنید۔

پھر بھی صحابہ کی برائیون کے اقرار کرنے کا کیا ذکر۔ انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اور ان کو خدا کی طرف سے (خیر امتہ) بتاتے ہین جن کے افعال و اعمال کی نسبت اللہ جل شانہ۔

یامرون بالمنکر وینھون	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف	اچھی باتون سے۔

فرمائے۔ اِن کے حق مین۔

یامرون بالمعروف وینھون	حکم کرتے ہین اچھی باتون کا۔ اور منع کرتے ہین
عن المنکر	بری باتون سے۔

کا اعتقاد رکھتے ہین۔

قال

قولہ ۔ بروئے تفسیر امامیہ کنتم خیر امۃ سے مراد خاص مہاجرین ہین

اگرچہ یہ آیات قرآن مجید کی ایسی صاف و صریح ہین کہ تفسیرون کے دیکھنے کی حاجت نہین ہے لیکن ۔ ہم ۔ حضرات شیعہ کے اطمینان خاطر کے لیے انہین کی معتبر تفسیرون کی سند لاتے ہین ۔

اے بھائیو سنو ۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو تمھاری تفسیرون سے بہترین تفسیر ہے ۔ اور ۱۲۷۵ھ مین بمقام طہران دار السلطنتہ ایران مین چھپی ہے اس کے صفحہ (۲۰۰) مین لکھا ہے ۔ کہ پہلے خداوند تعالی نے امر و نہی کا ذکر کیا پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو کہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کرتے ہین ۔ اور اسواسطے ان لوگون کی تعریف کی تاکہ اور لوگ اُن کی پیروی کرین ۔ اور اسواسطے انہین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بہترین امت سے ہوا اسواسطے کسی کو شبہہ نہ آئے ۔ یہ خطاب "کنتم خیر امۃ" کا کس سے ہے ۔ اسی تفسیر مین فرماتا ہے کہ بعضون نے لکھا ہے کہ مُراد اس سے خاص مہاجرین ہین ۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور اُمت بھی شامل ہے ۔

اے یارو ۔ اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی پیروی کرین تو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو ۔ اگر بیزاری ۔ تمھارے اصطلاح مین بمعنے پیروی کے ہین تو بیشک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب ۔

اقول

تفسیر مجمع البیان کی جس عبارت کا ذکر آپ نے فرمایا ہے۔ وہ اقوال مفسرین اہلسنت کے ہین نہ کہ مفسرین امامیہ کے۔ اگرچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو اصحاب کی شان مین لکھا ہے مگر اصحاب ثلثہ کو "خیر امتہ" کا مصداق انہون نے بھی نہین بتایا اور جن اصحاب پر اس آیت کا اطلاق کیا ہے۔ اُمین بھی باہم مفسرین مین اختلاف ہے۔ وہ اقوال اہلسنت کے ہین۔

چنانچہ بعض کہتے ہین کہ یہ آیت صرف مہاجرین کی شان مین ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ابن مسعود۔ اور حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ و معاذ بن جبل کے حق مین ہے اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ خطاب تو کل اُمت سے ہے لیکن مراد بعض امت ہے۔ اسکی بعض فقرات کی نقل یہ ہے۔

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر لا یصلح لہ کل احد اذ للمتصدی لہ شروط لا یشترك فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتھا والتمکن من القیام بھا خاطب الجمیع وطلب فعل بعضھم الی آخرما قال۔	یعنی اُمت مین سے ہر شخص لیاقت اسکی نہین رکھتا ہے کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرسکے اسلیے کہ اس مین بہت شرطین ہین کہ کل امت مین نہین پائی گئین مثل علم باحکام کی اور علم بمراتب حساب کی اور کیفیت اقامت اور قوت و قدرت بر اقامت اور یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین۔ پس باری تعالی نے خطاب کل امت کی طرف کیا اور مراد اس سے بعض کو لیا۔

اگر صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ نے اصحاب کی نسبت "کنتم خیر امتہ" فرمایا ہے تو اس سے مُراد اصحاب مومنین ہین جو لوگون کو اچھی باتین سکھاتے اور بُری بات سے منع کرتے تھے۔ از انجملہ اُن مقدس نفوس مین

اقتباس محرم نامہ در بارہ فضیلت حضرت ابوذر غفاریؓ

ایک بزرگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی ہدایتون اور نصیحتون کا جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب محرم نامہ مین اس طرح ذکر کرتے ہین۔

ایک جہاد مین حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو فوج کا سردار اور امیر معاویہ کو آپکا تابع کیا تھا۔ حضرت ابوذر معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ جہان کہین کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے۔ کیا کرتا ہے۔ شرم نہین آتی۔ اسلام کے حکم کو بھول گیا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز آگئے اور حضرت عثمان کو انکی شکایت مین عرضی بھیجی حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی زمانہ رسول اللہ صلعم کا سا ہے۔ مین دین کی خاطر بگڑونگا تو میری دلداری کی جائیگی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین چلے گئے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج کرتے ہو۔ مگر جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو الٹا شکوہ سنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی عرض کیا کہ رسولخدا صلعم سے مین نے سُنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہیگا اور اکیلا ہی مرے گا۔

لہذا مجھے اجازت دیجیے کہ مین تنہا مقام مین جاکر رہون۔ حضرت عثمان نے کہا اچھا۔ جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلعم کے مقبول صحابہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ تو رسول اللہ صلعم کی محبت مین دیوانے تھے۔ جس سے آنحضرت کو محبت کرتے دیکھا تھا اس کے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری دیکھی تو حضرت عثمان سے بگڑ گئے۔

اب حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت ابوذر کے ایمان کا تقابل کیجیے کہ

یامرون بالمعروف و حکم کرتے ہین نیک باتون کا اور

ینھون عن المنکر — منع کرتے ہین بُری بات سے

کا مصداق کون ہے ۔ اور

یامرون بالمنکر وینھون — حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین

عن المعروف۔ — اچھی بات سے

کس پر صادق آتا ہے ۔

پھر خود ہی انصاف فرمایئے کہ خدائے پاک کے نزدیک "کنتم خیر امۃ" کون ہے ۔

پس خدائے پاک نے ان آیتون مین اصحاب مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ اور لوگ اُنکی پیروی کرین ۔ چنانچہ انھین مومنین کی پیروی ان لوگون نے کی جنھون نے بوجہ اللہ سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی ۔

اصحاب مومنین کی پیروی انصار سید الشہداء نے کی

اولئك هم المؤمنون حقا لهم — یہی لوگ مومنین ہین حق کی راہ سے انھین کیلیے درجات

درجت عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — ہین اُنکی پروردگار کے نزدیک اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے

(سورۂ انفال)

اولئك عليهم صلوات من ربهم — انھین لوگون پر انکے پروردگار کی طرف سے

ورحمة واولئك هم المهتدون ٥ — عنایتین ہین اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ

(سورہ بقر) — ہین ۔ سورہ بقر۔

الغرض ۔ اللہ جلشانہ نے "کنتم خیر امۃ" ۔ فرماکر اس گروہ مومنین کی تعریف کی ہے جس کے سردار امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے ۔ اور اسی جہت سے ان کی تعریف کی ہے کہ اور لوگ ان کی پیروی کرین ۔ اور اسی لیے جناب رسول خدا صلعم نے قطعی یہ حکم دیا تھا۔

إني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي

اگرچہ یہ حدیث بہت صاف اور صریح ہے جس مین کسی تاویل کی گنجائش نہین ہے۔ لیکن ہم اپنے بھائیون کی تسلی اور اطمینان کے لیے انہین کی معتبر کتابون کی سند پیش کرتے ہین کہ تحفۂ اثنا عشریہ تمھارے مذہب کی کتابون مین جو ہم مرتبہ بخاری ہے اس کے صفحہ ۱۳۹ پہ لکھا ہے۔

باید دانست کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر کتاب اللہ عترتی و اہلبیتی فرمودہ است پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است (فخر المطابع)۔

اے یارو اس عبارت کو دیکھو۔ اور اپنے ہی پیر و مرشد کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ کس شد و مد سے خود اقرار کرتے ہین کہ جو مذہب ان دو کے خلاف ہو وہ جھوٹا ہے تو کیا پیروی اسی کا نام ہے کہ تم آل رسول کو چھوڑ کر ان لوگون کی پیروی کرتے ہو اور انہین کو "خیر امتہ" بناتے ہو۔ جنھون نے خود آل رسولؐ کو چھوڑا اور پیغمبر خدا کے حکم کو جسکی شان مین آیہ کریمہ۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

نازل ہوا۔ ہذیان کہکر اڑا دیا۔ خود ہی غور کرو۔ کیا آل رسولؐ کی پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو کہ آل رسول کے مخالفین و معاندین کو نائب رسول بنا کر اپنا ہادی و مقتدا سمجھتے ہو جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین۔

کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے!

باید دانست کہ معاویہ بن ابو سفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی۔

اور صاحب صواعق محرقہ تو قتل کا فتویٰ دیتے ہین۔

ہر کس کہ شتم کے از ین اصحاب کبار یعنی ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند و بگوید کہ ایشان بر ضلال و کفر بودند ان کس را باید کشت۔

اور یزید ابن معاویہ کی مغفرت اور فضیلت کے بارہ مین امام غزالی وغیرہ کے اقوال اوپر نقل ہو چکے ہین کہ ان حضرات کے نزدیک وہ خلیفۂ برحق تھا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ پر اُسکی اطاعت وبیعت واجب تھی۔ مگر اُنھون نے اُس سے بغاوت کی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین ان کا درجہ حضرات اہلسنت کے یہان بہت بڑھا ہوا ہے آپ اس پایہ اور مرتبہ کے شخص ہین جنکا ثانی نہین ہے آپ کی عظمت ومنزلت کے لیے یہ نکتہ کافی ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ہی ہوتے جیسا کہ علامۂ سیوطی کتاب التنبہ فیمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین

قال بعض اکابر العلماء — یعنی بعض اکابر اہلسنّت نے فرمایا ہے جو علم ظاہر

الجامعین بین العلم الظاہر والباطن — وعلم باطن کے جامع ہین کہ جناب رسالتماٰب صلعم

لوکان بعد النبیّ نبی لکان الغزالی وانہ — کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہی ہوتے

یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ — اور انکے معجزات کا ثبوت خود اُنکے تصنیفات سے

(الکلام نمبر ا تا ۱۲) سنہ ۱۳۴۲ھ صفحہ ۱۲۰۸ ترجمہ احقاق الحق — ظاہر ہے کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہین۔

بھائیو! اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین بمعنی پیروی کے ہے تو بیشک تم خدا اور رسولؐ کے احکام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

قال

اس مقام پر جاہلون کو "کنتم" کے لفظ پر ایک شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ خدا صحابہ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ آخر تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعد بدترین امت سے ہوگئے ہون۔ لیکن ہمین کی طرف سے علامۂ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیدیا چنانچہ اسی تفسیر مین علامۂ موصوف لکھتے ہین کہ "کنتم خیر اُمّۃ" اللہ جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کوئی شک نہ ہوگا۔ اور صحابہ جیسے بہترین ویسے ہی رہین گے اور اُسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے :-

"وکان اللہ غفورا رحیما" تو کیا اس کے معنی یہ ہین کہ "خدا تھا بخشنے والا مہربان"۔ اور اب نہین یا آئندہ نہ رہیگا۔

اقول

ابھی ہم۔ ذکر۔ کر آئے ہین کہ علامۂ طبرسی نے مفسرینِ اہلسنّت کے اقوال نقل کیے ہین اور اور یہ شبہات بھی انھین لوگون کے ہین چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

قول آنست کہ بودند شما بہترینِ امتی در سابق علم یا در لوح محفوظ یا در کتب انبیا یا در روز میثاق کہ در جواب الست بر بکم مسارعت نمودید۔

غرض مفسرینِ امامیہ سے کسی نے بھی اصحاب منافقین کو "کنتم خیر امۃ" نہین بتایا۔ ہان ہواخواہان صحابہ البتہ احکام خدا و احادیث بخاری شریف کو پس پشت۔ ڈال کر "خیر امۃ" بتاتے ہین اور خدائے عزوجل پر تہمت رکھتے ہین۔

قال

قولہ
مفسرین امامیہ قرآن مجید کی تحریف کے مقر ہین۔

غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیرون سے صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور کوئی موقع انکی بزرگی سے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے کہ بجائے "کنتم خیر امة" کے خیر ایمة" تھا اور یہ خطاب خدانے امامون سے کیا تھا کہ "کنتم خیر آئمة" یعنی تم سب امامون سے بہتر ہو۔ مگر جامعان قرآن نے بجائے "آئمة" کے لفظ "اُمّة" کا بنادیا۔ اگرچہ اور علماء شیعہ کو کسی قدر حیانے منع کیا اور اُنھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اُس کا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ جناب مولوی میرن صاحب قبلہ اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین اِس کا ذکر کرتے ہین اور اپنے پدر بزرگوار کے صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ۔

(تغیّر ونقصان در قرآن منحصر بر چہار چیز است یکے تبدیل لفظی بہ لفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجائے "کنتم خیر امة خیر آئمة" بود۔ لیکن بعض اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودند) اور آخر مین خود ہی فرماتے ہین کہ (وجۂ اوّل بعید است) "ہمارے نزدیک بجائے اِس کے کہ "خیر امة" کی تصدیق کرکے صحابہ کے "خیر امة" ہونے سے انکار کرین۔ شیعیان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجائے "خیر آئمة" کے "خیر امة" ہونے کا اقرار کرین۔ اور تحریف قرآن کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنائین۔

اقول

کنتم خیرامۃ اہلبیت نبی کے شان مین ہے

اہل حق کی نظر مین تو ان آیتون اور تفسیرون کے کسی لفظ اور کسی حرف سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت ظاہر نہین ہوی ۔ ہان اہلسنت البتہ خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کر کے ان آیات پاک کو جو مومنین کی شان مین ہین اپنے اصحاب سے منسوب کر کے اُن کو افضل ٹھراتے ہین ۔ ہمارے نزدیک تو آپ اِن آیات پاک کو پیش کر کے افشاء مطاعن صحابہ کے باعث ہوئے ۔

آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی شان مین صرف "کنتم خیرامۃ" ہی نہین ہے ۔ بلکہ ثلث حصہ قرآن اُنکے فضائل و مناقب مین ہے ۔ اور "کنتم خیرامۃ" بھی حسب اقوال مفسرین اہلسنت انھین خاصان خدا کی شان مین ہے جیسا کہ تفسیر دُر منثور سیوطی صفحہ ۶۴ مین ہے ۔

واخرج ابن ابی حاتم عن	یعنی ابن ابی حاتم نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ
ابی جعفر کنتم خیرامۃ اخرجت	آیۂ شریفہ "کنتم خیرامۃ الخ" اہلبیت نبی کی شان مین
للناس قال اهلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نازل ہوا ہے ۔

اگرچہ ان مفسر صاحب نے دوسرے قول مین اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا ہے ۔ مگر اصحاب ثلثہ کو "کنتم خیرامۃ" انھون نے بھی نہین بتایا ۔ وہ قول یہ ہے صفحہ ۶۳ در منثور طبع مصر

واخرج ابن جریر و ابن المنذر	یعنی ابن جریر و ابن منذر نے عکرمہ سے
عن عکرمہ فی الآیۃ قال نزلت فی	روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اور عمار
ابن مسعود و عمار بن یسار و سالم مولی	بن یسار اور سالم غلام ابو حذیفہ اور ابی بن کعب
ابی حذیفۃ و ابی بن کعب معاذ بن جبل	اور معاذ بن جبل کے حق مین ہے ۔

یہ وہ اصحاب کبار ہین جو اہلسنت کے نزدیک غیر ممدوح اور ان کے خلفاء کے مورد ظلم و ستم

رہے ہین۔ آپ نے اس جگہ تحریف کا ذکر چھیڑ کر ہم کو اس کا موقع دیا کہ یہ راز فاش کیا جائے۔ اور چونکہ آپ نے صرف "کنتم خیر امۃ" ہی کی تحریف مین امامیہ کو متہم کرنا چاہا ہے لہذا۔

قول شاہ صاحب کہ شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین۔

ہم اس جگہ آپ کو چھوڑ کر افتخار المتکلمین خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی طرف رجوع ہوتے ہین جو تحفہ مین شد و مد سے تحریر فرما گئے ہین کہ شیعہ تو قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ اس قرآن کو قابل تمسک نہین جانتے۔ اسکو مثل توریت و انجیل کے سمجھتے ہین۔

چنانچہ حضرت مذکور نے کئی صفحہ اس رنگ مین رنگے ہین ہم بقدر ضرورت اس کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجۂ اعتبار	شیعہ کے نزدیک قرآن مجید قابل اعتبار نہین
ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک	ہے اور توریت و انجیل کی طرح قابل عمل
نماندہ زیراکہ تحریف بسیار در وراہ یافتہ و	نہین رہا کیونکہ اُس مین بہت تحریف
احکام بسیار ازو منسوخ شدہ و آیات و سور	کی گئی ہے اور اُسکی بہت سی آیتین اور
بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند	سورتین چوری گئین اور اُس کے احکام
بدر دے رفتہ و آنچہ باقیست بعضی الفاظ او	منسوخ کر ڈالے گیے اور جو کچھ کہ باقی
متبدل و بعضی زائد و بعضی ناقص۔ و نیز نزد	ہے اُس مین بھی بعض الفاظ بدل ڈالے
ایشان ثابت و مقرر و مشہور است کہ بعضی	گیے اور بعض بڑھا دیئے گیے اور بعض
سورتہا ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ و	کم کر دیئے گیے نیز اُن کے نزدیک ثابت
بعضی سور با کثر ہا مثل سورۃ الاحزاب	اور مشہور ہے کہ بعض سورتین کم کر دی
منہا کانت" مثل سورۃ الانعام۔ پس	گئین مثل سورۂ احزاب ان مین
ازین سورہ آنچہ در فضائل اہلبیت و احکام امامت	آئمہ کے فضائل اور امامت کے

ایشان بود ساقط کردند و لفظ "عن ولایة علی"
بعد ازین آیت "وقفوهم انهم
مسئولون" و یلکه بنی امیه بعد ازین آیه
خیر من الف شهر و بعلی بن
ابی طالب بعد ازین لفظ وکفی الله المؤمنین
القتال و آل محمد ازین لفظ وسیعلم
الذین ظلموا آل محمد ای منقلب ینقلبون
و لفظ علی بعد از ولکل قوم هاد ذکر کل ذلک
ابن شهر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب و علی هذا القیاس
کلمات بسیار و آیات بیشمار را شمرده اند پس
حالا نزد ایشان درمیان قرآن مجید محفوظ
و درمیان توریت و انجیل فرقی نمانده۔

جو احکام تھے وہ بھی نکال ڈالے گئے اور
آیت "وقفوہم" اور لفظ "عن ولایة علی"
اور "کفی اللہ المؤمنین" اور "لکل قوم ہاد" سے
علیؓ کا نام نکال ڈالا اسی طرح بہت سے
کلمات اور آیات مین تحریف کی گئی ہے
پس ان کے نزدیک قرآن
محفوظ اور توریت و انجیل
برابر ہے۔

تحفہ

مطبوعہ دہلی

صفحہ ۲۰۳-۲۰۴

قرآن مجید بزعم ایشان قابل استدلال نیست
زیرا که اعتبار ویرا قرآنیت او حاصل نمی شود
الا وقتیکه ماخوذ باشد بواسطه امام معصوم
و قرآنی که ماخوذ از ائمه است در دست
ایشان موجود نیست۔ و این قرآن را
ائمه بزعم ایشان معتبر ندانسته اند و قابل
استدلال و تمسک نشمرده چنانچه از کلینی وغیره

ان کے زعم مین قرآن مجید قابل استدلال
نہین ہے۔ کیونکہ تا وقتیکہ قرآن مجید
امام معصوم کے ذریعہ نہ لیا جائے قابل اعتماد
نہین ہو سکتا اور جو قرآن کہ ائمہ سے ماخوذ ہے
وہ انکے پاس موجود نہین ہے اور انکے زعم مین
ائمہ نے اس قرآن کو معتبر اور قابل استدلال
و تمسک نہین جانا۔ اور امامیہ کی ایک بڑی

کتب معتبرۂ ایشان منقول خواہد شد واین
مطلب بچند وجہ ثابت ست اول آنکہ
جماعۃ کثیرہ از امامیہ از آئمہ خود روایت کردہ
اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع
آن و اسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ
و ترتیب ہم متغیر شدہ۔ وحالا آنچہ موجود ست
مصحف عثمان ست کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ
باکناف عالم شہرت داد وکسے را کہ قرآن
منزل بر اصل ترتیب و وضع میخواند ضرب
شلاق نمود تا آنکہ طوعاً وکرہاً ہمہ آفاق برین
مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل
تمسک استدلال نباشد ونظم و الفاظ او وعام
خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز ست کہ
این احکام کہ درین قرآن موجود اند ہمہ اینہا
یا اکثر اینہا منسوخ باشند یا آیاتے وسورے کہ
اسقاط کردہ اند۔

جماعت نے اپنے آئمہ سے روایتین کی ہین کہ اس
قرآن مین سورتون اور کلمات کی تحریف ہوئی
ہے اور اسکی ترتیب مین بھی تغیر کیا گیا ہے اِس
زمانہ مین جو قرآن رائج ہے وہ مصحف عثمان
ہے۔ جس کے سات نسخے لکھوا کر اکناف عالم
مین پھیلا دیئے گئے بلکہ جو کوئی قرآن نازل شدہ
کو اسکی اصل ترتیب اور شکل پر تلاوت کرتا تھا
تو پیٹا جاتا تھا۔ آخرکار تمام جہان نے طوعاً
وکرہاً اسی مصحف پر اجماع کر لیا۔ پس یہ قرآن
قابل تمسک و استدلال نہین رہا اور نظم و
الفاظ اور عام خاص اس کا قابل اعتماد
نہین رہا کیونکہ ممکن ہے کہ اس قرآن
مین جو احکام موجود ہین وہ سب کے سب
یا اکثر اُن آیتون اور سورتون سے جو
نکال ڈالے گیے ہین منسوخ ہو چکے ہون۔
تحفہ اثنا عشریہ طبع دہلی (از صفحہ ۲۶۱)۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تردید

اگرچہ ہمارے بھائی حضرت مذکور کے اس ارشاد سے کہ

شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی جانتے ہین۔

بہت خوش ہین لیکن یہ محض تہمت ہے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جو علماء کرام

وفضلاء امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے دیئے ہین۔ اُن مین سے شاہ صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہو۔ جیسا کہ جناب ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ رحمہ اللہ الملقب بہ شیخ صدوق کہ (جو اجل علماء شیعہ سے ہین") رسالہ اعتقادات کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتقادنا فی القران ان القران	یعنی قرآن مجید کے بارہ مین ہمارا اعتقاد یہ ہے
الذی انزل اللہ تعالی علی نبیہ صلی اللہ	کہ بیشک جو قرآن اللہ تعالی نے اپنے نبیؐ پر
علیہ والہ ھو ما بین الدفتین وھو ما فی	نازل فرمایا ہے اُسی قدر ہے جو درمیان دفتین
ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ	کے ہے اور وہ یہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین
سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ	ہے اس سے زیادہ نہین ہے اسکی سورتین
عشرۃ۔ سورۃ وعندنا والضحی و	لوگون کے نزدیک ایکسو (۱۱۴) چودہ ہین اور ہمارے
الم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف	نزدیک والضحی والم نشرح ایک سورۃ ہے اور
والم ترکیف۔ سورۃ واحدۃ ومن نسب	لایلاف والم ترکیف ایک سورۃ ہے جس نے
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک	ہماری طرف یہ نسبت کی کہ قرآن اس سے
فھو کاذب ۵	زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے۔

جناب مولانا سید مرتضی اعلی اللہ مقامہ جو اجل العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ کے ہین ان کا قول تفسیر مجمع البیان مین یہ ہے۔

ان العلم بصحۃ القران کالعلم بالبلدان	یعنی علم قرآن کی صحت کا ایسا ہے جیسا کہ
والحوادث الکبار والوقایع العظام والکتب	شہرون اور بڑے بڑے حادثات وواقعات
المشھورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان	کا علم یا مشہور کتابون یا عرب کے لکھے ہوئے
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ	اشعار کا یقین ہے۔ جب اسکی نقل کی ضرورتین

وحراسته وبلغت الى حد لم يبلغه	زیادہ ہوئین تو نہایت توجہ سے کام لیا گیا اور
فیما ذکرناه لان القران معجزة النبوة	حد سے زیادہ اسکی نگرانی کی گئی۔ کیونکہ قرآن مجید
وماخذ العلوم الشرعية والاحكام	آنحضرت صلعم کی نبوّت کا معجزہ اور جمیع علوم
الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا	شرعی اور احکام دین کا ماخذ ہے۔ علماء اسلام
فی حفظه وحمايته الغاية حتى عرفوا	نے اسکی حفاظت مین وہ کوشش کی کہ
کل شئ اختلف فيه من اعرابه وقرأته	جو کچھ اختلاف اسکے اعراب و قرأت و
وحروفه واٰياته فکيف يجوز	حروف و آیات مین تھا اسکو ممیّز کر دیا پس
ان يکون مغيرا او منقوصا مع العناية	باوجود اتنی توجہ اور سخت نگرانی کے کیونکر
الصادقة والضبط الشديد ؟	ممکن ہے کہ قرآن مین تبدّل و تغیر یا کمی ہو۔

مجمع البیان صفحہ ۱۵ طبع ایران

علامۂ طبرسی فاضل موصوف کے اس قول کو بھی تائیدًا اپنی تفسیر مجمع البیان مین درج فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تحقیق یہ قرآن عہد رسول صلعم مین مجموع مؤلف اسی طرح تھا جیسا کہ اب ہے اور استدلال کیا ہے کہ اس قرآن کا درس ہوتا تھا۔ اور یہ حفظ کیا جاتا تھا۔ اور یہ قرآن سمع اقدس آنحضرت صلعم مین لایا جاتا تھا۔ اور ایک جماعت صحابہ نے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود و ابی کعب وغیرہ نے آنحضرت کے سامنے اس کے کئی ختم کیے۔ پس ان وجوہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ کہ منتشر اور پراگندہ۔ اور سید مرتضیٰ نے فرمایا کہ فرقۂ امامیہ اور حشویہ مین سے جس نے اس کے خلاف کیا ہے وہ قابل اعتبار نہین ہے اس لیے کہ ان کے اقوال ضعیف ہین۔ پس ایسے اقوال بمقابلہ اسکے جسکی صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو قابل توجہ نہین ہین۔ ایضًا صفحہ ۱۵"

قول مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب

اب مین اقوال علمائے کرام امامیہ سے قطع نظر کرکے شاہ صاحب کے قول کی تردید خود انہین حضرت کے ایک شاگرد رشید و مرید سعید کی تفسیر سے کرتا ہون جو کہ - پادریون - آریون دہریون - اور نیچریون کے شبہات کے جواب مین ہے جس کے مصنف علامہ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب ہین جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کے مفسرین اور حال کے فلاسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون کے لیے عرصۂ دراز تک کارآمد ہوگی - یہ تفسیر جس کا نام فتح المنان المشہور بہ مقدمہ تفسیر حقانی ہے اور ١٣١٥ھ مین مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوئی ہے - اسکی جلد اول صفحہ ٧٥ مین تحریف قرآن کے بارہ مین جو عقیدہ علمائے کرام امامیہ کا لکھا ہے اس کا اقتباس اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے -

پس انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے آجتک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا بلکہ علمائے شیعہ اس خیال کی براءت بڑے شد و مد سے کرتے ہین - شیخ صدوق - ابو جعفرؒ محمدؒ بن علیؒ بابویہ اپنے رسالہ عقاید مین یہ لکھتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو اب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ - تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضی کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلاتفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے - محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اس کا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے - ملا صادق کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا - محمدؒ بن حسنؒ عاملی کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن مین بہ چند وجوہ کمی زیادتی

ناممکن ہے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح پادری صاحب سے مخاطب ہوکر یہ فرماتے ہین۔

پادری صاحب۔ فرمایئے کہ وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علما کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر پرائے شگن کے لیے اپنی ناک کٹائے گا۔ اصحاب ثلثہ کی ضد مین آکر اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا صلا؎

بھائیو۔ اب نظر انصاف سے اپنے حضرت پیر و مرشد کا یہ قول۔

"اما کتاب اللہ نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ"

کو انہین کے مرید سعید کے اس قول

"انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ آجتک سلف سے لیکر خلف تک محققین شیعہ سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا"

سے ملاؤ اور پھر باہم اپنی ہی پیر و مرید مین حق و باطل کا امتیاز کرلو۔

شاہ صاحب نے علمائے امامیہ پر یہ اتہام کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تحریف کا الزام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو بدنام کرنے کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ بفحوائے مصرع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

خود علمائے اکابر اہلسنت والجماعت تحریف کے قائل ہین اور کتب صحاح سے لیکر آج کے زمانہ تک اِن کی کتابین تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہین۔ اور جناب شاہ صاحب نے بقول حافظ

اقوال علمائے اہلسنت دربارہ تحریف قرآن

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز   ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اسکی پردہ پوشی کی ہے۔ لہٰذا علماء اہل سُنت کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون۔

پہلی روایت۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفہ   بخاری نے اپنی تاریخ مین حذیفہ سے روایت کی ہے

	قال قرأت سورة الاحزاب على النبي	انہوں نے کہا کہ میں نے سورۂ احزاب کو رسول خدا صلعم
	صلى الله عليه وسلم فنسيت منها	سے پڑھا تھا۔ لیکن اُسکی ستر آیتیں بھول گیا ہوں
	سبعين آية ما وجدتها	وہ مجھکو پھر نہ ملیں۔ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد پنجم صـ۱۸۰
دوسری۔	واخرج ابو عبيد في الفضائل وابن الانباري	ابو عبید نے فضائل میں اور ابن انباری اور
	وابن مردويه عن عائشة قالت كانت	ابن مردویہ نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ
	سورة الاحزاب تقرأ في زمان النبي	کہتی ہیں کہ عہد رسولؐ میں سورۂ احزاب کی
	صلى الله عليه وسلم مائتي آية فلما	دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن جب
	كتب عثمان المصاحف لم يقدر منها	عثمان نے قرآن جمع کیا تو اسی قدر آیتیں ملیں
	الا على ما هو الآن	جتنی کہ اب موجود ہیں۔ درمنثور جلد پنجم (صـ۱۸۰)
تیسری	واخرج ابن الضريس عن عكرمة	ابن الضریس نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ
	قال كانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة	سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کی برابر یا اُس سے
	او اطول وكان فيها آية الرجم درمنثور جلد پنجم (صـ۱۸۰)	بھی بڑا تھا۔ اور اُسی میں آیۂ رجم بھی تھی۔
چوتھی	واخرج مالك والبخاري ومسلم	مالک و بخاری و مسلم و ابن ضریس نے ابن عباس
	وابن الضريس عن ابن عباس ان	سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر صاحب خطبہ
	عمر قام فحمد الله واثنى عليه ثم	کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس حمد و ثنائے الٰہی کے
	قال اما بعد ايها الناس ان الله بعث	بعد یہ کہا کہ ایہا الناس خدا نے (محمد صلعم) کو
	محمدا بالحق وانزل عليه الكتاب	حق کے ساتھ بھیجا اور کتاب اِن پر نازل کی
	فكان فيما انزل عليه آية	پس جو کچھ اُن پر نازل کیا اُس میں سے آیۂ رجم
	الرجم فقرأناها ووعيناها	بھی تھی جس کو ہم نے خود پڑھا اور یاد رکھا اور

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ ورجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لا نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ

(درمنثور جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ اور رسول نے رجم کیا تھا اور اُن کے بعد ہم کرتے رہے لیکن اب مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز گزر جائے اور کہنے والے کہنے لگین کہ ہم تو آیہ رجم قرآن مین پاتے ہی نہین۔ پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑ کے جسکو خدا نے نازل کیا ہے ضلالت مین پڑ جائین۔

پانچوین — عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منہ ما ظھر

(اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۴)

ابن عمر سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ تم مین سے کوئی یہ نہ کہے کہ مین نے پورا قرآن یاد کر لیا کیونکہ اُس کو کیا معلوم ہے کہ کل قرآن کتنا تھا قرآن کا زیادہ حصہ تو جاتا رہا۔ البتہ یہ کہنا چاہیے کہ مین نے اس قدر یاد کر لیا ہے جتنا ظاہر اور موجود ہے۔

چھٹی۔ عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورۃ نحو براءۃ ثم رفعت وحفظ منہا ان اللہ سیوید ھذا الدین باقوام لا خلاق لھم ولو ان لابن آدم وادیان من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ سورۂ برات کے مثل ایک سورہ نازل ہوا تھا۔ لیکن پھر اٹھا لیا گیا اس مین سے فقط یہ آیت یاد رہ گئی ہے۔ "ان اللہ سیوید ھذا الدین

	ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب	بادو ام الخ۔ اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۵
ساتوین	عن ابی موسی الاشعری قال	ابوموسی اشعری سے مروی ہے کہ ایک سورہ ہم
	کنا نقرء سورة نشبهها باحدی	پڑھا کرتے تھے جو مسبحات (جن کی ابتدا تسبیح سے
	المسبحات فانسیناها غیر انی حفظت منها	ہے) مین سے کسی ایک کے مشابہ تھا پھر ہم اسکو
	یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون	بھول گئے مجھکو اس کی ایک آیت یاد رہ گئی
	فتکتب شهادة فی اعناقکم فتسئلون عنها یوم القیمة اتقان صفحہ ۵۲۵	ہے۔ اور وہ یہ ہے (یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون)
اٹھوین	قال عمر لعبد الرحمن	یعنی عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا
	بن عوف الم تجد فیما انزل علینا	کیا تم بھی قرآن مین یہ آیت (جاهدوا
	ان جاهدوا کما جاهدتم	کما جاهدتم اول مرة نہین پاتے؟
	اول مرة فانا لا نجدها قال	مجھے تو ملتی نہین۔ اُنھون نے کہا جب قرآن کا
	اسقطت فیما اسقط من القرآن	اور حصہ غائب کیا گیا تو یہ آیت بھی غائب
	اتقان صفحہ ۵۲۵	کر دی گئی۔
نوین۔	فی المستدرک عن حذیفة	مستدرک مین حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین
	قال ما تقرأون ربعها یعنی براءة	کہ اب تم سورۂ برات کا چوتھائی حصہ بھی نہین
	(اتقان صفحہ ۵۲۶	پڑھتے۔
دسوین۔	واخرج عبد الرزاق عن الثوری	عبد الرزاق ثوری سے روایت کرتے
	قال بلغنا ان ناسا من اصحاب النبی	ہین کہ بہت سے اصحاب رسول صلعم سے
	صلعم کانوا یقرءون القرآن	قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جو جنگ مسیلمہ مین
	اجیبوا یوم مسیلمة فذهبت	مارے گئے تو بہت سے حروف قرآن

حروف من القرآن (حد سابق منٹ) جاتے رہے۔

محمد بن ابراہیم ثعلبی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔

گیارھوین عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد الله — ابی وائل کا بیان ہے کہ ابن مسعود کے قرآن مین
بن مسعود ان الله اصطفیٰ آدم ونوحا وآل — ان الله اصطفیٰ الخ کی آیت مین آل محمد
ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین — کا بھی لفظ پڑھا تھا۔ اور اب نہین ہے۔

بارھوین۔ درمنثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین۔

کنا نقرأ علی عهد رسول الله یا ایها — ہم زمانۂ رسول خدا صلعم مین اس آیہ کی
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی — اس طرح تلاوت کیا کرتے۔ ما انزل
المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته الخ — الخ۔"

تیرھوین۔ معالم التنزیل مین تفسیر سورہ توبہ تحت آیہ یحذر المنفقون ان تنزل علیهم الخ" مین فرماتے ہین۔

قال ابن عباس انزل الله — ابن عباس فرماتے ہین کہ ستر منافقون کے
ذکر سبعین رجلا من المنافقین — نام معہ ولدیت نازل ہوے تھے یہ مسلمانون پر
باسماءهم واسماء ابائهم ثم نسخ ذکر — محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے
الاسماء رحمة منه علی المومنین لئلا یعیر — کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کرسکے۔ کیونکہ
بعضهم بعضا لان اولادهم کانوا مومنین۔ — ان سب کی اولاد دین مسلمان ہوگئی ہین۔
جلد ۳ صـ ۹۵ طبع مصر

چودھوین۔ آیۂ کریمہ کفی الله المومنین القتال کے بعد بعلی بن ابیطالب تھا۔ چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود اس آیت کو بعلی بن ابی طالب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جیساکہ تفسیر درمنثور جزو پنجم صـ ۱۹۳ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ — ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر

وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ — ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ وہ

انہ کان یقرأ ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین — اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے " و

القتال بعلی بن ابیطالبؑ — کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالبؑ

پندرھوین حتی اذا انسخوا الصحف فی المصاحف — جب قرآن جمیع مصاحف سے نقل ہوچکا

رد عثمان الصحف الی حفصۃ وارسل — تو عثمان نے مصحف حفصہ کے پاس واپس

الی کل افق بمصحف مما انسخوا وامر بما سواہ — کردیا اور جمیع اطراف بلاد اسلام مین اپنے

بین القرآن فی کل صحیفۃ ومصحف ان یحرق — لکھے ہوئے قرآن کا ایک ایک نسخہ

(تفسیر اتقان جزو اول ص۶۰) اصلاح نمبر ۳ ص۱۹ — بھجوادیا۔

یہ تو مسلمات سے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مصحف کو تغیر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان امور کے جو باعث اونکے قتل کے ہوئے ایک یہ بھی تھا جیسا کہ اتقان سیوطی جلد ۲ ص۲۵ مین ہے۔

عن حمیدہ بنت ابی یونس — اُبی بن کعب 'ایہ ان اللہ وملئکتہ

قالت قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین — یصلون علی النبی کو باضافہ

سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ — وعلی الذین یصلون الصفوف

وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا — الاول پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس سے

الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما — قبل کا ہے کہ عثمان نے مصحف کو تغیر

وعلی الذین یصلون الصفوف الاول — دیا۔

قالت قبل ان یغیر العثمان المصاحف

اور ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ مین ہے ۔

قالوا انتقم علیک انک جعلت — صحابہ نے کہا ہمکو اس وجہ سے تیر غصہ ہے کہ

الحروف حرفا واحدا — تم نے قرآن کے حروف کو ایک حرف کر دیا۔

تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ

سولھوین۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ آیت "لقد جاء کم رسول من انفسکم" مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خدیجہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ یہ آیت لکھی ہوئی ہمارے پلنگ کے تلے پڑی تھی جسکو بکری کھا گئی۔ (منقول از تفسیر حقانی صفحہ ۴۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)۔

درگاہ باری مین قرآن مسجد اور آل رسول کی فریاد

سترھوین۔ اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریف قرآن کے بارہ مین جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بھی کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۷ مین ملاحظہ فرمایئے جسکی نقل یہ ہے۔

یجئ یوم القیمۃ المصحف والمسجد والعترۃ فیقول المصحف یارب حرفونی ومزقونی ویقول المسجد یارب خربونی وعطلونی وضیعونی وتقول العترۃ طردونا وقتلونا وشردونا واجثوا برکبتی للخصومۃ فیقول اللہ ذلک الی وانا اولی بذلک (دیلمی عن جابر حم طب ص عن ابی امامہ) صلاح نمبر ۴ صفحہ ۳۲

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مصحف مسجد اور عترت اہلبیت رسول درگاہ احدیت مین حاضر ہون گے مصحف عرض کریگا خداوندا لوگون نے مجھ مین تحریف کی اور پھاڑ ڈالا مسجد کہے گی کہ مجھے خراب اور معطل کیا عترت کہے گی ہم کو قتل کیا گھرون سے نکالا اور متفرق کیا ہم اُسوقت دوزانو ہون گے جیسے کوئی خصومت کے لیے دوزانو ہوتا ہے خداوند عالم فرمائے گا ہم زیادہ اولی ہین اس کے ساتھ۔

اقتباس تفسیر حقانی

اٹھارہوین۔ اگر ان روایتون سے جو ہم نے نقل کی ہین سیری نہو تو کتب صحاح و تفسیر کبیر و مسند امام احمد

اور فتح الباری وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ کرلین۔ اگر اس مین تکلیف ہو تو کم از کم تذکرۂ بالا کے تفسیر حقانی کے صفحہ ۲۷ مین اس عبارت کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلعم نے اپنی حیات مین تمام قرآن لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین سطور سے تھا کہ کوئی سورۃ کاغذ پر اور کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ زیادہ دار ومدار حفظ پر تھا۔ گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے۔ آپ ہر آیت کو بترتیب لکھوا دیتے اور حفظ بھی کرا دیتے تھے۔ پس جس طرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب ہو چکا تھا اُسی طرح بے کم وکاست آپ کے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال ملک یمامہ مین سیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس مین بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ ستر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

حضرت عمر کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ اُس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کرا دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیون مین اور حُفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے۔ انہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا۔ اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کر کے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکر کے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس۔ پھر حفصہ کے پاس پھر حضرت عثمان کی خلافت مین بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا۔ لوگون کو بھولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہونچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان کو اُس سے نقل کر کے شہرت دینے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان کی خلافت مین پھر اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے قرآن سے نقل کرکے شائع کئے اور باقی قرآن لوگون سے لیکر جلوا دیئے

حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا کہ اُن کی مدد کے لیے عبداللہ بن زبیر و سعد بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے متعین فرمایا۔ اور اُنھون نے اُس نسخہ سے جو حفصہ کے پاس تھا اُسی تحقیق اور مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھ نسخے نقل کرا کے عراق اور شام و مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملہ جو آنحضرت سے سنتے تھے درج کر رکھے تھے اور جس کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوت سمجھتے تھے اُن کے مصحف منگا کر رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیئے کہ مبادا ان کو پچھلے قرآنون مین کوئی قرآن کی آیت نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُن کے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ اب تک بلا کم و کاست اُنھین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے الحمد للہ علی ذلک

حضرت زید بن ثابت جو نہ صرف جامعان قرآن کے شرف سے مشرف تھے بلکہ کاتب وحی بھی تھے اِن کے بارہ مین کنز العمال مین یہ روایت ہے۔

عن زید بن ثابت ان عمر بن الخطاب	ایکدفعہ عمر بن خطاب زید بن ثابت کے پاس
استاذن علیہ یوماً فاذن لہ وراسہ	آئے وہ اپنی کنیز سے اپنے سر مین کنگھی کرا رہے
فی ید جاریۃ ترجلہ فنزع راسہ فقال	تھے۔ عمر کو دیکھکر زید نے سر کھینچ لیا۔ زید نے
عمر دعہا ترجلک قال یا امیر المومنین	کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے طلب
لو ارسلت الی جئتک فقال عمر	فرما لیتے تو مین خود حاضر ہو جاتا۔ عمر نے
لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ	کہا یہ وحی نہین ہے کہ اس مین تم زیادتی
او تنقص انما ھو شئی نتراہ فان	یا کمی کرو۔ بلکہ یہ ایک رائے اور مشورہ
رایتہ و وافقتنی تبعتہ والا لم یکن	کی بات ہے۔ اگر موافقت کرو تو بہتر ہے

شی فابی زید فخرج عمر مغضبا

از حد السارق صـ۲۲۴

ورنہ کچھ نہین۔ زید نے انکار کیا تو عمر خفا ہوکر چلے آئے۔

اگرچہ اِن روایتون سے اور مثل اِن کے صدہا صحابہ کا قرآن مین تحریف اور قرأۃ مین اختلاف کرنا بخوبی ثابت ہے۔ مگر ہم اِس موقع پر شاہ صاحب ہی کے کلام سے حضرت کے کلام متذکرہ بالا کی تردید کرتے ہین کہ خود وہ حضرت حضرت عبد اللہ بن مسعود و ابی کعب کو تحریف قرآن مین متہم کرتے ہین۔

قول شاہ صاحب کہ اگر عبد اللہ بن مسعود کا قرآن لیا جاتا تو فتنۂ عظیم دین مین برپا ہوتا

آنچہ در وجہ ناخوشی عبد اللہ بن مسعود ذکر کردہ اند۔ نیز غلط و افتر است در کتب صحیحہ ازان اثرے نیست صحیح این قدر ست کہ چون عثمان اختلاف مردم در قراءت قرآن بحدے مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ میخوانند و باختلاف قراءۃ بہانہ می جستند بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلاء صحابہ کہ حضرت امیر ہم از انجملہ بود۔ خواست تا ہمہ طوائف عرب و عجم بریک مصحف جمع شوند و از ان تخلف نورزند و این عزم را بفعل آوردہ۔

عبد اللہ بن مسعود کی ناراضی کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ محض غلط اور افترا ہے جس کی کچھ حقیقت مستند کتب مین نہین ہے صحیح اس قدر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ لوگ قرآن کی قراءت مین بہت اختلاف کرنے لگے اور الفاظ غیر منزل پڑہنے لگے اور قرأۃ کے بہانہ ڈہونڈنے لگے تو عثمان نے بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر صحابہ کبار جن مین حضرت علیؓ بھی تھے ارادہ کیا کہ سب گروہ عرب و عجم ایک قرآن پر اجتماع کرین اور پھر خلاف نکرین اس قصد پر اُنہون نے عمل کیا۔

عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قرأۃ شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند۔ حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ قنوت بودند

چنانچہ عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب نے بھی بعض قراءات اپنے مصحف مین لکھ لئے تھے حالانکہ ان مین بہت سی دعائین قنوت تھین

وبعضے عبارات تفاسیر کہ جناب پیغمبر در وقت
تلاوت قرآن بیان معانی آن می فرمودند
از موقوف کردن مصاحف خود اباورزید
و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین
پیدا می شد کہ در نفس قرآن اختلاف واقع
بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیاری شد
و در گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ با ابن
مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم
با و رسید بے آنکہ عثمان ایشان را باین امر
امر کردہ باشد۔ و ابی بن کعب مصحف
خود را بے مزاحمت حوالہ نمود با و سے
پرخاشے بمیان نیامدہ و کدورتے نماند
و معہذا عثمان ہر چہ ممکن بود استرضاء ابن
مسعود خواست و عذرہا کرد و اگر این
مسعود قبول نہ کند ملامت بر ابن مسعود
خواہد بود نہ بر عثمان و چون ابن مسعود مریض
شد عثمان بخانہ او آمد و استغفار از و درخواست
و عطاء او را نیز آورد و ابن مسعود گفت
عطاء ترا نمی گیرم چون من محتاج بودم

اور بعض تفسیرون کی عبارتین جو جناب
پیغمبر خدا صلعم وقت تلاوت قرآن فرمایا
کرتے تھے۔ ان لوگون نے قرآن کے دینے سے
انکار کیا۔ چونکہ ان لوگون کے قرآن قائم
رکھنے سے ایک فتنۂ عظیم دین مین پیدا ہوتا
کیونکہ جب نفس قرآن ہی مین اختلاف
ہوا تو رفتہ رفتہ اس مین بہت سی خرابیان
پیدا ہوتین۔ لہذا غلامان عثمان نے ابن مسعود
سے قرآن لینے مین خشونت کی اور انکو ضرب
اور صدمہ بھی پہونچا مگر عثمان نے یہ حکم اپنے
غلامون کو نہین دیا تھا اور ابی بن کعب نے
چپکے سے اپنا قرآن دیدیا تھا لہذا ان سے کچھ
تعرض نہین کیا گیا اور نہ کوئی کدورت رہی
جہانتک ہو سکا عثمان نے ہر چند ابن مسعود سے
معافی چاہی اور بہت کچھ عذر و معذرت کی
اسپر بھی اگر ابن مسعود قبول نہ کرے تو قابل ملامت
ابن مسعود ہے نہ کہ عثمان جب ابن مسعود بیمار ہوے
عثمان ان کے گھر گیے اور خواستگار عفو ہوے اور
نیز جو عطیہ ان کا مقرر تھا وہ بھی لائے مگر ابن مسعود نے نہ لیا

نه رسانیدی و حالانکه از جهان مستغنی شدم
و سفر آخرت می نمایم به من میدهی عثمانؓ گفت
که بدختران خود بده - ابن مسعود گفت دختران
خود را بخواندن سورهٔ واقعه*
در هر شب فرموده ام و از جناب پیغمبرؐ
شنیده ام که هر که سورهٔ واقعه
هر شب بخواند بفاقه مبتلا نه گردد عثمانؓ
برخواسته نزد ام حبیبه زوجهٔ مطهره رسولؐ
رفت و از و استدعا نمود که ابن مسعود را
از من راضی گردان ام حبیبه ابن مسعود را
مراتب بسیار گفته فرستاد باز عثمان نزد ابن مسعود
رفت و گفت که اے عبد الله چرا تو هم مثل یوسف
پیغمبر به برادران خود نمی گوئی که لاتثریب
علیکم الیوم یغفر الله لکم و هو
ارحم الراحمین ابن مسعود سکوت کرد و جواب
نداد پس از طرف عثمانؓ در استرضاء و استعفا
قصورے واقع نه شد و اقصی الغایة درین
مقدمه کوشید و بری الذمه شد (تحفه صفحه ۶۳۱ تا ۶۳۲
مطبوعه دهلی بحث مطاعن عثمان)

اور کہا جب مجھے ضرورت تھی اسوقت تو تم نے
بند کر دیا اب مین مستغنی ہون اور سفر آخرت کر رہا
ہون مجھے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا اچھا اپنی لڑکیونکو
دیدو۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی لڑکیونکو
نصیحت کی ہے کہ ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرین
کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو
کوئی ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقہ
مین مبتلا نہوگا۔ پھر عثمان اُم حبیبہ زوجہ رسول اللہ
کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ابن مسعود کو
میری طرف سے راضی کرا دو اُم حبیبہ نے
بہت کچھ کہلا بھیجا مگر ابن مسعود راضی نہوئے اسکے
بعد پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے
عبد اللہ تم بھی مثل اپنے بھائیون کے یہ کیون نہین
کہتے کہ "آج کے دن تم پر سرزنش نہ تھی خدا تم کو
بخشے گا اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے" ابن مسعود نے
سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا غرض عثمان کی
طرف سے رضامندی اور عذر خواہی مین کوئی
کمی نہین ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی کوشش کرکے
بری الذمہ ہوچکے۔

روایات صحیح مسلم و دیگر محدثین شاہ صاحب کے کلام کی تردید مین

اگرچہ شاہ صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قرآن مین اس درجہ نقص تھا کہ اگر ان سے بجبر نہ لیا جاتا تو اس کے باقی رکھنے سے دین مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہوتا لیکن اس بیان کی تصدیق دیگر محدثین و متکلمین کے اقوال سے نہین ہوتی۔ بلکہ ان کے اقوال دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن کے بہت بڑے عالم تھے منجملہ یہ ہین۔

پہلی	استقرؤا القرآن من اربعة	قرآن چار آدمیون سے سیکھا کرو ان مین سے
عن ابن عمرو	نفر فبدء بعبداللہ بن مسعود	سب سے پہلے رسول اللہ نے ابن مسعود
	استیعاب (اصلاح ۳-۳۹-۶)	کا نام لیا۔
دوسری	عن ابی ظبیان قال لی عبداللہ بن	عبداللہ بن عباس نے ابوظبیان سے
	عباس ای القرأتین تقرأ قلت القراءة الاولی	پوچھا کہ تم کس قراءت پر قرآن کو پڑھتے ہو۔
	قرأة ابن ام عبد فقال لی بل ھی الاخرة	کہا کہ پہلی قراءت پر جو ابن مسعود کی ہے ابن
	ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	عباس نے کہا وہی آخری قراءت ہے کیونکہ
	یعرض القرآن علی جبرئیل فی کل عام	آنحضرت کا معمول تھا کہ ہر سال ایکبار قرآن کو
	مرة فلما کان العام الذی قبض فیہ	جبرئیلؑ پر عرض کرتے تھے جب وہ سال آیا
	عرضہ علیہ مرتین فحضر ذلک عبداللہ	جس مین حضرت نے انتقال فرمایا تو دو مرتبہ
	فعلم ما نسخ من ذلک وما بدل۔	عرض کیا۔ اسوقت ابن مسعود حاضر تھے انکو
	(استیعاب جلد اول ص۳۶۲) اصلاح ۳۔ ص۳۹ سنہ ۶	وہ سب معلوم ہوا جو کہ نسخ کیا گیا یا بدلا گیا۔
	عن مسروق قال کنا ناتی	مسروق سے روایت ہے کہ مین عبداللہ
	عبداللہ بن عمر فنتحدث الیہ	بن عمر کے پاس آتا اور ان سے حدیث پڑھا کرتا تھا

وقال ابن نمير عنده فذكرنا يوماً عبد الله بن مسعود
فقال لقد ذكرتم رجلا لا ازال احبه بعد شيء
سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خذوا القرآن
من اربعة من ابن ام عبد فبدأ به ومعاذ بن جبل
وابي بن كعب وسالم مولى ابي حذيفة
رواه الترمذي ومسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ طبع مصر از مجمع البحرین صفحہ ۱۷۴

ایک دن مین نے عبد اللہ بن عمر سے ابن مسعود کا
ذکر کیا اُس وقت ابن نمیر تھا ابن عمر نے کہا
تم نے اُس شخص کا ذکر کیا جس کو مین ہمیشہ
دوست رکھتا تھا اور مین نے رسول خدا صلعم
سے سُنا ہے کہ قرآن چار شخصون سے سیکھو
یعنی عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل۔
ابی بن کعب اور سالم مولی ابی حذیفہ سے۔

استیعاب مین ہے۔

قال لما امر عثمان في المصاحف بما امر قام عبد الله بن مسعود
خطيبا فقال اتامروني ان اقرأ
القرآن على قرأة زيد
بن ثابت والذي نفسي بيده لقد
اخذت من في رسول الله صلى الله
عليه وسلم سبعين سورة وان زيد
ابن ثابت لذو ذوابة يلعب به الغلمان
والله ما نزل من القرآن شيء الا
وانا اعلم في اي شيء نزل وما احد اعلم
بكتاب الله مني ولو اعلم احدا بتلقينه
الابل اعلم بكتاب الله مني لاتيته

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن کے بارہ مین
حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود نے خطبہ پڑھا اور
کہا یہ لوگ حکم دیتے ہین کہ ہم قراءت زید بن
ثابت پر قرآن کو پڑھین حالانکہ خود ہم نے
ستر (۷۰) سورتین رسول اللہ کے منہ سے یاد کی تھین
اور بخدا زید بن ثابت ایک لڑکا تھا جس کے
گیسوؤن سے اطفال کھیلا کرتے تھے بخدا جو کچھ
قرآن مین نازل ہوا ہے اُس کا علم مجھ سے
بڑھکر کوئی نہین ہے۔ اگر مین جانتا کہ
دوسرا بھی مجھ سے زیادہ عالم ہے اور میرا
اونٹ وہانتک پہونچ سکتا تو مین اُسکے

ثم استحيى مما قال فقال وما انا بخيركم۔

استیعاب جلد اول صفحہ ۳۷۲ (اصابہ ج ۲ ص ۳۶۹)

پاس جاتا اور علم قرآن اُس سے حاصل کر سکتا تھا تو ضرور جاتا۔ پھر شرمائے اپنی کہے پر اور کہا کہ مین تم لوگون کا بہتر نہین ہون۔

اور صحیح مسلم و شرح امام نووی مین ہے۔

(۵) عن عبد الله انه قال ومن يغلل يات بما غل يوم القيمة ثم قال على قراءة من تامرونني ان اقرأ فلقد قرءت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بضعا وسبعين سورة ولقد علم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اعلمهم بكتاب الله ولو اعلم ان احدا اعلم به مني لرحلت اليه قال شقيق فجلست في حلق اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فما سمعت احدا يرد ذلك عليه ولا يعيبه

(مسلم جلد ۲ ص ۲۴۳ ایضا ص ۲۷۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ (جب حضرت عثمان نے ابن مسعود سے صحیفہ طلب کیا تب) ابن مسعود نے اس آیہ کو پڑھا کہ جو شخص خیانت کرے وہ قیامت مین پابزنجیر آئیگا اور کہا کہ علم قرآن و حفظ منازل قرآن مین کون مجھ سے افضل ہے کہ مین اسکی تقلید قرارت جدید مین کرون مین نے ستر سے زیادہ قرآن کی سورتین خود رسول اللہ سے پڑھکر سیکھے ہین اصحاب رسول جانتے ہین کہ مین افضل قاری قرآن ہون اگر کوئی مجھ سے زیادہ جانتا تو بیشک مین اسکی طرف رجوع کرتا۔ شقیق کہتے ہین کہ اُس محفل مین مین بھی تھا لیکن اصحاب رسول مین سے کسی ایک نے بھی ابن مسعود کے کلام کی تردید نہ کی اور نہ اُن کی غیبت مین۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود وہ شخص ہین جنھون نے سب سے پہلے کفار مکہ کو قرآن سنایا۔

جیساکہ تاریخ طبری حصہ اول جلد ۳ صفحہ ۱۱۸۶ طبع جرمن مین ہے۔

حدثنا یحیی بن عروۃ ابن الزبیر	یحیی بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے
عن ابیہ قال کان اول من جھر بالقرآن	ہین کہ سب سے پہلا جس نے بآواز بلند قرآن
بعد رسول اللہ صلعم بمکۃ	سنایا وہ عبداللہ بن مسعود ہین بعد رسول اللہ کے
عبداللہ بن مسعود قال اجتمع یوما	ایک روز صحابہ رسول جمع ہوئے اور یہ مشورہ
اصحاب رسول اللہ صلعم	ہوا کہ قسم بخدا ابھی تک قریش نے یہ قرآن بآواز
فقالوا واللہ ما سمعت قریش ھذا القرآن	بلند نہین سنا ہے پس کون شخص ہے جو انہین
یجھر لھا بہ قط فمن رجل یسمعھموہ	سنائے عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم ایسا کرینگے
فقال عبداللہ بن مسعود انا قالوا انا	صحابہ نے کہا نہین کوئی ایسا شخص ہو جسکی
نخشاھم علیک انما نرید رجلا لہ عشیرۃ	عشیرہ ہو کہ وقت پر حمایت کرسکے عبداللہ بن مسعود
یمنعونہ من القوم ان ارادوہ فقال	نے کہا تم ہمکو چھوڑ دو خدا ہماری حفاظت کریگا۔
دعونی فان اللہ سیمنعنی قال فغدا	دوسرے روز قریش جب اپنے مقام پر خانہ کعبہ کے
ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی و قریش	پاس جمع ہوئے تو ابن مسعود نے مقام ابراہیمؑ
فی اندیتھا حتی قام عند المقام ثم قال	کے پاس جاکر بآواز بلند سورۂ رحمان پڑھنا
بسم اللہ الرحمن الرحیم رافعاً بھا صوتہ	شروع کیا قریش پوچھنے لگے کہ ابن ام عبد کیا
الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان	کہتے ہین کسی نے کہا محمدؐ کا قرآن پڑھتے ہین
قال ثم استقبلھا یقرأ فیھا قال و تاملوا و جعلوا	اُس پر اُنھون نے اُٹھکر اُن کے منہ پر مارنا
یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا انہ لیتلو	شروع کیا اور وہ قرآن پڑھتے رہے ابن مسعود کو
بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ فجعلوا یضربون	جس قدر پڑھنا تھا پڑھکر اصحاب کے پاس آئے

وجهه وبل بقرءحتی بلغ منها ماشاء الله ان	اور اُن کی مار کا اثر اِن کے چہرے پر تھا جس پر
یبلغ ثم انصرف الی اصحابه وقد اثروا بوجهه فقالوا	اصحاب نے کہا اسی کا ہم کو خوف تھا ابن مسعود
هذا الذی خشینا علیك قال ما كان اعداء	نے کہا یہ لوگ ایسے ذلیل تو کبھی ہم کو معلوم نہین ہوئے
الله اهون علی منهم الان لئن شئتم	تھے جیساکہ آج کے دن معلوم ہوئے۔ پھر کہا اگر
لاغازینهم غدا بمثلها قالوا لاحسبك	کہو تو کل پھر اسی طرح انکو قرآن سُنا آئین۔
فقد اسمعتهم ما یکرهون۔ فقط	سب نے کہا۔ بس یہی کافی ہے۔

(اصلاح ۳ - ۳۹۔)

حضرت عثمان کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو پٹوانا غلاموں سے وغیرہ وغیرہ

افسوس۔جن۔عبداللہ ابن مسعود کا یہ مرتبہ اور درجہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب خاص اور مقربان آل رسولؐ سے ہون۔جیساکہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ مین ہے۔

عن ابی موسی قال قدمت انا	ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ مین معہ اپنے بھائی
واخی من الیمن فمکثنا حینا وما نرے	کے سفر یمن سے آئے ہم لوگ خرم شادان تھے
ابن مسعود وامه الا من اهل بیت رسول الله	... ابن مسعود اور انکی مان کو اہلبیت مین سے
صلی الله علیه وسلم من کثرة دخولهم ولزومهم له	بسبب کثرت آمد و رفت اہلبیت رسالت کے
(صحیح مسلم رواه الترمذی) مجمع البحرین (۴۰۰)	اُن کے یہان -

اِن کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے یہ سلوک کیا کہ انکا قرآن جلوا دیا وظیفہ بند کردیا۔غلامون کے ہاتھ سے اس قدر پٹوایا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔قید کئے گئے یہانتک کہ قید خانہ ہی مین انتقال کرگئے۔

جیساکہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان ابن مسعود لما عزل عثمان عن الکوفة	حضرت عثمان نے ابن مسعود کو معزول کرکے
وولی الولید بن عقبة ورای صنیع الولید	ولید بن عقبہ کو مقرر کیا۔اس نے طرح طرح کے

فی جورہ وظلمہ فعاب ذلک وجمع الناس بمسجد
الکوفۃ وذکر لھم احداث عثمان ثم قال ایھا
الناس لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر
او لیسلطن اللہ علیکم شرارکم ثم یدعوا
اخیارکم فلا یستجاب لکم وبلغ خبر نعی ابی ذر
الی الربذۃ فقال فی خطبتہ بمحفل من
اھل الکوفۃ ھل سمعتم قول اللہ تعالی۔
(ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم
من دیارھم) وعرض بذلک لعثمان فکتب الولید بذلک
الی عثمان فاشخصہ من الکوفۃ فلما دخل مسجد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم امر عثمان غلاما لہ اسود فدفع ابن مسعود واخرجہ من
المسجد ورمی بہ الی الارض وامر باحراق مصحفہ و
جعل منزلہ محبسہ وحبس عنہ عطاءہ اربع سنین الی ان مات

ظلم وستم کیے ابن مسعود نے حضرت عثمان کی
شکایتین اور عیوب محفلون مین بیان کیے۔
اور واسطے زوال خلافت کے بددعا کی۔ اور
حضرت عثمان کی قوم مین آیۂ کریمہ
"تقتلون انفسکم الخ" پڑہا جب یہ
خبر ولید حاکم کوفہ کو ملی۔ اس نے حضرت عثمان کو
لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے اپنے
پاس بلایا۔ جب ابن مسعود داخل مسجد نبوی
ہوے تو حضرت عثمان نے اپنے غلام حبشی کو
حکم دیا اس نے مسجد سے نکال کر زمین پر پھینکدیا
اور ابن مسعود کے قرآن جلانے کا حکم دیا اور
اور انکا مال قرق کرلیا اور انکو قیدخانہ بھجوادیا۔
چار سال تک یہی حالت رہی یہان تک کہ
وہ مرگئے۔

مجمع البحرین صفحہ ۲۶۴ (۲۷۰) تاریخ خمیس طبع مصر

شاہ صاحب کلام پر تنقید

اب معزز ناظرین۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی عظمت و منزلت اور علم قرآن پر غور فرمائین کہ جس کے دل مین قرآن مجید کی یہ عظمت ہو کہ وہ قریش کے ہاتھ سے طمانچے کھانے پر بھی تلاوت قرآن کرتا رہے جسکی شان مین جناب رسول خدا صلعم فرمائین کہ قرآن ابن مسعود سے سیکھو۔ مفسرین اہلسنت نزول آیہ کریمہ "کنتم خیر امۃ" جس کی شان مین بتائین۔ جس کا قرآن جمیع مصاحف سے صحیح ہو۔ جن کے مرتبے و درجے یہ ہون کہ وہ صحابہ کرام مین بڑے معتبر۔ حافظ اور قاری ہون۔ عامیون کے اختلاف

دور کرتے تھے۔ سارے ملک مین ان کے تلامذہ پھیل گئے جنھون نے لوگون کو قرآن کی تعلیم دی۔ افسوس کہ جناب شاہ صاحب حضرت عثمان کی خاطر اس محبّ خدا پر یہ الزام لگائین۔ کہ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب بعض قراۃ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند کہ در ابقائے ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد بھائیو۔ اب اپنے پیرو مرشد کے کلام پر غور کرو کہ خود ہی عبداللہ ابن مسعود کا قرآن مین تحریف اور اختلاف کرنا حضرت عثمان کا ان سے قرآن طلب کرنا۔ غلامان عثمان کا ان کو زدوکوب کرکے مصحف لینا اوسکو جلوادینا اُنکا وظیفہ بند کرنا۔ عبداللہ ابن مسعود کا عثمان سے ناراض ہونا حضرت عثمان کا عفو تقصیر چاہنا۔ اور ابن مسعود کا عفو نہ کرنا بتوضیح و تصریح تحریر فرماتے ہین با این ہمہ امامیہ پر یہ اتہام لگاتے ہین کہ۔

"باعتقاد شیعہ انچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ باکناف عالم شہرت داد وکسے راکہ قرآن منزل براصل ترتیب می خواند ضرب و شلاق نمود تا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم کیا بڑی بات ہو کر اُن کے منھ سے نکلتی ہے مگر یقولون الاکذبا (سورۂ کہف) سب جھوٹ ہے۔

قوله۔ اگر میر صاحب قبلہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیرامۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ۔

قال

افسوس ہے کہ میرن صاحب قبلہ اور اون کے والد ماجد انتقال فرما گیے ورنہ مین اس حدیقۂ سلطانیہ اور صوارم کو لیے خدمت مین حاضر ہوتا۔ اور پوچھتا کہ "کنتم خیرامۃ" صحیح ہے یا "کنتم خیر آئمۃ" اگر فرماتے "کنتم خیر آئمۃ" صحیح ہے۔ اور "کنتم خیرامۃ" تحریف جامعان قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اس وقت اور آئمہ کرام سوائے علیؑ مرتضیٰ کے کون تھے اور کس نے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کیا تھا جن سے خدا یہ خطاب کرتا اور جن کی یہ فضیلتین بیان کرتا۔ اور اگر فرماتے "کنتم خیرامۃ" صحیح ہے تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جس کو خدا "خیرامۃ" فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین بیزاری کفر ہے یا نہین۔ اور اِن کے آگے انہین کی کتاب کھول کر صفحہ ۱۸۶ کی عبارت نکال کر پوچھتا کہ حضرت اِس کا کیا مطلب ہے۔

ازانجملہ انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود

"ان ھذا القرآن فیہ ضیاء الھدیٰ ومصباح الدجیٰ" یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہای دور۔ کنندہ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است

اور قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے اجتہاد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر "کنتم خیرامۃ اخرجت للناس" لکھا ہے تو پھر آپ کیون اس سے انکار کرتے ہین۔ اور کیون روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑتے ہین۔ اور پھر اس کتاب کی یہ عبارت دکھاتا کہ۔

از امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا برشما ملتبس شوند

مانند پارہائے شب تار۔ پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست ہر کسے کہ

آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد۔

اور یہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سُنیئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ہین۔ اور آپ بدترین امت سے۔ اور نہ آپ ہماری مانتے ہین۔ اور نہ ہم آپکی۔ اب آئیے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجئے۔ اور قرآن سے رجوع کیجیے۔ اگر اس مین "کنتم خیر امۃ" صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنت اختیار کیجیے اور اپنا مذہب چھوڑیے اور اگر اس مین "کنتم شر امۃ" انکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجئے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اب ان کے جانشین کیا جواب دین گے۔

اقول

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ "خیر امۃ" ہے۔ اور "خیر آئمۃ" بھی ہوسکتا ہے۔ مگر آپ کا مطلب دونوں صورتوں میں حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ "خیر امۃ" سے وُہی اصحاب مومنین مراد ہیں جن کا شعار — دونوں ہوسکتے ہیں

امر بالمعروف و نہی عن المنکر (رہا) یعنی حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بری بات سے

مگر صحابہ معدوحین اس صفت میں کورے تھے۔ اگر "آئمۃ" ہے تو اس سے مراد اہلبیت رسول صلعم ہیں۔ اور خطاب کے لیے سب آئمہ کا موجود ہونا ضرور نہیں ہے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام تو موجود تھے لہذا یہ خطاب اُن جناب سے ہوا۔ اور دیگر آئمہ علیہم السلام اس میں شریک کیے گیے۔ اور خطاب ایک سے کرنا اور دوسروں کو اس میں شریک کرنا کلام عرب میں جائز ہے۔ جیسا کہ مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ

اگرچہ "کنتم خیر امۃ" صحابہ سے خطاب ہے مگر اس میں تمام اُمت شامل ہے۔

نیز خود آپ ساتویں آیت میں آیۂ کریمہ۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا مالکم" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

یہ خطاب انہیں صحابہ سے ہے جو کہ جہاد پر جانے سے تساہل کرتے تھے نہ کُل مہاجرین و انصار سے۔ اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد لینا کلام عرب میں جائز ہے۔

آپ جو یہ پوچھتے ہیں کہ

جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں انوار ہدایت اور چراغ روشن ہیں اس میں صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند متعال نے اس قرآن میں اصحاب رسول کی یہ تصریح کردی ہے

اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی مومنین کی شان مین آیتین ہین۔

"منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون" یعنی ان مین سے بعض مومن ہین۔ اور بہ اکثر فاسق۔

پس۔ اصحاب مومنین کی فضیلت اور بشارت کے بارہ مین بہت آیتین اُس قرآن مین موجود ہین۔

از آنجملہ یہ ہین۔

پہلی آیت	رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ	خدا ان سے (خوش) راضی ہے اور وہ خدا سے
	واعد لہم جنّٰت تجری من تحتہا الانہار	راضی ہین ان کے لیے (جنت مین) باغات تیار
	خالدین فیہا ابداً ذلک الفوز العظیم	کیے گیے ہین جن کے نیچے نہرین جاری ہین۔ وہ اُن مین
	سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳	ہمیشہ رہین گے اور اپنی مراد کو پہونچین گے۔
دوسری	اولٰئک لہم جنّٰت عدن تجری	یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لیے (بہشت کے)
	من تحتہم الانہر یحلون فیہا	ہمیشگی کے باغ ہین اُن لوگون کے (مکانون کے)
	من اساور من ذھب ویلبسون	نیچے نہرین بہ رہی ہون گی اِن کو وہان سونے کے
	ثیاباً خضرا من سندس و	کنگن پہنائے جائین گے اور وہ مہین و دبیز ریشمی
	استبرق متکئین فیہا علی	سبز کپڑے زیب تن کرینگے وہان تختون پر تکیے
	الارائک نعم الثواب وحسنت	لگائے (بیٹھے) ہون گے۔ (کیا ہی) اچھا بدلہ ہے
	مرتفقا	اور (بہشت بھی آرام و آسائش کی (کیسی)
	پ ۱۵۔ س کہف۔ رکوع ۴	جگہ ہے۔
تیسری	علی سرر موضونۃ متکئین	یہ لوگ سونے کے تارون سے بنے ہوے تختون پر
	علیہا متقبلین یطوف علیہم ولدان	(بیٹھے ہوے) ان کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ایک
	مخلدون باکواب واباریق وکاس	دوسرے کی طرف منہ کیے ہون گے چند نوجوان جو سدا
	من معین لایصدعون عنہا	(نوجوان ہی بنے) رہین گے (پانی پینے کے) آبخورے

ولا ينزفون و فاكهة مما	اور آفتابے اور ایسی شراب صاف کے جام کہ (جس کے پینے) سے
يتخيرون ○ ولحم طير مما	نہ اُنہین دردسر ہوگا اور نہ بہکین گے اور جس قسم کا
يشتهون ○ وحور عين ○	میوہ یہ پسند کرین اور جس پرند کا گوشت یہ چاہین
كامثال اللؤلوء المكنون ○	اُنکے پاس بار بار لاتے ہونگے (اور اُن کے لیے وہان)
جزاءً بما كانوا يعملون ○	بڑی آنکھ والی حورین ہین (اُنکی رنگتین صفائی اور
لا يسمعون فيها لغوا ولا تاثيما ○	آبداری مین) اُن موتیون کی مثل ہین جو (بہت ہی
الا قيلا سلما سلما ○	احتیاط کیلیے) تہ مین چھپا دئے رکھے ہون (یہ ہم نے)
سورۃ واقعۃ	اُنکے بدلہ مین جو وہ کرتے تھے (اُنہین عنایت کیا)
پارہ (٢٧)	وہان وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنین گے اور نہ گناہ کی
ع ١	بجز سلام سلام کی آواز کے۔
چوتھی — يعباد لا خوف عليكم	ہمارے بندو آج تم کو نہ تو کسی طرح کا خوف ہے
اليوم ولا انتم تحزنون ○	اور نہ تم (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوگے (یہ وہ لوگ ہین) جو
الذين امنوا بايتنا وكانوا	ہماری آیتون پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرمان بردار رہے
مسلمين ○ ادخلوا الجنة انتم	تم اور تمہاری بیبیان عزت واکرام کے ساتھ جنت مین
وازواجكم تحبرون ○	داخل ہوجاو اُن پر سونے کی رکابیون اور پیالیون کا
يطاف عليهم بصحاف من	دور چلے گا اور جس چیز کو (اُن کا) جی چاہے اور جو (اُنکی)
ذهب واكواب وفيها ما تشتهيه	نظر مین بھلی معلوم ہو بہشت مین (اُن کیلیے موجود) ہوگی
الانفس وتلذ الاعين وانتم فيها	اور اُن کو مژدہ سنا دیا جائیگا کہ تم ہمیشہ یہین ہوگے
خالدون ○ وتلك الجنة التى	اور یہ جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے اُن (نیک اعمال) کی

	اورثتموها بما كنتم تعملون ○ لكم فيها	عوض میں (ملی ہو) جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو یہاں
	فاكهة كثيرة منها تأكلون ○	تمہارے لیے کثرت سے میوے ہیں جن میں سے
	(پ (۲۵) س - الزخرف - ع ۷)	کھا رہے ہو۔

آیات دربارۂ اصحاب منافقین

اور اصحاب منافقین کے بارہ میں اس قرآن میں یہ لکھا ہے۔

(۱)	اذا جاءك المنافقون قالوا	(اے رسول) جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو (تمہیں
	نشهد انك لرسول الله والله	خوش کرنیکے لیے) کہدیتے ہیں کہ ہم تو پکارے کہتے ہیں کہ آپ
	يعلم انك لرسوله والله	بیشک رسول خدا ہیں اور (اگرچہ) اللہ تو جانتا ہے کہ تم
	يشهد ان المنفقين لكذبون ○	بیشک رسول ہو مگر اللہ (تم کو یہ بھی) جتلائے دیتا ہے
	اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا	کہ (یہ) منافق جھوٹ بولتے ہیں ان لوگوں نے اپنی
	عن سبيل الله ط انهم ساء	قسموں کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسکی آڑ میں لوگونکو) راہ
	ما كانوا يعملون ○ ذلك	خدا سے روکتے ہیں (کیا ہی) بُرے کام ہیں جو یہ لوگ
	بانهم امنوا ثم كفروا فطبع	کررہے ہیں کس لیے کہ یہ لوگ (پہلے مسلمانوں کو دکھانیکو)
	على قلوبهم فهم لا يفقهون ○	ایمان لائے پھر (منکر ہو گئے مگر اسلام سے پھر گئے) یہانتک کہ انکے
	(پ ۲۸ - سورۃ منافقون ع)	دلوں پر مہر کردیگئی تو (اب) یہ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہیں۔
(۲)	ومن الناس من يقول	اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو (منہ سے تو) کہدیتے ہیں کہ
	امنا بالله وباليوم الاخر وما هم	ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ ایمان نہیں
	بمؤمنين ○ يخدعون الله	لائے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان
	والذين امنوا وما يخدعون	لا چکے ہیں دہوکا دیتے ہیں اور (حقیقت میں) دُہوکا نہیں
	الا انفسهم وما يشعرون ○	دیتے مگر اپنے آپکو اور (اس بات کو) نہیں سمجھتے ان کے

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ — دونون مین (پہلے سے کفر کا) مرض تھا اب اللہ نے مرض انکا
مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا — (اور بھی بڑھا دیا اور انکو جھوٹ بولنے کی سزا مین عذاب
یکذبون ۵ پ۱- البقرہ ع - — دردناک (ہوتا ہے)
(۳) ان المنٰفقین یخادعون — منافق (مسلمانونکو دہوکا دیکر گویا) خدا کو دہوکا
اللہ وھو خادعھم واذا — دیتے ہین حالانکہ (حقیقت مین) خدا انہین کو دہوکا
قاموا الی الصلوۃ قاموا — دیرہا ہے اور (یہ لوگ) جب نماز کیلیے کھڑے ہوتے ہین تو
کسالی یراؤن الناس ولا — الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہین (ظاہرداری کرکے)
یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین — لوگون کو دکھاتے ہین اور (دل سے) اللہ کو یاد نہین
بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی — کرتے مگر کچھ یونہین سا۔ کفر و ایمان کے بیچ مین پڑے جھول
ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن — رہے ہین نہ ان (مسلمانون) کی طرف اور نہ اُن (کافرون)
تجد لہ سبیلا ۵ — کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو ممکن نہین کہ
پ ۵ ع — تم مین سے کوئی اُس کے لیے راستہ ڈہونڈھ نکالے۔
(۴) بشر المنٰفقین بان لھم — ان منافقون کو جو مومنون کو چھوڑ کر کافرونکو
عذابا الیما ۵ ان الذین — اپنا یار بناتے ہین۔ یہ خوش خبری سُنا دو کہ اِن
یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین ۵ — کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(۵) ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل — یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے مین ہونگے
من النار ولن تجد لھم نصیرا ۵ (ن ساء ع) — اور ہرگز نہ پائیگا تو اونکے لیے مددگار

جو فتنے اور فساد اُن سے سرزد ہونیوالے تھے اُنکے متعلق یہ ہے۔

(۶) فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض — کیا تم سے دور ہے اگر تم حاکم ہوجاؤ تو ردو زمین مین

وتقطعوا ارحامکم۔ فساد پھیلانے اور اپنے ناتے رشتے توڑنے لگو۔

جہاد سے فرار ہونے پر یہ نصّ جلی موجود ہے۔

(۷) اذ تصعدون ولا (اسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے
تلوون علی احد والرسول جاتے تھے باوجودیکہ رسُول تمھارے پیچھے کھڑے تم کو
یدعوکم فی اخرٰیکم۔ بُلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

الحاصل اصحاب مومنین ومنافقین دونون کے حالات اور آیات کا انکشاف کر دیا ہے پس جن کو ایمان کا پاس ہے اُن کے نیک و بد سمجھنے اور مومن ومنافق مین امتیاز کرنے کے لیے اس قرآن مین سب کچھ موجود ہے۔ اور جو اپنے دل مین ایمان کا درد نہین رکھتے اور اپنی ہی خواہشون کے پیرو ہین وہ آیات قرآن سے چشم پوشی کرکے اپنے مطلب کی خاطر خدا کی آیتون مین تحریفات معنوی کیا کرتے ہین۔ جیساکہ اسی آیہ وافی ہدایہ "کنتم خیر امۃ" مین کی ہین۔ حالانکہ خوب جانتے ہین کہ ان اصحاب سے مہر اسلام کو زوال آیا۔ اِنکے نقص ایمان پر نہ صرف اقوال علما بلکہ آیات الٰہی شاہد ہین مگر اس پر بھی ایسی جلی شہادتون سے اعراض کرکے انھین کو بہترین اُمت سے سمجھتے ہین اور خدائے پاک کی طرف سے "کنتم خیر امۃ" بناتے ہین جو بوجہ نقص ایمان۔

یامرون بالمنکرو حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین
ینھون عن المعروف۔ اچھی بات سے۔

کے مصداق ہین اُن پر۔

تأمرون بالمعروف و حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے
تنھون عن المنکر۔ ہین بُری بات سے۔

کا اطلاق کرتے ہین۔ کاش اب بھی اپنے باطل عقیدون کو چھوڑین اور حدیث متفقہ فریقین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اهلبیتی سے متمسک ہون۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن۔ قرآن صامت ہے اور اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق ہین جو انسے منحرف ہے وہ گمراہ ہی الغرض

آٹھون بہشت باغ ولایت کے پھول ہین ۔۔۔ اِن ست وِلا رکھو کہ یہ آل رسول ہین

اعمال دشمنانِ علیؑ نا قبول ہین ۔۔۔ روزے ہون یا نمازین ہون سب یہ فضول ہین

پھر کیا ادا زکوٰۃ اگر حج سمیت کی

شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

قولہ تعالی۔

انا ھدینٰہ السبیل اما ۔۔۔ ہم نے تم کو راہ ہدایت بتا دی راب تم کو

شاکرًا واما کفورًا۔ ۔۔۔ اختیار ہے) چاہو شکر کرو خواہ کفر۔

اقوال شاہ صاحب دربارۂ حدیث اصحابی۔

واضح ہو۔ کہ حدیث اصحابی جس مین فرشتگان عذاب کا اصحاب کو جانب شمال لے جانا اور رسول اللہ کا فرمانا کہ یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین مذکور ہے اوپر نقل ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے تسلیم کی ہے مگر بفحوائے شعر

شاہد دلبر بائے من میکند از برائے من ۔۔۔ نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

گلفشانیان بھی خوب خوب کی ہین۔ یعنی کبھی تو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اہل سنت سے کوئی بھی ان اشخاص کو اصحاب رسول نہین سمجھتا۔ نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا معتقد ہے۔ کبھی اس حدیث کو غیر اشخاص مرتدین کے حق مین بتاتے ہین اور انکا پتہ بھی دیتے ہین کہ وہ لوگ طبقہ بنی حنیفہ و بنی تمیم سے ہین۔ کبھی ان آیات پاک کو جو مخصوص اصحاب مومنین کی فضیلت مین ہین اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتاتے ہین۔

آخر بعد قیل وقال بسیار اس لطیفہ سے اپنے اصحاب کی فضیلتون کا رنگ جماتے ہین کہ اصحاب کی منزلت مرتبت حفاظ قرآن ہی خوب سمجھتے ہین۔ ناظرہ خوان اصحاب کے درجے و مرتبے کیا جانین۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

این حدیث صریح ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر باشد و ہیچ کس از اہلسنت آنجماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آنحضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت در آن صحابہ است کہ با ایمان و عمل صالح ازین جہان درگذشتند در حال این قسم اشخاص اگر روایت موجود داشتہ باشد بیارند کہ در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ۔

اس طعن کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تصریح اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اشخاص مذکورین سے وہ مرتدین مراد ہین کہ جو حالت کفر پر مرے ہون۔ اور اہلسنت سے کوئی شخص بھی اس جماعت کو صحابی نہین کہتا۔ اور نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا کوئی معتقد ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطور وافدی آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا مین پھنس گئے اور ٹوٹے و نقصان مین رہے اہلسنت کا کلام ان اصحاب کے بارہ مین ہے کہ جو با ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اس جہان سے گئے اگر ایسے لوگون کی نسبت کوئی روایت موجود ہو تو پیش کرین کہ ایسے اشخاص کے بارہ مین حق تعالے نے خاص طور سے بشارتین نیک قرآن مین نازل فرمائی ہین۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم

اللہ تعالی نے ان لوگون سے کہ جنھون نے

وعملوا الصلحت ليستخلفنهم	ایمان لانیکے بعد عمل نیک کیے اس امر کا وعدہ
فی الارض كما استخلف الذين	کر لیا ہے کہ ان کو ضرور زمین مین خلیفہ بناوٗنگا
من قبلهم وليمكنن لهم	جیسا کہ تم سے پہلے لوگون کو اس نے خلیفہ بنایا۔
دينهم الذی ارتضى لهم	اور ضرور ان کو قادر بنائے گا اُس دین پر کہ
وليبدلنهم من بعد	جس کو اللہ نے ان کے لیے پسند و مناسب فرمایا
خوفهم امنا يعبدوننی	اور ان کے خائف ہونیکے بعد ان کے ہراس کو امن سے
لا يشركون بی شيئا۔	ضرور بدل دیگا۔
رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گیے اور اللہ نے
لهم جنت تجری من تحتها الانهار	اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین جسکے نیچے نہرین
خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم	جاری ہین جس مین وہ ہمیشہ رہین گے اور
پ۱۱-س- توبہ-ع ۱۳-	یہی پوری کامیابی ہے۔
وبشر المؤمنين بان لهم من الله	(اے رسولؐ) تم مومنین کو اللہ کی جانب
فضلا كبيرا۔ پ۲۲۔ سورۂ احزاب-ع ۶-	سے فضل عظیم کی بشارت دو۔
فالذين هاجروا واخرجوا	پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے شہرون سے
من ديارهم واوذوا فی سبيلی و	نکالے گیے اور ہمارے لیے اُنھون نے اذیتین اُٹھائین
قاتلوا وقتلوا لاكفرن عنهم	اور کفار کو قتل کیا اور (خود) قتل کیے گیے اللہ اُنکی
سياتهم ولادخلنهم جنت	برائیون سے ضرور درگذر کرے گا اور اُن کو
تجری من تحتها الانهار	اُن جنتون مین جن کے نیچے نہرین جاری ہین
پ۴- س- ال عمران ع ۲۰-	ضرور داخل کرے گا

يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنّت لهم فيها نعيم مقيم خالدين فيها ابدا ۞ (پ۱۰- س توبہ- ع ۳-)

انکا پروردگار انکو اپنی مہربانی ورضامندی سے اور ایسے بھرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُن کیلیے دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغون مین ہمیشہ رہینگے

ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان۔ (پ۲۶- س الحجرات- ع)

لیکن اللہ نے ایمان کی محبت دیدی ہے اور اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے۔ اور کفر و بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے۔

اولئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم ۞ (پ۱۰- س توبہ- ع ۱۰)

وہی لوگ یقینی مومن ہین اُن کے لیے اللہ کی جانب سے درجات مغفرت اور رزق کریم ہے۔

لكن الرسول والذين آمنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم واولئك لهم الخيرات واولئك هم المفلحون ۞ (پ۱۰- س توبہ- ع ۱۱)

لیکن رسولؐ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انھون نے اپنے نفوس اور اموال کے ساتھ جہاد کیا انہین لوگون کے لیے نیکیان ہین۔ اور وہی لوگ رستگار ہین۔

لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى والله بما تعملون خبير ۞ (پ۲۷- س حديد- ع)

نہین تم مین سے برابر ہے وہ شخص کہ جس نے قبل فتح کے خرچ کیا اور مقاتلہ کیا وہی لوگ بڑے درجہ والے ہین اُن لوگون سے کہ اُنھون نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا	اس مال مین اُن مفلس مہاجرین کا بھی حصہ
من دیارهم واموالهم یبتغون	ہے جو اپنے گھرون سے اور مالون سے نکالے گئے
فضلا من الله ورضوانا وینصرون	اور خدا کی خوشنودی اور فضل کے طلبگار
الله ورسوله اولئك هم الصادقون	ہین۔ اور خدا کی اور اُس کے رسول کی مدد
الی اٰخر الآیة الثانیة۔	کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔
یوم لا یخزی الله النبی والذین	اُس دن اللہ اپنے رسول اور ان مومنین
اٰمنوا معه نورهم یسعی بین ایدیهم و	لوگون کو جو ایمان لائے رُسوا نکریگا اُنکا نور
بایمانهم۔ (پ۲۸ -س التحریم-ع)	اُن کے سامنے اور اُن کے دہنے جانب دوڑتا ہے
ولا تطرد الذین یدعون ربهم	(اے رسول) اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے
بالغداة والعشی یریدون وجهه۔	پروردگار کو پکارتے ہین اپنے پاس سے نہ نکالو
(پ۷ - سورۂ انعام-ع)	اور وہ اُسکی ذات کا (بھروسہ) (ارادہ) کرتے ہین۔
واذا جاءك الذین یؤمنون	اور جبکہ میرے پاس وہ لوگ آئین جو ہماری آیتون پر
بایاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم	ایمان لائے ہین پس کہو کہ تم پر سلام ہے واجب کر لیا
علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوء	ہے تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو
بجهالة ثم تاب من بعده واصلح	بیشک جس شخص نے تم مین سے بتر عمل کیا جہالت
فانه غفور رحیم۔	سے پھر توبہ کرلی بعد اُسکے اور اپنی حالت کی اصلاح
(پ۷۔ سورۃ انعام ع)	کی پس وہ غفور الرحیم ہے۔
ان الله اشتری من المؤمنین	بتحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور
انفسهم واموالهم	مالون کو خرید کرلیا کہ اُنکے واسطے جنت ہے، اللہ کی

يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعداً عليه حقا في التورٰىة والانجيل و القرآن ومن اوفى بعهده من الله۔ (پ۱۱۔ س توبہ۔ ع۱۳)

راہ مین جہاد کرتے ہین۔ پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ پکّا وعدہ ہے اُسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت وانجیل قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا سے بڑھکر کون ہے۔

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم (پ۲۶۔ س فتح۔ ع۳)

(اے پیغمبر) جب مسلمان ایک درخت کے نیچے تمھارے ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے خدا ان سے خوش ہوا۔ اور اُس نے انکی عقیدت کو جان لیا۔

بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد اگرچہ حدیث و روایت را در نظر نیارد زیرا کہ اکثر قرآن مملو است از تعریف و توصیف این جماعت و ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کنند و سیاق و سباق آنرا چون یاد ندارند غور نمی کنند کہ در این جا چہ قیود واقع شدہ و ضمیمۂ آن لفظ کدام کدام چیز در نظم قرآنی گردانیدہ اند کہ تاویل مبطلین و تحریف جاہلین را در آن دخلے نماندہ واللہ اگر پدر من غیر از حفظ قرآن بمن ہیچ

المختصر حافظ قرآن کو ممکن نہین۔ کہ صحابہ کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو۔ اگرچہ حدیث و روایت کو نہ دیکھا ہو اس وجہ سے کہ قرآن اِس جماعت کی تعریف و توصیف سے بھرا ہوا ہے لیکن دیکھکر پڑھنے والے ایک لفظ کو ایک آیت سے سُنتے ہین اور اُسکے طریقہ وغیرہ کو بھول جاتے ہین تو غور نہین کرتے کہ اس جگہ کتنے قیود واقع ہوئے اور ضمیمہ اسکا نظم قرآنی مین کون کون ہے کہ تاویل مبطلین اور تحریف جہلا کو اُس مین کوئی دخل نہو۔ خدا کی قسم اگر میرا باپ بجز حفظ قرآن کوئی اور

تعلیم می کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد	تعلیم مجھے نکرتا تو مین کبھی اُس کا شکر ادا نہ کرسکتا ہ
روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ	روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ
این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم۔ تحفہ صفحہ ۶ طبع دہلی۔	یہ سب حفظ قرآن ہی کی نعمت ہے کہ مین اپنی مشکل اُس سے رجوع کرکے حل کرلیتا ہون۔

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب قضا کرگئے۔ ورنہ مین تحفہ اثنا عشریہ لیے ہوئے خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ حدیث حوض اصحاب سے متعلق ہے یا بنی حنیفہ و بنی تمیم سے اگر فرماتے بنی حنیفہ و بنی تمیم کے حق مین ہے تو بندہ عرض کرتا کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم کو بارگاہ رسالت و نبوت مین یہ تقرب و رسوخ کب حاصل ہوا تھا کہ جناب سرور عالم صلعم ان کو حوض کوثر پر دیکھتے ہی یہ کلمۂ شفقت آمیز فرمائین گے کہ۔

اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ بنی حنیفہ کو تقرب رسول نہ تھا کہ وہ مرتکب بدعات ہوئے۔

"یہ میرے اصحاب ہین میرے اصحاب ہین"

(۲) حدیث حوض تو انکی صحابیت کی شہادت دیتی ہے۔ اللہ جل شانہ بھی اُن کی صحابیت کی تصدیق فرماتا ہے۔ اور آپ اُن کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ

"ہیچ کس از اہلسنّت آن جماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود"

(۳) آپ ان اشخاص کو اصحاب سمجھین یا نہ سمجھین اور ان کی بزرگیون کے معتقد ہون یا نہون۔ مگر اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ یہ لوگ اصحاب رسول سے تھے مگر بعد ایمان لانیکے پھر مرتد ہوگیے۔ لہذا اہلسنت ان کو اصحاب نہین سمجھتے۔ یہی عقیدہ امامیہ کا بھی اصحاب ناقص الایمان کی نسبت ہے۔

لیکن آپ اس عقیدہ سے اِن کو دشمن اسلام سمجھتے ہین اور یہ حدیث تحفہ مین درج فرماتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اصحاب کو
علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون	برا کہے تو کہو خدا کی لعنت تمھارے
اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔	شر پر ہو۔

(۴) حدیث شریف کا مضمون تو یہ ہے کہ جب فرشتگان عذاب رسول اللہ کے سامنے سے اصحاب کو کشان کشان لیجائین گے تو آنحضرت صلعم اصحاب کو دیکھکر عرض کرین گے۔

بار الہا یہ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا۔ اے رسولؐ۔ تم کو اُن بدعات سیات کی کیا خبر ہے۔ جو ان اصحاب نے تمھارے بعد کی تھین۔

حدیث اصحابی خاص اصحاب سے متعلق ہے

پس بنی حنیفہ و بنی تمیم کس عہد ہمایون مین مسند نشین خلافت و امارت ہوے تھے جو اِن کو دین خدا مین بدعات و احداث کرنے کا موقع ملا اور وہ بدعتین کیا ہین۔

حدیث اصحابی کے ساتھ ان احادیث نبوی پر بھی غور فرمائین جن مین سے بعض اُوپر درج کرآیا ہون یعنی کسی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بعد کچھ لوگ جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرین گے۔ عبادہ نے پوچھا یا حضرت وہ کون لوگ ہین۔ اور یہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو ابتداد سے میرے دشمن ہین اور جب میری جان حلق تک پہونچے گی اُس وقت ظاہر ہو جائین گے۔

کسی حدیث مین یہ ہے کہ۔

وہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے دین خدا مین دخل دینگے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔ بعض احادیث مین تو بہ تصریح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہو گی جبتک میری اُمت مثل اُمم سابقہ اُمور قبیح کی مرتکب نہو گی۔

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ آپ اہل فارس و روم کی نسبت فرماتے ہین۔ ارشاد ہوا وہ لوگ تم ہو۔

کنز العمال سے جو حدیث مین اوپر لکھ آیا ہون اُس پر غور فرمائیے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ سے پوچھا۔ یا علی اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے۔ اور دنیا کی طرف جھک پڑین گے میراث کو ہضم کر ڈالین گے دین خدا مین اپنا دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی نے آیہ کریمہ ولوانفقتھا فی الارض کی تفسیر مین صاف لکھا ہے کہ۔

جب جناب رسول اللہ نے وفات پائی۔ اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوئے اور اُس کے خواہان و جویان ہوئے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔

اس حدیث سے بھی آپ واقف ہین کہ

ایک دن جناب رسول خدا صلعم کا گذر شہدائے اُحد کی طرف ہوا۔ آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے جو ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ہم بھی لائے جیسا ان لوگون نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا ہم پر ان کو فضیلت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیے اور اپنی محنت و جان نثاری کا کچھ صلہ اس دنیا مین ان کو نہین ملا مگر مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعات و احداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر نے رو کر کہا۔

آہ۔ آہ۔ آپ کے بعد ہم ان امور کے مرتکب ہون گے۔

پس یہ احادیث ایسی صاف اور واضح ہین کہ ان مین کسی توجیہ و تاویل کی گنجایش ہی نہین ہے۔

اس لیے کہ جناب رسول خدا صلعم توضیح و تصریح خود اصحاب کبار سے مخاطب ہو کر ان احوال و افعال سے جو بعد آنحضرت اصحاب سے سرزد ہونے والے تھے آگاہ فرما گیے ہین ۔

چنانچہ ۔ جن بدعات و سیات اور فتنہ و فساد کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی ۔ بعد آپ کے اصحاب ان امور کے مرتکب ہوئے ۔ پس ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث اصحابی سے خاص اصحاب کبار مراد ہین جیسا کہ فاضل فضل ابن روزبہان اپنی کتاب بطال الباطل مین اس کے قائل ہین جس کی نقل یہ ہے ۔

ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول الله یقال له لا تدری ما احدثوا بعدك فاتفق العلماء ان هذا فی اهل الردة الذین ارتدوا بعد وفات رسول الله وهم کانوا اصحابه فی حیاته ثم ارتدوا بعده ویدل علیه الاحادیث والاخبار التی ستذکر بعد هذا ولا شك ان هذا لم یرو فی شان جمیع اصحاب محمد بالاجماع لان فیهم من لم یتغیر ولم یبدل بعده بلا خلاف فهو من اهل النجاة بلا نزاع ۔

(از سیف الاکبر صـ ۲۱۲)

یعنی جمع بین الصحیحین مین روایت ہے کہ بتحقیق رسول اللہ صلعم سے جواباً کہا جائیگا بروز قیامت کہ جو بدعات و احداث تمھارے بعد ان لوگون نے کیے ہین ان کو تم نہین جانتے ۔ علما اس امر پر متفق ہین کہ یہ حدیث اُن مرتدین سے متعلق ہے جو بعد رحلت رسول اللہ صلعم مرتد ہو گئے تھے اور آپ کے حیات مین وہ آپکے اصحاب تھے اور پھر آپ کے بعد مرتد ہوئے اس پر وہ احادیث و اخبار جو بعد اس کے ذکر کیے جائینگے دلالت کرتے ہین اس مین شبہہ نہین ہے کہ یہ حدیث اجماعاً جمیع صحابہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ ان مین ایسے بھی تھے جن مین بعد رحلت آنحضرت کوئی تغیر و تبدل نہین ہوا اور بلا اختلاف وہ لوگ اہل نجات ہین

اس کلام سے اہل حق کے دعوے کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کی حیات میں زمرۂ صحابہ کبار میں شمار کیے جاتے تھے انہیں میں سے بعد وفات آنحضرت بسبب ارتداد مورد عذاب جبار وقہار ہوئے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف میں بذیل شرح حدیث اصحابی محقق دہلوی شاہ عبدالحق باتفاق اکثر علماء حدیث اصحابی ان مخصوص صحابہ کبار پر محمول کرتے ہیں جنھوں نے آداب حقوق اہلبیت رسول میں تقصیر کی اُس کلام کی نقل یہ ہے۔

مراد بردّت رجوع از دین مسلمانی
نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض
حقوق و صلاح سیرت در بعض امور و رجوع
از مرتبہ حسن اخلاق و صدق نیت و تقصیر
در بعض حقوق و رعایت اہلبیت و در ادب
با ایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ۔ چہ
آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم بر شما
کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از
مداخلت دنیا و آفات آن۔
ایضاً صفحہ ۲۰۲

یعنی اس ارتداد سے مقصود دین اسلام سے
پھر جانا نہیں ہے بلکہ بعض حقوق و امور سلطنت
متعلق حد استقلال سے خارج ہو جانا نیز حسن اخلاق
و صدق نیت کے مرتبہ سے گذر جانا اور بعض
حقوق و رعایت اور آداب اہلبیت رسول کے
باب میں قصور کرنا ہے اسلیے کہ دنیا اور اس کے
فتنوں میں مبتلا ہو گیے تھے جیسا کہ رسول خدا نے
فرمایا تھا کہ مجھے تمھاری جانب سے کفر و بت پرستی کا
اندیشہ نہیں ہے بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ دنیا اور
اُسکی آفتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ حقوق اہلبیت میں تقصیر کرنے والے وہی اصحاب کبار تھے جو حرص دنیا میں ایسے پھنسے کہ سرور کائنات صلعم کی رحلت ہوتے ہی بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ میں گیے اور انصار سے لڑ جھگڑ کر خلافت لے لی۔ برادر اور وصی رسول کا حق چھینا۔ بیعت نکرنے پر بضعہ رسول کے گھر جلانے کو آگ و لکڑیاں لے گیے۔ اور قسم کھا کر کہا اگر نہ نکلو گے تو گھر

جلادین گے۔ دختر رسول کو وہ ایذا پہونچائی کہ اُس صدمہ سے رحلت فرما گئین۔ فدک لے لیا اُن معصومہ نے ہر چند اپنے حق ہبہ و حق میراث کو پیش کیا مگر کسی طرح اُن معصومہ کو کسی دعویٰ مین سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ نے مطلق اس کا پاس ولحاظ نہ کیا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر یعنی فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔ جس نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ آخر وہ معصومہ ان حضرات سے ناراض گئین۔ اور تاحیات ان سے ہم کلام نہ ہوئین۔ جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔ لا تتکلم حتی ماتت الخ اور دین شریعت مین جو فتور اور قصور کیے وہ ظاہر ہے۔ عیان راچہ بیان ہر چند کہ آپ نے تحفہ مین ان کی خاطر ان باتون کی پردہ پوشی مین سب کچھ لکھا مگر "الحق یعلو ولا یعلیٰ" خدائے پاک نے ان واقعات کی صحت خود آپ ہی کے آئمہ و محدثین و متکلمین کی زبان و قلم سے کرادی "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" یعنی جو حق تھا وہ کھل گیا اور جو جھوٹ تھا وہ ہلاک ہوا۔ بیشک باطل بڑا ہلاک ہونے والا ہے۔

اصحاب ممدوحین کی نسبت حضرت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

ودرحق این اصحاب حق تعالیٰ بالتخصیص بشارت ہائے ووعدہ ہائے نیک در قرآن مجید فرمودہ۔

قول شاہ صاحب، کہ آیات فضیلت اصحاب مندرجۂ تحفہ مقبولہ علماء امامیہ ہین۔

اور اسکی تائید مین بعض آیات بھی اُن کے فضائل و مراتب مین پیش کی ہین اُس پر پہلا اعتراض تو یہ عاید ہوتا ہے کہ آپنے شیعہ و سنی بلکہ عامۃ الناس کو اپنا اعتبار اس طرح دلایا ہے کہ

آنچہ از تواریخ و قصص و حکایات گذشتہ	جو پچھلے حالات حکایات اور واقعات
درین رسالہ مندرج ست از ان جنس ست	اس رسالہ مین درج کیے گیے ہین وہ اہل قبیل سے ہین

کہ ہر دو فرقہ بر آن اتفاق میدارند و تفسیر	جس پر دونون فریق متفق ہین اور قرآن مجید
قرآن مجید نیز از فریقین یکسان مرویست مہنا	کی تفسیر بھی دونون کی ایک ہے اس پر بھی تفاسیر
از تفاسیر شیعہ بیشتر آوردہ شد تاکسے را مظنۂ	شیعہ سے زیادہ لی گئین ہین تاکہ تہمت کا
تہمت نماند۔	گمان کسی کو نہو۔

اب فرمائیے کہ مفسرین کرام امامیہ سے کس نے اور کس تفسیر سے اُن آیات پاک کو اصحاب ثلاثہ کی فضیلت مین بتایا ہے۔ کاش اپنے قول کی تائید مین کسی ایک ہی آیت کی تفسیر تفاسیر امامیہ سے درج کی ہوتی۔ تردید قول متذکرۂ بالا

حالانکہ آپ پر خوب روشن ہے کہ شیعہ جمیع آیات فضیلت سے ایک آیت بھی اصحاب ممدوحین کے حق مین تسلیم نہین کرتے جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفہ کے جواب مین فرماتے ہین۔

پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ	اس مین شبہہ نہین ہے کہ جو اصحاب ایمان لائے اور
ایمان داشتند و ہجرت وجہاد بہ نیت صحت	خدا کی راہ مین صدق نیت سے جہاد اور ہجرت کی آیات
کردند آیات فضیلت دلالت بر فضیلت	فضیلت انکی منزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہین۔
آنہا دارد ولیکن چون ایمان غاصبین حق	لیکن چونکہ ایمان غاصبین حق شاہ ولایت اور انکا
شاہ ولایت و ہجرت اینہا بہ نیّت درست	ہجرت کرنا صدق نیت سے ثابت نہین ہے اس لیے
بہ ثبوت نرسیدہ استدلال برین آیات	آیات فضیلت سے ان کے فضائل پر استدلال کرنا
بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لاسیما نظر	صحیح نہین ہے اور یہ امر بھی لائق غور ہے کہ حقتعالی نے
با نیکہ او سبحانہ تعالی بقارن این ہر دو	ایمان و ہجرت کے ساتھ صفت جہاد کو بھی ذکر کیا ہے اور
صفت صفت جہاد را نیز مذکور نمودہ	جنگ بدر و خیبر اور حنین وغیرہ مین جو حالت انکے جہاد کی تھی

و کیفیت جہاد ایشان در جنگ بدر و خیبر و حنین
وغیرہ اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین
آیہ بہرہ نخواہد بود بلکہ ایشان مصداق
قول او سبحانہ تعالی ومن یولہم یومئذ دبرہٗ
حظ وافر دارند۔

وہ مثل آفتاب روشن ہے اس صورت مین آیات
فضیلت سے ان لوگون کو فضیلت نصیب نہوے گی
بلکہ خدائے پاک کے اس ارشاد کے بموجب
اور جو کوئی جہاد مین وقت کارزار اپنی پیٹھ پھیرے"
وہ مستوجب عذاب خدا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے تو ضرور تھا کہ آپ ان آیتون کو اصحاب ممدوحین کے فضائل مین پیش کرنے سے قبل ان کا ایمان لانا بوجہ اللہ ہجرت کرنا۔ راہ خدا مین اذیتین اور تکلیفین جھیلنا جہاد مین ثابت قدم رہنا کفار و مشرکین کو قتل کرنا۔ یا خود قتل ہو جانا فتح سے پہلے اسکی راہ مین خرچ کرنا امور دین مین خدا اور رسولؐ کی حمایت و اعانت کرنا خدا اور رسولؐ سے سچی محبت رکھنا نکث بیعت نہ کرنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی ثابت کرتے جن کا پتہ اصح الکتب بعد کلام الباری بخاری سے بھی نہین ملتا۔

احوال واعمال اصحاب ممدوحین منافی آیات فضیلت ہین

پس جن آیات پاک سے آپ نے ان کی فضیلت کا استدلال اس شد و مد سے کیا ہے ان مین سے ایک آیت بھی ان پر صادق نہین آتی اون کے فضائل کا استدلال اُس صورت مین ممکن تھا کہ جن صفات کا ذکر آیتون مین ہے اصحاب ممدوحین اون صفات سے متصف ہوتے۔

چنانچہ منجملہ اُن آیتون کے آپ آیۂ کریمہ "اولئک ھم المؤمنون حقا" پر ہی غور فرمائین جس کا جزو اول آپ نے محض اس خیال سے کہ اصحاب کے حالات ایمان و جہاد اون آیتون کے برعکس تھے چھوڑ دیا ورنہ اگر آپ پوری آیت تحریر فرماتے تو یہ امر سب پر کھل جاتا کہ اولئک ھم المؤمنون سے کون لوگ مراد ہین۔ اب مین پوری آیت بغرض توضیح اس جگہ نقل کرتا ہون مُلاحظہ فرمائیے۔

انما المؤمنون الذین اذا	سچے ایماندار تو وہی لوگ ہین کہ جب ان کے سامنے خدا
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل جاتے ہین اور جب
تلیت علیھم ایٰتہ زادتھم ایمانا	اُن کے سامنے اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور
وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون	زیادہ کردیتی ہین۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتی ہین
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝	نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہین۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے
اولٰئک ھم المومنون حقا	اُس مین سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین وہی لوگ
لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ	یقینی مومن ہین۔ اللہ کی جانب سے اُنکو درجات و
ورزق کریم۔	مغفرت اور رزق کریم ہے۔

اس آیت مین اللہ جلشانہ نے انھین لوگون کو یہ بشارت دی ہے۔ اور انہین سے وعدہ مغفرت فرمایا ہے جو ان صفات سے متصف تھے اور آپ کے اصحاب کے ایمان کا یہ حال تھا کہ بجائے "وجلت قلوبھم" "فقست قلوبھم" تھے۔ (یعنی بجائے اس کے کہ اُن کے دل ذکر خدا اور خوف خدا سے نرم ہون سخت ہو گیے)۔

چنانچہ مین اسکا ذکر تفصیل سے "شواہد نقلی" مین کر چکا ہون کہ خود اللہ جلشانہ نے اُنکے نقص ایمان کی باین الفاظ پاک "فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون" شہادت دی ہے اُنکی نسبت "اولٰئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم" فرمایا ہے "یعنی وہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مُہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہین"۔

آپ کے والد ماجد اور امام فخر الدین رازیؒ و دیگر مفسرین کرام نے آیات پاک الم یان للذین اٰمنوا" اور "ومنھم من یستمعون الخ" کی تفسیر صاف الفاظ مین لکھدی ہے کہ یہ آیت اصحاب مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ مدینہ مین مال و دولت پاکر عبادت خدا کم کرنے لگے

اور جو وعظ و ہدایت کی باتین رسول اللہؐ سے سنتے تھے ان کو گھر والون مین جا کر بھول جایا کرتے تھے۔ بلکہ امام صاحب موصوف نے تو خود حضرت ابوبکرؓ کا قول ہی نقل کر دیا ہے کہ وہ آیت سُنکر اہل یمامہ روئے اور کہا کہ اب ہمارے دل ذکر خدا سے سخت ہو گیے ہین حضرت ابوبکرؓ نے کہا ھکذا کنا حتی قست القلوب۔ یعنی پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہلجاتے تھے مگر اب سخت ہو گیے ؎

"اسی طرح جب حنظلہ کاتب وحی نے کہا کہ مین منافق ہو گیا یعنی جبتک رسول اللہ کے پاس بیٹھکر وعظ اور ہدایت کی باتین سنتا ہون تو گویا دوزخ و بہشت آنکھ سے دیکھتا ہون لیکن جب گھر جا کر بال بچون سے ملتا ہون تو وہ سب باتین بھول جاتا ہون" حضرت ابوبکرؓ نے جو سردار سب صدیقون کے ہین۔ فرمایا "اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

اب حضرت عمر فاروقؓ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی نظر ڈالیے جنکی حقیقت آیۂ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" سے جو آپ نے ان کی شان مین پیش کی ہے بخوبی منکشف ہوتی ہے۔ یہ آیت سورۂ الفتح کی ہے اس سورہ مین اللہ جلشانہ نے مفصل حالات بیعت کے (جس کو بیعت الرضوان کہتے ہین) بیان فرماتے ہین اور اصحاب مومنین و منافقین کے ایمان کا حال صراحت سے فرمایا ہے۔ یہ بیعت سب اصحاب سے اس لیے لی گئی تھی کہ نکث بیعت نکرین اور جنگ کے وقت پھر پشت نہ پھیرین مگر اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو اکثر اصحاب بیعت پر قائم نہ رہے۔ ازانجملہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی جو تین دن تک متواتر سپاہ اسلام کے سردار بنکر اور علم لیکر رزمگاہ مین گیے مگر کفار کے حملہ کی تاب نہ لا کر بغیر قاتلوا و قتلوا الٹے آتے رہے۔ اس سورہ مین صلح حدیبیہ کا بھی ذکر مفصل ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے کفار و مشرکین سے صلح کر لی تو اس صلح پر جو مخصوص مصلحت و حکمت الٰہی

مبنی تھی۔ اور اُسی کے حکم سے ہوئی تھی حضرت عمر نے خدا اور رسول پر گمانات و خیالات فاسد کیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلاف شعار ایمان حجت و تکرار کی یہانتک کہ آپکی رسالت اور نبوت مین بھی شک اور شبہہ کیا جس کے خود معترف ہین جیسا کہ در منثور صفحہ ۷۷ مین ہے۔

فقال عمر بن الخطاب واللہ ما	عمر بن خطاب نے کہا جب سے ہم اسلام
شککت منذ اسلمت الا یومئذ	لائے کبھی شک نہین ہوا مگر آج کے دن۔

جب رسول اللہ صلعم نے سورۃ الفتح آپ کو سنایا جس مین اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتحاً مبینا" فرمایا ہے اس کو سنکر آپ نے خدائے پاک پر یہ طعن کی "کیا یہی فتح ہے"۔

حالانکہ جو بعد لانے ایمان کے پھر اُس مین شک و شبہہ کرے وہ حسب آیہ شریفہ

انما المؤمنون الذین	سوائے اس کے نہین کہ مومن تو وہی لوگ
آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم	ہین جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے
یرتابوا وجاھدوا باموالھم	پھر اُنھون نے کبھی شک نہین کیا اور راہ خدا مین
وانفسھم فی سبیل اللہ	اپنی جانون اور مالون سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ
اولئک ھم الصادقون۔	تو سچے ہین۔

زمرۂ مومنین سے خارج ہے۔

بیعت الرضوان اور صلح حدیبیہ کے معاملہ مین اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے خلوص ایمان کا حال سورۃ الفتح مین مفصل مذکور ہے۔ کہ جو اصحاب مومنین اس بیعت پر قائم رہے اور صلح پر راضی اور خوش ہوئے ان کو خدا نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور اصحاب منافقین جنھون نے بیعت توڑ دی اور صلح سے بگڑے۔ رسول خدا صلعم کے خواب پر جو فتح مکہ کے بارہ مین تھا

خیالات فاسد کیے اور خدا اور رسول پر شکوک و بدگمانیاں کیں غضبناک ہوا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

منافق مرد اور منافق عورتیں خدا کے حق میں بُرے بُرے خیالات رکھتے ہیں ان پر خدا نے

لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے۔۔

پس بوجوہ بالا آیۂ شریفہ "لقد رضی اللہ عن المومنین" ان حضرات کی منقصت

پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔ ان حضرات کی منقصت پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔

میں نے یہ حالات اسی جلد میں "آیات بینات کی چوتھی آیت کے تحت میں توضیح

و تصریح لکھے ہیں۔ اور علماء اہلسنت کے اقوال اور آیات الٰہی و تفاسیر شہادت میں پیش کیے

ہیں اُس کے ملاحظہ سے سب پر حق و باطل کھل جائیگا۔ اسی طرح اُن حضرات پر آیہ وافی ہدایہ

یوم لا یخزی اللہ النبی و	جس دن خدائے تعالیٰ نبیؐ اور اُن لوگوں کو
الذین آمنوا معہ نورھم یسعی	جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کریگا اُنکا نور اُنکے سامنے
بین ایدیھم و بایمانھم	اور اُنکے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہونگے کہ اے
یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و	ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کر دے اور
اغفرلنا انک علی کل شئی قدیر	ہمارے گناہ بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی طرح صادق آ ہی نہیں سکتی کیونکہ اُن کے دل بجائے وجلت قلوبھم فقست

قلوبھم تھے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی اِن کے نورِ ایمان کی تشریح اپنی تفسیر میں بایں الفاظ کرتے ہیں ؎

دلی کز نور معنی نیست روشن مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن

دلے کز گرد غفلت زنگ دارد ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

اس تفسیر اور الفاظ قرآنی کو پیش نظر رکھکر خود ہی انصاف کیجئے کہ جن کے قلب نورِ ایمان

سے خالی ہوں۔ جن کے دل ذکر خدا سے زنگ آلودہ ہوں اُن پر۔

نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم — اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا

صادق آتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کا یہ ارشاد۔

وجوہٌ یومئذ علیھا غبرۃ — بہت سے چہرے ایسے ہون گے جن پر

ترھقھا قترۃ اولٰئک ھم — گرد پڑی ہوگی اُس پر سیاہی چھائی ہوگی۔

الکفرۃ الفجرۃ۔ — یہی کفار بدکار ہین۔

غرض آیہ کریمہ۔

یوم لا یخزی اللہ النبی — مین مومنین مخلصین کے نور ایمان کا ذکر ہے کہ قیامت

والذین معہ۔ — کے دن وہ اپنے نور سے شادان وفرحان ہون گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ — بہت سے چہرے اُسدن چمکتے ہون گے خندان وشادان

ضاحکۃ مستبشرۃ۔ — ہون گے بشارت دیے جائین گے۔

اللہ جلشانہ نے اصحاب مومنین کے نور ایمان کا ذکر سورہ الحدید مین مفصل فرمایا ہے۔ یعنی اُن کو بشارت جنت کی دی جائیگی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے بلکہ روز حشر مومنین کے درجہ اور مرتبہ دیکھکر اصحاب منافقین غبطہ کرین گے اور اصحاب مومنین سے استدعا کرین گے کہ ہم کو بھی اپنے نور سے مستفید کرو مگر اُن سے کہا جائے گا کہ تم اِن سے الگ ہو جاؤ پھر ان دونون گروہ کے مابین ایک دیوار قائم کر دیجائیگی۔ وہ آیات پاک یہ ہین۔

یوم تری المؤمنین و — اے پیغمبر تم اُسدن مسلمان مردون اور مسلمان

المؤمنات یسعی نورھم بین — عورتون کو دیکھو گے کہ ان کا (ایمان مشعل) نور بنکر اُن کے آگے آگے

ایدیھم وبایمانھم بشرٰکم الیوم — اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور فرشتہ اُن سے کہتے جاتے ہون گے۔ آج تم

جنّٰت تجري من تحتها	لوگون کے لیے (بڑی) خوشی (کی بات) ہے (کہ بہشت کے) باغ ہین
الانهار خالدين فيها ذلك	جن کے تلے نہرین بہہ رہی ہین (اور تم) انھین مین سدا رہوگے یہی ہے (جسکو
هو الفوز العظيم۝ يوم	بڑی کامیابی (کہنا چاہیے) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون
يقول المنٰفقون والمنٰفقٰت	سے کہین گی کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمھارے (اس نور کی روشنی)
للذين اٰمنوا انظرونا	سے ہم (بھی) فائدہ اٹھالین (تو اُن سے کہا جائیگا کہ (نہین) اپنے پیچھے
نقتبس من نوركم قيل	کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کرلو اسکے بعد
ارجعوا وراءكم فالتمسوا	ان (دونون فریقون) کے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کردیجائیگی
نورا فضرب بينهم بسور له	اُسمین ایک دروازہ ہوگا (پھر جو) دروازہ کی اندرونی طرف ہے
باب باطنه فيه الرّحمة و	(جدھر مومن ہین) اُسمین (تو خدا کی) رحمت ہوگی اور اُسکی (جو)
ظاهره من قبله العذاب۝	بیرونی طرف ہے (جدھر منافق ہین) اُدھر عذاب (الٰہی) ہوگا منافق
ينادونهم الم نكن معكم قالوا بلى	مومنین سے پکار پکار کر کہین گے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمھارے ساتھ نہ تھے
ولٰكنكم فتنتم انفسكم وتربصتم	وہ کہین گے کہ تھے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئین بلا مین ڈالا
وارتبتم وغرّتكم الامانيّ	اور (اس بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانون پر کوئی آفت
حتى جاء امر الله وغرّكم بالله	نازل ہو) اور (اسلام کی طرف سے) شک مین (پڑے) رہے
الغرور۝ فاليوم لا يؤخذ	اور (انھین) آرزؤن نے تم کو دھوکے مین رکھا یہانتک کہ حکم خدا آ
منكم فدية ولا من الذين	پہونچا (یعنی موت) (شیطان) دغاباز اللہ کے بارہ مین اُن کو
كفروا ماوٰىكم النار هي	دھوکہ دیتا رہا تو آج نہ تو تم سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ اُن
مولٰىكم وبئس المصير۝	لوگون سے جو (صریح) انکار کرتے رہے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی
(پ٢٧ - س الحديد - ع ٢)	تمھارا رفیق ہے اور (وہ) کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

غرض جن اصحاب کے نقص ایمان کی تصدیق و توثیق آیات الٰہی سے ہوا اور خود آپ ہی کے پدر بزرگوار و دیگر مفسرین حضرت افضل الصحابہ کا اسم مبارک تک لکھ دین اس پر بھی آپ انھین لوگون کو بہ نعمت حفظ قرآن آیہ کریمہ۔

اولئك هم المؤمنون حقا — وہی لوگ یقینی مومن ہین اللہ کی جانب سے

لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — اُن کو درجات و مغفرت و رزق کریم ہے۔

سے فضیلت دین اور سب آیات فضائل جو خاص اصحاب مومنین کی شان مین نازل ہوی ہین اُنکو اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتائین اور اصحاب کی خاطر آیہ کریمہ۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون ۝ — اور حق کو جان بوجھکر مت چھپاؤ۔

سے چشم پوشی فرما کر خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرین ؎

سبز پوشی سرد باشی سرخ پوشی گل شوی — تو بہ ہر رنگے کہ می پوشی قیامی زیبدت

اگر آپ بلا تعصب و نکے ایمان پر نگاہ کرین اور صرف انھین دو آیتون پر غور فرمائین تو انہین سے اُن حضرات کی فضیلت اور خلافت رخصت ہوتی ہے حضرت سلامت آپ کی پیش کی ہوی آیتون سے یہ ذکر تو ان آیات پاک کا تھا جو مخصوص "امنوا وعملوا الصلحٰت" سے متعلق ہین اب دیگر آیات پاک مثل "فالذین هاجروا" اور ان کے مماثل ان مین جہاد کا ذکر ہے جو مجاہد جنگ و پیکار مین ثابت قدم رہے اور فتح کر کے پھرے یا اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کر گئے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کے پیچھے ہر طرح کے مصائب و تکالیف برداشت کر کے ؎

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

مستحق مدح وثنا ہین۔ اصحاب ممدوحین بسبب فرار ان آیات فضیلت سے محروم بلکہ معتوب ہین

جیسا کہ متعدد آیات الٰہی سے ظاہر ہے اور فرار ان حضرات کا اُحد - بدر - خیبر - حنین و خندق وغیرہ وغیرہ غزوات سے بیرونِ کتب صحاح وغیرہ بخوبی ثابت ہے جیسا کہ مین ابتک اقوال علمائے اہلسنت نقل کر آیا ہون - اور آئندہ بھی اِس کے ثبوت مین بہت سے اسناد پیش کرون گا -

پھر حضرت ہی کی کتاب کی یہ عبارت -

این نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن میکنم -

ملاحظہ ہین اور از قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے کشف و کرامات ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کے آپ حافظ ہین - اور حفظ قرآن کی نعمت سے مشکلات دینی حل کر لیتے ہین - اس قرآن مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے - اگر اُس مین "منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون" اور

(۱) تریدون عرض الدنیا — تم چاہتے ہو مال دنیا کو اور خدا

واللہ یرید الاخرۃ - — خواہان آخرت

اور

فھل عسیتم ان تفسدوا — تم سے کیا دور ہے اگر زمین پر حاکم

فی الارض وتقطعوا ارحامکم - — بن جاؤ تو فساد اور حق تلفیان کرو

لکھا ہے - تو پھر اس گروہ کے حق مین جس پر خدا عتاب فرماتا ہے - اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین - آپ کا یہ فرمانا کہ -

درحق این اشخاص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ

خدائے پاک پر تہمت ہے یا نہین -

اور اُن کے آگے اُنھین کی کتاب کھولکر صفحہ ۱۳۹ کی یہ عبارت پیش کرتا -

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سُنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبرؐ فرمود

انی تارک فیکم الثقلین ان — مین تم مین دو عظیم چیز چھوڑتا ہون اگر تم

تمسکم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم — ان کو پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہوگے

من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی — اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی واحکام شرعی پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ

پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً وعملاً باطل ونامعتبرست وہرکہ انکار

این دو بزرگ نماید، گمراہ وخارج از دین است۔

اور عرض کرتا کہ اب آئیے اور قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ سے رجوع کیجیے کہ جناب امام

جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ

"در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شوند مانند پارہائے شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ

شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست کسیکہ آن را پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد"

اور کہتا کہ حضرت پیرومرشد۔ سنئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم تو اس

قرآن سے جس کی شان مین جناب امام علیہ السلام فرماتے ہین۔

ان ھذا القرآن — یعنی درین قرآن انوار ہدایت و

فیہ ضیاء الھدی — چراغہائے دور کنندہ تاریکی وضلالت

ومصابیح الدجی۔ — وغوایت روشن است۔

آیات فضیلت صرف اصحاب مومنین کی شان مین سمجھتے ہین اور آپ حفظ قرآن کی

برکت سے ان کو اپنے اصحاب کے حق مین لیتے ہین اور اُن آیات پاک پر جو مخصوص ان کے نقص

ایمان کے بارہ مین خدانے نازل فرمائی ہین بنجوائے آیہ کریمہ۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ — جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ فتنہ

فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ — جوئی اور تاویل سازی کے لیے متشابہات کی

وابتغاء تاویله۔ کھوج مین لگے رہتے ہین۔

پردہ ڈالتے ہین۔ اور اگر کوئی بنظر تحقیق اُن آیتون کے جواُن کے معائب و مثالب مین ہین مطالب و معانی پر غور کر کے ان اصحاب کی فضیلت و منزلت تسلیم کرنے مین تامل کرے تو آپ اس کو اس طرح سمجھا کر راہ حق سے پھیرین۔

بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیراکہ اکثر قرآن مملوست در تعریف و توصیف این جماعتہ۔ ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کند وسیاق و سباق آن را چون یا دندارند غور نکنند کہ درین جا چہ قیود واقع شد و ضمیمہ آن کدام کدام چیز در نظم قرآن گردانیدہ اند کہ تاویل مطلبش و تحریف جاہلان را در آن دخل نماندہ۔ واللہ اگر پدر من بجز از حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد۔

روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز د گر ہیچ

این نعمت حفظ قرآن ست کہ ہر مشکل دینی بان رجوع آورد و حل آن می کنم

پس یہ نعمت حفظ قرآن حفاظ ہی کو مبارک ہو۔ اہل حق کو تو ایسے حفظ قرآن سے لرزہ آتا ہے ؎

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

حالانکہ حفاظ جو بیشتر طبقہ جہلا سے ہوتے ہین صرف الفاظ قرآنی کے حافظ ہین معنی مطالب تو ایک آیت کا بھی نہین جانتے اُنھون نے بفحوائے شعر۔

جنس دین راچہ کساد آمدہ عرفی دریش کہ بجز مردہ ز حافظ نخرد قرآن را

قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش ٹھرالیا ہے۔ پس جو لوگ باوجود حفظ قرآن و علم و فضل اپنے

مطالب مقاصد کی غرض سے آیات آلہی اور اُن کے معانی و مطالب مین دخل و فصل کرتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی شکایت خداے پاک سے کرین گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وقال الرسول یارب ان قومی	اور رسول اُس وقت یہ فرمائین گے
اتخذوا ھذا القران مھجورا۔	اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو
رپ۔ س ع	بالکل چھوڑ دیا۔

صحابہ قرآن سے لاعلم تھے۔

اور یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ خود آپ کے اصحاب قرآن اور علم قرآن سے لاعلم تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ اُنھون نے دوسرون سے اس کو جمع کرایا۔ جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت لکھتے ہین۔

صحابہ مین سے وحی کے لکھنے کا کام زید بن ثابت نے کیا تھا۔ چنانچہ وہ طلب کیے گیے اور اس خدمت پر مقرر ہوئے کہ جہان جہان سے قرآن کی سورتین ہاتھ آئین یک جا جمع کی جائین۔

حضرت عمر نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو تو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اُس پر دو شخصون کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت صلعم کے عہد مین قلمبند دیکھا تھا۔ غرض اس طرح جب تمام سُورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوئے کہ اُن کی نگرانی مین پورا قرآن ایک مجموعہ مین لکھا جائے۔ الفاروق حصۂ دوم ص

راسخون فی العلم جناب امیرالمومنین و دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب مجید اور فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتب	وہ وُہی تو ہے جس نے تم پر کتاب

منه اٰيٰت محكمٰت هن ام	نازل کی جس مین کچھ آیتین تو صاف صاف ہین
الكتٰب واُخر متشٰبهات فامّا	(اور وہی کتاب کی اصل ہین اور کچھ گول رگول)
الذين فى قلوبهم زيغ	ہین اب جن لوگون کے دلون مین کھوٹ ہے وہ
فيتبعون ما تشابه منه	فتنہ پھیلانیکی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی
ابتغاء الفتنة وابتغاء	غرض سے ان گول (گول) آیتون کی پیروی
تاويله وما يعلم تاويله	کرتے ہین حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا
الا الله والراسخون فى	اور اُن لوگون کے جو علم مین مضبوط ہین اور
العلم يقولون اٰمنا به	کوی نہین جانتا وہ کہتے ہین کہ ہم اس پر ایمان
كل من عند ربنا وما يذكّر	لائے ہر ایک محکم (متشابہ) ہماری طرف ہے
الا اولوا الالباب ۝	اور سوائے صاحبان عقل کے۔ اور کوئی نصیحت
(پ۳۔ س اٰل عمران۔ ع۱)	نہین حاصل کرتا۔

چونکہ قرآن مجید خود اپنے مطلب کی توضیح وتصریح نہین کرسکتا کیونکہ اس مین رطب یابس ہے۔ مجمل ہے مفصل ہے۔ ناسخ ہے منسوخ ہے۔

لہذا۔ اس آیت مین خدائے پاک نے خبر دی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ آیتین مُحکم ہین اور کچھ متشابہ ہین۔ محکم وہ ہین جس کے معنی واضح اور روشن ہون۔ جس کے الفاظ معانی مین کسی طرح کا احتمال واشتباہ نہو۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جس کے معنی ومطلب صاف طور سے واضح نہو جیسے لفظ تو ایک ہی ہو اور معنی اس کے متعدد ہون اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے دل مین کجی ہے وہ اس کے معنی اپنے مطلب کے موافق گھڑ لیتے ہین۔ حالانکہ اس کی تاویل اور اصل معنی ومطلب کو کوئی اور شخص بجز خدا اور اُن لوگون کے جو راسخون فی العلم

ہین نہین جان سکتا۔ لہذا تنہا قرآن عام ہدایت کے لیے کافی نہین ہے۔ تا وقتیکہ خود رسول اللہ یا اُن کے اہلبیت طاہرین موجود نہون اور نہ صحابہ اِس عقدہ کو حل کرسکتے ہین جب تک کہ وہ لوگ شریک نہ ہون جن کو رسول اللہ نے اپنا قائم مقام اور جانشین کیا۔ اسی جہت سے اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون — اگر تم نہ جانتے ہو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اور اہل ذکر سے مراد اہلبیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور امت اِس پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہون۔ اہلبیت رسول اللہ سے دریافت کرلین۔ چنانچہ کافی اور تفاسیر عیاشی مین معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین۔ اور تفاسیر اہلبیت مین تصریح وارد ہوا ہے کہ "راسخون فی العلم" سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین اس لیے کہ اِن کا علم خود جناب رسول اللہ کے علم سے ماخوذ ہے اور جناب رسول اللہ کا علم خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ قرآن آیات واضحہ ہے اُن کے سینون مین جن کو علم دیا گیا ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ "الذین اوتوا العلم" ہم لوگ ہین قرآن کے الفاظ معنی سب ہمارے سینون مین ہین۔ کتب اہلسنت مین ہے کہ۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم کوئی آیت قرآن مین ایسی نہین ہے جو مین نہ جانتا ہون کہ کس بارہ مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔ اور کس پر نازل ہوئی جو کچھ تم کو کتاب خدا مین پوچھنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ مین جانتا ہون کہ وہ آیت

رات کو نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ پہاڑ پر یا زمین ہموار پر۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میرے واسطے فرش بچھا یا جائے اور میں اُس پر بیٹھوں تو اہل توریت کے لیے ان کی توریت سے اور اہل زبور کے لیے اُن کی زبور سے۔ اور اہل انجیل کے لیے اُن کی انجیل سے اور اہل قرآن کے لیے اُن کے قرآن سے اس طرح فیصلہ کروں۔ کہ ہر کتاب خدا آواز بلند ندا کر کے کہے کہ بار الہا بیشک علیؑ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو تیرا حکم مجھ میں لکھا ہوا ہے "اللھم صل علی محمد و آل محمد" اسی لیے تمام اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا "لولا علی لھلک عمر" اور رسول اللہ نے فرمایا اعلم امتی علی بن ابی طالبؑ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر میں چاہوں تو فقط سورۂ حمد کو اس قدر بیان کروں کہ اگر لوگ لکھیں تو ستر اونٹ کا بار تیار ہو۔ اسی سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔

اِس سے بھی کسی کو انکار کا موقع نہیں ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا

علی مع القرآن والقرآن مع علی — یعنی علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ

لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض — اور یہ دونوں جدا نہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہیں۔

(اخرجہ الطبرانی وابن مردویۃ والدیلمی)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اے علیؑ میرے بعد جس امر میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تم ان کو بیان کرو گے۔ اور قرآن کے معنی جو ان کو معلوم نہیں ہیں تم ان کو سمجھاؤ گے۔ اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑو گے جس طرح کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔ علمائے اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق ہیں چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے[۲۷۶]

باز از روایت سفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰہما واحدۃ

و این کلمہ اشارت ست بانکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ در میان ما و شما این قرآن ست

و حضرت مرتضیٰ فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست و من قرآن ناطقم۔

صحابہ کا قرآن مرتبہ امیر المومنینؑ کے قبول کرنے سے انکار

اور اس کے بھی سب قائل ہین کہ حضرت نے جو قرآن بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب تنزیل جمع کیا تھا اس کو صحابہ اور خلفا نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم کو اس کی حاجت نہین جس پر خود آپ کے والد ماجد کف افسوس ملتے ہین۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے۔

و نصیب او از احیاء علوم دینیہ است کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت و ترتیب داد آنرا

لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نہ شد۔

پس قرآن و عترت رسول سے متمسک ہو کر فضیلت صحابہ اور خلافت راشدہ دونون مشکلات کو حل کیجیے۔ اور جو لوگ احکام خدا اور رسولؐ کی مخالفت کر کے آل رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے اور خود امت کے پیشوا اور رہنما بن گیے اُن کو بقول خود

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست۔

اپنا ہادی نہ سمجھے۔

قصہ مختصر اگر اس قرآن مین اصحاب رسول کے بارہ مین منہم المومنون واکثرھم الفاسقون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنے والون کی نسبت۔

ومن یشاقق الرسول من بعد	اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس پر
ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر	کھل گیا رسولؐ کی مخالفت اختیار کریگا اور
سبیل المومنین نولہ	مومنون کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کریگا

ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً (پ۵-س نساء-ع۱۷) — تو ہم بھی اُدسی راہ پر چلائین گے اور اُسے جہنم مین داخل کرین گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اور آعدائے رسول کے نسبت۔

هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انى يوفكون۔ — وہی تمھارے دشمن ہین اُن سے بچتے رہو۔ خدا اون کی گردن مارے کدھر بہک رہے ہین۔

اور ایذا دہندگان رسول اور آل رسول کے حق مین۔

ان الذين يوذون الله و رسوله لعنهم الله فى الدنيا والاخرة واعدّ لهم عذابًا مهينًا ۵ (پ۲۲-س احزاب) — بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین خدانے اون پر لعنت کی اور اون کے لیے رسوا کرنیوالا عذاب مہیا کیا۔

ہو تو اپنا مذہب جس کے بطلان پر آپ یہ فتویٰ۔

مذہبیکہ مخالف این دو بزرگ باشد در اُمور شرعیہ عقیدةً و عملاً باطل و نامعتبر ست۔

صادر فرما چکے ہین۔ چھوڑیئے اور راہ جنت اختیار کیجیے۔ اور اگر حدیث فیکم الثقلین مین بجائے عترتی اصحابی ہو اور بموجب تفاسیر آل محمد کنتم خیر امّة کا خطاب خاص انہین اصحاب سے فرمایا ہو۔ جن کی بدولت دین خدا اور آل رسول خدا تباہ ہوئے تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجیے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت شاہ صاحب زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اُن کے جانشین کیا جواب دین گے۔

قال الله تبارک و تعالیٰ۔

ان الذين يكتمون ما — وہ لوگ ... جو اس کو چھپاتے ہین جو ہم

انزل الله من الكتب و
يشترون به ثمنا قليلا
اولئك ما ياكلون فى بطونهم
الا النار ولا يكلمهم الله يوم
يوم القيمة ولا يزكيهم
ولهم عذاب اليم ٥

خدا نے کتاب مین نازل کیا ہے۔ اور اسکو
تھوڑی قیمت پر بیچتے ہین۔ وہ اپنے
پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور خدا
ان سے قیامت کے دن نہ بات کریگا
اور نہ ان کو پاکیزہ فرمائے گا اور ان کیلیے
دردناک عذاب ہے۔

تحسین کرتے ہین قائل یا خطا میری بتاتے ہین
ہمین بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والون کی

فالله يحكم بينهم يوم القيمة
فيما كانوا فيه يختلفون ٥

پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن
فیصلہ کرے گا جن مین ان کو اختلاف ہے۔

قال صلعم

دوسری آیت

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

قولہ آیہ کریمہ مہاجرین کی تعریف مین

اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُنکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگون نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کُنبہ قبیلہ کو چھوڑا اور جن کو میرے اُوپر ایمان لانے سے تکلیفین پہونچین اور جن کو میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنے ایسے سچے ایمان لانے والون اور پکے مسلمانون سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا۔ اور اُن کی محنتون اور جان فشانیون کا اُن کو اچھا بدلا دون گا۔ ان کے گناہون سے در گذر کرون گا ان کی بھول چوک کو نہ دیکھون گا بلکہ ان کے گناہون کو نیکیون سے بدل دون گا اور بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ جہان ان کو نہ غم رہے گا نہ رنج نہ کوئی فکر ان کو رہے گی نہ کھٹکا۔ اور یہ ثواب اپنی طرف سے دونگا اور اپنے فضل و مہربانی سے اُن کے اعمال سے بہت بڑھ کر ان کو درجہ عطا کرون گا۔

اب ان آیتون کو دیکھکر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہیے کہ کس محبت و پیار سے خدائے عزوجل ان کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے مدارج و مراتب کا کس خوبی سے اظہار کرتا ہے اور اُن کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُن کے گُناہون اور سیات سے درگذر کرنے اور نیکیون سے بدل دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُن کے اعمال کی جزا مین جو کچھ دیگا وہ ایک طرف اپنی طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا کس مہربانی سے وعدہ فرماتا ہے۔

اقول

بلاشبہہ یہ آیت مہاجرین کی شان مین ہے مگر "کلہم اجمعین" پر صادق نہین آتی اس لیے کہ اون مین مومن ومنافق دونون گروہ تھے۔ نیز ہجرت مین صدق ایمان وصدق نیت کی شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے بالائے منبر فرمایا ہے۔

ہجرت مین نیت کی شرط ہے لہذا یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے

انما الاعمال بالنیات لکل	کل اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر نفس کو
امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ	اس کی نیت کے مطابق ہجرت کا صلہ ملے گا۔
الی اللہ فھجرتہ الی اللہ و	لہذا جس نے محض خدا کے لیے ہجرت کی وہ
رسولہ ومن کانت ھجرتہ	خاص خدا اور رسولؐ کے لیے ہوئی اور جس نے
الی الدنیا یصیبھا اوالی	دنیا کے لیے ہجرت کی اس کو دنیا ملے گی جس نے
امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی	عورت سے عقد کرنے کی غرض سے کی اس کی
ما ھاجر الیہ۔	ہجرت اوسی جانب ہوئی جس کے لیے اوس نے
(از آیات بینات جزو دوم ص۵۳)	ہجرت کی تھی۔

اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ۔

ہر عمل مین نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے مذاہب اس امر پر متفق ہین کسی کو یہ شبہہ نہین کہ کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہے۔ شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین ہے کہ ایک شخص مدینہ مین ایک عورت کی طلب مین آیا تھا جس کا نام قیس تھا اس کے حق مین پیغمبر خدا نے یہ حدیث فرمائی۔ ملاحظہ ہو آیات بینات جزو دوم

پس جبکہ مہاجرین کی ہجرت کی یہ صورت ہو۔

ولیکن نہ جملہ ز راہ یقین   یکے بہر دنیا یکے بہر دین

تو وہ کیونکر اس آیت کی فضیلت پا سکتے ہین۔

اگرچہ مہاجرین کی فضیلتین بہت شدومد سے بیان کی جاتی ہین لیکن خدائے پاک کے کلام سے منکشف ہوتا ہے کہ کُل مہاجرین کی ہجرت لوجہ اللہ نہ تھی۔ ان مین بہتیرے طالب دنیا تھے۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرکے مدینے آئے اور وہان مال و دولت پاکر غنی ہوگیے تو خدا کی عبادت سے جی چرانے لگے۔

ملاحظہ ہو آیہ کریمہ الم یان للذین اٰمنوا الخ یہ حال تفصیل سے اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی ضبط تحریر مین آچکا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ و امام فخرالدین رازی وغیرہ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول مہاجرین اولین کے حق مین بتایا ہے اور صاف الفاظ مین انکی طمع و حرص کا حال یہ لکھا ہے کہ:-

"یہ آیت مخصوص مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ جب وہ وارد مدینہ ہوئے تو تعیش و راحت مین مشغول ہوکر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا"

جس آیت کی یہ تفسیر ہے اس مین خدائے پاک نے ان مہاجرین مین سے بہتیرون کی نسبت فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون فرمایا ہے یعنی اُنکے دل سخت ہوگیے اور بہتیرے ان مین فاسق ہین پس اگر جناب شاہ صاحب اس آیت کے معانی و مطالب پر غور فرماتے اور اپنی غرض کو دخل نہ دیتے تو ہرگز ہرگز آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ کا شان نزول اپنے اصحاب کے فضیلت مین بیان نہ فرماتے۔

مہاجرین کو ترک وطن ہی پر یہ مرتبہ عطا نہین ہوا

واضح ہو کہ خداوند متعال نے مہاجرین کو محض ترک وطن ہی کرنے پر یہ مرتبے اور درجے عطا نہین فرمائے بلکہ ہاجروا واخرجوا کے ساتھ قاتلوا وقُتلوا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی بوقت جہاد مشرکین

و کفار کو قتل کیا ہو یا خود قتل ہوئے ہوں، مگر آپ نے اس خوف سے کہ اصحاب ممدوحین اِن صفات سے کورے تھے "قاتلوا و قتلوا" پر پردہ ڈالا۔ حالانکہ مہاجرین کی ہجرت اور ایمان کا یہ حال تھا کہ جب مکہ سے مدینہ آئے اور اِن پر جہاد واجب کیا گیا تو ایسے بدحواس ہوئے گویا موت کے منہ مین جا رہے ہین جس پر آیہ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین حکم جہاد سنتے ہی بدحواس ہوگئے۔

الم تر الی الذین قیل لهم	(اے رسولؐ) کیا تم نے ان لوگون کے حال
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰة واتوا	پر نظر نہین کی جن کو (جہاد کی آرزو تھی اور) اُن کو
الزکوٰة فلما کتب علیهم القتال	حکم دیا گیا تھا کہ (ابھی چندے) اپنے ہاتھ روکے رہو
اذا فریق منهم یخشون الناس	اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰة دیئے جاؤ
کخشیة الله او اشد خشیة وقالوا	(مگر جب جہاد اُن پر واجب کیا گیا) تو انہین سے کچھ
ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا	لوگ اِس طرح لوگون سے ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے
الی اجل قریب	ڈرے بلکہ اُس سے کہین زیادہ اور گھبرا کر کہنے لگے
پ۵۔ س النساء	خدایا تونے ہم پر جہاد کیون واجب کر دیا ہم کو
شاہد ہے ع ۸	کچھ دنون کی اور مہلت کیون نہ دی۔

تفسیر حسینی

صاحب تفسیر حسینی نے اس آیت کی تفسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ مہاجرین سے کچھ لوگ نہ صرف نزول آیہ جہاد سے خائف ہوئے بلکہ ایک گروہ مومنین کا منافق ہو گیا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

آیا نظر نہ کردی بسوئے آنانکہ در مکہ مبالغت	عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی
می کردند چون عبد الرحمن بن عوف و سعد بن	وقاص اور اُن کے مثال دیگر لوگ مکہ مین
ابی وقاص مثال الشان کہ مارا دستوری دہ کہ	تو رسولؐ اللہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ کہتے تھے کہ

با اہل شرک حرب کنیم کہ آزار و ایذائے ایشان	اہل شرک کی ایذا رسانی و تکلیف حد سے
از حد گذشت پس آن ہنگام کہ بمدینہ آمدند	گذر گئی۔ اب ہم کو اُن سے جہاد کرنے کی
ونوشتہ شد یعنی واجب گشت برایشان	اجازت دیجیے لیکن جب مدینہ آئے اور
کارزار کردن با کافران۔ آنوقت گروہی	کفار سے جہاد کرنا ان پر واجب کردیا گیا۔
از ایشان می ترسید از جنگ مشرکان	اُس وقت ایک گروہ ان سے ایسا خوف
چنان ترسید نے کہ از خدا باید ترسید	کرنے لگا جیسے خدا سے ڈرتا ہے بلکہ اس
بلکہ ترسی ازان سخت تر و این ترسیدن را	زیادہ تر اس خوف کو ضعف بشر پر محمول
حمل بر ضعف بشریت باید کرد نہ بر کراہت	کرنا چاہیے نہ کہ جہاد کے حکم سے کہ
امر خدا یعنی بالطبع از خوف موت ترسیدند	کہ بالطبع موت سے ڈرے۔
و گفتند اے آفریدگار ما برائے چہ چیز واجب	اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کس لیے
گردانیدی بر ما مقاتلہ کفار اگر این سوال	کفار سے ہم پر جہاد واجب کیا گیا اگر
از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست	یہ سوال اصحاب منافقین کی طرف سے
و اگر از مومنان یافتہ باشد از روئے خوف	ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور
و بددلی سخن گفتہ باشند و باز توبہ کردہ	اگر مومنین نے کیا ہو تو بسبب خوف اور
و قولے آنست کہ قومے از مومنان بعد	بددلی کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اور ایک
از نزول آیت قتال منافق شدند و از	قول یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے ایک گروہ
جہاد تخلف ورزیدند۔ این سخن	مومنوں کا منافق ہوگیا اور جہاد سے تخلف
ایشان بود۔	کرنے لگا انہیں لوگوں نے یہ کہا تھا۔

جن مہاجرین کی نسبت مفسر ممدوح کا یہ بیان ہے کہ

"هرگاه بمدینه آمدند و واجب گشت بر ایشان کارزار کردن با کافران آن وقت گروهے از ایشان می ترسید از جنگ چنان ترسیدنی که از خدا باید ترسید بلکه ازان سخت تر"

یہ وہی عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین جن کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا صدر نشین اور رکن مجلس بنا یا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی عبد الرحمن بن عوف کی راے سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے۔ سبحان اللہ انھین کو آیہ کریمہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے خدا کے فضل وکرم کی بشارتین دی جائین اور عشرہ مبشرہ مین شمار ہون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پس آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ سے وہی مخصوص نفوس مقدس مراد ہین جنھون نے خدا اور رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے کفار ومشرکین کی ایذائین اور تکلیفین گوارا کین یہانتک کہ اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ کو بھی چھوڑا اور جہاد مین۔ قاتلوا وقتلوا کے فرایض بجالاے۔ انھین سے خداے عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "مین ایسے سچے ایمان والون اور سچے مہاجرین سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا اور ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین" یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین کیے جو ہجرت کے بعد بھی خفیہ دوستانہ پیغام وسلام مشرکین وکفار سے کیا کرتے تھے۔ قولہ تعالیٰ۔ آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت بھی خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے۔

یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر
باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا	(گھر سے) نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی	لے آئے ہو (اللہ) تم ہو کہ اون کے پاس
تسرون الیھم بالمودۃ	چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ
وانا اعلم بما اخفیتم	جو کچھ تم چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو مین اس سے

وما اعلنتم و من یفعلہ منکم — خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص

فقد ضل سواء السبیل — ایسا کرے گا وہ یقیناً سیدھے راہ سے

س الممتحنہ — بھٹک گیا۔

اصحاب ممدوحین اور کفار مشرکین کے باہمی اتحاد و خلوص کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس جن مہاجرین کے نقص ایمان اور ہجرت کی یہ صورت ہو ان پر علما و مفسرین کرام اہلسنت کا آیات فضیلت پر اطلاق کرنا خدائے پاک کے کلام مین تحریف معنوی کرنا ہے۔ حالانکہ خود سبحانہ تبارک و تعالی نے اپنے کلام پاک مین صاف فرما دیا ہے۔

آیات الٰہی کہ مہاجرین کی ہجرت اور جہاد کا امتحان لیا جائیگا۔

"مہاجرین و مجاہدین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مجاہد و مہاجر ہونے کے ہماری خوشنودی اور بشارتون سے کامیاب ہو جائین گے۔

بلکہ ہم پہلے ان کا امتحان لین گے کہ آیا انکی ہجرت ہمارے لیے تھی اور میدان حرب مین "قاتلوا و قتلوا" پر عمل کیا جو ہمارے امتحان مین پورے نکلین گے وہی ہماری نعمتون کے مستحق ہون گے"۔

چنانچہ جو آیتین اس بارہ مین نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ ہین۔

پہلی — ثم ان ربک للذین ھاجروا من — بیشک تمھارا پروردگار ان لوگون کو

بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا — جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیے

ان ربک من بعدھا لغفور — اور صبر کیا ان کی آزمائش کرنے کے بعد

رحیم — سورہ نحل — بخشنے والا اور مہربان ہے۔

دوسری — ام حسبتم ان تدخلوا — کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم بہشت مین

الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین — چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ نے

	جاهدوا منکم ویعلم الصابرین (آل عمران)	بذریعۂ امتحان، نہ اُن لوگون کو جانا تھا جنھون نے تم مین سے جہاد کیا اور نہ اُن لوگون کو جو ثابت قدم رہے۔
تیسری	ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون پ سورۂ توبہ ع	آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ چھوڑ دیے جاؤگے حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگون کو جانچا نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیے اور سوائے اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے اور کسی کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تعالیٰ تمھارے سب کامون سے واقف ہے۔
چوتھی	احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا وھم لا یفتنون (سورۂ عنکبوت)	کیا آدمیون نے گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوٹ جائین گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کی آزمائش نہ کی جائے گی۔
پانچوین	ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم پ ۲۶ سورۂ محمد ع	اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائین گے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین اور تمھارے حالات جانچ لین۔

پس ان آیتون مین تو اللہ جلّشانہ صاف مہاجرین کے نقص ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ اور خود ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ تم یون ہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور صرف ترک وطن ہی پر بہشت مین چلے جاؤگے بلکہ تم آزمائے جاؤگے کہ تم مین سے سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے کون لوگ ہین۔ اور جہاد مین کون ثابت قدم رہے اور کون کون فرار ہوئے۔ اور کون مہاجرین ہین جنھون نے بجز اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے خدا کے دشمنون کو اپنا دوست نہین بنایا۔ اور وہ کون ہین جو ان سے دوستی رکھتے ہین۔ اور چھُپ چھُپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہین۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین فی الدنیا کی ہجرت اور ایمان پر خیال کرنا چاہیے کہ خدائے عزوجل ان کی ہجرت پر کیسے بے اعتباری ظاہر فرماتا ہے۔ اور کس عتاب سے ارشاد کرتا ہے کہ تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین تو گھر سے نکلے اور پھر میرے دشمنون کو دوست بھی رکھتے ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک تو این قیود و شرط وعدۂ مغفرت فرمائے۔ اور آپ فرمائین کہ۔

اللہ جلشانہ مہاجرین سے قطعی وعدہ مغفرت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ بے پوچھے بتائے ان کو

ایسی جنتون مین جگہ دون گا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

الغرض جو مہاجرین خدا کے امتحان مین پورے نکلے وُہی جنات تجری من تحتہا الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب کے مصداق ہین اور جو ناقص الایمان ثابت ہوئے وہ

فقد باء بغضب من اللہ ومأوٰہ جہنم وبئس المصیر

کے حکم مین داخل ہین۔

قال

قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر عمر و عثمان بہشتی کیے گئے

پس اِن آیتون کے دیکھنے والون سے ہم عرض کرتے ہین کہ جن مہاجرین کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہ کون تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے جن کا نام ابوبکر عمر اور عثمان ہے اور کیا گھر بار چھوڑنے والون مین وہ اشخاص نہ تھے۔ جن کو شیعہ بُرا جانتے ہین۔

اور کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے اور کیا یہ اشخاص لاکفرن عنھم سیّاٰتھم کے وعدے سے خارج کر دیئے گیے ہین۔ اے بھائیو اِس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناہون کے ڈھونڈنے مین اوقات ضایع نہ کرو اور اُن کی بُرائیون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ اگر دو چار عیب اُن کے تم نے ڈھونڈھ بھی لیے تو بھی جبتک تم مہاجرین مین ہونے سے انکار نہ کروگے اور جب تک تم اِن کی ہجرت کا اقرار کرتے رہوگے تمھاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور اِس سے اُن کے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونے سے کچھ ضرر نہو گا اِس لیے کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ لاکفرن عنھم سیّاٰتھم یعنی اِن کے گناہون سے درگذر کرونگا اور ضرور اُن کو جنّت مین داخل کرونگا اس لیے کہ وہ میرے پیچھے گھرون سے نکالے گیے میری بدولت رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوئے اور اپنے دوستون کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھ ہوئے۔ اپنے محبوبون سے جدا ہو کر میرے محبوب کے شریک ہوئے۔ پس اِن کا ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ہزارا اعمال لاکھ عبادت اور کرور نیکیون سے بہتر ہے۔

اقول

یہ وعدے انھین مومنین مہاجرین سے ہین جن کے سردار شاہ لافتی کرار غیر فرار ہین جن کے ثبات قدم پر حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین — بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے

یقاتلون فی سبیلہ صفًا — جو اسکی راہ مین اس طرح صف باندھکر لڑتے ہین

کانھم بنیان مرصوص — گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین ہین جنھون نے دنیا کے لیے ہجرت کی اور جہاد سے کراہت اور مفرور ہوتے رہے اور غنیمت لوٹنے مین سب سے آگے۔ طماع اور حریص ایسے تھے کہ بقول جناب شبلی صاحب ؎

"ان کو مشرکین و کفار کے اسلام لانے پر افسوس ہوتا تھا۔ کہ انکا مال ہاتھ سے نکل گیا"

یہ حضرات بوجہ نقص ایمان آیات فضیلت سے مستثنیٰ ہین۔

اور وہ لوگ جن کے اسمائے مبارک حضرت ابوبکر عمر اور عثمان ہین کہنے کو تو مہاجرین تھے مگر ان مہاجرین مین نہ تھے جن کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ اور "لاکفرن عنھم سیاٰتھم کے یعنی ان کی خطاؤن سے درگذر کرون گا" وعدے سے خارج کردیئے گیے اس لیے کہ مدینے مین مال و دولت پاکر عبادت خدا سے غافل ہوگیے تھے۔ اور اس سے ہمارے بھائی کسی طرح انکار کرہی نہین سکتے کیونکہ امام فخرالدین رازی نے آیہ کریمہ الم یان للذین آمنوا کی تفسیر مین خود حضرت ابوبکر کا قول نقل کردیا ہے۔

عن ابی بکران ھذہ الآیۃ — حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین)

قرئت بین یدیہ وعندہ قوم — اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت

من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً — سے روئے آپ نے اُنکی طرف دیکھکر فرمایا ایسے ہی پہلے

شدیدًا فنظر الیھم فقال ھکذا — ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب

کنا حتی قست القلوب — دل سخت ہوگیے۔

پس جبکہ خدائے عزوجل ان حضرات کی نسبت نعتت قلوبھم فرمائے اور بقول جناب امام صاحب خود حضرت ابوبکر اپنے سخت دل ہونے کا اقبال کرین تو ایسی جلی شہادتون کے بعد بجز حضرت شاہ صاحب اور کون ہے جو حفظ قرآن کی نعمت سے ان کو فضیلت دے۔

حضرت ابوبکر کی ہجرت

نیز حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کرنے کا احوال بحوالہ روضۃ الاحباب۔ تحریر مین لایا گیا ہے۔

اثناء راہ مین ابن الدغنہ کافر ملا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کدھر چلے۔ صدیق نے فرمایا کہ تیری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا۔ اُس نے آپ کو تسلی و دلاسا دلاکر کہا میرے ساتھ مکہ واپس چلو مین تم کو اپنی حمایت مین لیتا ہون۔ کیا مجال جو کوئی تم سے کچھ تعرض کرے۔

حضرت صدیق فرحان وشادان اُس کے ہمراہ مکہ چلے آئے۔ ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ابوبکر سے تعرض نہ کرو۔ کیا اس جیسے شخص کو تم شہر سے نکالتے ہو اس پر کفار نے آپ کو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین وکفار رسول اللہ صلعم کے دشمن جان ہوگیے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچاتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوطالبؑ آپ کو شعب ابوطالبؑ مین لے گیے تین سال تک حضرت صلعم اس مصیبت و تکلیف مین رہے۔ اور یہ حضرات اپنی قوم کے ساتھ امن وامان اور عیش وآرام سے تھے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کے حالات یعنی رسول اللہ صلعم سے مخالفت اور رسالت مین شبہہ کرنا۔ سورۂ فتح پر طعن کرنا وغیرہ وغیرہ امور اوپر تحریر ہو چکے ہین۔

پس جن مہاجرین کے ایمان کا یہ رنگ ہو جو اپنے نقص ایمان کے خود ہی قائل ہون جنکی نسبت خداوند عالم۔

فقست قلوبھم وکثیرا منھم فاسقون ؕ	(فرمایا ہے) یعنی اُن کے دل سخت ہو گئے اور بہتیرے ان مین سے فاسق ہین۔
اور :- اولٓئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھوآءھم	اور یہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔ اور اپنی خواہشات کے پیرو ہو گئے ہین۔

فرمائے ؎

وہ لوگ نہ صرف اس ایک آیت سے بلکہ تمام آیات فضیلت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے۔ چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جوابات علماء امامیہ نے دیئے ہین۔ اُن مین جناب تقدس مآب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر فرما چکے ہین کہ۔

"استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ اصحاب ثلاثہ اول امر مومن اند و این از جملہ ممتنعات و محالات ست چہ علماے شاہد دلائل بسیار و اخبار بیشمار کفر و نفاق پیشوایان شمار ادر کتب خود باثبات رسانیدہ اند۔

حضرت ابوبکر و عمر کا مشرکین کیلیے آنحضرت سے سفارش کرنا۔

اب فرمائیے کہ جن اصحاب کی نسبت حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

"آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یونہین چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگون کو نہین جانچا۔ جنھون نے تم مین سے جہاد کئے ہین اور سوائے اللہ کے اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے کسی اور کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے سب کامون سے خوب واقف ہے"۔

وہ کون لوگ تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین میں سے نہ تھے۔ جن کے نام حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ ہین۔ جن کے صدق ایمان کی نسبت شاہ ولی اللہ یہ حدیث روایت کرتے ہین

کچھ لوگ مشرکین سے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ یا محمدؐ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین۔ ہمارے چند غلام آپ کے گروہ مین آ گئے ہین یعنی مسلمان ہو گیے اُن کو دین اور فقہ سے کچھ رغبت نہین ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ہمارے مزرعہ اور مال چھوڑ کر بھاگ گئے ہین آپ اُن کو ہمارے حوالہ کر دین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اِس معاملہ مین کیا کہتے ہو۔ وہ بولے۔ کہ قریش سچ کہتے ہین کہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین اُن کے غلامون کو اُن کے حوالے کر دیجیے۔ یہ بات سُنکر حضرت صلعم کا چہرۂ مبارک غُصّہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ ہان قریش سچے ہین غلام اُن کے واپس کر دیجیے۔ یہ سنکر پھر حضرت کا چہرۂ مبارک بہ سبب غیظ وغضب سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اے قوم قریش۔ بخدا تم پر خداوند تعالیٰ قریش مین سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا کہ اُوس کے دل کا دربارۂ ایمان امتحان سے لیا گیا ہے وہ تم کو یا بعضون کو دین پر قتل کرے گا اور وہ علیؓ ہے۔

کیا یہ لوگ اُس گروہ مین داخل نہین ہین جو رسول اللہ صلعم کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ کیا یہ لوگ اُن آیتون سے جو مفرورین کے حق مین نازل ہوی ہین مستثنیٰ کر دیے گیے ہے حضرات ان آیتون کو پڑھکر اب تم اپنے مہاجرین و انصار کے فرضی وصاف ڈھونڈھنے مین اپنی اوقات ضایع نکرو۔ اور اُنکی فضیلتون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ۔ اگر دو چار باتین اُن کی عہد حکومت کی تم نے بتا بھی دین تب بھی جب تک تم اُنکا فرار بخاری شریف سے خارج اور اِن آیتون سے اِنکار نہ کروگے اور جب تک تم اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری سے اِن کا گستاخانہ رسول اللہ صلعم کو ھذا الرجل لیھجر کہنے کا اقرار کرتے رہوگے

تمھاری یہ ثناخوانی اور مداحی کچھ بھی کام نہ آئیگی کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے کہ۔

"جو لوگ میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبہ و قبیلے کو چھوڑین ان کو لازم ہے کہ جب میدان جنگ مین جائین تو کفار سے ڈر کر بھاگنا تو ایک طرف ان کی طرف اپنی پشت بھی نہ پھیرین۔ اگر کوئی اپنی پشت پھیرے گا تو مین بھی ایسے لوگون سے بڑے عذاب کے ساتھ پیش آؤن گا اور ان کو اچھی سزا دون گا۔ انھون نے ظاہرًا تو مجھے اور میرے رسولؐ اور مومنین کو محبوب کہا۔ لیکن باطنًا کفار و مشرکین کو اپنا محبوب سمجھا۔ اور مین ان کے کامون سے اچھی طرح واقف ہون۔

پس۔ مہاجرین فی الدنیا کا اپنے رسول کو نیزون اور تلوارون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جانا۔ اور حکم رسولؐ کو ہذیان بتانا ایک ایسی معصیت ہے جو سب بداعمالیون سے بدتر ہے اگرچہ اصحاب ممدوحین کا معرکۂ جہاد سے فرار ہونا اہلسنت سے مخفی نہین ہے۔ تاہم علمائے کرام توجیہات و تلبیسات کرکے اُن کی پردہ پوشی کیا کرتے ہین۔

لہذا مین اس موقع پر غزوات بدر۔ اُحد۔ خندق۔ خیبر۔ سریہ وادی الرمل۔ اور حُنین کا مختصر حال کتب حدیث و سیر اہلسنت سے لکھتا ہون۔ جن کے ملاحظہ سے روشن ہو گا کہ ان لڑائیون مین اُن حضرات کے "قاتلوا و قتلوا" کا کیا رنگ تھا۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر

مورخین نے جنگ بدر کا واقعہ یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریان شروع کر دی تھین۔ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہتی تھین۔ حملے کیلیے

سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بند و بست تھا اس لیے اب کے موسم مین قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ تو اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دیدی۔ اسی اثنا مین یہ غلط خبر مکۂ معظمہ مین پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے کو آرہے ہین۔

قریش کے غیظ و غضب کا بادل بڑے زور و شور سے اُٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

سپاہ اسلام و لشکر قریش کا بمقام بدر لڑنا

غرض بارہ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریبًا تین سو جان نثارون کے ساتھ شہر سے نکلے اور بدر کی طرف جدھر سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی خبر رسان آگے روانہ کر دیئے گیے کہ قریش کے نقل و حرکت کی خبر لائین۔ خبر رسان نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہین۔ آنحضرت صلعم یہین رُک گئے اور فوجین اُتر پڑین۔

مکۂ معظمہ سے قریش بڑے سروسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی۔ سو سوارون کا رسالہ تھا۔ رؤسا قریش سب شریک تھے۔ قریش کو قریب بدر کے پہونچکر جب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو سردارون نے کہا اب لڑنا ضرور نہین لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ زہرا اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے باقی فوج آگے بڑھی۔ صحابہ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ اُس مین تشریف رکھین۔ اب دو صفین آمنے سامنے مقابل تھین۔ حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ وکفر و اسلام! اقتباس از سیرۃ النبی مؤلفہ شمس العلما شبلی نعمانی جلد اول۔

لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا

کتب حدیث و سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ وہ قریش سے جنگ کرنا چاہتے ہین یا اُس قافلہ کو جو مال کثیر کے ساتھ شام سے آیا تھا۔ صحابہ مین سے بعض نے جنگ کا مشورہ دیا اور اکثر نے قافلہ کی رغبت دلائی۔

اقتباس عبارت مدارج النبوۃ

اس حال کے متعلق مدارج النبوۃ سے خلاصہ بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔

قافلہ ایشان قافلہ عظیم بود کہ از شام
می آید و اموال قریش در آن بود و امیر
قافلہ ابوسفیان بود چون قریب بدر رسیدند
و خبر بہ رسول اللہ صلعم رسید حضرت گفت
بہ اصحاب کہ قافلہ می آید کہ اموال کثیر با اوست
و عدد اعدا قلیل ست پس بیرون آید
بسوئے آن شاید کہ سامان بخشد شما را خدا تعالی
بہ آن پس جبریل آمد و آنحضرت را از برآمدن
قریش خبر کرد پس آنحضرت روئے مشاورت
باصحاب آورد و گفت خدائے تعالے
وعدہ کرد شما را یکے از دو طائفہ۔ یا
کاروان را یا قریش را و بود کاروان
محبوب تر نزد اصحاب۔ و گفتند بآن حضرت
چرا ذکر نہ کردی تو ما را قتال را تا آمادہ
می شدیم ما برائے آن و ساز میکردیم
آنرا گفت آنحضرت کاروان گذشت
بر ساحل بحر این ابوجہل است روئے
آورده بشما گفتند یا رسول اللہ بگیر کاروان

ایک عظیم الشان قافلہ قریش کا شام سے مال
لیکر آ رہا تھا۔ جس کے سردار ابوسفیان تھے جب
قافلہ بدر کے قریب پہونچا۔
اور رسول اللہ صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے
اصحاب سے فرمایا کہ ایک قافلہ آ رہا ہے
جسکے ساتھ مال کثیر اور جمعیت کم ہے اگر تم چل کر
اُسکو روکو تو کیا عجب ہے کہ وہ سامان تمہارے
ہاتھ آئے پس جبریل نازل ہوئے اور قریش
کے بڑھ آنے کی خبر دی آنحضرت صلعم نے بطریق
مشورہ اصحاب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ
خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے دو گروہ میں سے ایک
تمہارے ہاتھ آئیگا قافلہ قریش یا کاروان
چونکہ اصحاب کی رغبت کاروان کی طرف تھی
اس لیے اُنھوں نے عرض کی یا حضرت آپ نے
اُسوقت کیوں نہ فرمایا اگر ہم کو اسکی خبر معلوم
ہوتی تو ہم جنگ کے لیے مسلح ہوکر نکلتے آپ نے
فرمایا کہ قافلہ کاروان تو دریا کے کنارے سے
نکل گیا اب ابوجہل تمھارے مقابلہ کو آ رہا ہے۔

راہ بگذار قتال را پس در غضب آمد	اسپر اصحاب نے عرض کی یا حضرت جنگ تو ملتوی
رسولخدا صلعم پس باستاد ابوبکر و گفت سخن	رکھیے اور کاروان کا تعاقب کیجیے یہ سنتے ہی
وخوب گفت پس باستاد عمر و گفت سخن	جناب رسولخدا صلعم غضبناک ہوئے پس ابوبکر نے
وخوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را	کھڑے ہو کر عمدہ گفتگو کی اور ان کے بعد عمر نے
سخنان ایشان و دعائے خیر کرد ایشان را۔	بھی گفتگو کی آنحضرت صلعم کو انکی گفتگو پسند آئی اور انکے
پس باستاد سعد بن عبادہ و گفت نظر کن و فکر کن	حق میں دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور
یا رسول اللہ در کار خود پس بخدا سوگند	عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا کام کریں قسم بخدا اگر
اگر سیر می کنی تو تا عدن تخلف نمی کنند از	آپ عدن تک سفر فرماویں تو انصار میں سے کوئی شخص
ہیچ مردے از انصار پس دعائے خیر کرد	آپ کی اعانت و ہمراہی سے منہ نہ موڑیگا
او را رسول خدا پس باستاد مقداد	حضرت نے اُن کو بھی دعائے خیر دی پھر مقداد
بن عمرو گفت ما با تو ایم یا رسول اللہ	بن عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ہر جگہ ہم
ہر جا کہ بروے نمی گویند ترا چنانکہ بنی اسرائیل	آپ کے ساتھ رہیں گے اور ہم آپ سے
	وہ نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
با موسیٰ۔	
اذهب انت وربك فقاتلا	(تم۔ اور تمھارا خدا دونوں جا کر ان سے)
انا ههنا قاعدون بلکہ میگوییم	لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ یہ عرض کریں گے
اذهب انت وربك فقاتل	کہ اگر آپ اور آپ کا خدا (کفار) سے لڑے
انا معكم مقاتلون سوگند بخدائے کہ	تو ہم آپ کے ساتھ اُن سے لڑیں گے۔
فرستادہ است ترا بحق میرویم و جلادت	قسم بخدا جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا
می کنم با تو ہر جا میروی اگرچہ تا برگ غماد ہری	ہے ہم آپ کے ہمرکاب برگ غماد تک کہ

وآن شہریست از شہرہائے حبش پس تبسم کرد آنحضرت ودعائے خیر کرد او را پس گفت سعد بن معاذ ما ایمان آوردہ ایم وتصدیق کردیم ترا وشاہدیم بر آن کہ ہرچہ آوردۂ تو از نزد خدا حق ست ودادیم ترا برین تصدیق عہد ہائے خود را ومواثیق خود را بر سمع و طاعت وفرمان برداری پس برو یا رسول اللہ ہر جا کہ می خواہی سوگند بآن خدا کہ فرستادہ است ترا بحق اگر میروی تو می در آری ما را در دریا می در آیم ما در آن ما از صابرانیم وصادقانیم بہ ہارا ہر جا کہ می خواہی پس مسرور شد آنحضرت باین سخن سعد ودر نشاط در آورد او را این سخن۔ (مدارج النبوۃ مطبع مظہر العجائب ۱۲۶۹ ہجری)

وہ شہر ہے (ملک حبش مین) چلنے اور لڑنے مرنے کو حاضر ومستعد ہین۔ پس آپ نے خوش ہو کر اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن معاذ نے عرض کی کہ یا حضرت ہم آپ پر ایمان لائے ہین آپ بیشک پیغمبر برحق ہین۔ اور آپ کا جو ارشاد ہے وہی خدا کا ہے ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہین کہ آپ جہان چاہیے چلیے ہم آپ کے مطیع اور فرمان بردار ہین خدا کی قسم ہے اگر آپ ارشاد فرمائینگے تو ہم سمندر مین کود پڑین گے۔ ہم اپنے قول کے سچے اور مصیبت مین ثابت قدم ہین۔ آنحضرت اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔

خیالات اصحاب دربارۂ مشورہ

اس روایت کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے حضرت سعد بن عبادہ وحضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے مشورے تو تصریح وتوضیح بیان فرمائے۔ اور حضرت ابو بکر وعمر رض کے مشورے کے متعلق صرف اس نکتہ پر (گفت سخن و خوب گفت وخوش آمد آنحضرت را ودعائے خیر کرد ایشان را) کفایت کی۔ مگر یہ معما ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ وہ سخنہا خوب کیا تھے۔ اگر خوب تھے تو کیون راز مین رکھے گئے اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ؎

بیخودی بے سبب نہین غالبؔ　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم اس فکر مین تھے کہ یہ معما کس طرح حل ہو۔ آخر کار تفسیر دُرِ منثور اور بخاری و صحیح مسلم وغیرہ سے وہ راز فاش ہو گیا کہ ان سخنہائے خوب کا یہ مطلب تھا کہ جنگ نہ ہو۔ اور ان حضرات کے مشورون پر رسول اللہ صلعم خوش نہین ہوئے بلکہ غیظ و غضب سے دونون رخسار مبارک سرخ ہو گیے اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ سے دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) حدثنا ابو بکر ابن ابی شیبہ ثنا عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان قال فتکلم ابو بکر فاعرض عنہ ثم تکلم عمر فاعرض عنہ فقام سعد بن عبادہ فقال ایانا ترید یا رسول اللہ والذی نفسی بیدہ لو امرتنا ان نخیضها البحر

یعنی انس کہتے ہین کہ جب رسول اللہ صلعم کو ابو سفیان کے بڑھ آنے کی خبر پہونچی تو آپ نے لوگون سے مشورہ کیا۔ پہلے ابو بکر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت عمر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا حضرت کیا آپ ہم سے فرماتے ہین۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ مین ہماری جان ہے اگر آپ حکم فرمائین تو ہم سمندر مین کود پڑین۔ آپ حکم دین

لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اكبادها الی	تو ہم برک الغماد تک جانے کو
برك الغماد لفعلنا صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مصر	موجود ہین۔
(۲) ثم سار رسول الله صلی الله علیه	یعنی حضرت تشریف لیجا رہے تھے
وسلم لا يلقاه خبر ولا يعلم	اور کوئی خبر آپکو نہ معلوم ہوئی کہ قریش
بنفرة قريش فقال رسول الله	آرہے ہین کہ نہین تب حضرت نے
صلی الله علیه وسلم اشیروا علینا	فرمایا ہمکو اس بارہ مین مشورہ دو ابوبکر
فی امرنا مسیرنا فقال ابوبكر یا رسول	نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تمام روے
الله انا اعلم الناس بمسافة الارض۔	زمین کی خبر ہے۔
اخبرنا عدی بن ابی الزغباء	عدی بن الزغبا نے خبر دی ہے کہ
ان العير كانت بوادی كذا وكذا	وہ لشکر فلان وادی مین ہے تو ہم
فكانا وایاهم فرسا رهان الی	اور وہ بدر تک آگے پیچھے پہنچا
بدر ثم قال اشیروا علی فقال	چاہتے ہین پھر حضرت نے مشورہ
عمر بن الخطاب یا رسول الله	چاہا تو عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ
انها قریش وعزها والله	یہ قریش ہین اور قسم خدا کی جب سے
ما ذلت منذ عزت ولا امنت	انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل
منذ كفرت والله لیقاتلنك	نہین ہوئے اور جب سے انھون نے
فتاهب لذلك اهبته واعده	کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے قسم خدا کی
لم عدته فقال رسول الله	وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے
اشیروا علی فقال	تو آپ پورے طور پر آمادہ اور مستعد ہو جائیے

المقداد بن عمرو انا لانقول
لك كما قال اصحاب موسیٰ
اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون ولكن
اذهب انت وربك فقاتلا
انا معكم متبعون
(درمنثور جلد سوم صفحہ ١٦٥)

اور پورا سامان اُس کے لیے کر لیجیے۔
پھر آنحضرت نے فرمایا مشورہ دو مقداد
نے کہا ہم تو وہ نہین کہین گے جو بنی اسرائیل
نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور
تمہارا خدا جا کر مقابلہ کرو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین سب آپ کے
اور آپ کے رب کے تابع ہین۔

(٣) روی ابن مردویہ ایضا من
حدیث محمد بن عمرو بن علقمہ
بن وقاص اللیثی عن ابیہ عن
جدہ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر حتی
اذا کان بالروحاء خطب الناس فقال
کیف ترون فقال ابو بکر یا
رسول اللہ انهم بمکان کذا وکذا
قال ثم خطب الناس فقال
کیف ترون فقال عمر مثل قول ابی بکر ثم
خطب الناس فقال کیف ترون فقال سعد
بن معاذ یا رسول اللہ ایانا ترید فو الذی

ابن مردویہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے
تو بمقام روحا پہونچکر لوگوں سے
اس باب مین گفتگو کی حضرت ابوبکر
نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر ملی
ہے کہ مشرکین اس قدر ہین۔ اور
اس قدر ہین حضرت نے پھر اس بارہ مین
گفتگو کی کہ تمہاری کیا رائے ہے تو عمر نے
وہی بات کہی جو ابوبکر نے کہی تھی۔
پھر آپ متوجہ ہو کر استفسار فرمانے لگے
تو سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپ ہم سے مخاطب ہین قسم اُس خدا کی

اكرمك وانزل عليك الكتاب ما سلكتها
قط ولا لي بها علم ولئن سرت حتى
تاتي برك الغماد من ذي يمن لنسيرن
معك ولا نكون كالذين قالوا
لموسى اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون ولكن
اذهب انت وربك فقاتلا
انا معكما مقاتلون

در تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان
جلد چہارم صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مصر سورۂ انفال

(۴) عن طارق عن عبد الله بن
مسعود قال لقد شهدت من المقداد
مشهدا لان اكون انا صاحبه
احب الي مما في الارض من شيء
كان رجلا فارسا وكان
رسول الله صلعم اذا غضب احمارت
وجنتاه فاتاه المقداد على
تلك الحال فقال ابشر يا رسول
الله فوالله لا نقول لك كما قالت

جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا ہے اور آپ پر
کتاب نازل کی ہے ہم کو اُس کا علم نہین ہے
لیکن اگر آپ برک الغماد تک جو یمن
مین ہے تشریف لے چلین تو ہم آپ کے
ساتھ ہین ہم اُن لوگون مین سے نہین
ہین کہ جنھون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا
کہ تم اور تمھارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم کہین گے کہ اگر آپ اور
آپ کا خدا جدال و قتال کرے تو ہم آپ کے
ہمراہ جنگ کرنے والون مین سے ہین۔
ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے مقداد کی
ایک ایسی فضیلت دیکھی کہ اگر میرے لیے
ہوتی تو روئے زمین کی تمام دولت سے
بڑھکر تھی مقداد ایک مرد شہسوار تھے۔
اور رسول اللہ کو جب غصہ آجاتا تھا تو
دونون رخسارہ سُرخ ہوجاتے تھے ایسی
حالت مین مقداد حضرت کے پاس آئے
اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال
نہ فرمائیے واللہ ہم آپ سے وہ کلمہ نہ کہین گے

بنو اسرائیل لموسی اذهب انت و	جو بنی اسرائیلؑ نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ
ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون	تم اور تمھارا خدا دونوں جا کر کافروں سے
ولكن والذی بعثك بالحق	جہاد کرو "ہم تو یہاں بیٹھے ہیں"۔ بلکہ قسم ہے
لنكونن من بین یدیك ومن	اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق کیا ہے
خلفك وعن یمینك وعن شمالك	جب تک خدا آپ کی فتح نہ کرے گا ہم آپ کے
او یفتح الله لك	آگے آگے رہیں گے۔ ہم آپ کے پس پشت
از تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۳۰۱ مطبوعہ جرمن سنہ ۱۸۸۱ء	رہیں گے۔ آپ کے دہنے بائیں رہیں گے۔
(۵) فقال سعد بن معاذ لئن سرت	سعد بن معاذ نے عرض کی جہاں
حتی تاتی برك الغماد من ذی یمن	جی چاہے چلیے جس سے جی چاہے میل کیجیے
لنسیرن ولا نكون كالذین قالوا	جس سے جی چاہے قطع تعلق کیجیے جس سے
لموسی فذكره وفیه لعلك خرجت	جی چاہے صلح کیجیے جس سے جی چاہے
لامر فاحدث الله غیره فامض	جنگ کیجیے اور جس قدر جی چاہے ہمارے
لما شئت وصل من شئت واقطع	مال اور اسباب میں سے لیجیے۔
حبال من شئت وسالم من شئت وعاد	(از فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ)
من شئت وخذ من اموالنا ما شئت	(باب قولہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم)
(۶) حدثنا ابو نعیم حدثنا اسرائیل	ابو نعیم نے طارق بن شہاب سے روایت کی
عن مخارق عن طارق بن شهاب	ہے کہ میں نے ابن مسعود سے سنا ہے وہ کہتے
قال سمعت ابن مسعود یقول شهدت	ہیں مقداد بن اسود کی ایک ایسی فضیلت
عن المقداد بن الاسود مشهدا	دیکھی اگر وہ بات مجھکو حاصل ہوتی تو

لان اكون صاحبه احب الي	اُس کے مقابلہ مین کسی نیکی کو نہ سمجھتا ہے
مما عدل به اتى النبي صلى الله عليه	زیادہ وہ مجھے پسند ہوتی وہ یہ ہے کہ
وسلم وهو يدعو على المشركين	آنحضرت صلعم مشرکون پر بد دعا کر رہے تھے
فقال لا نقول كما قال قوم موسى	اتنے مین مقداد آن پہونچے اُنھون نے
اذهب انت وربك فقاتلا ولكنا	عرض کی یا رسول اللہ ہم وہ نہ کہین گے
نقاتل عن يمينك وعن	جو حضرت موسیٰ کی قوم نے اُن سے کہا تھا
شمالك وبين يديك و	کہ تم اور تمھارا پروردگار دونون جاکر
خلفك فرأيت النبي صلى الله	جبارین سے لڑو" ہم تو آپ کے
عليه وسلم اشرق وجهه وسره	داہنے طرف اور بائین طرف سامنے ہون گے
يعني قوله بخاري كتاب	یا جہان آپ کا دشمن ہوگا اُس سے
المغازي	لڑین گے۔ ابن مسعود کہتے ہین مین نے دیکھا
باب قوله تعالى اذ تستغيثون	کہ مقداد کے اس کلام سے آنحضرت صلعم کا
غزوہ بدر	چہرۂ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش
ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب	ہوگئے۔
(٧) عن انس ان رسول الله صلعم	انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
شاور حين بلغه اقبال ابي سفيان	علیہ وآلہ وسلم کو ابو سفیان کے آنے کی
قال فتكلم ابو بكر فاعرض عنه فتكلم عمر رض فاعرض	خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا
عنه فقام سعد بن عبادة فقال ايانا	حضرت ابو بکر بولے تو آپ نے توجہ نفرمائی۔
تريد يا رسول الله والذي نفسي	پھر عمر بولے آپ نے اُن کی طرف بھی توجہ کی

بيده لو امرتنا ان نخيضها البحر
لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اكبادها
الى برك الغماد لفعلنا فندب
رسول الله صلعم الناس فانطلقوا
حتى نزلوا بدرا۔

پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ
کیا آپ کا رُوے خطاب ہم انصار کی طرف ہے،
خدا کی قسم اگر آپ دریا مین سواری ڈالنے کا
حکم دین تو ہم ڈال دین گے۔
انس کہتے ہین اسکے بعد آپ نے
شرکت جنگ کی دعوت دی لوگ چل پڑے
اور بدر پر آ اُترے۔

از سيرة النبى
صفحہ ٢٥٦ جلد اول

(یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے)

اللہ جلشانہ نے جنگ بدر کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ چنانچہ قافلہ کاروان قریش کے حال مین یہ آیتین ہین۔

كما اخرجك ربك من
بيتك بالحق وان فريقا من
المؤمنين لكرهون ٥ يجادلونك
فى الحق بعد ما تبين كانما
يساقون الى الموت وهم
ينظرون ٥ واذ يعدكم
الله احدى الطائفتين
انها لكم وتودون
ان غير ذات الشوكة

تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ (تمھارے
نکل کھڑے ہونے سے اُسوقت بھی) ناخوش تھا کہ وہ
لوگ حق ظاہر ہوے پیچھے تمھارے ساتھ حق بات
مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا انکو
(زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو
(آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین اور (مسلمانون یہ
وہ وقت تھا) جب خدا نے تمسے وعدہ فرمایا تھا کہ
(مشرکین مکہ کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی سی (بھی)

آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ گھر سے نکلنے پر ڈرتا تھا گویا وہ موت کی طرف ڈھکیلے جارہے ہین۔

تکون لکم ویرید اللہ ان
یحق الحق بکلمتہ ویقطع
دابر الکفرین لیحق الحق
ویبطل الباطل ولوکرہ المجرمون ۵
سوۂ انفال

ایک تمھارے ہاتھ آجائے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ جسین
(لڑنے کا) بوتہ نہیں ہے وہ (یعنی قافلہ کاروان) تمھارے
ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو
قائم کرے اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے تاکہ حق کو حق اور
ناحق کو ناحق کر دکھائے گو کافرونکو براہی (کیون) نہ لگے۔

ان آیات پاک کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی یہ تحریر فرماتے ہین۔

تفسیر آیات متذکرۂ بالا۔

آوردہ اند کہ کاروان قریش با متاع
بسیار از شام بازگشتہ بودند و ابوسفیان یا
بعضے از صنادید عرب سرداری آن قافلہ می نمود جبرئیل
بیاید حضرت را خبر داد و آنحضرت صورت حال بومنان
بازگفت و ایشان از بسیارے مال و اندک رجال
مائل شدند باآنکہ سر راہ بر کاروان گیرند پس بدین
قصد از مدینہ بیرون آمدند و ابوسفیان
خبر یافتہ ضمضم غفاری را جہت استمداد
از قریش بمکہ فرستاد و خود کاروان از
بیراہ رد بمکہ نہاد و ابوجہل بعد از رسیدن
ضمضم با بسیارے از مردم از مکہ بمدد
کاروان بیرون آمدے متوجہ بدر شدند
وحضرت پیغمبر در وادیٔ زفران بود

مذکور ہے کہ ایک قافلہ قریش جسکا قافلہ سالار
ابوسفیان تھا یا بعض دوسرے شجاعان عرب سے بہت سا
مال و متاع لیکر شام سے واپس آیا تھا۔ جبرئیل نے
آنحضرت کو اور آپنے مسلمانون کو مطلع فرمایا وہ
بوجہ کثرت مال و قلت مردمان اُس قافلہ کی طرف
مائل ہوئے کہ سر راہ اُس قافلہ کو روکین پس اس قصد سے
مدینہ سے نکلے ادہر ابوسفیان نے خبر پاکر ضمضم غفاری
کو قریش سے مدد طلب کرنے کو مکہ بھیجا۔ اور
خود قافلے کو نئے راہ سے مکہ کو چلا ضمضم
غفاری کے پہونچنے پر ابوجہل بہت جمعیت
کے ساتھ قافلہ کی مدد کے لیے مکہ سے
چلا اور بدر پہونچا۔ آنحضرت صحرائے
زُفران مین تھے۔

که جبرئیلؑ بیامد و از آمدن لشکر کفار خبر داد	کہ جبرئیلؑ آئے اور لشکر کفار کی آمد سے
آنحضرت صحابہ را فرمود شما ملاقات	خبر دی آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا
کاروان را دوست میدارید یا مقابلہ	کہ تم لوگ قافلہ کے خواہشمند ہو یا کفار
کاروان را۔ بعضے گفتند که ما حرب را	سے لڑائی کو پسند کرتے ہو بعض نے کہا
آمادہ نیستیم اگر کاروان بدست افتد	کہ ہم جنگ کے لیے تو تیار نہین ہین
مناسب تر است حضرت پیغمبر ازین	اگر قافلہ ہاتھ لگے تو اچھا ہے یہ سنکر حضرت
سخن متغیر شد و کبار مہاجرین و انصار	غضبناک ہوئے مگر سر برآوردہ مہاجرین
حرب را اختیار کردند پس حق سبحانہ تعالے	و انصار نے جدال و قتال کو پسند کیا۔ اسپر
پیغمبر خدا را می فرماید که ترا خدائے بموضع	حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کو یون مطمئن
بدر که مصارع کفار ست خواہد برد۔	فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ہمارے تم کو تمھارا
چنانکہ بیرون آوردہ ترا پروردگار	پروردگار اُسی طرح مقام بدر پر جو راہ گذر
تو از خانۂ تو که مدینہ است برائے جنگ	کفار ہے پہنچا دے گا جس راستے اور ثواب
با کفار براستی و ثواب و بدرستیکہ گروہے	کے ساتھ تم کو جنگ کفار کے لیئے تمھارے
من المومنین از گردیدگان ہر آئینہ کارہ	گھر سے جو مدینہ مین ہے نکالا ہے اور یہ تحقیق ہے
اندر رفتن بدر را گویا راندہ میشوند	کہ ایک گروہ المومنین مسلمانون سے اہل بدر۔ بدر جانے
بسوے مرگ بیاد کنید آنرا که وعدہ داد	ضرور جان چھپاتا ہے اور اسوقت کو بھی یاد
شما را خدائے یکے از دو گروہ یا کاروان	کرو کہ جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو
یا لشکر کافران که آن طائفہ شما راست	قافلون مین سے ایک قافلہ تمھارے ہاتھ
و شما دوست میدارید آنکہ غیر خداوند	لگے گا یا قافلہ کاروان کا یا قافلہ قریش کا وہ

شوکت وسلاح یعنی کاروان یا شد۔
پس شما آسان تر را می خواہید۔
وی می خواند خدا آنکہ ثابت گرداند
حق را بہ آیاتے کہ در باب محاربہ ذات
شوکت فرستادہ یا بوعدہ ہائے فتح
وظفر کہ پیغمبر خود را دادہ یا بہ کلماتے
ازلی کہ در قتل واثر ایشان در لوح
محفوظ نوشتے ببرد وبرکند بنیاد کافران را
مستاصل سازد ومعاندان را تا ظاہر کند
دین اسلام را بقتل ایشان یا نصرت
دہد پیغمبر خود را وزائل گرداند کفر را یا
ضعیف سازد امر مشرکان را و اگرچہ
نخواہند وکارہ باشند آنرا کافران۔
(در تفسیر حسینی صفحہ ۲۴۳)
(مطبوعہ نولکشور)

شان شوکت سے ہے اور تم اُس قافلہ کو
جس مین تھوڑے لوگ ہین اور جو آلات
حرب وضرب سے آراستہ نہ تھا چاہتے تھے
اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے اُن آیات کی
تم کو تصدیق کرادے جو اُس شاندار
جنگ کے متعلق نازل فرمائین تھین یا وہ
وعدے نصرت کے جو اپنے پیغمبر سے کیئے تھے
یا وہ کلمات ازلی جو لوح محفوظ مین تحریر ہین
اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرے
اور کافرین معاندین کو قتل کرا کے اُن کی
بیخ وبنیاد اُکھاڑ دے اور اپنے پیغمبر کو نصرت
دے اور دین و اسلام کو ظاہر کرائے اور
کفر کو زائل اور مشرکین اور کافرین کی تدابیر کو
پست کر دے اگرچہ اُن کو ناگوار رہی
کیون نہو۔

تقابل اصحاب دربارۂ ایمان

ان روایتون اور تفسیرون اور خدا کی آیتون سے مہاجرین کی صحت ہجرت کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ۔

ابو سفیان کا قافلہ جس مین مال تھا وہ تو آگے نکل گیا ابو جہل ایک لشکر کثیر قریش کا لے کر بڑے ساز سامان سے مسلح ہو کر آپ سے لڑنے کو آرہا ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے صحابہ سے

مشورہ کیا کہ تم اس قافلہ کو جس مین مال ہے لینا چاہتے ہو یا کفار سے جہاد کرنا تو ان مہاجرین
اور انصار سے اکثر لوگ یہ فرماتے ہین (یا رسول اللہ بگیر کاروان وبگذار قتال را)
اور حضرت افضل الصحابہ اور حضرت عمر نے وہ مشورہ دیئے جو باعث ناراضی خدا ؤرسول ہوئے ۔

اس موقع پر حضرت عمر کے اس شورے کے جانب بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جو انھون نے اسلام لاتے ہی رسول اللہ صلعم کو دیا تھا جیسا کہ آیات بینات مین ہے کہ

حضرت عمر نے اسلام لاتے ہی پیغمبر خدا سے کہا کہ بتون کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی
عبادت درپردہ ۔ یہ مناسب نہین ہے ۔ آیئے خانہ کعبہ کو چلیئے اور بالاعلان نماز ادا کیجیے ۔

اب غور فرمائین کہ وہان تو زبان سے باین شد و مد اپنا ایمان جتلاتے ہین اور جب انھین مشرکین سے پالا پڑا تو اسوقت یہ مشورہ دیتے ہین ۔

یارسول اللہ یہ قریش ہین قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے
اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے ۔

غرض حضرت مقداد ۔ سعد بن عبادہ ۔ اور سعد بن معاذ ۔ نے جو مشورہ دیا ۔ جناب رسولخدا صلعم اس سے خوش ہوئے ۔ بخلاف اس کے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے مشورہ پر آنحضرت صلعم کو اس قدر غیظ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور بکراہت اُن کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا ۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دونون گروہ مین کس کا مشورہ دلیل ایمان ہے ۔ اور کن حضرات کا خدا و رسولؐ کی مرضی کے خلاف ۔ مہاجرین سے کس کی نیت لوجہ اللہ تھی اور کس کی مال و دولت کے لیئے ۔ اور خدائے عزّ و جل کے اس ارشاد سے ۔

واذ یعدکم اللہ احدی — جب خدا تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ

الطائفتين انها لكم	(مشرکین کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی
وتودون ان غير ذات	(سی) ایک تمھارے ہاتھ آئیگی اور تم چاہتے تھے
الشوكة تكون لكم	کہ جس مین (لڑنے کی) قوت نہین ہے (یعنی قافلہ
ويريد الله ان يحق الحق	کاروان) وہ تمھارے ہاتھ آجائے اور اللہ یہ چاہتا
بكلمته ويقطع دابر	تھا کہ اپنے حکم سے حق کو قایم کرے (یعنی دین)
الكفرين ۔	اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے ۔

کون مہاجرین مراد ہین ۔

اَحْوالِ جنگ

اقتباس روضۃ الصفا

اب جنگ کا حال سنئے جس کا اقتباس تاریخ روضۃ الصفا سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اوّل این غزوہ بود کہ انصار بدان	یہ پہلی لڑائی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ
فائز گشتند و بسیارے از صحابہ عظام بتصور	انصار اس مین شریک ہوئے لیکن بہت سے
آنکہ مرتب برین عزیمت بجز اخذ غنیمت امرے	اصحاب کبار اس جنگ مین اس خیال سے
نہ محاربہ با دائے ملت ازین سفر تخلف نمودہ	کہ اس سفر مین جنگ نہو گی ہمراہ نہوئے
در مدینہ توقف فرمودند منجملہ آن ہشت نفر کہ	اور مدینہ مین رہ گئے ۔ ان مین سے آٹھ
باشارت حضرت بنابر سرانجام مہام و بعذر مرض	اشخاص ضرورتون کی وجہ سے بایماء آنحضرت
تخلف نمودہ در جنگ گاہ حاضر نہ گشتند از جملہ	صلعم حاضر نہین ہوئے ۔ جن مین
ہشت نفر یکے عثمان بن عفان بود کہ برائے	عثمان بن عفان بھی تھے جو اپنی

تیمارداری زوجۂ خویش دختر پیغمبر فرموده	زوجہ کی تیمارداری کے لیئے
حضرت در مدینه توقف نمود مجموع سپاه	مدینہ مین رہے۔ سپاہ کی تعداد
سه صد و هفده تن بودند۔ حضرت مقدس	تین سو سترہ (۳۱۷) اشخاص تھی آنحضرت
نبوی بر سر چاه آخرین بدر که جنگ در آنجا	صلعم نے بدر کے آخری چاہ پر جہان
واقع شد نزول فرمود۔	لڑائی واقع ہوئی تھی نزول فرمایا۔
نقل است که چون آنحضرت به عریش	نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
در آمد روئے نیاز بہ بارگاه کارساز	عریش پر رونق افروز ہوکر بارگاہ
آورده دست مبارک بدعا بر داشت	ایزدی مین عرض کیا بارخدایا تونے
و سه نوبت گفت الٰہی اگر مشرکان را برین	جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور اہل سلام
گروه غالب خواہی گردانید دین تو قائم	کو فتح دے اگر گروہ مشرکین کو اسلام پر
نخواہد ماند اے خداوند سزائے پرستش	غالب کردے گا تو تیرا دین قائم
به آنچه وعده دادی وفا نمائی۔ گویند که حضرت	نہ رہے گا۔
ختم الانبیاء چندان مبالغه در تضرع و دعا	حضرت صلعم مناجات مین اس درجہ
فرمود که ردائے اطہر از دوش آنحضرت	محو ہوئے کہ چادر دوش مبارک سے
بافتاد و ابوبکر صدیق ردائے اطہر را	گر گئی۔ حضرت ابوبکر نے اس چادر کو
برداشته بر دوش مقدس انداخت	اٹھا کر دوش مبارک پر
و بازوہائے حضرت در بغل گرفته گفت	ڈال دیا اور حضرت صلعم کا
کافی است آنچه از خدائے خویش	بازو تھام کر کہا کہ جو کچھ
مسئلت نمودی۔ زود باشد که	آپنے خدا سے التجا کی ہے

خداوند عزوجل وعده خویش با تو راست گرداند	خدا اپنا وعده پورا کرے گا۔
(۳) روایت است که حضرت علیہ السلام	حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلعم پر
خواب سبک در عریش بر حبیب خویش	خواب کی سی حالت طاری کردی تھی۔
گماشت ابوبکر آنحضرت را بیدار	حضرت ابوبکر نے آپکو بیدار کردیا۔
ساخت۔ گفت یا رسول اللہ مشرکان	اور کہا یا رسول اللہ مشرکین ہمارے
بما نزدیک رسیدند حضرت از خواب	قریب آپہونچے۔ رسول اللہ صلعم نے
در آمد فرمود که یا ابابکر نصرت خدا	فرمایا اے ابوبکر خدا کی مدد بھی آگئی
رسید آنگاه از عریش بیرون آمد	پھر حضرت صلعم عریش سے باہر تشریف
و اہل اسلام را بر حرب عبدۂ اصنام	لائے اور لشکر اسلام کو جنگ کرنے کی
تحریص نموده فرمود که ہر کس مشرکے را	ترغیب و تحریص کی اور فرمایا کہ جو کوئی
بکشد سلیب القتل از ان او باشد	جس مشرک کو قتل کرے گا اُس کا مال
گفت بدان خدائیکه نفس محمدؐ بید	اُسی کو دیا جائے گا۔ بخدا جس کے
قدرت اوست که ہیچ مرد با ایشان	ید قدرت مین میری جان ہے جو شخص
جنگ نکند که چون او را بکشند	صرف خوشنودی اور رضائے الٰہی کی
در حالتیکه طالب ثواب و رضائے	نیت سے لڑے اور قتل کرے اور
حق تعالیٰ بوده باشد و روے	فرار نہو وہ ہمیشہ جنت مین رہے گا
بگریز نیاورده باشد مگر آنکه بہشت	جب دونوں لشکر مقابل ہوئے
جاودان او را باشد گویند چون	جناب رسول اللہ صلعم
تلاقی فریقین دست داد خواجۂ کائنات صلعم	نے حضرت حمزہ

وعلیؑ وعبیده بن الحارث به محاربه
مشرکان نامزد فرمود علیؑ به زخم تیغ
نیز ولید را از پاے در آورده حمزہؓ
به شمشیر خونریز عتبه را بدوزخ فرستاد
وعبیده در وادی صفرا به ریاض
رضوان خرامید و هم در آنجا مدفون
گشت از مرتضیٰ علیؑ روایت ست
که گفت سه نوبت از معرکه بیرون آمده
بعریش در رفتم که از رسولؐ خبرے
گیرم و در هر بار آنحضرت را در سجود
یافتم که می گفت یا حیّ یا قیوم برحمتک
استغیث باری تعالیٰ فتح و نصرت
ارزانی داشت و نیز از حضرت
امیر المومنین علیؑ منقول ست که گفت
در روز بدر بادِ صعب در وزیدن
در آمد که هرگز به صعوبت آن مشاهده
نه کرده بودم و بعد ازان بادے دیگر
مانند آن پیدا شد در عقب آن
دیگرے مثل باد سابق اوّل جبرئیل بود

اور عبیدہ کو اور حضرت علیؑ کو
مشرکین سے مقابل ہونے کا حکم
دیا۔ حضرت علیؑ نے ولید کو اور
حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم
کیا اور عبیدہ شہید ہو گئے اور
اسی جگہ دفن ہوے۔
حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مین حالت
جنگ مین تین مرتبہ رسول اللہ صلعم
کی خیریت لینے کو عریش پر آیا دیکھا
کہ حضرت صلعم سربسجود ہین اور
فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہین۔
اور یہ بھی فرمایا کہ بدر کے دن ایسی
تیز ہوا چلی کہ مین نے اس سے پہلے
کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد
پھر دوسری ہوا اور اس کے بعد
اور ایک ہوا چلی۔ ان مین
ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ پہلے حضرت جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ

به هزار فرشته. دوّم میکائیلؑ به هزار
فرشته سوّم اسرافیلؑ بود به هزار فرشته
نوفل بن خویلد در روز بدر نعره می زد که ای
معشر قریش امروز روز رفعت و علامت
و چون دید که قوم به هزیمت رفتند
فریاد برآورد که ای آل انصار
شما را از کشتن ما چه فائده ما را اسیر
کنید و خون بها بستانید درین عرصه
حیدر کرار پیش آمد چون نوفل دید
که علیؑ متوجه اوست با جبار گفت
که ای برادر انصاری به لات و عزیٰ
که مردی را می بینم که قصد من دارد
بگو این کیست جبار گفت که این علیؑ
بن ابیطالبؑ ست نوفل گفت
که و الله در کشتن قوم خویش هیچ کس را
شریف تر ازین شخص ندیدم و مرتضیٰ
علیؑ رسیده شمشیر بجانب نوفل
انداخت و شمشیر در سر نوفل محکم شد.
آنگاه علی مرتضیٰ تیغ خود را از سر او

اور تیسرے اسرافیلؑ تھے۔ نوفل
بن خویلد نعرہ مارتا تھا کہ اے
قریش آج رفعت اور مرتبت
حاصل کرنے کا دن ہے جب اُس نے
دیکھا کہ اُس کے گروہ نے ہزیمت پائی
تو یہ فریاد کی اے آل انصار ہم کو قتل
کرنے سے کیا فائدہ قیدی بناکر خون
بہا لے لو۔ اتنے مین اُس نے حیدر
کرار کو دیکھا کہ اُس کی طرف آرہے
ہین۔ اور جبار سے کہا اے بھائی
لات و عزیٰ کی قسم ہے کہ مین اُس
مرد کو دیکھتا ہون جو میرے قتل کو آرہا ہے
بتاؤ یہ کون شخص ہے کہا کہ یہ علی بن
ابیطالبؑ ہین۔ نوفل نے کہا کہ واللہ
مین نے اپنی قوم کا قاتل اس شخص
سے بڑھکر کسی اور کو نہین دیکھا حضرت
علیؑ نے نوفل کے سر پر اس زور کی تلوار
لگائی کہ تلوار اُس کے سر مین درآئی۔
آپ نے اُس کے سر سے

جُدا ساختہ بر ساقہائے او زد چنانکہ	تلوار جُدا کی اور اُس کی پنڈلیون پر
قلم شد و بر ضرب دیگر مہم او را تمام	ماری کہ وہ کٹ گئین اور دوسرے وار سے
ساخت و چون بہ مجلس حضرت نبوی سید	اس کا کام تمام کیا جب حضرت علیؑ رسولخدا
ازان حضرت شنید کہ می فرمود کہ ہیچ کس از	صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ کو
حال نوفل بن خُویلد۔ خبری دارد مرتضیٰ علیؑ	فرماتے سُنا۔ کیا کوئی نوفل بن خویلد کے
جواب داد کہ من او را کشتم حضرت رسولؐ	حال سے بھی آگاہ ہے۔ حضرت علیؑ نے
تکبیر گفت فرمود الحمد للہ الذی اجاب	کہا مین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ
دعوتی گویند کہ از مخالفان ہفتاد نفر	صلعم نے تکبیر کہی اور فرمایا شکر ہے کہ میری دعا قبول
کشتہ شدند و ہفتاد نفر دیگر اسیر گشتند از	ہوئی منقول ہے کہ لشکر مخالف کے (۷۰) ستر آدمی قتل کیے گیے۔
آنجملہ سی و شش کس را مرتضیٰ علیؑ کشت	اور (۷۰) ستر اسیری مین آئے مقتولین مین سے چھتیس (۳۶)
زمعہ بن الاسود و حارث بن زمعہ و	اشخاص حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوے ان مین
عمر بن عثمان بن کعب و مالک کہ ہر دو	زمعہ بن الاسود۔ حارث بن زمعہ عمر بن
برادران طلحہ بودند از زمرہ قتیلان حضرت	عثمان بن کعب اور مالک ہر دو برادران
امیر المومنین ہستند۔	طلحہ قتیلان حضرت علیؑ سے ہین۔

اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار

اِسی تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ گروہ اصحاب تین جگہ منقسم تھا ایک گروہ حوالی عریش کی طرف۔ اور ایک مشرکین و کفار کا مال و اسلحہ جمع کرتا تھا اور تیسرا مصروف جہاد۔ جب قریش نے شکست پائی تو مال غنیمت کے لیے باہم حجت و تکرار ہونے لگی۔ ہر ایک گروہ استحقاق مال کا مُدعی تھا۔

مسلمانان روز بدر متفرق سہ فرقہ	بدر کے دن مسلمانون کے تین گروہ تھے

بودند زمرۂ با عدائے دین مقاتلہ ومحاربہ
می کردند دگروہے با خذ اسیران وضبط
اموال واسلحہ کفار می پرداختند وفرقہ
برائے حراست رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا
درحوالی عریش مقام می نمودند چون قریش
منہزم شدند ہریک ازین سہ فرقہ را
داعیہ آن شد کہ غنیمت ایشان اقسام
یابد ارباب قتال گفتند یا رسول اللہ
اگر جنگ نمی کردیم حصول مال امکان نداشت
لاجرم مایان بہ تصرف آن حق داریم
محافظین بہ رسول اللہ گفتند یا رسول اللہ
از جہت بزدلی رغبتے از ثواب آخرت سست
از جنگ باز نداشتیم بلکہ ترسیدیم کہ
ناگاہ جمعے از مخالفان قصد تو کنند
بدین وجہ در میدان معرکہ نتافتند گروہے
کہ غنیمت را جمع کردہ بودند خیال
بستند کہ دیگران را در آن دخل
نخواہد بود۔

ایک دشمنان دین سے جنگ وپیکار کرتا تھا
ایک گروہ قیدیون کا مال اور اسلحۂ کفار
جمع کرتا تھا۔ ایک فرقہ رسول اللہ صلعم
کی حفاظت کے لیے عریش کے
اردگرد تھا۔ جب قریش فرار ہوئے تو
تینون گروہ کو غنیمت کی خواہش ہوئی
لڑنے والون نے کہا کہ اے رسول اللہ
اگر ہم نہ لڑتے تو مال غنیمت کا
دستیاب ہونا غیر ممکن تھا۔
لہذا اس مال کا حق ہمین ہے۔
محافظین رسول اللہ نے کہا ہم نے
بہ سبب بزدلی کے ثواب آخرت حاصل
کرنیکے لیے لڑنے سے منہ نہین موڑا بلکہ
اس کا خوف تھا کہ دفعتہً دشمن آپ پر
حملہ کرین اس لیے ہم میدان جنگ مین
نہین گیے جس گروہ نے مال غنیمت جمع
کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ دوسرون کو
اس مین کچھ دخل نہوگا۔

صحابہ کے اِس جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یسئلونک عن الانفال قل	(اے رسول) مال غنیمت کو تم سے پوچھتے ہین تم
الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ	کہو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا۔
واصلحوا ذات بینکم واتبعوا اللہ	پس ڈرو اللہ سے اور آپس مین صلح کرو اور اگر
ان کنتم مؤمنین	ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلو۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے۔

جنگ مین بعضے آگے بڑہے۔ بعض پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی تو لڑنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی ہے۔ اور پستی والون نے کہا کہ تم۔ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونون کو خاموش کیا۔ کہ فتح اللہ کی طرف سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو اللہ مال کا مالک ہے اور اُس کا رسول۔

تفسیر شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب۔ صفحہ قرآن المجید ۱۹۷

دوسری۔ اہل بدر در غنائم اختلاف کردند جوانان را دعا آنکہ ما کہ خدمت کردیم غنیمت از ان ماست پیران گفتند ما نیز مددگار و معاون شما بودیم۔ مہاجر و انصار داعیہ غنیمت داشتند۔ تفسیر حسینی صـ (۲۳۲)۔

حضرت عثمان و دیگر اصحاب جنگ بدر مین غیر حاضر تھے

صاحب روضۃ الصفا کی تحریر سے منکشف ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب کبار جنگ بدر مین نہین آئے جن مین حضرت عثمان بھی تھے۔ ان لوگون کے نہ آنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ وہ سب سمجھتے تھے کہ جنگ نہوگی۔ بلکہ یہ سفر قافلہ کے لوٹنے کی غرض سے ہے اِس لیئے جس کا جی چاہا نہ آیا۔ لیکن محققین و محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا یہ سفر خاص مشرکین و کفار سے جنگ کرنے کا تھا۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین۔

ابو جہل مقام بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانون مین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا ہم قافلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے انھین کا تعاقب کرنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کو یہ منظور رہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے۔ آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے۔ خدا نے اُنکو کافرون پر فتح بھی دی۔ اب الفاظ قرآن مجید کے بعض باتون کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے۔ اول (بعد ما تبین) کے یہ معنی ہین کہ جب لوگون کو معلوم ہوگیا تھا کہ پیغمبر صاحب سچ سچ خدا کے رسوؐل ہین۔ اور جیسا کہ فرماتے ہین اسلام کو کفر پر غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو خلاف رائے پیغمبر صاحب منہ پھیرنا نامناسب تھا۔

شمس العلما نے بپاس خاطر اصحاب جنگ سے منہ پھیرنا لکھا ہے حالانکہ خدائے عزوجل فرماتا ہے گویا وہ موت کے منہ مین ہنکائے جارہے ہین۔

کما اخرجك ربك من بيتك	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بالحق وان فريقًا من المومنين	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ تمھارے
لكٰرهون يجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُس وقت بھی) وہ لوگ
في الحق بعد ما تبيّن	حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
كانّما يساقون الى الموت	مین جھگڑا کرنے لگے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے)
وهم ينظرون ط	گویا اُنکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور
سورہ انفال	وہ موت کو (آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی کے صفحہ ۲۶۰ جلد اول مین تحریر فرماتے ہین۔

تمام ارباب سیر بلکہ احادیث کی کتابون مین یہی منقول ہے کہ غزوۂ بدر مین جب آنحضرت

صلعم نے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تو بہت سے لوگ آمادہ نہ ہوئے اور جس کی وجہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جہاد یا غزوہ نہین ہے صرف قافلہ کا مال لوٹنا ہے اس لیے یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے جس کا جی چاہے جائے جس کا نہ چاہے نہ جائے۔ لیکن واقعات صریح آیات قرآن کے خلاف ہین قرآن مجید مین یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ مدینہ سے نکلے ہوئے کسمساتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے نہین بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین۔

وان فریقا من المؤمنین	اور مسلمانون کا ایک فریق (تمھارے
لکرھون ط یجادلونک	نکل کھڑے ہونے سے اسوقت بھی) ناراض تھا
فی الحق بعد ما تبین	کہ وہ لوگ حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
کانما یساقون الی	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے)
الموت ط	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا
سورۂ انفال	جاتا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ ان اصحاب نے رسول اللہ صلعم کی نصرت کی یا اس سے کنارہ کیا۔ انھون نے خدا اور رسول کے لیے اپنے زن و اطفال کو چھوڑ دیا۔ درحقیقت ان کی محبت کے سامنے خدا اور رسولؐ کو۔ اگر یہ مہاجرین و انصار دل سے ایمان لائے ہوتے اور ہجرت مین ان کی نیت ثواب پر ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑنے پر حیلے حوالے نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ پہلا جہاد تھا جو مشرکین اور کفار کے مقابلہ مین ہوا تھا اور یہ لوگ بھی اسلام لاکر اپنے دین کو چھوڑکر خدا کے دین مین داخل ہوئے تھے۔

پس۔ اگر خدا کے لیے صدق دل سے ایمان لائے تھے تو اُسی کی راہ مین اپنی جانین نثار کرتے

کیا سچے جان نثار اور پکے وفادار ایسے ہی ہوتے ہین کہ مُنہ سے تو سب کچھ اپنی شدت وصلابت اور وفاداری وجان نثاری جتائین اور جب اُس کا وقت آئے تو گھرون مین چھپ رہین۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہانہ کرین جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کو آگاہ فرماتا ہے۔

یعتذرون الیکم اذا رجعتم	اے رسولؐ جب تم ان لوگون کی طرف پھر کر
الیھم قل لا تعتذروا لن نؤمن	جاؤگے تو وہ بہانہ لائین گے تم کہو کہ بہانہ مت کرو ہم
لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم	تمہارا عذر قبول نکرئین گے ہم کو اللہ تمہارے حالات
وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون	بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا اللہ اور اُسکا رسولؐ
الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما	تمہارے کام اور تمہارے بازگشت اُسکی طرف ہے جو
کنتم تعملون	ہر شئی کا کھلی ہو یا پوشیدہ اُسکا جاننے والا ہے اور
پ س توبہ ع	وہ تم کو بتائیگا جو تم کررہے ہو۔

جنگ کرنے والون مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر وعمر کا آنحضرت صلعم کے ہمراہ آنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اِن کے جہاد کرنے کا حال کچھ نہ کھلا حضرت ابوبکر کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ عریش پر رسول اللہ صلعم کے پاس تھے) پس جبکہ وہ جہاد سے الگ رہے تو وہ خدائے پاک کے وعدہائے مغفرت اور بشارت مین داخل نہین ہوسکتے کیونکہ اُس نے تو انہین مہاجرین سے جنھون نے "قاتلوا وقتلوا" کا ثبوت دیا یہ وعدے فرمائے ہین۔ بلکہ حضرت ابوبکر کے اِس فعل پر (صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسولؐ اللہ مشرکان بانزدیک رسیدند) اکثر عارفون نے اعتراض کیے ہین کہ کسی مُرید کو زیبا نہین ہے کہ وہ مناجات پر اپنے پیر ومرشد کو حالت مراقبہ مین چونکائے۔

پس۔ اقتضاء ایمان تو یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رسول خدا صلعم کو بیدار کرنے کے بجائے عرش سے اُتر کر دشمنون پر اپنی شدت وصلابت ظاہر کرکے قتل کرتے۔ اِن حضرات کے انہین حالات وحرکات پر نظر کرکے جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ان کی ہجرت کی نسبت یہ فرمایا ہے (ما دامیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابوبکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ از تیقن نہ بیشود و تا تیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد) پس اہلسنت انکی فضیلت مین جو چاہین فرماوین مگر وہ آیہ شریفہ " فالذین ھاجروا واخرجوا" سے خارج ہین اس لیے کہ خود سبحانہ تعالی فرما چکا ہے۔

لا یستوی القاعدون من	یعنی برابر نہین مومنین سے وہ لوگ جو
المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون	گھرون مین بیٹھے رہے بغیر نقصان گوارا کرنے
فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم	کے اور جنھون نے جہاد کیا خدا کی راہ مین اپنے
فضل اللہ المجاھدین باموالھم	مال سے اور جانون سے انہین مجاہدین
وانفسھم علی القاعدین درجۃ	کو اللہ نے فضیلت دی ہے بیٹھنے والون پر

آیہ کریمہ ہونے والے اور بیٹھ رہنے والے برابر نہین ہین۔

اے حضرات اس آیت کو پڑھو اور اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات سے ملاؤ جو ایس لڑائی سے جی چرا کر اور مقابلہ کفار سے ڈر کر گھرون مین بیٹھ رہے۔ اور غور فرماؤ کہ خداوند متعال ان کے بیٹھ رہنے پر ان کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب کے کلام پر بھی نظر فرماؤ جو حفظ قرآن کی برکت سے حضرت عثمان کے حق مین اس آیت سے یہ معنی لیتے ہین۔

این قسم حاضر نشدن بہتر از حاضر شدن ست۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص۱۷۵ مین تحریر کرتے ہین بخاری از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت لا یستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنی برابر نہین وہ لوگ جنھون نے جنگ بدر سے تخلف کیا

اور وہ لوگ جو بدر مین حاضر ہوئے۔

حضرت حمزہ و عبیدہ و جناب امیر کا مشرکین سے مقابلہ ہونا

غرض جب لڑائی کی صفین آراستہ ہوگئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ عبیدہ بن حارث۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو مشرکون سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ جان نثار دشمنون کے مقابل ہوئے۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلعم پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی محویت اور بیخودی کے عالم مین چادر مبارک دوش سے گر جاتی تھی اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی بیتاب و بیقرار ہو کر سجدہ مین گر جاتے تھے۔ اور بارگاہ کبریا مین دونون ہاتھ پھیلا کر یہ دعا فرماتے تھے۔

پس آور در روسوے یزدان پاک — بنالید و مالید رو را بخاک
بگفت اے نما بندۂ عدل و داد — فرستندۂ انبیاء بر عباد
تو دانی کہ من رہنماے قریش — بحکم تو بودم نہ بر راے خویش
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ — مکن نصرت خویش از من دریغ
الٰہی گر این چند تن از عباد — کہ کردند امر ترا انقیاد
بحکم تو بستند ہر کس میان — ندیدند بیش و کم دشمنان
بمانند از فتح کوتاہ دست — بیابند از دست دشمن شکست
بروئے زمین تا قیامت دگر — نہ گردد پرستندہ اے دادگر
باین زاری و عجز رنجیدہ بود — کہ خواہش بفرمان حق در ربود

آیات الٰہی خدا نے فرشتون سے مجاہدین کی امداد کی

خدائے پاک نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان چند انصار کی جو جہاد مین مصروف تھے امداد فرمائی یعنی ملائکہ کو بھیجا چنانچہ اپنی امداد اور احسانات کا ذکر امتناناً اس طرح فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم
فاستجاب لکم انی ممدکم
بالف من الملئکۃ مردفین
وما جعلہ اللہ الا بشری
ولتطمئن بہ قلوبکم
وما النصر الا من عند اللہ
ان اللہ عزیز حکیم ۵
اذ یغشیکم النعاس امنۃ
منہ وینزل علیکم
من السماء ماء لیطھرکم
بہ ویذھب عنکم
رجز الشیطان ولیربط
علی قلوبکم ویثبت بہ
الاقدام ۵ اذ یوحی ربک
الی الملئکۃ انی معکم
فثبتوا الذین امنوا
سالقی فی قلوب الذین کفروا
الرعب فاضربوا فوق
الاعناق واضربوا منھم

یہ وہ وقت تھا کہ تم (مسلمان) اپنے
پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اُس نے
تمھاری سن لی (اور فرمایا) کہ ہم لگاتار
ہزار فرشتون سے تمھاری مدد کرین گے۔
اور یہ فرشتون کی امداد جو خدا نے کی تو
صرف (تمھارے) خوش کرنے کو (کی) اور
تاکہ تمھارے دل اُس کی وجہ سے مطمئن
ہو جائین۔ ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف
سے ہے بیشک اللہ غالب (اور) حکمت
والا ہے اور یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف
سے (تم مسلمانون کی) تسکین (خاطر) کے لیے
اونگ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے
تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعہ سے
تم کو پاک کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے
دُور کرے اور تاکہ تمھارے دلون کی ڈھارس
بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعہ سے (میدان
جنگ مین) تمھارے پاؤن جمائے رکھے۔ (اے پیغمبر)
یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتون کو حکم
دے رہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین تو تم مسلمانون کو

كل بنان ذلك بانهم
شاقوا الله ورسوله ومن يشاقق
الله ورسوله فان الله شديد
العقاب فلم تقتلوهم
ولكن الله قتلهم وما
رميت اذ رميت ولكن الله
رمى وليبلي المومنين منه
بلاء حسنا ان الله سميع
عليم ذلكم وان الله
موهن كيد الكافرين
ان تستفتحوا فقد جاءكم
الفتح وان تنتهوا فهو
خير لكم وان تعودوا
نعد ولن تغني عنكم
فئتكم شيئا ولو كثرت
وان الله مع المومنين
اذ يريكهم الله في منامك
قليلا ولو اريكهم
كثيرا لفشلتم ولتنازعتم

جائے رکھو ہم عن قریب کافرون کے دلون مین
دہشت ڈالدین گے۔ (اچھا، تو لگے (ان کافرون کی)
گردنون پر اور لگے انکی پور پور پر یہ اس بات کی
سزا ہے کہ اُنھون نے اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت
کی اور جو اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت کرے گا
تو اُسکو ایسی ہی سزا ملے گی کیونکہ) اللہ کی مار
بڑی سخت ہے۔ تو (مسلمانون) کافرونکو تم نے قتل
نہین کیا بلکہ اُن کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبر)
جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے
تیر چلائے (تاکہ کفر کی بنیاد کو ڈگمگا دے) اور تاکہ مسلمانو
اپنی سرکار سے اچھا انعام (یعنی فتح) عنایت فرمائے
بیشک اللہ (سبکی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے یہ بات
(اچھی طرح سُن رکھو) اور (جان لو کہ) خدا کو کافرونکی
تدبیرون کا بودا کرنا منظور ہے (اے اہل مکہ) تم جو
فتح مانگتے تھے (کہ برسر حق ہے اُسکی فتح ہو) تو (لو) فتح
(بھی) تمھارے سامنے آموجود ہوئی اگر (آئندہ کیلیے اسلام
کی مخالفت سے) باز رہو گے تو یہ تمھارے حق مین
بہتر ہوگا اگر تم پھر (اسلام کی مخالفت) کرو گے تو
ہم بھی پھر (اہل اسلام کی مدد) کرین گے اور

فی الامر ولکن الله — تمہارا جتھا کتنا ہی بہت ہوا اور یہ (بھی جانتے رہو)
سلّم انّه علیم بذات — (اے پیغمبر اُس وقت کا واقعہ یہ بھی ہے) جبکہ خدا نے
الصّدور واذ یریکموهم — تم کو خواب مین کافر تھوڑے (کر کے) دکھائے اور اگر انھین
اذ التقیتم فی اعینکم — تمکو بہت کر دکھاتا تو تم (مسلمان) ضرور ہمت ہار دیتے
قلیلا ویقللکم فی — اور لڑائی کے بارے مین بھی ضرور آپس مین جھگڑنے لگتے۔
اعینهم لیقضی الله امرًا — (کہ لڑین یا نہ لڑین) مگر خدا نے تم کو نامردی کی رسوائی سے
کان مفعولًا والی الله — بچا یا بیشک وہ (لوگون کے) دلی خیالات تک سے واقف
ترجع الامور یا ایها الذین — ہے اور (اسی لڑائی مین) جب تم (دونون فریق) ایک
امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا — دوسرے سے بھڑ پڑے کافرون کو تم مسلمانون کی
واذکروا الله کثیرًا ط — آنکھون مین تھوڑا کر دکھایا اور کافرون کی آنکھون مین
لعلکم تفلحون واطیعوا — مسلمانون کو تھوڑا کر دکھایا تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا
الله ورسوله ولا تنازعوا — (اُس کو) پورا کر دکھائے اور آخر کار سب کامون کا مدار
فتفشلوا وتذهب — اللہ ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ مسلمانو جب (کافرون کی) کسی
ریحکم واصبروا ان الله — فوج سے تمھاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو
مع الصّابرین ۝ ولا — اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخر کار) تم فلاح پاؤ
تکونوا کالذین — اور اللہ اور اُسکے رسول کا حکم مانو اور آپس مین جھگڑا نہ کرو
خرجوا من دیارهم — (آپس مین جھگڑا کرنے سے) تم ہمت ہار دوگے اور تمھاری
بطرًا ورئاء النّاس — ہوا اکھڑ جائیگی اور (لڑائی کی) تکلیفون پر صبر کرو بیشک اللہ
ویصدون عن سبیل — صبر کرنیوالون کا ساتھی ہے اور اُن منافقون جیسے نہ ہو

الله والله بما یعملون	جو مارے شیخی کے اور لوگون کے دکھانے کیلیے اپنے گھرون سے نکل کر
محیط ۔	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی لوگ کرتے ہین الله
(سورۂ انفال)	کے احاطۂ علم مین ہے۔ (در سورۂ انفال)

المختصر اس طرح الله جلّ شانہ نے اپنے رسول اور اصحاب مومنین کی امداد فرمائی اور دشمنون کے لشکر کثیر پر فتح دی۔ مورّخین نے اصحاب مومنین کی شدّت وصلابت کے بارہ مین لکھا ہے کہ

علیؑ بزخم تیغ ولید را از پائے در آورد۔ و حمزہ بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد۔ وعبیدہ در وادی صفرا بریاض رضوان خرامید وہم در آنجا مدفون شد۔

اور شرح تجرید علامۂ قوشجی کے صفحہ ۳۷۸ مین ہے۔

جناب امیرؑ نے سردارون اور نصف مشرکین کو قتل کیا۔

غزوة بدر وهی اول حرب	جنگ بدر پہلی لڑائی ہے جس مین
امتحن بها المومنون لقلّتهم	بسبب قلت مومنین اور کثرت
وكثرة المشركين فقتل علیؑ	مشرکین امتحان ہوا۔ پس علیؑ نے
وليد بن عقبة ثم ربيعة ثم شيبة	ولید بن عتبہ۔ ربیعہ۔ شیبہ عاص
ثم العاص ابن سعد بن العاص ثم	بن سعد۔ حنظلہ بن ابی سفیان۔
حنظلة بن ابی سفيان ثم علقمة	علقمہ بن عدی اور نوفل بن
بن عدی ثم نوفل بن خويلد ولم يزل	خویلد کو قتل کیا اور برابر لڑتے
يقاتل حتی قتل النصف من المشركين	رہے یہانتک کہ نصف مشرکین
والباقی من المسلمين وثلاثة الاف	کو قتل کیا اور باقی دیگر مسلمانون
من الملائكة المسومين قتل النصف	نے اور تین ہزار ملائکہ نشان دار
الاخر ومع ذلك كانت الراية	نے قتل کیے۔ با این ہمہ علم رسالت

فی ید علی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ مین

تھا۔

علامہ زمخشری نے روایت کی ہے کہ :۔

جنگ بدر مین جب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و عبیدہؓ ۔ جہاد مین عتبہ اور شیبہ اور ولید سے مقابلہ کے لیے آئے اور تینون کو واصل جہنم کر کے واپس آئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی ۔

کتب اللہ لاغلبن — یعنی خدا نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ مین اور میرے

انا ورسلی ان اللہ قوی — پیغمبر ضرور غالب ہین گے بلاشبہہ خدا زبردست اور

عزیز۔ — غالب ہے (تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ مصر)

مؤرخین نے دست یداللہ سے چالیس کفار کا قتل ہونا لکھا ہے ان مین سے بعض وہ اعدائے خدا اور رسولؐ تھے کہ اِن کے قتل ہونے پر حضرت صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا جیسا کہ مورخ لکھتا ہے۔

چون علیؑ بہ مجلس نبوی رسید آنحضرت فرمود کہ ہیچکس از احوال نوفل بن خویلد خبرے وارد۔ مرتضیٰ جواب داد۔ کہ من اورا کشتم۔ حضرت رسول خدا تکبیر گفت۔ فرمود الحمد للہ الذی اجاب دعوتی (شکر خدا کہ میری دُعا قبول ہوئی)

حضرت سواد بن غربہ کی شہادت

القصہ منجملہ اصحاب بدر چند ہی مقدس نفوس نکلے جنھون نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور بعض ان مین سے اپنی جانین بھی نثار کر گئے ۔ ازانجملہ سواد بن غربہ تھے جن کا حال یہ لکھا ہے کہ جب میدان بدر مین فریقین نے اپنے لشکر کی صف بندی کی تو لشکر اسلام کی صف بندی جناب رسول اللہ صلعم نے بہ نفس نفیس کی آپ کے دست مبارک مین ایک تیر تھا حضرت نے

سوادبن غزیہ کے سینہ پر جو صف سے آگے ہوئے تھے تیر سے اشارہ کرکے فرمایا کہ صف کے برابر ہو
انھون نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے سخت صدمہ پہونچایا اُس کا قصاص آپ سے
چاہتا ہون حضرت نے سینۂ مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ قصاص لو۔ اِس پر سوادنے دوڑکر
سینہ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔

مین لڑائی مین ضرور مارا جاؤن گا اس لیے مین نے چاہا کہ آپ کے سینۂ مبارک کو مس کرکے
داخل جنت ہون حضرت نے اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائی آخر کار ایسا ہی ہوا کہ درجۂ
شہادت پر فائز ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

یہ ہین مہاجرین جنھون نے خدا اور رسول کے عشق مین اپنے وطن اور کنبے قبیلے کو چھوڑا۔ انھین
سچے ایمان والون سے ارشاد فرماتا ہے کہ۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ	اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے
اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ	راضی ہوئے وہ لوگ اللہ کے گروہ ہین اور آگاہ
ھم المفلحون	ہو جو لوگ خدا کے گروہ سے ہین وہی فائز المرام ہین۔

اب غور فرمایئے کہ جن اصحاب کے جنگ سے ڈرنے پر آیات قرآنی اس وضاحت سے
(گویا موت کی طرف ڈھکیلے جارہے ہین۔ اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین) شہادت دین
جن کے بارہ مین خدائے پاک "ان فریقاً من المومنین لکارھون" فرمائے جو قاتلوا وقتلوا سے
آپکو بچائین۔ جن کی طمع وحرص کا یہ عالم ہو کہ رسول اللہ کو مشورہ دین (یا رسول اللہ بگیر کاروان را
وبگذار قتال را) اور جو جان نثار ایسے مشورے دین۔ کہ۔ رسول اللہ صلعم اِن کی طرف سے

منہ پھیرلین اور رُخسار مبارک غصہ سے سرخ ہوجائے جن کے حق مین خدائے پاک یہ ارشاد فرمائے۔

ولاتکونوا کالذین	اور ان منافقون جیسے نہ ہو جو مارے شیخی کے
خرجوا من دیارھم بطرا و ریاء	اور لوگون کو دکھانے کے لیے اپنے گھرون سے نکل کھڑے
الناس ویصدون عن سبیل اللہ	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی
واللہ بما یعملون محیط ؕ	یہ لوگ کرتے ہین وہ اللہ کے احاطۂ علم مین ہے۔

شاہد ہو۔ محبان صحابہ آیۂ کریمہ " فالذین ھاجروا واخرجوا الخ اِن کے حق مین تابئین اور خدا کی طرف سے اُن کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا تمغہ دین یعنی جو چاہو کرو خدا تم کو بخش چکا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

غزوۂ اُحُد

رسول اللہ صلعم کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور اصحاب مین سے تین سو اشخاص کا اثنائے راہ سے پلٹ جانا اور اُنکے بارے مین آیۂ کریمہ نازل ہونا۔

کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی کہ ابوسفیان تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور عورات کے ساتھ مدینہ سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ اُحد مین خیمہ زن ہے۔ تو آپ نے اصحاب سے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا۔ انھون نے رائے دی کہ شہر مدینہ ہی مین لڑنا چاہیے۔

مگر حسب رائے سعد بن معاذ بیرون شہر جنگ قرار پائی جناب رسول خدا صلعم ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے لیکن۔ اثنائے راہ سے تین سو اصحاب مدینہ پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہگئے بلکہ ان اصحاب نے انصار عرب کے دو مشہور قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ واپس لانا چاہا تھا۔ اور یہی ان کے

بھکانے پر آمادہ ہو چلے تھے مگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی۔ لہذا واپس نہوئے۔ اللہ تبارک وتعالی نے سورۂ انفال مین جنگ اُحد کا مفصل ذکر فرمایا ہے اس مین ان قبائل کے بارہ مین یہ فرمایا ہے۔

اذ ھمّت طائفتٰن منکم ان تفشلا واللہ ولیّھما وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ہ

(یہ اُسی وقت کا واقعہ ہے، جبکہ تم مین سے دو گروہون نے ہمت ہار دینی چاہی مگر (سنبھل گئے کیونکہ) اللہ اُنکی مدد پر تھا اور مسلمانونکو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھین۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا۔

بغرض انکشاف حالات تاریخ روضۃ الصفا سے جنگ اُحد کا اقتباس درج ذیل ہے۔

حضرت مقدس نبوی عزم کرد کہ از مدینہ بیرون آمدہ با کافران ومشرکان قتال نماید آنگاہ ستہ تیر طلب داشتہ لوائے مہاجر را کہ باآنحضرت اختصاص داشت بعلی ابن ابیطالبؓ تفویض فرمود ہرگاہ کہ مشرکان لشکر اسلام را تیر باران کردند۔ طلحہ بن طلحہ کہ علم دار کفار بود پائے جلادت در میدان مبارزت نہادہ از مسلمانان مبارز خواست شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ کہ از بیم تیغ خون ریزش شیر فلک بیک جا آرام و قرار نداشتے وایں بیت فردوسی وصف حال اوست

جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مدینہ سے باہر مشرکین سے جدال و قتال کرین علم فوج مہاجرین جو مخصوص آنحضرت کے لیے تھا حضرت علی کو دیا جسوقت مشرکین نے لشکر اسلام پر تیرون کی بوچھار کی طلحہ جو لشکر کا علمدار تھا بڑی شوکت سے میدان جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے لڑنیوالا طلب کیا یہ سنکر شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ نے جن کی تیغ خون ریز کی دہشت سے شیر فلک کو صبر و قرار نہ تھا۔

به تن زنده پیل و بجان جبرئیل — بکف ابر بهمن بدل رود نیل

مثل سیل بهارے که از فراز عزم نشیب کند	مثل اُس سیل کے جو ایک بلندی سے نشیب کی طرف
روئے بدو نهاد و بیک ضرب که برسرش زد طلحه	گرتا ہے طلحہ کی طرف رُخ کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا
از پاے در آمد و علیؑ مرتضی باز گشته در صف خویش	اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ طلحہ زمین پر گر کر ہلاک
به ایستاده چون عبیده رو بانهزام نهاد۔	ہو گیا۔ اور علیؑ مرتضیٰ اپنی صف مین آ کر
صحابه کرام به اخذ غنیمت مشغول شدند	کھڑے ہو گئے۔ جب عبیدہ نے ہزیمت پائی
و یاران عبد الله بن جبیر بهمت جمع غنائم	صحابہ کرام مال غنیمت لُوٹنے مین مشغول ہو گئے
روئے به لشکرگاه نهادند هر چند عبد الله	ہر چند عبد اللہ نے اُن کو نصیحت
ایشان را نصیحت کرد و صیت پیغمبر به یاد	کی اور احکام رسُول یاد دلائے مگر کچھ اثر
ایشان آورد مفید نیفتاد و با عبد الله	نہوا۔ آخر عبد اللہ کے ساتھ پانچ چھ اشخاص
پنج شش کس بیش نماند۔ خالد بن ولید	سے زیادہ نر ہے۔ خالد بن ولید
با دیگر مشرکان بر عبد الله تاخته او را با	نے دیگر مُشرکون کے ساتھ عبد اللہ پر
یارانش شهید ساخت۔ منقول است از	حملہ کیا اور اُسکو اور اُس کے ہمراہون کو
وحشی که گفت در روز احد چون آتش	شہید کیا۔ وحشی سے روایت ہے کہ
حرب بالا گرفت در میدان علیؑ را دیدم	اُحد کے دن جب آتش حرب بھڑکی
که ناگاه پیدا شد چون در حال او تامل	تو مین نے علیؑ کو میدان حرب مین
کردم دانستم که در حرب مهارت تمام	دیکھا کہ فن جنگ سے بہت ماہر ہین
دارد و درین اثنا حمزهؓ را دیدم که مانند	اسی اثنا مین حمزہؓ کو دیکھا کہ میدان مین
شیر مست بمیدان آمد و صفوف مشرکان را	مثل شیر مست کے مشرکون کی صفین

برہم زدہ متفرق ساخت من در پس سنگے
کمین کردم تا حمزہ نزدیک آمد حربہ بجانب
او انداختم۔ اتفاقاً تا ساخت او آمدہ از
پشتش سر بدر آورد و حمزہ متوجہ بمن شد
روے بگریز آوردم و او بیفتاد و دانستم
کہ کار حمزہ با تمام رسید لاجرم چندان
صبر کردم کہ مردم از وے دور شدند
آنگہ رفتم و حربہ خود بر داشتہ و شکم حمزہ را
شکافتہ جگر او را بیرون آوردہ نزد ہندہ
مادر معاویہ بردہ گفتم این جگر قاتل
پدر تست ہندہ آنرا در دہن گذاشتہ
خواہد کہ بخاید چون نتوانست فرو بینداخت۔
در زیورے کہ با خود داشت بمن داد چون
ہندہ را بسر حمزہ بردم گوش و بینی او را
قطع کردہ با خود بمکہ برد۔ گویند چون سائر
مسلمانان بہ جمع غنیمت متوجہ شدند اندران
زمان اضطراب درمیان لشکر اسلام
پیدا شد حضرت مقدس نبوی قدم
ثبات فشردہ رو از معرکہ بر نتافت

درہم و برہم کر رہے ہین۔ مین ایک پتھر
کی آڑ مین چھپ رہا۔ جب حمزہ میرے قریب
آئے تو مین نے اُن پر ایک حربہ چلایا جو
اُن کے ناف پر لگ کر پیٹھ کے باہر نکل آیا
حمزہ نے میری طرف رُخ کیا۔ مین بھاگا اور
حمزہ میرے حملہ سے جان بر نہو سکے۔ مین نے
اُس وقت تک صبر کیا کہ لوگ ہٹ جائین
مین ٹھیرا رہا۔ پھر اُن کی نعش پر گیا اور
اپنا حربہ لیکر اُن کا پیٹ چیرا اور جگر نکالکر
ہندہ مادر معاویہ کے پاس لے گیا اور کہا
یہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہے ہندہ
نے اُسکو مُنہ مین رکھکر چبانا چاہا مگر
چبا نہ سکی۔ ہندہ نے بطور انعام مجھکو
اپنا زیور دیا جب مین ہندہ کو حمزہ کی
نعش پر لایا اُس نے نعش کے ناک کان
قطع کیئے اور مکہ لے گئے۔ غرض جب تمام
اصحاب مال غنیمت کے لوٹنے مین مشغول ہو گئے
اُسوقت بڑا اضطراب لشکر اسلام مین پڑ گیا
رسول اللہ صلعم نے معرکہ سے قدم نہ سرکایا اور صرف

چہاردہ کس از اصحاب نزد آنحضرتؐ ماندند
ودر آن وقت ہولناک خالد بن ولید از
کمین گاہ بیرون آمدہ نزدیک لشکر اسلام
رسید بانگ بر سر مشرکان زد کہ بگیرانند
این شخص را کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ
جنگ کردند و اصحاب روئے بگریز نہادند
وچہار کس از مشرکان باہم عہد بستند کہ
حضرت ختمی پناہ بہ قتل رسانند۔ عبد اللہ
بن قمیئہ۔ و عتبہ بن ابی وقاص۔ و عبداللہ
و ابی بن خلیف چندان سنگ بر آن حضرت
انداخت کہ رخسار مبارکش مجروح گشت
وخون از ناصیہ فرخندہ اش روان شد
بحدیکہ بر محاسن و ریدن گرفت و حضرت
رسولؐ بہ ردائے اطہر پاک می کرد۔
انگاہ شیطان بصورت جعل بن سراقہ
متشکل شدہ سہ بار در میان معرکہ فریاد
کرد۔ الا ان محمدا قد قتل یعنی
محمدؐ کشتہ شد۔

از امیر المومنین منقول است کہ فرمود

چودہ اصحاب آپ کے پاس تھے۔ ایسے
ہولناک وقت مین خالد بن ولید کمین گاہ
سے نکل کر لشکر اسلام کے نزدیک آیا اور
مشرکون کو ندا دی کہ محمدؐ کو پکڑو کفار نیزہ
و تلوار و تیرے کر آنحضرت صلعم پر حملہ آور
ہوئے اس ہل چل مین وہ اصحاب بھی
حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گیے اب لشکر مشرکین
سے چار شخص نے حضرت صلعم کو قتل کرنے کا
عہد کیا۔ عبد اللہ بن قمیہ عبید بن
ابی وقاص و عبد اللہ بن حلیف و عتبہ
نے آنحضرتؐ پر ایسی سنگباری کی
کہ رخسار مبارک مجروح ہوگئے اور
چہرہ و ریش خون سے تر ہوگئی
آنحضرت صلعم اُس خون کو
چادر مبارک سے پونچھتے تھے۔
اُس وقت شیطان نے جعل بن
سراقہ کے ہم شکل ہو کر تین بار
ندا دی کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ

چون مُشرکان بر اہل اسلام غلبہ کردند
ہر چند نظر کردم رسول را ندیدم با خود
گفتم او از ان نیست کہ از صف کارزار
فرار نماید و در میان کشتگان نیست غالبًا
حضرت عزّ و جلّ بواسطہ افعال ناشائستہ
ما غضب فرمودہ حبیب خود را بر آسمان
بر و ہیچ بہ از ان نیست کہ با مُخالفان
مقاتلہ کنم تا کشتہ شوم شمشیر بر کشیدم و بر
مُخالفان حملہ کردم و ایشان را متفرق ساختہ
رسول را در میان کشتگان دیدم در
گوے افتادہ دانستم کہ خداے تعالیٰ
اور اضمانت نمودہ گویند کہ چون عتبہ
و اضام از کمین گاہ بیرون آمدند و
بر سر اہل اسلام ریختند و از شدت آن
واقعہ مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت
رسولؐ در غضب شد و ہر گاہ کہ بغضب
رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند
خوش ناب فرود دیدے در آن حال
نظر کردے کہ علیؑ مرتضیٰ را در پہلوے

جب مشرکین نے لشکر اسلام پر حملہ کیا
اس وقت مین نے ہر طرف نظر کی مگر
رسولؐ اللہ کو نہ دیکھا مین نے خیال کیا یہ تو ممکن
ہے نہین کہ رسولؐ اللہ صف آعداے قدیم
مبارک سرکا دین اور کشتگان مین بھی نظر نہین آتے
پس خدا نے اپنے حبیب کو ہمارے افعال
ناشائستہ کی وجہ سے اپنے پاس بُلا لیا پس بہتر ہے
کہ مین بھی مشرکین سے اتنا لڑون کہ رسول اللہ
سے جا ملون یہ خیال کر کے تلوار کھینچکر
مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو متفرق
کر دیا اور رسولؐ اللہ کو درمیان کشتگان
کے دیکھا کہ حضرتؐ ایک گڑھے مین پڑے ہوے
ہین مین سمجھا کہ خداے پاک نے آپکو بچا لیا۔
روایت ہے کہ جب دشمنون نے کمین گاہ سے
نکل کر لشکر اسلام پر دہاوا کیا اور مسلمان فرار
ہوگئے رسولؐ اللہ کو اس قدر غیظ آیا کہ
پیشانی مبارک عرق سے درفشان
ہوگئی۔ اس حالت مین آپ نے
حضرت علیؑ کو اپنے پہلو کے برابر

خویش ایستادہ دید فرمود کہ اے علیؑ
چونست کہ بدیگران نہ پیوستی قدوۂ اولیاء
جواب داد کہ۔

لاکفر بعد الایمان

روایتے آمدہ کہ چون رسولؐ چشم باز
کرد از علیؑ پرسید کہ مردم چہ ساختند گفت
کہ نقض عہد نمودہ فرار کردند و از صف
قتال رو گردان شدند ترا تنہا گذاشتند
رسولؐ علیہ التحیۃ والثنا فرمود کہ ہم
جمعے کہ قصد من دارند کفایت کن
حیدر کرارؑ بزخم شمشیر آبدار فوج فوج
مشرکان را کہ مثل ثریا مجتمع بودند چون
بنات النعش پراگندہ و متفرق ساخت
گروہے کہ آہنگ مصطفےؐ کردند جناب
ولایت مآب باشارت آن سرور ایشان را
نیز منہزم ساخت درین حالت جبرئیلؑ
با رسولؐ گفت کہ این کمال مواسات
و جوانمردی است کہ علیؑ بدان قیام
نمود کہ رسول خدا فرمود ھو منی انا منہ

کھڑا دیکھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
کیا سبب ہے جو تم اپنے بھائیون سے نہ ملے
پیشوائے اولیاء نے جواب دیا کہ ایمان لانیکے
بعد مین کفر اختیار نہین کرسکتا۔

اور ایک روایت مین ہے کہ جب
رسول اللہؐ کی آنکھ کھلی تو حضرت نے علیؑ
سے پوچھا کہ اصحاب کدھر گئے آپ نے
کہا بد عہدی کرکے فرار ہوگئے آپکو تنہا
چھوڑ گئے دشمنون مین۔ رسول اللہؐ نے فرمایا
جو دشمن مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹادو۔
حیدر کرارؑ نے شمشیر آبدار سے مشرکین کی فوج کو
جو مثل عقد ثریا جمع تھے مانند بنات النعش
کے متفرق و پریشان کردیا ایک دوسرے گروہ
نے پھر حضرت رسول اللہ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
اُن کو بھی بھگا دیا۔ اس حالت مین جبرئیلؑ
نے عرض کی یہ کمال مواسات اور جوانمردی
سے ہے کہ علیؑ ثابت قدم رہے۔
رسول اللہؐ نے فرمایا یا علی مجھ سے ہے
اور مین علیؑ سے ہون۔

بدرستیکه او از من ست و من از و جبرئیل فرمود
که انا منکما یعنی من از شما هر دو هستم درین
عرصه طائفه دیگر آهنگ رسولؐ کردند
علیؑ باشارت مصطفیؐ متوجه آن فرقه شده
عمر بن عبداللہ جمحی را بدوزخ فرستاد سائر
کفار از شمشیر آبدار حیدر کرار روگردان
شدند باز زمرهٔ دیگر برخاستند علیؑ حمله
بر آن جماعت آورد و بشیر بن مالک
عامری را از پلے در آورد و باقی قوم
رو بگریز نهادند. و دیگر کس جرءت ننمود.
گویند که در حین کارزار شمشیر آبدار امیرالمومنینؑ
بشکست و علیؑ نزد پیغمبرؐ آمده صورت
حال معروض داشت حضرت ذوالفقار
باو ارزانی فرمود چون علیؑ بدفع مشرکان
مشغول شدند. رسولؐ فرمود اے علی
میشنوی مدح خود را که ملک رضوان بر
آسمان می گوید. که

لا فتیٰ الا علیؑ
لا سیف الا ذوالفقار

جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون سے
ہون۔ اس عرصہ مین ایک طائفہ نے
رسولؐ اللہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے
رسولؐ اللہ کے اشارہ سے اس پر حملہ
کرکے عبداللہ جمحی کو داخل جہنم کیا اسکے بعد
بھی دوسرا گروہ حملہ آور ہوا علیؑ نے
حملہ کرکے بشیر بن مالک عامری کو مارا
اور باقی بھاگ گئے۔
پھر کسی شخص کو حملہ کرنے کی جرءت نہوئی
مرقوم ہے کہ اس گھمسان لڑائی مین
حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت
علیؑ نے صورت حال۔ رسولؐ اللہ سے
عرض کی حضرت صلعم نے اپنی ذوالفقار
عطا فرمائی۔ جبکہ حضرت علیؑ مشرکین کے
ہٹانے مین مصروف تھے رسولؐ اللہ نے
فرمایا اے علیؑ کچھ سنتے ہو کہ آسمان پر ملک
رضوان تمھاری مدح و ثنا مین اس طرح رطب اللسان ہے کہ
"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

علیؑ گوید من از غایت مسرت وخوشدلی
کمر بستہ شکر نعمت بجا آوردم ۔ و بعض
روایات بصحت آمدہ کہ ابن مرہب
از عبد اللہ مسعود پرسید کہ شنیدہ ام
کہ در روز احد غیر از علیؑ ابو دجانہ
و سہیل بن حنیف نزد رسول اللہ
ہیچ کس دیگرے نماند آیا این خبر
واقعی ست جواب داد کہ نخست کہ
مسلمانان رو بانہزام نہادند نزد
آنحضرت بغیر از علیؑ ہیچ کس نماند
وبعد از ساعتے عاصم بن ثابت وابودجانہ
وسہیل بن حنیف وطلحہ بن عبد اللہ
آمدند ۔ ودر خدمت خیر البشر کمر بستند
پرسیدم کہ ابوبکر و عمر ۔ کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند
واز حال عثمان رضی اللہ عنہ استفسار
نمودم گفت او نیز بطرفے رفتہ بود ۔
روز سوم از جنگ بخدمت آن
سرور فائز شد ۔ رسول اللہ فرمود

یعنی بجز علیؑ کوئی پہلوان اور کوئی تلوار بجز
ذوالفقار کے نہیں ہے یہ سنکر حضرت علیؑ سجدہ
شکر بجا لائے ۔ مرقوم ہے کسی نے عبد اللہ بن مسعود
سے پوچھا کہ مین سنتا ہون کہ احد کے دن رسول اللہ
صلعم کے پاس بجز حضرت علیؑ اور ابودجانہ اور
سہیل بن حنیف کے اور کوئی رسول اللہ کے پاس
نہ تھا آیا یہ خبر صحیح ہے انھون نے جوابدیا کہ
جب حملۂ اول مین مسلمان رسول اللہؐ کو تنہا
چھوڑکر بھاگ گئے تو اُس وقت حضرت
کے پاس سوا علیؑ کے اور کوئی
نہ ٹھہرا ایک ساعت کے بعد عاصم بن ثابت
اور ابودجانہ و سہیل بن حنیف طلحہ بن عبد اللہ
حاضر خدمت رسول اللہؐ ہوئے ۔
پھر مین نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر
کہان تھے اُس نے کہا کہ وہ بھی
ایک طرف چلے گئے تھے ۔ عثمان کا
حال پوچھا تو کہا وہ بھی چل دیئے تھے
جنگ کے تیسرے روز آنحضرت کے پاس
آئے رسول اللہؐ نے فرمایا

که درین واقعه بعریش رفتی۔
حافظ ابو محمد غیاث الدین۔ در کتاب
مقارب النبوة۔ روایت کردند که از علیؑ
شنیده ام که می گفت در روز اُحد شانزده
ضربت بمن رسید که دو چار بار از آنها
بر زمین اُفتادم هر بار که می افتادم مردے
خوبروئے بازو مرا گرفته بر پائے میگرد و
و می گفت متوجه کافران شو که تو در
طاعت خدا و رسولؐ هستی و هر دو از تو
راضی اند بعد از فراغ جنگ بغرض
حضرت مقدس نبویؐ رسانیدم آن
سرور فرمود اے علیؑ خدا اے نعالی چشم ترا
روشن کند که آن جبرئیلؑ بود۔

کہ تم عریش پر چلے گئے تھے۔
حافظ ابو محمدؐ غیاث الدین نے کتاب
مقارب النبوة مین روایت کی ہے راوی
کہتا ہے مین نے حضرت علیؑ سے سنا تھا کہ
اُحد کیدن مجھے سولہ(۱۶) زخم کاری لگے جن کے
صدمہ سے مین دو چار بار زمین پر گرا۔ اور
جب مین گرتا تھا تو ایک شخص خوش رو میرا
بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ
اپنے کام مین مصروف رہو اس وقت تم اطاعت
خدا اور رسول کر رہے ہو۔ اور خدا اور رسولؐ تم سے
راضی ہین بعد جنگ کے مین نے رسول خدا صلعم سے
اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے علیؑ خدا تمھاری آنکھ
روشن رکھے وہ جبرئیلؑ تھے۔

رسول خدا کا پچاس جوانونکو گھاٹی پر مقرر فرمانا انکا اور دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑ کر مال غنیمت کے لیے جانا۔ انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

اگرچہ برادران اہلسنت عام طور پر مہاجرین و انصار کو "اشداء علی الکفار" اور جان نثار رسولؐ بہت شد و مد سے بتاتے ہین۔ لیکن جب اُن کے حقیقی حالات کی تحقیق کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِن مین فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ منافق تھے۔ چنانچہ اسی جنگ مین ان کا نفاق کُھل گیا کہ جب جناب رسول خدا صلعم مدینہ سے ایکہزار اصحاب کے ساتھ جنگ کو نکلے تو اِن مین سے تین سو جان نثار تو اثناء راہ ہی سے پلٹ گئے رہے سات سو اُن کی جان نثاری کا حال یہ لکھا ہے کہ جب لڑائی آغاز ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلعم نے

اِن مین سے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس جوانون کا افسر کرکے ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور سخت تاکید فرمائی کہ فتح ہونے پر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن جب اللہ جلشانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے سپاہ لشکر اسلام کو کفار پر غالب کردیا اور فتح نمایان ہونے لگی اور ان اصحاب کو غنیمت نظر پڑی تو اپنی جگہ چھوڑکر غنیمت لُوٹنے کو چلے آئے۔

اِسی طرح جو اصحاب رزمگاہ مین تھے ان مین سے بھی بہت سے اصحاب جنگ چھوڑکر غنیمت کی طرف جُھک پڑے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود ان اصحاب سے فرماتا ہے۔

"اے مسلمانو جبتک تم لڑتے رہے تو تمھاری ہی جیت رہی لیکن جب تم جنگ چھوڑ کر غنیمت لُوٹنے مین لگ گئے تو تم کو شکست ہوئی اور ہم نے آزمالیا کہ تم لوگون مین کون طالب دنیا ہے اور کون طالب آخرت؟" دیکھو آیہ وافی ہدایہ۔

ولقد صدقکم اللہ	جس وقت تم کافرون کو خدا کے حکم سے
وعدہ اذ تحسونھم باذنہ	تہ تیغ کر رہے تھے (اسوقت) خدا نے تم کو اپنا
اذا فشلتم وتنازعتم	وعدہ (فتح) سچا کر دکھایا یہانتک کہ تم کو
فی الامر وعصیتم من	تمھاری خاطرخواہ جیت دکھادی اس کے بعد
بعد ما اراکم ما تحبون	تم (مال غنیمت دیکھکر لڑائی) بے بزدل ہوگئے
منکم من یرید الدنیا	اور تم نے آپس مین جھگڑا کیا اور (رسول)
ومنکم من یرید	کی نافرمانی کی بعض تو تم مین سے دُنیا کے پیچھے
الاخرۃ ثم صرفکم	پڑگئے اور بعض آخرت کی فکر مین۔ پھر خدا نے
عنھم لیبتلیکم	تم کو دشمنون کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے
ولقد عفا عنکم	ہوئے اس سے خدا کو تمھارا ایمان واخلاص آزمانا

واللہ ذو فضل علی المومنین ۵ — منظور تھا پھر بھی) خدا نے تم سے درگذر کی اور مسلمانوں پر خدا کا (بڑا) کرم ہے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر کی ہے۔

یعنی اول غلبہ مسلمانون کو تھا کہ کافرون کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح نظر آتے تھے کسی کو تو خوشی مال کی تھی اور کسی کو غلبہ اسلام کی لیکن جب مسلمانون سے پیغمبر خدا کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہوگیا وہ بے حکمی یہ تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیرانداز پہاڑ کی راہ پر نگہبانی کو کھڑے کیئے تھے باقی لشکر لڑنے لگا۔ جب ان تیراندازون نے فتح اور غلبہ دیکھا اُس جگہ سے چلے آئے کہ غنیمت لین بعضون نے منع کیا نہ مانا۔ وہان دسؔ آدمی رہ گیے اس طرف سے کافرون کی قوم آپڑی حضرت مسلمانون کو پیچھے سے پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ۔ مگر غنیمت جو نظر آئی لوگ حضرت کے پکارنے پر نہ پھرے۔

بقول مفسرین حضرت وسؔ اصحاب آنحضرتؐ کے پاس رہ گئے تھے آپ اصحاب مفرورین کو بلاتے تھے مگر وہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے

مفسرین نے صحابہ کو الزام سے بچانے کے لیئے یہ تفسیر کی ہے جس سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ جو اصحاب مورچے پر متعین تھے وہ چلے آئے اور جو اصحاب لڑائی مین مصروف تھے وہ بدستور لڑتے رہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ پہلے وہی اصحاب جو مصروف جہاد تھے وہ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اِن کو دیکھکر مورچے والون نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کی تصریح آگے ہوگی۔

دشمنون کا آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑنا۔

غرض۔ جب یہ انصار شہید ہوگیے تو جناب رسول خدا صلعم رزمگاہ مین رہے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پاس چودہ اصحاب تھے مگر جب خالد بن ولید کمین گاہ سے نکلکر حضرت کے قریب پہونچا اور اپنے لوگون سے کہا کہ محمدؐ کو پکڑ لو۔ کفار نیزے اور تلوارین لے کر آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے اس نازک وقت مین چودہ اصحاب بھی فرار ہوگئے۔ اب حضرت صلعم تنہا رہ گئے

دشمنون نے آپ پر پتھر اور تیر پھینکے رُخسار اور پیشانی مبارک زخمی ہوگئی۔ اور دندان مبارک شہید ہوگئے آپ غش ہوکر ایک گڑھے مین گر گئے۔ ایسے نازک وقت مین ایمان اور محبت رسول کا مقتضا یہ تھا کہ اصحاب جان نثار حضرت صلعم کے سینہ سپر ہوتے اور اپنی جان کی پروا نہ کرتے۔ اس لیئے کہ یہ امر آیت و حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص مومن نہین ہوسکتا جتبک اپنی جان و مال اور آل و اولاد سے زیادہ رسولخدا صلعم کی جان کو عزیز نہ رکھے جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

کوئی مومن نہین ہوسکتا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ کی جانکو نہ سمجھے۔

النبی اولی بالمؤمنین	یعنی مومن تو وہی لوگ ہین جو نبی کی جان
من انفسھم	اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اور تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے تحت مین چند احادیث لکھی ہوئی ہین از انجملہ یہ ہے۔

فی الصحیح والذی نفسی	صحیح مین ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) جسکے ہاتھ
بیدہ لایومن احدکم حتی اکون	مین میری جان ہے اُسکی قسم کہ تم مین سے کوئی ایمان نہین
احب الیہ من نفسہ و مالہ و ولدہ	لا سکتا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اس کے نفس سے اور
والناس اجمعین۔	اسکے مال اور اولاد اور سب لوگون سے عزیز ہون۔

لیکن ان جان نثارون کا حال اس کے برعکس تھا کہ وہ اپنی ہی جان کی خیر مناتے تھے۔

اور حضرت عمر نے تو خود رسول اللہ سے کہا۔

قال عمر واللہ لانت یا	عمر نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا مین بجز اپنی
رسول اللہ احب الی من کل شئ	جان کے آپکو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتا ہون۔
الا نفسی	دیکھو جلد اوّل صفحہ ۲۹۵۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کو دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑ کر

اپنی اپنی جانین بچا لیگئے اور ایسے بدحواس ہو کر فرار ہوئے کہ باوجودیکہ خود رسول اللہ اِن کو عباد اللہ فانی رسول اللہ فرما کر بلا رہے تھے۔ مگر انھون نے مڑ کر بھی نہ دیکھا جس پر آیۂ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ اصحاب بدحواس ہو کر بھاگے

اذ تصعدون ولا تلوٗن	(اسوقت کو یاد کرو) جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علیٰ احد والرّسوُل یدعوکم	چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسولؐ تمھارے پیچھے (کھڑے)
فی اخریٰکم فاثابکم	تم کو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے
غمًّا بغمٍّ لکیلا تحزنوا	اس مخالفت سے جو تم نے رسولؐ کو آزردہ کیا (اس)
علیٰ ما فاتکم ولا	رنج کے بدلے خدا نے شکست کا رنج پہونچایا تاکہ
ما اصابکم واللہ خبیر	جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہو جائے یا کہ تم پر
بما تعملون	کوئی مصیبت آپڑے تو تم اُسکا رنج نہ کرو اور تم کچھ بھی کرو
	اللہ کو اس کی خبر ہے۔

شاہد ہے۔

آیہ کریمہ مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین

جب لشکر اسلام کی شکست ہوئی تو اصحاب منافقین مومنین پر طعن تشنیع کرنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شہر کے اندر ہی لڑائی ہو مگر پیغمبر نے ہماری بات نہ مانی ہم لوگون کو ناحق ہلاک کرا دیا۔ ان مخالفانہ باتون پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ثمّ انزل علیکم من	(پھر جب تم شکست کا غم (و افسوس) کر چکے
بعد الغمّ امنۃً نعاسًا یغشیٰ	تو اس) کے بعد خدا نے تم پر ایک طمینان کی حالت
طائفۃً منکم وطائفۃٌ	طاری کی کہ تم مین سے ایک گروہ کو (یعنی سچے مسلمانون کو
قد اھمّتھم انفسُھم	نیند نے آ دبایا) اور بعض (منافق تھے) جن کو اپنی جانون کی

يظنّون بالله غير الحق ظن	اپنے جانون کی پڑی تھی اللہ کے جناب مین نا حق
الجاهلية يقولون هل لنا	(ناروا) جاہلیت (کیوقت) کیسی بد گمانیان کر رہے
من الامر من شئ قل ان	تھے (اور) کہتے تھے کہ ہمارے بس کی کیا بات ہے
الامر كلّه لله يخفون في	(اے پیغمبر تم اُنسے) کہدو کہ سب کام خدا کے اختیار مین
انفسهم ما لا يبدون لك	ہین اُنکے دلون مین اور اور باتین بھی مخفی ہین جنکو وہ
يقولون لو كان لنا من	تم پر ظاہر نہین کرتے (جی ہی جی مین) کہتے ہین کہ ہمارا
الامر شئ ما قتلنا ههنا	کچھ بھی بس چلتا ہوتا تو ہم یہان مارے ہی نہ جاتے (اے
قل لو كنتم في بيوتكم	پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے
لبرز الذين كتب عليهم	جنکی قسمت مین مارا جانا لکھا تھا (گھرون سے) نکلنکر خود اپنے
القتل الى مضاجعهم و	اپنے پچھڑنے کی جگہ آموجود ہوتے اور (اس لڑائی کے
ليبتلي الله ما في صدوركم	ہارجانے مین بھی چند در چند مصلحتین تھین از انجملہ یہ کہ)
وليمحّص ما في قلوبكم	خدا کو منظور تھا کہ تمھارے مافی الضمیر کو آزمالے اور
والله عليم بذات الصّدور	تمھارے دلی خیالات کو (وسوسون کے میل کچیل سے)
	صاف کرے اور اللہ تو سب کے جی کی بات جانتا ہے

جناب شاہ صاحب نے جنگ اُحد مین جمیع اصحاب کا فرار باستثناتیس کے تسلیم کیا ہے اور حضرت ابوبکر و عمر کے فرار سے انکار کر کے انکا ثابت قدم رہنا بتایا ہے جیساکہ تحفہ مین ہے۔

...شاہ صاحب کہتے تیس
...ثابت قدم رہے
...ین ابوبکر و عمر بھی تھے
...صحاب مفرور رین۔
...رہین کہ بعد خبر شہادت
...رشہادت لشکر ڈشوا ہوئے

چون گریختن روز احد از عثمان و از	جبکہ اُحد کے دن بجز تیس کے کل
جمیع صحابہ غیر از سی کس بوقوع آمدہ تنہا	اصحاب فرار ہو گئے تو تنہا

برعثمان جائے طعن نیست معہذا چون حق تعالی
عفو از آن کبیرہ در قرآن مجید نازل
فرمودہ دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند
قولہ تعالی۔ انّ الّذین تولّوا منکم
یوم التقی الجمعان الخ

عثمان پر طعنہ زنی کا موقع نہین ہے
سوا اس کے خدا نے یہ گناہ عظیم عفو
کردیا تو پھر کسی پر بھی جائے طعن نہین ہے
جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ان
الذین تولوا الخ

بالفرض اگر عثمان نمی گریخت ادرا نزد
شیعہ ازین چہ می کشود۔ ابوبکر و عمر کہ نہ
گریختند و ثابت قدم ماندند کے از زبان
شیعہ خلاص شدند کہ اُو نمی شد۔ اگر از
روئے کتب سیر تمام آن واقعہ را کسی بہ
تامل مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور
دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار
ثبات لشکر خیلے دشوار است۔

بالفرض اگر عثمان مفرور نہوتے تب بھی
زبان شیعہ سے مخلصی نہ پاتے۔ اس لیے کہ
ابوبکر اور عمر فرار نہوئے اور ثابت قدم رہے
ان کو شیعہ نے طعن سے کب چھوڑا۔ اگر بنظر
غور کتب تواریخ سے اس واقعہ پر نظر
کرے تو مفرورین کو معاف رکھے گا۔ کیونکہ
بعد انتشار خبر ہلاکت سردار لشکر کا ثابت قدم
رہنا نہایت ہی مشکل ہے۔

تردید قول شاہ صاحب در حضرت ابوبکر و عمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد۔

حضرت شاہ صاحب کا تمثیل اصحاب کو عموماً اور خلیفہ صاحب اوّل و دوم کو خصوصاً ثابت قدم بتانا تو تواریخ و اخبار و آثار کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کا مفرور ہونا اسی تاریخ روضۃ الصفا سے ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔

پرسیدم۔ ابوبکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند۔

اس قول کی تائید مین دیگر علمائے کرام کے بھی چند اقوال و روایات نقل کیے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ ص۵۹۴) مین رقمطراز ہین۔

اگرچہ مسلمانان متزلزل شدند و بے صبری کردند۔ نزد آنحضرت صلعم غیر از چہاردہ نفر از مہاجرین و ہفت از انصار کسی نماند ہیچ ذکر نہ کردہ اند کہ عمر بن الخطاب درمیان تیراندازان بود یا با آنہا کہ متزلزل و مختلط گشتند۔ این حکایت مشتبہ ماند۔

دوسری۔ نوبتے زید بن وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنین شنیدہ ام کہ در روز اُحد بغیر از علیؑ مرتضیٰ و ابودجانہ و سُہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم در خدمت حضرت رسولؐ ہیچ کس نماندہ بود این خبر آیا مطابق آن واقعہ است جواب داد کہ در دہلۂ اوّل کہ سپاہ اسلام رُو بانہزام نہادند بجز علیؑ مرتضیٰ احدے نزد مصطفےٰ نماند۔ پرسیدم کہ ابوبکر و عمر کجا بودند گفت آن نیز در گوشہ رفتہ بودند۔ (حبیب السیر جلد اول ص۳۰۷)

تیسری۔ در روز اُحد چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند۔ و رسول اللہؐ را تنہا گذاشتند حضرت در خشم شد در آن حالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ایستادہ است۔ فرمود۔ اے علیؑ چون بود کہ با یاران ملحق نگشتی۔ گفت یا رسولؐ اللہ ان لی بك اسوۃ بدرستیکہ مرا با تو اقتداء ست۔ (در روضۃ الاحباب ص۲۶۳)

چوتھی۔ معارج النبوۃ مین تو اس تصریح سے ہے کہ رسولخدا صلعم نے بیعت الرضوان کیوقت حضرت عمرؓ کو احد کا فرار یاد دلایا۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

رسول خدا صلعم بعد ازان روئے بہ عمر آورد و گفت شما را فراموش شد کہ در روز اُحد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را می خواندم و ہیچیک از شما را این مجال التفات نہ بود و فراموش کردید۔ روز احزاب را کہ دشمنان از اعلیٰ و اسفل متوجہ بودند و آنچہ وعدہ خداوند تعالیٰ بود بانجاز پیوست و بعد ازان یک واقعہ کہ فنون

الطاف آلہی وانجاز وعدہ بود بہ یاد یاران داد تا ہمہ در مقام انصاف گفتند ہر چہ خدائے تعالیٰ ورسول او فرمایند راست است (صہ ۱۹۶)۔

پانچویں وفی غزاة احد جمع لہ رسول اللہ	اور غزوۂ احد مین جمع کیا اونکے لیے رسول خدا نے درمیان لواء
بین اللواء والرایۃ وکانت رایۃ	اور رایہ کے اور مشرکین کا نشان طلحہ کے ہاتھ مین تھا اسکو
المشرکین مع طلحۃ بن ابی طلحۃ	حضرت علیؑ نے قتل کیا پھر دوسرے نے نشان لیا
وکان یسمی کبش الکتیبۃ	اوسکو بھی حضرت نے قتل کیا اور ہمیشہ آپ ایک کے بعد
فقتلہ علی رضی اللہ عنہ فاخذ الرایۃ غیرہ	ایک کو قتل کرتے تھے یہانتک کہ نو آدمی قتل
فقتلہ علی رضی اللہ عنہ ولم یزل	کیے آخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور سامان غنیمت
یقتل واحداً بعد واحد حتی قتل	جھک پڑے۔ خالد بن ولید نے اپنے یارونکو
رضی اللہ عنہ تسعۃ نفر فانہزم المشرکون	ساتھ لیکر نیزہ اور تلوار و پتھر سے رسول اللہ
واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل	کو مارنا شروع کیا یہانتک کہ آپ کو غش آگیا
خالد بن الولید باصحابہ علی	روز بجز حضرت علی کے سب اصحاب فرار ہوگئے۔
النبیؐ فضربوہ بالسیوف والرماح	بعد افاقہ جناب رسول اللہ نے حضرت
والحجر حتی غشی علیہ فانہزم	علیؑ کو دیکھا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سے
الناس عنہ سوی علیؑ فنظر الیہ	ان ظالمون کو ہٹاؤ۔ پس حضرت علیؑ نے
النبیؐ بعد افاقتہ وقال لہ اکفنی	انکو بھگا دیا اور اکثر مقتولین آپ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے
ہولاء فہزمہم عنہ وکان اکثر	(در شرح تجرید علامۂ قوشجی صہ ۳۴۳)
المقتولین منہ	منقول مجمع البحرین فی اولۃ الفریقین صہ ۲۳

چھٹی۔ علامہ محمدؐ بن جریر طبری اپنی تاریخ مین جس کو اہل سنت اصح التواریخ کا لقب

دیتے ہین یہ تحریر فرماتے ہین۔

فانحاز ابوبکر الی اجمۃ فاستتر — حضرت ابوبکر نیستان کی طرف چلے گئے اور
بہا ثم ھزم اللہ المشرکین — اُس مین چھپے رہے پھر خدا نے مشرکین کو
در تاریخ طبری ص۱۰۱ — شکست دی۔

ساتوین۔ ان روایتون کے قطع نظر ان حضرت نے خود اپنی زبان سے مفرور ہونے کا اقرار کیا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض نے اپنے والد ماجد کے فرار پر شہادت دی ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے۔

قال ابوبکر لما صرف الناس — حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ جب تمام لوگ
یوم احد عن رسول اللہ کنت اول — اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے
من جاء النبی ص تاریخ الخمیس ج۱ مصر ص۴۳۱ — تو مین نبی کے پاس سب سے پہلے آگیا۔

آٹھوین عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت — حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میرے باپ
کلما ذکر احد ابی بکی بکاءً شدیدًا — جنگ احد کو یاد کر کے بشدت روتے تھے۔
فقلت ما یبکیک فقال بفراری یوم احد — مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین
یہی کنز العمال مین ہے:۔ — اُحد کے دن مفرور ہوا۔

عن عائشہ قالت کان ابوبکر — حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب
اذا ذکر یوم احد بکی ثم قال ذاک — حضرت ابوبکر اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو رونے
کان کلہ یوم طلحۃ ثم انشاء — لگتے اور فرماتے تھے کہ وہ دن تو سارا طلحہ کا
یحدث قال کنت اول من جاء — تھا پھر کہتے تھے کہ مین اُحد کے دن سب سے پہلے
یوم احد (ص۲۴۴) — واپس آگیا تھا۔

نوین - صاحب درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۸۸ بذیل آیہ شریفہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان خود حضرت عمر کی زبانی نقل فرماتے ہین۔

اخرج ابن جریر عن کلیب قال خطب عمر یوم الجمعة فقرأ آل عمران وکان یعجبه اذا خطب ان یقرءها فلما انتهی الی قوله ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان قال لما کان یوم احد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانی اروی (کنز العمال صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مصر جلد اول)

کلیب سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ بروز جمعہ حضرت عمر نے خطبہ مین سورۂ عمران کی تلاوت کیا اور اس سورہ کا خطبہ مین پڑھنا اُن کو مرغوب تھا۔ جب "ان الذین تولوا" پر پہونچے فرمایا کہ جب جنگ احد ہوی تو ہم سب نے شکست کھائی اور مین یہان تک بھاگا کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ مین بزکوہی ہون۔

دسوین - ومن المنهزمين عمر الا انه لم يكن في اوائل المنهزمين ولم يبعد بل ثبت على الجبل ومنهم عثمان انهزم مع رجلين من الانصار يقال لهما سعد وعقبة انهزموا حتى بلغوا موضعا بعيدا ثم رجعوا بعد ثلاثة ايام فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم لقد ذهبتم فيها عريضة (تفسیر کبیر جلد سوم)

بھاگنے والون مین حضرت عمر بھی تھے مگر آپ پہلے نہین بھاگے اور دور نہین بھاگے بلکہ کوہ اُحد پر جا کے دم لیا بھاگنے والون مین حضرت عثمان بھی تھے اور یہ دو آدمیون کے ساتھ جن کا نام سعد و عقبہ تھا بھاگے اور بہت دور تک بھاگتے ہوئے نکل گئے تیسرے روز رسول اللہ کو منہ دکھایا رسول اللہ نے فرمایا بڑے لمبے گئے۔

گیارھوین - امام موصوف آیہ شریفہ "شاورهم فی الامر" کی تفسیر مین جناب خلافت مآب کا

فرار ہونا لکھتے ہین کہ۔

نصب ان عمر کان من المنهزمین فدخل	چونکہ عمر بھاگے تھے۔ لہذا ہم قبول کرتے ہین
تحت الاٰیۃ۔	کہ وہ بھی آیت کے حکم مین داخل ہین۔
بارھوین ان الشیخین ھزما یوم احد	بہ تحقیق شیخین احد مین بھاگے حضرت عمر اپنے
ورجع عمر ینشف دموعہ ویسأل علیاً	آنسو پونچھتے تھے اور حضرت علیؑ سے معافی مانگتے تھے۔
العفو فقال الست المنادی قتل محمدٌ	حضرت علیؑ نے فرمایا آیا تم نے یہ ندا نہین دی تھی
فرجعوا الی ادیانکم فقال انما	کہ محمدؐ قتل ہوگئے پس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ
قالھا ابوبکر ثم نزلت ان الذین	انھون نے جواب دیا کہ یہ ابوبکر نے کہا تھا پھر
تولّوا منکم یوم التقی الجمعان	یہ آیت نازل ہوئی تحقیق جو لوگ پلٹ گئے
انما استزلھم الشیطان	تم مین سے دونو جماعت کے مقابلہ کے دن
(در مسند احمد حنبل)	اُن کو بیشک شیطان نے دہوکہ دیا۔
تیرھوین عن سالم عن ابی سمع رسول اللہ	سالم کہتے ہین میرے باپ نے سُنا کہ
صلعم اذا یرفع راسہ عن رکوع فی	رسول اللہ صلعم نے نماز صبح مین آخر رکعت مین
الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم	بعد رکوع سر اُٹھایا اور بعد فرمانے
العن فلانا۔ فلانا۔ فلانا۔ بعد ما	سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ
یقول سمع اللہ لمن حمدہ فانزل اللہ	دعائے قنوت اللھم العن فلانا
ربنا ولک الحمد لیس لک فی الامر شیٔ	فلانا۔ فلانا پڑھی۔

بخاری شریف مین ہے کہ فلان۔ فلان سے مُراد وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلعم کو چھوڑکر جنگ اُحد مین بھاگ گئے۔ اور اُن مین حضرت عثمان بن عفان بھی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

رسول اللہ نے تو تینوں کا نام لیا ہو گا مگر اسمٰعیل بخاری نے بجائے نام کے فلاناً۔ فلاناً۔ فلاناً لکھ دیا ہے (دیکھو صحیح بخاری مصححہ خلیل الرحمن ص۵۸۲)۔

حضرت عثمان فرار ہو کر تین دن کے بعد آئے

یہ ذکر تو مخصوص حضرت ابوبکر و عمر کا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی کی نسبت تمام مورخین و محدثین متفق البیان ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایسے فرار ہوئے کہ تین دن بعد دربار رسول اللہ میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ کہ

مردے نزد ابن عمر آمد۔ وگفت خبر دہ مرا کہ عثمان روز اُحد گریخت۔ گفت نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ غائب شد عثمان از جنگ بدر حاضر نشد۔ گفت ابن عمر نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ تخلف کرد از بیعت رضوان۔ پس حاضر نشد۔ گفت نعم۔ پس تکبیر برآورد آن مرد

صحیح بخاری میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا وہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

قال انشدک بحرمة هذا البیت	(ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے) کہا کہ
اتعلم ان عثمان بن عفان فرّ یوم احد	میں تم سے اس گھر (خانہ کعبہ) کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا
قال نعم۔ قال فتعلم تغیب عن	ہوں کہ آیا عثمان بن عفان روز اُحد بھاگے تھے۔ کہا کہ ہاں
بدر فلم یشهدها قال نعم۔	پھر اُسنے کہا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر میں غائب
اصلاح ۱۲-۲۲-۵۹۔	ہو گئے تھے پھر حاضر نہیں ہوئے۔ ابن عمر نے کہا کہ ہاں

آیات الٰہی دربارہ انکشاف ایمان مومنین و منافقین

ان روایات و تفاسیر و آیات الٰہی سے بخوبی ثابت ہے کہ ان اصحاب میں بہت سے منافق تھے۔ چنانچہ خود اللہ جلشانہ نے اس لڑائی میں معرض اور منافق کا امتیاز اور منافقین کے نقص ایمان کو ظاہر فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن — اور جس دن مقام اُحد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں

فباذن اللہ ولیعلم المومنین ولیعلم	بھرگئیں اور (مسلمانون) تمکو (شکست کی) مصیبت پہونچی
الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا	تو خدا کا حکم تم پر یون ہین تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا سچے
فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لونعلم	ایمان والون کو معلوم کرے اور منافقون کو (بھی) معلوم کرلے اور
قتالا لاتبعنٰکم ھم للکفر یومئذ	منافقون سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستہ مین لڑو یا (دشمن کو) ہٹاؤ
اقرب منھم للایمان یقولون بافواھم	تو لگے کہنے کہ ہم سمجھے (آج) لڑائی (ہوگی) ہم ضرور تمہارے ساتھ
مالیس فی قلوبھم واللہ اعلم	ہو لیتے یہ (لوگ) اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک
بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم	تر تھے منہ سے ایسی بات کہتے ہین جو اُنکے دلون مین نہین ہے۔
وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا	اور (خباثت) جسکو چھپاتے ہین اللہ (اُسکو) خوب جانتا ہے
قل فادرء وا عن انفسکم الموت	(یہ ہی لوگ ہین) جو آپ (مزہ سے) بیٹھے رہے اور اپنے (شہید)
ان کنتم صادقین ۵	بھائیونکی نسبت لگے کہنے کہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر
(سورہ آل عمران پ ۴ رکوع ۸)	اُنلوگونسے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا

تفاسیر مفسرین اہلسنت کو خدا نے بروز احد مومن کو منافق سے تمیز دی

اس آیہ وافی ہدایہ سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے پاک کی یہ بھی غرض تھی کہ اس جنگ احد مین سچے ایمان والون کو معلوم کرلے۔ اور منافقون کو بھی۔ جبکہ کلام الٰہی کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسولؐ مین منافق بھی تھے اس صورت مین اہلسنّت کا یہ اعتقاد کہ جمیع صحابہ عدول اند باطل ہوا۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ۔ اولما اصابتکم مصیبۃ الخ کی تفسیر فرماتے ہین۔

اعلم ان ھذا متعلق بما تقدم	جاننا چاہیے کہ یہ متعلق ہے قول (اولما اصابتکم)
من قولہ اولما اصابتکم مصیبۃ فذکر	سے پہلی آیت مین ذکر فرمایا کہ اونکے نفسون اور
فی الایۃ الاولی انھا اصابتھم بذنبھم	اُنکے گناہون کی وجہ سے اونپر مصیبت پڑنیکا ذکر کیا او
ومن عند انفسھم وذکر فی ھذہ الایۃ	اس آیہ مین بوجہ آخر اونپر مصیبت پڑنے کا ذکر فرمایا اس لیئے کہ

انما اصابتھم لوجہ اخروھو ان یتمیز — جسمین مومن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔ اور

المومن عن المنافق وفی الآیۃ مسائل — آیہ میں مسائل ہین (یوم التقی الجمعان) سے

المسئلۃ الاولی قولہ یوم التقی الجمعان المراد یوم احد — روز احد مراد ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر معالم التنزیل آیہ کریمہ۔

ماکان اللہ لیذر المومنین علی — خدا کی یہ شان نہین ہے کہ مومنون کو اُسی

ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من — حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو (یعنی

الطیب (ایضا رکوع ۹) — منافقین) یہانتک کہ ناپاک کو پاک سے جُدا نہ کرے۔

کی یہ تفسیر فرماتے ہین کہ خدائے پاک نے بروز اُحد مومن کو منافق سے تمیز دیدی۔ یہی نہین بلکہ صاف الفاظ مین رقمطراز ہین کہ یہ آیت اُن اصحاب منافقین کے بارہ مین ہے جو کہ بروز اُحد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر علٰحدہ ہو گیے تھے۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

ومعنی الآیۃ حتی تمیز المنافق — یعنی یہانتک کہ منافق مخلص سے متمیز ہو جائے

من المخلص فمیز اللہ المومنین من — چنانچہ اُس نے بروز اُحد مومنین کو منافقین

المنافقین یوم احد حیث اظھر — سے تمیز کرادی کہ منافقین اپنا نفاق ظاہر

النفاق وتخلفوا عن رسول اللہ صلعم — کرکے رسول اللہ سے الگ ہو گیے۔

یہی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین ہے کہ خدائے تعالی نے جنگ اُحد کے دن اصحاب مین سے مومن کو منافق سے تمیز کرادیا اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو اصحاب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ گیے وہ ضرور منافق تھے۔ اور جبکہ خود مفسرین عموماً اور امام فخرالدین رازی خصوصاً اصحاب ثلاثہ کو مفرورین اُحد سے بتارہے ہین تو تفسیر بالا کے روسے یہ حضرات آیۂ لیمتیز اللہ الخبیث "من الطیب" مین داخل ہین جس سے کسی کو موقع انکار کا نہین ہو سکتا۔

شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید

افسوس ایسی جلی شہادتوں کے بعد بھی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین حضرت شاہ صاحب یہ فرمائیں کہ (ابوبکر و عمر کہ نہ گریختند و ثابت ماندند کے از زبان شیعہ خلاص شدند کہ عثمان میشد) نیز شمس العلما جناب شبلی صاحب نعمانی باوجودیکہ باین الفاظ حضرت عمر کا فرار تحریر فرماتے ہین کہ۔

علامۂ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کے حال مین یہ لکھا ہے (کہ)

وکان فمن انکشف یوم احد فغفرلہ — (یعنی) حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو اُحد کے دن بھاگ گیے تھے لیکن خدا نے اُنکو معاف کردیا۔

اور (یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ)۔

جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ و عار تھا جسکو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہین کرسکتا۔

بااین ہمہ جوش محبت فاروق مین بہت شد و مد کے ساتھ اُنکا ثابت رہنا ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین کہ۔

یہ امر تمام روایتون سے ثابت ہے کہ سخت برہمی کی حالت مین بھی حضرت عمر جنگ سے نہین ہٹے اور جب آنحضرت کا زندہ رہنا معلوم ہوا تو فوراً خدمت اقدس مین پہونچے۔

جناب شاہ صاحب کی اِس توجیہ سے کہ

"اگر از روئے کتب سیر تمام واقعہ را کسی مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار ثبات لشکر خیلے دشوار است"

اصحاب مفرورین کو حفظ قرآن کی برکت سے معذور بتاتے ہین۔ لیکن خدائے عزوجل مجاہدین کا کوئی عذر قبول نہین فرماتا بلکہ فرار کیا پیٹھ پھیرنے پر بھی سخت عذاب و عتاب کی تہدید فرماتا ہے

قولہ تعالی

یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم — اے ایمان لانے والو جسوقت کافرون سے

الذین کفروا زحفاً فلا تولوھم الادبار ۝ ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً للقتال او متحیزاً الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماویہ جھنم وبئس المصیر

جنگ میں آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اُس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کیلئے کترائے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا میں گرفتار ہوگا اور ٹھکانا اوسکا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

(سورہ انفال)

اب معزز ناظرین غور فرمائیں کہ کس طمطراق سے حضرت ممدوح صحابہ کی خاطر آیہ مذکورہ بالا سے چشم پوشی فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ توجیہ اصحاب مفرورین کے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے کہ نہ اُن کی ہجرت خدا اور رسولؐ کے لیئے تھی اور نہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود تھا بلکہ بمصداق

"کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن"

ان کا ایمان و اسلام سب دکھانے کے لیئے تھا جو اس موقع پر کُھل گیا کہ جب یقین ہوا کہ رسولؐ اللہ نے شہادت پائی تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گیے جسکی تصدیق آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشکرین ۝

اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ ایک رسولؐ ہیں۔ اور بس۔ ان سے پہلے اور بھی رسولؐ ہو گزرے ہیں اگر محمدؐ اپنی موت سے مرجائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھر لوٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤں لوٹ جائیگا وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور جو لوگ اسلام کی نعمت کا شکر کرتے ہیں انکو خدا عنقریب جزائے (خیر) دیگا۔

اس آیۂ شریفہ کی تفسیر یہ ہے ۔

اس جنگ اُحد مین بعض مسلمان کامل بھی ہٹ گئے تھے اس واسطے ایک کافر نے اپنی قوم مین پکارا کہ مین نے محمدؐ کو مارا اور حضرت کے زخم سے بہت خون گیا تھا ۔ ضعف مین آکر ایک گڑھے مین گرے تھے یسلمانون نے حضرت کو نہ دیکھا تھا ۔ اُن کو یقین ہوگیا کہ محمدؐ مارے گئے ۔ اور جب حضرت ہوشیار ہوے تو میدان مین جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کرکے پھر لڑائی قائم کی تب کافر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول رہے نہ رہے دین اللہ کا ہے اُس پر قائم رہو ۔ در قرآن مجید مطبوعۂ میرٹھ صفحہ

صاحب تفسیر حسینی نے ان آیات کی جو تفسیر کی ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مفرورین سے کچھ لوگ ابوسفیان سے خوف کرتے تھے کہ مبادا وہ قتل کر ڈالے ۔ لہذا عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوئے کہ ابوسفیان سے امان دلادے ۔ اُس کی نقل یہ ہے ۔ تفسیر حسینی کہ بعض اصحاب عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوے۔

بدرستیکہ شما بودید کہ از روئے اشتیاق بقائے الٰہی از رو برو دیدمرگ را یعنی شہادت را در پیش از آنکہ مشاہدہ کنید اسباب آن کہ حرب ست پس بتحقیق بدیدید ۔ اُنچہ بطلبید از مقاتلہ کفار و حالا کہ تمامی بگریستید ۔ بیاران و برادران شما کہ مقتول می شدند با نہا نظری کردید و در پیغمبرؐ را تنہا گذاشتہ در خلوص خودی کوشید ۔	یعنی تم تو جنگ کے پہلے شہادت حاصل ہونے کی تمنا کرتے تھے ۔ لیکن جب تم نے اپنی آنکھ سے اپنے دوست احباب اور بھائیون کو شہید ہوتے دیکھا تو پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر چلدیئے ۔

آوردہ اند کہ چون حضرت زخم خوردہ در میان کشتگان نہان شدند ۔ ابلیس لعین صداے الا ان محمدا قد قتل	منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم مجروح ہو کر کشتگان مین چھپ گئے اُسوقت ابلیس لعین نے ندا دی کہ محمدؐ مارے گئے ۔

در میان خاص و عام افگندند قوے از ضعفاے
اہل اسلام خواستہ کہ رجوع بعبداللہ بن ابی
نمودہ التماس کنند کہ از ابوسفیان برائے
ایشان خط امان بستاند و قوم دیگر بگریختند
و بعد از ان کہ آنحضرت رسالت منہ زمان را
فرمود چرا فرار اختیار کردید۔ و پشت
بمیدان کارزار آوردہ اید ایشان
زبان عذر کشودہ۔ گفتند کہ باد از
قتل تو شنیدیم روزگار بر ما شوریدہ
شد و از غایت ترس بگریختیم۔

اس ندا پر ضعفاء اہل اسلام نے
چاہا کہ عبداللہ ابن ابی سے رجوع ہون
اور اُس سے کہین کہ ابوسفیان سے امان
دلادے اور جو کچھ اصحاب بھاگ گئے۔
اور جب رسول اللہ صلعم کا زندہ رہنا سُنا تو
پھر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت
صلعم نے ان مفرورین کو بھاگے جانے پر ملامت
کی اُنھون نے عذر کیا کہ ہم آپکے قتل کا غُل
سنکر زندگانی دنیا ہم پر تلخ ہوگئی اور بسبب انتہا خوف
کے مفرور ہوگئے۔

اور صاحب کشاف نے آیۂ شریفہ

یا ایہا الذین آمنوا ان
تطیعوا الذین کفروا یردوکم
علی اعقابکم فتنقلبوا
خٰسرین ۝ بل اللہ مولٰکم
وھو خیر النٰصرین سنلقی
فی قلوب الذین کفروا الرعب بما
اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا
وما وٰھم النار وبئس مثوی

اے ایماندارو اگر تم لوگون نے کافرون کی
پیروی کرلی تو وہ تم کو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف)
پھیر کرلے جائینگے پھر اُلٹے تمھین گھاٹے مین
آجاؤگے خدا تمھارا سرپرست ہے اور سبسے مددگار وہی
بہتر ہم قریب تمھارا رعب کافرون کے دل مین
بٹھا دینگے اس لیے کہ اُن لوگون نے خدا کا شریک
بنایا اُس چیز کو جسے خدا نے کسی قسم کی حکومت نہین
دی اور آخرکار اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالمونکا

الظّٰلمین ۞ ایضا رکوع (کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

کے تحت مین یہ لکھا ہے کہ۔

اقوال مفسرین منافقین کا مومنین سے کہنا کہ رسول تو مارے گئے اب تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ۔

(منافقین مومنین سے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ تو مارے گئے اور رایت دولت کا کفار نے غلبہ پایا ہے اب تمکو پھر اپنے دین پر رجوع کرنا چاہیے) تفسیر حسینی مین اس کا ذکر ان الفاظ مین ہے۔

این آیت در شان جمعیت کہ از ابوسفیان طلب امان میکردند۔ در کشاف آوردہ کہ منافقان مومنان را می گفتند کہ این جماعت پیغمبرؐ کشتہ شد۔ رایت دولت استیلا یافت شمارا دیگر بار بدین خود رجوع باید کرد۔

اور عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ (۲۴۸) مین ہے۔

جسوقت مشہور ہوا کہ رسول اللہ صلعم مارے گئے تو اُس وقت کچھ مسلمانون نے کہا۔ کوئی ایسا ہے کہ جو عبداللہ بن ابی بن سلول کو جا کر بلا لائے۔ تاکہ وہ ابوسفیان سے ہمارے لیئے امن اُس سے پہلے حاصل کرادے کہ ہم کو وہ قتل کرڈالین۔ انسؓ نے اُن سے کہا کہ اگر محمدؐ مارے گئے تو مارے گئے محمدؐ کا رب تو نہین مارا گیا۔ جس کے لیئے محمدؐ لڑتے تھے اُسی بات کے لیئے تم بھی لڑو۔ اے اللہ مین تو وہ بات نہین کہتا جو یہ لوگ کہتے ہین ان کی باتون سے مین بری ہون پھر لڑا اور مارا گیا۔

تاریخ خمیس کی بھی روایت ملاحظہ ہو جس کی نقل یہ ہے۔

قال بعض المسلمین لیت لنا رسولا	بعض مسلمانون نے کہا کاش کوئی پیغامبر
الی عبداللہ بن ابی فیاخذ لنا	ہمکو ملتا تو عبداللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ
امانا من ابی سفیان و بعضہم جلسوا	ابوسفیان سے ہمارے لیئے امان حاصل کرے
والقوا بایدیہم فقال ناس من المنافقین	اور بعضے ہاتھ پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے اور منافقین

لوکان نبیاً لما قتل ارجعوا الی — کہتے تھے کہ اگر رسول اللہ خدا کے رسول ہوتے

اخوانکم والی دینکم — تو مارے نجاتے اب اپنے بھائیون اور اپنے دین

اول صفحہ (۴۸۹) — سابق کی طرف پھر چلو۔

اصحاب کا خبر شہادت سنکر فرار ہونا۔

پس اگر صادق الایمان ہوتے تو مطلق تردد و انتشار نکرتے بلکہ رسول اللہ کی شہادت کی خبر سنکر کفار و مشرکین پر اپنا اشداء علی الکفار ہونا ثابت کرتے کیونکہ رسول اللہ کی شہادت سے گویا اسلام نیست و نابود ہوا تھا۔ لازم تھا ایسے نازک وقت مین رسول اللہ کے جانشین بنکر صبر و استقلال کے ساتھ۔

وجاھدوا فی اللہ حق — اور خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد

جہادہ۔ — کرنے کا ہے۔

پر عمل کرکے کفار و مشرکین کے خون کے دریا بہا کر اسلام کو قائم رکھتے سبحان اللہ کیا سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے تھے کہ خلافت حاصل کرنے کے لیے تو رسول اللہ کی لاش غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ پہونچے اور لڑ جھگڑ کر جانشین رسول بن بیٹھے۔ اور جہان اپنی جان جوکھم مین دیکھی تو ہوا ہو گیے۔

افسوس کہ جناب شمس العلماء شبلی صاحب نعمانی قضا کر گیے ورنہ مین الفاروق کی یہ عبارت ملاحظہ کراتا کہ۔

آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقون سے بھرا ہوا تھا۔ اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین اس نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ وزاری مین مصروف رہین۔ یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منتظمی حالت قائم ہو جائے۔

حالانکہ وقت رحلت سرور کائنات صلعم تو کچھ بھی اسلام کو خطرہ نہ تھا۔ یہ باتین محض اِن کی پردہ پوشی کی غرض سے بنائی گئی ہین۔ یہان البتہ رسول اللہ صلعم کی خبر شہادت باعث تباہی دین اسلام تھی کہ مشرکین وکفار جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے رسول اللہ کی شہادت اِن کے حق مین گویا فتح تھی پس ایسے نازک وقت مین آیا یہ لازم تھا کہ حضرت عمرؓ باطمینان خاطر پہاڑ پر جا کر بیٹھ جاتے۔ اور انس بن نظر کے پوچھنے پر فرماتے کہ۔

رسول اللہ نے تو وفات پائی اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

یا تقاضائے ایمان و اسلام یہ تھا کہ میدان حرب مین ثابت قدم رہکر مشرکین وکفار کا قلع و قمع کرکے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچاتے۔ قصہ مختصر خدائے پاک کے نزدیک تو ایماندار وہی لوگ ہین جو اسکی راہ مین اپنی جان ومال سے جہاد کرین۔

انما المومنون الذین اٰمنوا	سوائے اِس کے نہین۔ کہ مومن وُہی ہین
باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا	جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر پھر
وجاھدوا باموالھم وانفسھم	اس مین اُنکو شک وشبہ نہین ہوا اور جنھون نے
فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصّٰدقون	جانون اور مالون سے راہِ خدا مین جہاد بھی کئے
(سورہ حجرا)	وہی سچّے مومن ہین۔

چنانچہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ وحضرت انس ودیگر شہداء کے حق مین صادق آتی ہے کہ اِن کو رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر کا مطلق انتشار وتردّد نہوا بلکہ اِس خبر سے اِن کے ایمان کو وہ جوش ہوا کہ اِس شدّت وصلابت سے لڑے کہ وہین شہید ہوگئے جیساکہ سیرت ابن ہشام مین ہے۔

بعد سماعت خبر شہادت رسولؐ امیرالمومنین وحضرت حمزہؓ کا جوش ایمان۔

قال انتھی انس ابن النضرعم	مروی ہے کہ انس بن نضر جو انس بن مالک کے

انس بن مالك الى عمر بن الخطاب	چچا تھے۔ عمر بن الخطاب کے پاس پہونچے ان کے
وطلحة بن عبد الله فی رجال	پاس طلحہ وغیرہ اور بہت سے مہاجرین و انصار
من المهاجرین والانصار وقد	ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے تھے انس نے پوچھا کہ
القوا بایدیهم فقال ما یجلسکم	تم لوگ یہان بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہو انھون نے
قالوا قتل محمد رسول الله	جواب دیا رسول اللہ تو قتل کر ڈالے گئے۔ انس نے
قال فما تصنعون بالحیوة بعد	کہا جب رسول مر چکے تو تم زندہ رہکر کیا کروگے
قوموا فموتوا علی ما مات	اٹھو جس دین پر رسول اللہ نے انتقال فرمایا
علیه رسول الله ثم استقبل القوم	اس پر تم بھی مر جاؤ یہ کہکر انس خود کفار سے لڑے
فقاتل حتی قتل وبه سمی	اور شہید ہوگئے اور انہین کے نام پر انس بن مالک
انس بن مالك ۔	کا نام رکھا گیا۔

قول شبلی صاحب دربارہ شجاعت حضرت علیؑ۔

اور جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ کی شدت اور صلابت کا اظہار اس طرح کرتے ہین کہ۔

حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ وابو دجانہ۔ فوجون کے دل مین گھسے اور صفین کی صفین صاف کردین حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے تھے اور جس طرف بڑہتے تھے صفین کی صفین صاف ہوجاتی تھین۔ حضرت علیؑ وابو دجانہ کے بے پناہ حملون سے فوج کے پاؤن اکھڑ گئے اور مطلع صاف ہوگیا لیکن ساتھ ہی مسلمانون نے لوٹ شروع کردی یہ دیکھکر تیرانداز جو پشت پر مقرر کیے گئے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔ عبداللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ رک نہ سکے تیراندازون کی جگہ خالی دیکھکر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبداللہ بن جبیر چند جانبازون کے ساتھ جم کر لڑے لیکن سب کے سب شہید ہوگئے۔ اب راستہ صاف تھا

خالد نے سواروں کے دستے کے ساتھ نہایت بے جگری سے حملہ کیا لوگ لوٹ مین مصروف تھے۔ اتنے مین غل مچ گیا کہ آنحضرت صلعم نے شہادت پائی۔ اس آواز سے عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیرون کے پاؤن اکھڑ گئے اس ہلچل اور اضطراب مین اکثرون نے تو بالکل ہمت ہار دی لیکن جانبازون کا بھی زور نہین چلتا تھا۔ آنحضرت صلعم کی کسی کو خبر نہ تھی۔

حضرت علیؓ تلوار چلاتے اور دشمنون کی صفین اُلٹتے جاتے تھے لیکن کعبۂ مقصود رسول اللہ صلعم کا پتہ نہ تھا۔ حضرت انسؓ کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے موقع سے آگے نکل گئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر ہتیار پھینکدیئے۔ پوچھا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو بولے اب لڑکر کیا کرین رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ ابن نضر نے کہا کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کرین گے یہ کہکر فوج مین گھس گئے اور لڑکر شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد اُن کی نعش دیکھی گئی تو اسّی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا اُن کی بہن نے انگلی دیکھکر پہچانا۔ (از سیرت النبی جلد اوّل صت۲۷)۔

حفاظ قرآن غور فرمائین کہ قاتلوا و قتلوا کے یہ معنی ہین۔ مجاہد انکو کہتے ہین۔ خدا اور رسول پر جان نثار ایسے ہوتے ہین۔ انہین مجاہدین کی شان مین ہے۔

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ۔ | جنھون نے جانون اور مالون سے راہ خدا مین جہاد کیئے وہی سچے مومن ہین۔

اب مقام انصاف ہے کہ خدائے پاک نے ان خاصان خدا کی تعریف کی ہے اور جنّت کی بشارت دی ہے یا اصحاب ثلثہ کی۔

اگر نظر انصاف سے دیکھو تو ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون سے تو بعض خواتین اسلام کو ایمان و عقائد مین کامل پاؤ گے۔ چنانچہ روایت ہے کہ۔

ایک عفیفہ کا اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد آنکی لاش دیکھنا

انصار مین سے ایک عفیفہ کے باپ۔ اور بھائی۔ اور شوہر۔ سب اس معرکہ مین مارے گیے تھے۔ باری باری سے تین سخت حادثون کی صدا اُس کے کانون مین پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی کہ۔ رسول اللہ صلعم کیسے ہین۔ لوگون نے کہا خیریت ہین۔ اُس نے پاس آکر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اُٹھی کل مصیبتہ بعدک جلل ہر مصیبت بعد آپ کے عظیم ہے۔

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

منقول ہے۔ سیرت النبی مولفہ شبلی صاحب نعمانی سے صفحہ (۴۰۸)

خواہر حضرت حمزہ کا مقتل مین آنا

اور حضرت صفیہؓ خواہر حضرت حمزہؓ کی حال مین یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بہن شکست کی خبر سنکر مدینہ سے نکلین آنحضرت صلعم نے اُن کے صاحبزادہ زبیر کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ حمزہؓ کی نعش دیکھنے نہ پائین۔ زبیر نے حضرت کا پیام سُنایا۔ بولین مین اپنے بھائی کا ماجرا سُن چکی ہون لیکن خدا کے راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی۔ لاش پر گئین خون کا جوش تھا۔ عزیز بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن۔ انا للہ انا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو رہین اور دُعائے مغفرت کی۔ ایضاً صفحہ (۴۰۸)

یہ روایت بھی اسی مین ہے کہ۔

باہانت رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ پر نوحہ وبکا کرنا۔

آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھرون سے ماتم کی آوازین آتی تھین آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہین۔ لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہین ہے رقت کے جوش مین آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین ہے انصار نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اُٹھے سب نے جاکر اپنی بیویون کو حکم دیا کہ دولت سرا پر جاکر حمزہؓ کا ماتم کرو۔

آنحضرت صلعم نے دیکھا تو دروازہ پر۔ پردہ نشینان انصاری کی بھیڑ تھی اور حمزہؓ کا ماتم بلند تھا اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ اور فرمایا مین تمھاری ہمدردی کا شکر گذار ہون۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسولؐ اللہ تو اپنے چچا کی موت پر گریہ و بکا فرمائین۔ اہل مدینہ کے گھرون سے ماتم کی آواز سُنکر فرمائین حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین انصار براہ ہمدردی اپنی عورتون کو دولتسرا پر بھیجدین۔ وہ سب حضرت حمزہؓ کا ماتم کرین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے شکر گذار ہون۔ اور اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائین۔ مگر آہ۔ صد حیف کہ اُمت رسولؐ مین ایک وہ لوگ بھی ہین جو سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب عظیم پر رونا بدعت ٹھہرا کر اُسکو بند کرنے مین کوشان ہون فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غرض جو کوئی واقعہ جنگ اُحد پر غور کرے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ اول تو اس لڑائی مین سچے اسلام اور پکے ایمان والون کی تعداد ہی کم تھی اس پر بھی تین سَو (۳۰۰) جان نثار اثنائے راہ سے مفرور ہوگئے۔ اور جو باقی رہے ان مین سے بھی معدودے چند میدان حرب مین آئے اور مرنے مارنے سے جی چراتے رہے۔ حتی کہ اپنے پیغمبرؐ کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہوگئے صرف طبقہ انصار ہی سے چند افراد ایسے نکلے جنھون نے جام شہادت پیکر اپنے مالک سے یہ سند حاصل کی۔

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خدا نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور نیز مہاجرین
والمھاجرین والانصار الذین	اور انصار پر جنھون نے تنگدستی کیوقت مین پیغمبر کا ساتھ
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد	دیا اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت مین جبکہ اُنین سے
ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم	بعض کے دل ڈگمگا چکے تھے۔ پھر اُسی نے اِن پر بھی

ثم تاب علیھم انہ بھم — اپنا فضل کیا کہ ان کو اس مین شک نہین کہ خدا ان
رؤف رحیم — سب نہایت درجہ مہربان اور اون کے حال پر
پ ۱۱ س التوبہ (۳) — اپنی مہر رکھتا ہے۔

اقوال محدثین اہلسنت دربارہ شجاعت جناب امیرؑ

اور حیدر کرار غیر فرار کی مدح کس سے ہوسکتی ہے کہ رسول خدا صلعم آپ کے نظر سے غائب ہوئے تو آپکو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم شہید ہوگیے اب مین زندہ رہکر کیا کرون گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہان تک مقاتلہ کرون کہ مارا جاؤن۔ یہ سوچکر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ سب کفار بھاگ گیے۔ اس وقت جناب رسول خدا صلعم ایک غار مین بیہوش نظر آئے آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ علیؑ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین۔ فرمایا اے علیؑ مشرکین مجھے گھیرے ہوئے ہین اُنکو ہٹا دو۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس موقع پر کرار غیر فرار کی شدت وصلابت کا حال ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

حیدر کرار۔ بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکین را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ ومتفرق ساخت درحین کارزار شمشیر علیؑ بشکست رسولؐ ذوالفقار بوی ارزانی داشت۔ ہرگاہ کہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ بدفع مشرکین مشغول شد رسول اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی مدح خود راکہ ملک رضوان بر آسمان می گوید۔ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ قول بھی انہین کا ہے کہ جب سب اصحاب فرار ہوگیے اور کرار غیر فرار جہاد مین سرگرم رہے تو جبرئیلؑ نے رسول اللہ سے فرمایا کہ۔

این کمال مواسات وجوانمردی ست کہ علیؑ بدو قیام نمود۔ رسول اللہ فرمود۔ جبرئیلؑ گفت من از ہر دو شما ہستم۔

اسی طرح صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے۔

چون مسلمانان روبہزیمت نہادند حضرت رسول اللہ صلعم در غضب شد۔ وہرگاہ کہ

بعقب رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند در خوشاب فرو دویدے در آن حال نظر

کرد وعلیؑ را در پہلوئے خویش ایستادہ دیدند۔ فرمود اے علیؑ چون ست کہ تو بدیگران

نہ پیوستی قدوۂ اولیا جواب داد لا کفر بعد ایمان

لفظ کفر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے اسلام سے بھی خارج کئے گئے۔

پس ان اقوال سے۔

باوجودیکہ جمیع مورخین ومحدثین باین توضیح وتصریح۔ ابوبکر وعمر بگوشہ رفتند وعثمان

زان روز بعد سہ یوم وررآمدند۔

اپنے خلفاء نامدار کا فرار ہونا قلمبند کرین۔ خداے عزوجل اصحاب کے فرار پر ان الفاظ

پاک مین۔

اذ تصعدون ولا تلون	اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسولؐ تمھارے پیچھے کھڑے
فی اخریکم	تم کو بلا رہے تھے (مگر) تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شہادت دی۔ اس پر بھی شاہ صاحب اُن کے فرار سے انکار کرکے۔ اس۔ ارشاد سے اُنکی پردہ پوشی

کرتے ہین۔ باایں ہمہ حضرت شاہ صاحب رطب اللسان ہین۔

چون عفو ازان کبیرہ در قرآن مجید فرمود دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند۔

حالانکہ حق سبحانہ تبارک وتعالی نے خود اصحاب مفرورین سے یہ فرماکر

جب تم نے مال غنیمت دیکھا تو جہاد سے بھاگ کھڑے ہوے۔ بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے

پڑ گئے۔ اور بعض آخرت کی فکر مین۔ خدا کو تمھارا ایمان آزمانا منظور تھا مگر اس پر بھی خدا نے

خدا کا اصحاب مفرورین کو عفو فرمانا۔

درگذر کیا۔ اُن کی خطا معاف فرمائی ہے۔

پس حق تعالیٰ کے اس عفو کا یہ مطلب ہے کہ اس جرم کی دنیا مین سزا نہین دی۔ اس عفو سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جرم فرار سے بھی بری کیے گئے۔ دیکھیے ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو بعد ثبوت جرم سزا معاف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ نفس جرم سے بری نہین ہوتا بلکہ رجسٹر جرائم مین اُس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پولیس اس کے کردار۔ رفتار۔ اعمال و افعال پر خاص نظر رکھتی ہے۔

اسی طرح اگرچہ اصحاب بپاداش جرم فرار عذاب الٰہی سے تو بچ گئے لیکن اس عفو سے داغ فرار نہین مٹا اور ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

وھو المطلوب کہ یہان بحث فرار سے ہے نہ کہ سزا سے۔ نیز یہ عفو مخصوص جنگ احد کے لیے ہے۔ نہ کہ دیگر غزوات سے جو اس عفو کے بعد واقع ہوئین اور وہان سے بھی فرار ہوتے رہے۔ پس اس صورت مین شاہ صاحب اس عفو کو اپنے اصحاب ممدوحین کی عیب پوشی کیلیے کہان کہان سپر بنائین گے۔

بدر مین کہ خیبر مین خندق مین کہ حُنین مین بیعت الرضوان۔ صلح حدیبیہ۔ غدیر خم۔ تخلف جیش اُسامہ۔ حدیث قرطاس۔ غصب فدک و میراث۔ قصد احراق بیت اشرف بنت رسولؐ اور غصب حقوق شاہ ولایت۔ وغیرہ وغیرہ مین۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

دل مین جگر مین سینہ مین پہلو مین آنکھ مین اے عشق تیری شعلہ فشانی کہان نہین

اب جنگ خندق مین اصحاب "اشداء علی الکفار" کی شدت و صلابت کا حال سنیئے۔

غزوۂ خندق

جنگ کی بنیاد

اس جنگ کی بنیاد اس قضیہ پر ہوئی کہ بنی عامر اور بنی نظیر یہود کے دو قبیلہ تھے جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ عمر بن ضمری نے بنی عامر کے دو آدمیون کو مار ڈالا۔ چونکہ یہ دونون قبائل رسول اللہ کے ذمہ تھے۔

لہذا۔ آپ چند اصحاب کے ساتھ دونون کا خونبہا دلوانے کی غرض سے بنی نظیر کے پاس آئے اور اُن سے مدد چاہی۔ اُن لوگون نے ظاہر مین تو اپنا خلوص جتایا اور باطن مین خود رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا تہیہ کیا۔ جس کا علم رسول اللہ کو بہ الہام غیبی ہو گیا آپ نے اُن سے کہلا بھیجا کہ تمھاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ اب تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ۔ یا لڑنے پر تیار رہو۔ غرض وہ لوگ جلاوطن ہو کر شام مین جہان خیبر کے یہودی جا کر آباد ہوئے تھے جا بسے اس واقعہ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے سورۃ الحشر مین اس طرح فرمایا ہے۔

خدا نے کفار کے دلون مین دھاگ ڈال دی۔

ھو الذی اخرج الذین	وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو اُنکے
کفروا من اھل الکتب من	گھرون سے نکال باہر کیا (اور یہ اُنکی تقدیر کا) پہلا حشر
دیارھم لاول الحشر ماظننتم	(تھا جس کیلئے نکالے گئے (مسلمانون) تمکو (تو وہم و)
ان یخرجوا وظنوا انھم	گمان (بھی) نہ تھا اور وہ اس خیال مین (مست) تھے
مانعتھم حصونھم من اللہ فاتھم	کہ اُن کے قلعے اُنکو خدا کی (پکڑ) سے بچا لینگے تو جدہر سے
اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف	اُن کو گمان بھی نہ تھا خدا (کے لشکر) نے اُنکو آلیا اور اُنکے
فی قلوبھم الرعب یخربون	دلون مین (مسلمانونکی) دھاگ ڈالدی کہ لگے اپنے گھرونکو
بیوتھم بایدیھم وایدی	اپنے ہاتھون اور مسلمانون کے ہاتھون اُجاڑنے تو

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار اے لوگو جن کے (متن پر) آنکھیں ہین (اس قصے) عبرت پکڑو۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی نے یہ کی ہے۔

آوردہ اند کہ حضرت رسول اللہ صلعم در سال چہارم از ہجرت با جمعی از خواص اصحاب جہت دیت دو مرد عامری کہ در عہد پیغمبر بودند و عمر بن ضمری رضی اللہ عنہ ایشان را کشتہ بود۔ بمنازل یہود و بنی النظیر رفت۔ در وقتیکہ پشت بدیوار خانۂ ایشان باز نہادہ بود۔ سنگے بر بام بردند تا بر آن حضرت افگنند۔

منقول ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال رسول اللہ صلعم چند اصحاب کو ہمراہ لیکر بنی نظیر یہود کے مکان پر تشریف لے گیے کہ دو شخص عامر کی جو عہد رسول مین تھے جن کو عمر بن ضمری نے مار ڈالا تھا دیت لین۔ آنحضرت صلعم جس وقت اِن کے مکان کی دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ وہ ایک پتھر بالا خانہ پر لے گیے کہ آپ پر گرا دین۔

فی الحال جبرئیل امین بہتر عالم را خبردار گردانید۔ و آنحضرت بمدینہ باز آمدہ کس بایشان فرستاد کہ چون غدر شما ظاہر شد از دیار ما بیرون شوید و دہ روزہ ایشان را مہلت داد۔ ایشان بہ تہیۂ سفر اشتغال نمودند۔

حضرت جبرئیل نے آپ کو مطلع کیا۔ آپ مدینہ چلے آئے اور کسی کے ذریعہ اِن کو پیغام بھیجا کہ تمہارا مکر مجھ پر کھل گیا۔ اب تم دس روز کے اندر ہمارے مُلک سے نکل جاو۔ اِس پر اُن لوگون نے سفر کا سامان کیا۔

و ابن ابی کہ پیشوائے منافقان بود کسے را پیش ایشان فرستاد کہ از دیار خود بیرون مروید و بقلاع خود متحصن باشید کہ من با دو ہزار کس از قوم خود معاون شما ام یہود بہ سخن آن منافق مغرور شدہ باغی گشتند و خبر

ابن ابی جو منافقون کا پیشوا تھا۔ اُس نے کہلا بھیجا کہ اپنے وطن سے نہ نکلو اور اپنے قلعون مین قیام کرو مین دو ہزار آدمیون کے ساتھ تمہاری مدد کرتا ہون ابی کی باتون پر یہ لوگ غرّا کر کے باغی ہو گیے

آنحضرت رسیده با جمعی بر سر ایشان رفت
و پانزده روز ایشان را محاصره کرد۔ و آن
منافق وعده وفا نکرد۔ و ایشان جلا قبول
کردند۔ و بواسطه ترس و بیمی که خدا اسے
در دل ایشان افگند و چون جلا قبول
نمودند و حضرت فرمود که بشرط آنکه اسلحه
خود بگذارید۔ و آن مقدار از اموال که
دواب شما بر تواند گرفت با خود ببرید
برین وجه قرار یافت یهود از درها و چوبها و
سنگ هاے تراشیده از محل آن بر کنده
با خود ببردند۔ پس ششصد شتر بار کرده
خود را بر آن آراستند و اظهار جلادت نموده
دف می زدند۔ و سرود گویان از بازار
مدینه گذشتند بعضی بولایت شام رفتند و جمعی
بخیبر۔ (جلد ثانی صفحه ۳۸۹)۔

رسول اللہ اس خبر کو سنکر چند اصحاب کو لیکر
اُنکی طرف گئے۔ اور ان کو پندرہ دن تک محصور
رکھا۔ اُبی منافق نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور
خوف و دہشت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے
دلون مین ڈالدیا تھا۔ جلا وطن ہونا اختیار
کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس شرط سے کہ
سامان اسلحہ چھوڑ کر باقی مال جسقدر چاہئے
اونٹ لاد سکین لے جاوین۔
اس قرار داد پر اپنے محل کے دروازے اور
لکڑی اور تراشی ہوے پتھر اپنے ساتھ لیے۔
یہ سامان چھ سو اونٹ پر لاد کر اپنے کو
آراستہ کرکے اپنی شان وشوکت دکھاتے
اور گاتے بجاتے ہوئے مدینہ کے بازار سے
نکل گیے ان مین کچھ لوگ شام کو اور کچھ
خیبر کو گیے۔

اقتباس سیرۃ النبی دربارۂ واقعات جنگ

جنگ احزاب (خندق) کے واقعات کا اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی
سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

یہ تمام لڑائیاں اس عام جنگ کی پیش خیمہ تھین جو تمام عرب اور یہود متفقہ قوت سے
کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کو جنگ احزاب کہتے ہین ۵ھ ہجری مین بنو نضیر مدینہ سے

نکل کر خیبر پہونچے تو اُنھون نے ایک نہایت عظیم الشان سازش شروع کی۔ ان کے رؤسا مین سے سلام بن ابی الحقیق وغیرہ مکہ معظمہ گئے اور قریش سے ملکر کہا اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا استیصال کر دیا جاسکتا ہے۔ قریش اس کے لیئے ہمیشہ تیار تھے۔ قریش کو آمادہ کرکے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ اور ان کو لالچ دیا کہ خیبر کا نصف محاصل ان کو ہمیشہ دیا کرین گے یہ فوراً تیار ہو گئے۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے غطفان نے ان کو لکھ بھیجا کہ تم بھی فوجین لے کر آؤ۔ قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی اس تعلق سے اُنھون نے بھی ساتھ دیا۔ بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا اس بنا پر یہود نے ان کو بھی آمادہ کیا غرض تمام قبائل عرب سے لشکر گران تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ فتح الباری مین تصریح ہے کہ ان کی تعداد چوبیس[۲۴] ہزار سے زاید تھی۔ یہ لشکر تین مستقل فوجون مین تقسیم کیا گیا۔ اور غطفان کی فوجین عتبہ بن حصین فزاری کی کمان مین تھین جو عرب کا مشہور سردار تھا بنو اسد طلحہ کی افسری مین تھے۔ اور ابوسفیان سپہ سالار کل تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبرین سُنین تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے رائے دی کہ کھلے میدان مین نکلکر مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے ایک محفوظ مقام مین لشکر جمع کیا جائے۔ اور گرد خندق کھود لی جائے۔ تمام لوگون نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور خندق کھودنے کے لیے آلات مہیا کیے گئے۔ آنحضرت صلعم نے تین ہزار[۳۰۰۰] صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاری شروع کی۔ اور حدود قائم کیئے داغ بیل ڈالکر دس[۱۰] دس آدمیون پر دس[۱۰] دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق پانچ گز رکھا گیا۔ بیس[۲۰] دن مین تین ہزار[۳۰۰۰] متبرک ہاتھون سے انجام پائی۔

یاد ہوگا کہ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہان مزدورون کی صورت مین تھے۔

آج بھی وہی عبرت انگیز منظر ہے جاڑے کی راتین ہین اور تین تین دنکا فاقہ ہے۔ مہاجرین و انصار اپنی پیٹھون پر مٹی لاد لاد کر پھینکتے ہین سرور عالم بھی مٹی پھینک رہے ہین شکم مبارک پر گرد اٹ گئی ہے۔ پتھر کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب کام نہین دیتی تھی۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو چٹان ایک تودۂ خاک تھی۔ سلع کی پہاڑی کو پشت پر رکھکر صف آرائی کی گئی مستورات شہر کے محفوظ قلعون مین بھیجدی گئین۔ بنو قریظہ کے یہود اب تک الگ تھے۔ لیکن۔ بنو نضیر نے ان کے ملا لینے کی کوشش کی۔ حی بن خطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا مین فوجون کا دریا بیکران لایا ہون قریش اور تمام عرب اُمنڈ آیا ہے۔ اور ایک محمدؐ کے خون کا پیاسا ہے یہ موقع ہاتھ سے دینے کے قابل نہین اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ کعب ابھی راضی نہین تھا۔ اُس نے کہا مین نے محمدؐ کو ہمیشہ صادق الوعد پایا اِن سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت ہے لیکن حی کا جادو رائگان نہین جاسکتا تھا۔

آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو تحقیق اور اتمام حجت کے لیئے سعد بن معاذ اور سعد بن عُبادہ کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر درحقیقت بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو وہان سے آکر اس خبر کو مبہم لفظون مین بیان کرنا کہ لوگون مین بیدلی نہ پھیلنے پائے۔ دونون صاحبون نے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ محمدؐ کون ہین اور معاہدہ کیا چیز ہے۔

غرض۔ بنو قریظہ نے اِس بیشمار فوج مین اور اضافہ کردیا قریش یہود اور قبائل عرب کی جو بیس ہزار فوجین تین حصون مین تقسیم ہوکر مدینہ کے تین طرف اِس زور و شور سے

حملہ آور ہوئین کہ مدینہ کی زمین دہل گئی قریبًا ایک مہینہ تک اس سختی سے محاصرہ قائم رہا اور اس قدر شدید اور پُرخطر ہو گیا تھا کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے لوگون سے خطاب کرکے فرمایا کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے تین دفعہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ لیکن حضرت زبیر کے سوا اور کوئی صدا نہین آئی۔ محاصرین نے اِدہر تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اِدہر دوسری سمت سے اس غرض سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کے اہل و عیال یہین قلعون مین پناہ گزین تھے۔ محاصرین خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے۔ اس لیے دُور سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے خندق مین مختلف حصون پر فوجین تقسیم کر دین تھین جو محاصرین کے حملون کا مقابلہ کرتی تھین ایک حصہ خود آپ کے اہتمام مین تھا۔

اب مشرکون کی طرف سے حملہ کا یہ انتظام کیا گیا کہ قریش کے مشہور جنرل یعنے ابو سفیان و خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص۔ ضرارہ بن الخطاب کا ایک ایک دن مقرر ہوا ہر جنرل اپنی باری کے دن پوری فوج لیکر لڑتا تھا خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے اس لیے باہر سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ چونکہ اس مین کامیابی نہین ہوئی اس لیئے قرار پایا کہ اب عام طور پر حملہ کیا جائے۔ تمام فوجین یک جا ہوئین قبائل کے تمام سردار آگے آگے تھے۔ خندق ایک جگہ سے اتفاقًا کم عریض تھی۔ یہ موقع حملہ کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ عرب کے مشہور بہادرون یعنی ضرارہ۔ جبیرہ۔ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑون کو مہمیز کیا تو اُس پار تھے۔ اِن مین سب سے زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ وہ ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر مین زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جبتک انتقام نہ لون گا مین بالون مین تیل نہ ڈالون گا۔ (انتہی۔ از صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۳)۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا

چونکہ جناب شبلی صاحب نے بعد کے واقعات چھوڑ دیے لہذا تاریخ روضۃ الصفا سے بقدر ضرورت نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہو۔

ناقلان آثار۔ سید ابرار۔ چنین روایت کردہ اند کہ عمرو بن عبدود درمیان قبائل عرب بود بفور جرأت وکمال جلالت واستعمال آلات طعن وضرب درعرب مستثنیٰ وامتیاز تمام داشت۔ وفی المثل اگر رستم دستان با وے بمنازعت درآمدے کار بروی بزیان آمدے اگر سہراب قدم درمضمار مبارزت او نہادے بیتاب وتوان گشتے شہرت او درشجاعت بمرتبہ بود کہ دلیران عرب اورا برابر ہزار مرد مقاتل میدانستند ہرگاہ کہ عمرو بن عبدود درغزاء خندق گذشتہ مبارز طلبید۔ مسلمانان درباب قبائل او متامل شدند ومتوقف بودند حضرت از اصحاب پرسید کہ سبب توقف واندیشہ چیست۔ عمر رضہ از جانب اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ

ناقلان اخبار سید ابرار بیان کرتے ہین کہ عمرو بن عبدود قبائل عرب مین بلحاظ کمال جرأت وکمال شجاعت اور بفور سلاح حرب وضرب تمام عرب مین فرد اور ممتاز تھا۔ اگر رستم بھی اس سے لڑنے کو آتا تو پسپا ہوتا اگر سہراب اس سے جنگ کرتا شکست اٹھاتا۔ اس کی قوت اور دلیری وبہادری کی اسقدر شہرت تھی کہ دلیران عرب تنہا اسکو ہزار پہلوانون کے برابر سمجھتے تھے۔ پس جب اس نے میدان جنگ مین آکر لشکر اسلام سے اپنے ساتھ لڑنیوالا چاہا۔ تو سارے لشکر اسلام نے اس سے جنگ کرنے مین تامل وتوقف کیا۔ رسول اللہ صلعم نے خوف اور توقف کا سبب پوچھا حضرت عمر نے کل اہل اسلام کی طرف سے

معروض داشت۔ کہ یارسول اللہ نوبتے
ہمراہ طایفہ از قریش کہ عمرو بن عبدود درآن
میان بود برسم تجارت بہ مالے وافر ومتاعے
متکاثر متوجہ شام گشتم ناگاہ قریب ہزار کس
از قاطعان طریق از سر راہ برما گرفتند
واہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش
نیز مایوس گشتند چون عمرو بن عبدود
صورت حال را بدین منوال دید
شمشیر از نیام کشیدہ شتر بچہ را
بہ یکدست ربودہ بجائے سپر پیش
روئے خود نہادہ مانند پیل دمان وشیر
ژیان بر مخالفان حملہ کرد وآن جماعت
بواسطہ توجہ او روئے با نہزام نہادند
وقافلہ ما بسبب عمرو بن عبدود سلامت
بگذشت وبالجملہ عمرو عبدود از خندق
بگذشت قدم در میدان شجاعت
نہادہ مبارز خواست ولشکر اسلام کہ
تا غایت تہوری ومردانگی آن ملعون را
میدانستند از ہیبت او چنان خائف شدند

عذر پیش کیا۔ یا رسول اللہ ایکدفعہ
مین طائفہ قریش کے ساتھ مال کثیر
لیکر بغرض تجارت جانب ملک شام
گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود
ہمارے ساتھ تھا اثنار راہ مین ایک
مقام پر ہزار ڈاکوؤن نے ہمارے
طائفہ کو گھیر لیا۔ اور ہم سب نہ صرف
مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ
دھو بیٹھے تھے۔ عمرو عبدود نے ہم لوگونکا
جب یہ خوف و اضطراب دیکھا تو اپنی
تلوار میان سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجائے
سپر ہاتھ مین لیا پھر مثل پیل دمان اور
شیر ژیان ان پر ایسا حملہ کیا کہ سب
بھاگ گیے۔ اور اسکی بدولت ہمارا
قافلہ صحیح و سلامت رہا۔ القصہ عمرو عبدود
پکار رہا ہے کہ نکلو اور مجھ سے آکر لڑو مگر
اہل اسلام جو اُس کی بہادری اور دلیری
سے اچھی طرح واقف تھے اُسکے رعب و
ہیبت کا ایسا اثر سارے لشکر پر پڑا

کہ گوئے خون در بدن ایشان نماند و سرہا در پیش افگندہ بایستادند۔ کانّما علی رؤسہم الطیر این کلمہ ناطق بآنست کہ در ولایت عرب کہنہ در سر شتران بسیار پیدا می شود۔ کلاغ از ہوا فرود آمدہ بر سر شتر می نشیند و آنہا را بہ منقار بر می چیند و در ہنگام شتر از خوف آنکہ کلاغ بپرد و کہنہ در سر او بماند مطلق حرکت نمی کند و سر خود را نمی جنباند بالجملہ چون عمرو عبدود از اہل اسلام مبارز خواست ہیچ کس از اہل اسلام در برابر او نیامد۔ حضرت مقدس نبوی فرمود کہ آیا ہیچ دوستیست کہ شر این دشمن را از ما کفایت کند۔ اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالبؑ برخاست۔ و گفت یا رسولؐ اللہ انا ابارزہ و ابرز الیہ گفت انا لہ و آنحضرت در جواب علیؑ ہیچ نہ گفت و فرمود کہ اے علیؑ این عمرو عبدود است۔ حضرت امیرؑ گفت

کہ گویا ان کے بدن مین خون ہی نہ تھا۔ سب کے سب سر جھکا کر کانّما علی رؤسہم الطیر کھڑے رہے۔ عرب کا یہ ایک مقولہ ہے کہ ملک عرب مین ایک کیڑا جسکو کہنہ کہتے ہین اونٹ کے سر مین پیدا ہوتا ہے۔ اور کوّے اونٹ کے سر پر بیٹھکر اپنے چونچ سے اُس کیڑے کو چن لیتے ہین۔ اونٹ اِس خیال و خوف سے کہ مبادا حرکت کرنے سے کوّا اُڑ جائے اور کیڑا سر مین رہ جائے۔ مطلق حرکت نہین کرتا ہے اور ذرا بھی اپنا سر نہین ہلاتا۔ آخرکار عمرو عبدود کی صدا پر لشکر اسلام سے جب کوئی بھی اِسکے مقابلہ کو نہ نکلا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا کوئی ایسا میرا دوست ہے جو اِس شر کو مجھ سے دور کرے۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ اٹھے اور اٹھکر عرض کی یا رسولؐ اللہ اِس سے مین لڑونگا اور یا یہ کہا کہ اِسکے واسطے مین ہون آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ۔ یہ عمرو بن عبدود ہے آپنے کہا

من علیؑ بن ابی طالبؑ ام۔ بار دوم عمرو
مبارز طلبید۔ علیؑ مرتضیٰ رخصت خواست
و مرخص نہ گشت۔ بار سوم عمرو گفت
آیا در میان شما ہیچ مردے نیست کہ
از برائے جنگ در میدان آید۔
ایہا الناس۔ گمان شما ست کہ کشتگان شما
در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم شوند آیا دوست نمیدارد
کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن
خود را بجہنم فرستد۔ امیر المؤمنین
باز دستور خواست تا بان تہور
در محاربہ بیاید۔

حضرت نبویؐ شمشیر خود کہ موسوم با
ذو الفقار بود۔ بہ علیؑ دادہ و زرہ خاص
در جسم او پوشانید و از جہت دفع اصابت
عین الکمال عمامہ خویش بر سرش نہاد
بعد از آن فرمود کہ اللّٰہم اعنہ اے خدا
سزاوار پرستش یاری دہ علیؑ را
بر عمرو عبدود و دست ہائے مبارک
بجانب آسمان برداشتہ۔ فرمود کہ بارخدایا

مین بھی علی بن ابی طالبؑ ہون۔ دوسری بار
پھر عمرو نے مبارز طلبی کی اور علیؑ نے پھر اجازت
چاہی۔ مگر حضرت صلعم نے پھر بھی اجازت نہ دی۔
تیسری بار عمرو عبدود نے پکار کر کہا۔ ایہا الناس
کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین ہے کہ میدان جنگ مین آئے
تمھارا تو گمان ہے۔ کہ تمھارے کشتے بہشت
مین جائین گے۔ اور ہمارے کشتے دوزخ مین
رہین گے۔ آیا تم مین سے کوئی بہشت کا سفر
کرنا پسند نہین کرتا۔ یا اپنے دشمن کو جہنم مین
بھیجے۔ امیر المومنینؑ نے پھر عرض کی کہ مجھے
اجازت دیجیے کہ مین اس اژدہے کے ساتھ جاکر لڑون۔
آخر رسول اللہ صلعم نے اجازت دی اور
امیر المومنینؑ کو خاص اپنی زرہ اپنے دست
مبارک سے پہنائی اور اپنی ذو الفقار کمر مین
باندھی۔ اصابت عین الکمال کے دفع کے لیے
اور عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور پھر فرمایا
بار خدا ان کی مدد فرما۔ اور دونون
ہاتھ اٹھا کر بارگاہ ایزدی مین یہ
مناجات کی۔ بار الٰہا تو نے

عبیده را در روز بدر از من گرفتی و حمزه را در روز اُحد از من جدا ساختی الٰهی این کس علیؑ ست برادر من و ابن عم من آنگاه گفت رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین یعنی نچھوڑ تو مجھکو تنہا اور تو وارثوں کا بہتر ہے) چون سخن مصطفےؐ باین مقام رسید مرتضیٰ علیؑ پیاده پا روان شد و در آن معرکه عمرو عبدود سوار بود۔ مرتضیٰؑ سر راه بروے گرفت و خطاب فرمود۔ چنان مسموع من شد که تو پیش از اسلام می گفتی که هیچ مردے مرا سه چیز بخواند۔ الا یکی از آن قبول کنم۔ گفت بلے چنین است۔ علیؑ فرمود که من ترا می خواهم به شهادت اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله عمرو گفت اے برادر زاده من چهره این مطلوب در حجاب توقف و نقاب تاخیر گذار۔

عبیدہ کو جنگ بدر میں مجھ سے لے لیا۔ اور حمزہؓ کو اُحد میں مجھ سے جُدا کر دیا۔ اے میرے پروردگار یہ علیؑ ہے میرا بھائی ہے عمرو عبدود کے مقابلہ میں تو علی کی مدد کیجیو اسکو میں تیری حفظ و امان میں دیتا ہوں "رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین" بعد ختم مناجات سرور کائنات علیہ التحیہ والثنا۔ علیؑ پیادہ پا روانہ ہوئے۔ معرکۂ میدان میں عمرو عبدود کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو پیش اسلام سے قبل تو کہتا تھا۔ کہ جو کوئی تجھ سے تین سوال کرے اُن میں سے تو ایک قبول کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں صحیح ہے آپ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ تو کلمۂ شہادتین پڑھ۔

عمرو نے کہا اے میرے برادر زادے اس خیال کو دل سے دُور رکھ۔

امیر المومنینؑ گفت امرے دیگر ست۔	امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے
عمروؓ گفت آن کدام است۔	عمروؓ نے کہا وہ کیا ہے۔
امیرؑ گفت آنکہ دست از محاربہ باز دار۔	امیر المومنینؑ نے فرمایا لڑائی سے باز رہ
کہ اگر محمد مصطفیٰؐ بر دشمنان غالب آید	کہ اگر محمد مصطفیٰؐ دشمنون پر غالب آگئے
تو بشرط ابد اد بجاے آوردہ وگر کار برعکس	اور بشرطیکہ تو برسر امداد رہا تو اپنی
باشد۔ بے مخاصمت و منازعت تو مقصودت	حالت پر قائم رہنے کا مختار ہے اور اگر غالب
حاصل آید۔	نہ آئے تو بغیر تیرے لڑے ہوئے تیرا مقصد حاصل ہے۔
عمروؓ گفت زنان قریش این سخن نہ گویند	عمروؓ نے کہا جب مین وطن پہنچونگا تو زنان قریش
کہ من برایفاے نذر خود قادر کردم	طعنہ زن ہونگی کہ باوجودیکہ عمروؓ ابن عبدود
و دست ازان باز داشتہ روے	اپنی نذر پوری کرنے پر قادر تھا پھر بھی جنگ سے
بوطن آورد۔ حالا کہ عمروؓ بعد از فرار	دستکش ہو گیا حالانکہ مین نے معرکہ بدر سے
معرکہ بدر نذر کردہ بود کہ تا از محمدؐ	فرار ہونے کے بعد منت مانی تھی کہ جبتک
انتقام نگیرد دہن در سر خود	محمدؐ سے بدلا نہ لون گا اپنے سر مین تیل
نمالد۔	نہ ڈالون گا۔
امیر المومنینؑ فرمود کہ اینجا قضیہ دیگر ست	امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک بات اور
عمروؓ پرسید کہ آن کدام است۔	یہ ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔
امیر المومنینؑ فرمود از اسپ فرود آئی	آپ نے فرمایا گھوڑے سے اُتر کر
کہ مقاتلہ کنم۔	مقابلہ کر۔
عمروؓ ازین سخن در خندہ شد و گفت	عمروؓ ہنسا۔ اور کہا۔

این خصلتیست کہ گمان نبردم کہ کسی از دیران عرب این را از من التماس نماید تو کہ صغیر ہستی و ہنوز ترا وقت آن نرسید کہ با مردان مرد بمیدان آئی ۔من یکے از آن دو شیخ قریش یعنی ابوبکر و عمر را می خواہم و نیز گفت کہ من دوست ندارم کہ خون تو در دست من ریختہ گردد و حالانکہ میان من و پدر تو قاعدہ محبت و اساس مودت استحکام داشت۔

مین اس بات کا گمان بھی نہین کرتا تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی مجھ سے ایسا سوال کرے اور تم تو ابھی بچے ہو۔ ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم کسی مرد میدان کے مقابل ہو۔مین نے تو اُن دو شیوخ ابوبکر و عمر کو چاہا تھا اور یہ بھی کہا کہ مین تمہارے خون سے اپنا ہاتھ رنگنا نہین چاہتا میرے اور تمہارے والد کے درمیان محبت اور دوستی کی بنیاد مستحکم تھی۔

امیرالمومنینؑ۔فرمود کہ اگر تو دوست نمیداری کہ خون من بر دست تو ریختہ شود۔ مگر من دوست می دارم کہ خون تو بر دست من ریختہ شود۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا اگر تو پسند نہین کرتا کہ میرا خون تیرے ہاتھ سے بہایا جائے۔ مگر مین تو اپنے ہاتھ سے تیرا خون بہانا مرغوب رکھتا ہون۔

عمرو عبدود ازین سخن برآشفت واز مرکب فرود آمدہ۔اسپ خود را پے کردہ شمشیر از نیام کشیدہ از سر خشم و غضب بر علیؑ حملہ آورد۔

عمرو عبدود یہ سنکر غصہ مین گھوڑے سے اتر آیا اور اپنے گھوڑے کے چارون پاؤن کاٹ ڈالے ۔اور تلوار نیام سے نکالکر بہت غیظ و غضب کے ساتھ علیؑ پر حملہ کیا۔

امیرالمومنینؑ از برائے دفع ضرب سپر در کشیدہ

امیرالمومنینؑ نے اپنے بچاؤ کیلیے سپر سر پر رکھی

و آن متہور بیباک تیغے چنان بر سر حضرت امیرؑ زد کہ اگر بر کوه خارا زدے دو نیم ساختی و از شدت ضرب شمشیر سپر شق شده و سر مبارک اندکے مجروح گشت۔

اس بیباک دلاور نے تلوار حضرت علیؑ کے سر پر لگائی کہ اگر کوه خارا پر پڑتی تو دو ٹکڑے ہو جاتا۔ شدت ضرب شمشیر عبدود سے سپر جناب امیرؑ شق ہو گئی اور خفیف زخم سر مبارک پر پہنچا۔

الغرض حیدرؑ کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن خبیث او را از بار سبک گردانید و بآواز بلند تکبیر گفت آواز تکبیر بسمع شریف نبوی رسید۔ دانست کہ علیؑ عمرو را بکشت بعد از کشتہ شدن عمرو ابن عبدود چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب و جبیره بن ابی لہب وغیره بقصد جنگ آمدند۔ و ہیبت علیؑ را دیده فرار شدند۔

اسکے بعد حیدرؑ کرار نے ایک ہی ضرب ذوالفقار سے اس ملعون کے بدن نجس کو اس کے سر کے بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور بآواز بلند تکبیر کہی بعد قتل عمرو عبدود اور چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وغیره لڑنے کو آئے مگر علیؑ کو دیکھتے ہی خوف سے بھاگ گئے۔

چنانچہ نوفل بن عبداللہ در حین فرار اسپ وے را در خندق انداخت۔

چنانچہ نوفل بن عبداللہ کو بحالت فرار گھوڑے نے خندق مین گرا دیا۔

امیرالمومنینؑ در خندق رفت و شمشیر بر میانش زد کہ دو نیم شد۔ گویند کہ امیرالمومنینؑ سر عمرو عبدود را برید و التفات بر زره او بغایت بیش بہا بود نکرد

امیرالمومنینؑ نے خندق ہی مین جا کر ایک وار مین کمر سے اسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور عمرو عبدود کا سر کاٹ لیا۔ اور اسکی بیش قیمت زره پر جو پہنے ہوے تھا کچھ بھی التفات نفرمایا!

خواہر عمرو عبدود بر سر برادر رسید۔ وجامہ
وزرہ او را برقرار یافت گفت کلا قتلہ
الا کفو کریم نہ کشتہ است او را مگر
ہمسر آنکہ کریم باشد۔

خلاصہ آنکہ امیرالمومنینؑ خرمن حیات
مخالفان را باتش قہر سوختہ درخسارہٗ
فرخندہ اثر مانند شمع فلک برافروختہ
بخدمت حضرت رسالت مبادرت
نمودہ و سر عمرو عبدود را در پائے آن
سرور انداخت۔ چون امیرالمومنینؑ
بہ مجلس حضرت درآمد صدیق اکبر و
عمر بن الخطاب برخاستند و سر علی را
بوسہ دادند و عبداللہ بن مسعود برخواند
کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلی و
کان اللہ قویاً عزیزاً۔ و رسولؐ در شان
اسداللہ فرمود کہ مبارزۃ علی ابن
ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال
امتی الی یوم القیامہ۔

خواہر عمرو عبدود اپنے مقتول بھائی کے
سرہانے آئی۔ اور اُس کا جامہ و زرہ بدستور
پاکر کہا کہ یہ شخص کریم کے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے۔

الغرض امیرالمومنینؑ نے مخالفون کا
خرمن حیات آتش قہر سے جلا ڈالا آپکے
رخسار مبارک آفتاب کے مانند درخشان
ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت
مین حاضر ہوے اور آپ کے پائے مبارک پر
عمرو عبدود کا سر ڈال دیا۔ جب جناب امیرالمومنینؑ
مجلس رسولؐ مین تشریف لائے اُسوقت
ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ کھڑے ہوئے
اور حضرت علیؑ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔
عبداللہ بن مسعود نے یہ پڑھا۔ کفی اللہ المومنین
القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اور رسول اللہ صلعم
نے اسداللہ الغالب کی شان مین فرمایا خندق کے
دن علی ابن ابیطالبؑ کی لڑائی میری تمام امت کے
اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ تاقیامت بجالائے گی۔

معزز ناظرین جنگ اُحد مین مہاجرین و انصار کی ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ تحریر ہوچکا ہے

کہ بجز معدودے چند سب جان نثار میدان رزم سے جناب رسول خداؐ کو تنہا چھوڑ کر اس بدحواسی سے مفرور ہوئے تھے کہ بقول شبلی صاحب بعضون نے تو مدینہ مین پہنچکر دم لیا اس لڑائی مین بھی اُن کے نفاق و شقاق کا وہی حال تھا کہ فوجون کی کثرت دیکھتے ہی ہیبت اور خوف سے اِن کے کلیجے منہ کو آگئے اور سکرات کی سی حالت طاری ہوگئی۔ خدا اور رسولؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ہم سے جو فتح کے وعدے کیے تھے۔ وہ سب ڈہوکہ تھے۔ انھون نے اصحاب مومنین کو بھی بہکایا کہ دشمنون کی اس بھیڑ مین ٹھہر نہ سکوگے آؤ ہمارے ساتھ نکل چلو حالانکہ جنگ اُحد مین عہد کر چکے تھے کہ آیندہ دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ نہ پھیرین گے۔ لیکن اس عہد کو توڑ دیا پیغمبرؐ خدا کے پاس آکر کہا کہ ہمارے گھر محفوظ نہین ہین ہم کو واپس جانے کی اجازت دیجیے۔ اس لڑائی کا بھی مفصّل ذکر قرآن مجید مین اس طرح فرمایا ہے۔

اصحاب منافقین کی بدگمانیان۔

واذ یقول المنٰفقون والذّین	اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلون مین (شبہات کے)
فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ	روگ تھے (بے اختیار) بول اٹھے کہ خدا اور اُس کے
ورسولہٗ الّا غرورًا ۝ واذ قالت	رسُول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ بس نرا دھوکا (ہی
طائفۃ منھم یاھل یثرب	دہوکا) تھا اور جب اِن مین سے ایک گروہ کہنے لگا
لامقام لکم فارجعوا و	کہ مدینہ کے لوگو تم سے (اس جگہ دشمن کے مقابلہ مین)
یستاذن فریق منھم النّبی	نہین ٹھہرا جائیگا بس تو (بہتر ہے کہ) لوٹ چلو اور
یقولون انّ بیوتنا عورۃ ط	اِن مین کچھ لوگ لگے پیغمبرؐ سے (گھر لوٹ جانیکی)
وماھی بعورۃ ان یریدون	اجازت مانگنے (اور) کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہین
الّا فرارًا ۝ ولو دخلت	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہین (بلکہ) اُنکا ارادہ تو

علیھم من اقطارھا ثم	بھاگنے ہی کا ہے اور اگر (ایسے ہی) لشکر مدینہ نے
سئلوا الفتنۃ لاتوھا وما	اطراف و جوانب سے ان پر آگھسین اور ان سے فساد
تلبثوا بھا الا یسیرا ہ	(برپا کرنے) کو کہا جاے تو بے تامل (فساد برپا کرین
ولقد کانوا عاھدوا اللہ	اور اپنے گھرون مین کچھ یونہین سا توقف کرین حالانکہ
من قبل لا یولون الادبار	(یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے
وکان عھد اللہ	کہ ہم (دشمن کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے اور
مسئولا قل لن ینفعکم	(ان لوگون نے جو خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا اس)
الفرار ان فررتم من	کی (تو ان سے) باز پرس ہو کر رہیگی۔ (اے پیغمبر تم
الموت او القتل و	ان لوگون سے) کہو اگر موت یا (قتل کے خوف سے) بھاگتے
اذا لا تمتعون الا قلیلا	ہو تو بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہین دیگا اور اگر
قل من ذا الذی یعصمکم	بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس یہی نا کہ (دُنیا مین)
من اللہ ان اراد بکم	چند روز (اور) رہ بس آگے (اے پیغمبر ان لوگون سے کہو
سوءا او اراد بکم رحمۃ	کہ اگر خدا تمہارے ساتھ برائی (کرنی) چاہیے تو کون ایسا
ولا یجدون لھم من	(سورما) ہے جو تم کو اُس (کی پکڑ) سے بچا سکے یا تم پر
دون اللہ ولیا ولا نصیرا ہ	(اپنا) فضل کرنا چاہے (تو کون اسکو روک سکتا ہے) اور
پ۔ س	خدا کے سوا نہ تو (کسی کو) اپنا حامی پائینگے۔ اور نہ
ع	(کسی کو اپنا) مددگار۔

آیہ کریمہ اصحاب مومنین کی تعریف مین

اگرچہ منافقون نے بہت بہکایا مگر مومنین پر جادو نہ چلا۔ بلکہ افواج مخالفین کو دیکھکر خدا اور رسول کے وعدہ پر جو یقین تھا کہ اس سے اُن کا ایمان دونا ہو گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ

فرماتا ہے۔

ولما رای المومنون — اور جب سچے مسلمانون نے دشمنون کے گروہونکو

الاحزاب قالوا هذا ما — دیکھا تو بول اٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور

وعدنا الله ورسوله و — اسکے رسول نے ہمین پہلے سے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اسکے

صدق الله ورسوله ومازادهم — رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش آنے سے لوگونکا

الا ایمانا وتسلیما من — ایمان اور شیوہ فرمانبرداری اور بھی زیادہ ہوگیا (انھین)

المومنین رجال صدقوا — مسلمانونمین کچھ لوگ تو ایسے ہین کہ خدا کے ساتھ جو انھون نے

ماعاهدوا الله علیه فمنهم — (جانثاری) کا عہد کیا تھا اسمین سچے اترے سو بعض تو

من قضی نحبه ومنهم من — ان مین سے ایسے تھے جو اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے)

ینتظر وما بدلوا تبدیلا — اور بعض ان مین سے ایسے ہین جو (شہادت کے) منتظر ہین اور انھون نے

لیجزی الله الصدقین بصدقهم — (اپنی بات مین) ذرا سا بھی تو رد و بدل نہین کیا (غرض

ویعذب المنفقین ان شاء او یتوب — یہ لڑائی اسلیے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانونکو انکے سچ کا عوض

علیهم ان الله کان غفورا — دے اور منافقین کو چاہے سزا دے یا چاہے انکو توبہ کی توفیق

رحیما ۵ — دے اور وہ توبہ کرین (اور خدا انکی) توبہ قبول کرے

(سورہ احزاب) — بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ

سورۂ بقر مین یہ آیت گذر چکی ہے۔

امحسبتم ان تدخلوا — جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ کافر تمھارا

الجنة ولما یاتکم مثل — نرغہ کرین گے اور تمکو چارو ناچار ان سے

الذین خلوا من قبلکم مستہم الباساء والضراء	لڑنا پڑے گا اور لڑائی کی تکلیفین اور مصیبتین
وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا	جھیلنی ہون گی مگر آخر کار خدا تم کو
معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب	فتح دے گا۔

تو جنگ احزاب مین جو صورت پیش آئی سچے مسلمان سمجھے کہ یہ وہی موقع ہے جس کیلیے خدا نے ہم کو پہلے سے آمادہ رہنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

صحابہ پر عمرو عبدود کی ہیبت

خدائے عزوجل نے جس فتح کا وعدہ مومنین سے فرمایا تھا اب اُس کا حال سُنیے کہ جب عمرو عبدود نے خندق کے پار قدم رکھکر پکارا کہ لڑنے کو نکلو تو اسکی آواز سُنتے ہی مہاجر و انصار ایسے خائف ہوئے گویا تنون مین جان ہی نہ تھی جس پر یہ آیہ کریمہ۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء	تو لئے بخیل ہیں جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آئے
الخوف رأیتہم ینظرون	تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مایوسانہ) تم کو دیکھتے ہین
الیک تدور اعینہم کالذی یغشی	ان کی آنکھین ہین کہ چارون طرف گھومی
علیہ من الموت فاذا ذہب	چلی جاتی ہین جیسے کسی پر (سکرات) موت کی
الخوف سلقوکم بالسنۃ	بیہوشی (طاری) ہو پھر جب خوف دور
حداد اشحۃ علی الخیر اولئک	ہو جاتا ہے (اور مسلمانون کی فتح ہو جاتی ہے)
لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالہم و	تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے (اور) دل
کان ذلک علی اللہ یسیرا ۵	خراش باتین کرکے تم پر طعنہ مارتے ہین۔

شاہد ہے۔

حضرت عمرؓ کو عمرو عبدود کی ہیبت بیان کرنا

عمرو عبدود کے رُعب اور دہشت کا اثر سب سے زیادہ تر حضرت عمر پر ہوا کہ جب رسول اللہ صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ اس توقف و تامل کا کیا سبب ہے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔

یارسولؐ اللہ یہ عمرو بن عبدود ہے جو شجاعان عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا یہ وہ بہادر ہے کہ ایک دفعہ ہمارا قافلہ مال لیکر شام کی جانب گیا تھا ہمارے ساتھ عمرو عبدود تھا۔ اثنا راہ مین ایک منزل پر ہمارے قافلہ کو ہزار ڈاکوؤن نے گھیر لیا ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھوئے۔ عمرو عبدود نے ہم سب کا یہ خوف و اضطراب دیکھکر فوراً نیام سے تلوار کھینچی اور ایک شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیکر مانند شیر ژیان ڈاکوؤن پر ایسا حملہ کیا کہ سب فرار ہوگیے اور قافلہ اُس کی طرف سے سلامت رہا۔

جناب امیرؑ کا لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسولؐ اللہ کا دعا فرمانا۔

جب حضرت عمر اِسکی شجاعت کا ذکر کرچکے تو شاہ ذوالفقار حیدؑر کرار اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی وہ دوبارا پکارا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا میرا کوئی دوست ہے کہ اِس دشمن کے شر سے ہمکو بچائے اسپر بھی بجز نفس رسوؐل کوئی نہ اُٹھا۔ اور اب بھی آپ نے اجازت ندی تیسرے بار اُس نے یہ کہا کہ تمھارا گمان ہے کہ تمھارے کُشتہ بہشت مین جائینگے اور ہمارے دوزخ مین پھر کیا تم مین کسی کو اشتیاق جنت مین جانے کا اور ہم کو دوزخ مین بھیجنے کا نہین ہے"۔ اس کا جواب بھی بجز نفس رسولؐ کسی نے ندیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یارسولؐ اللہ مین بھی علی ہون۔ آخر کار رسول اللہ صلعم نے اجازت دی۔ دست مبارک سے اپنی زرہ پہنائی۔ سر پر عمامۂ مبارک باندہا اپنی ذوالفقار عنایت کی اور دونون ہاتھ اُٹھاکر بارگاہ کبریا مین نہایت عجز و الحاح سے یہ دعا کی۔

ز بیچارگی شاہ یزدان پرست ... بیارید دیگر فت دستش بدست
بچشمے بروئے علیؑ بنگریست ... بچشمے بسوئے سپہر گریست
رُخ ماہ را کرد انجم نگار ... بنالید بس پیش پروردگار
کہ اے آفرینندۂ نہ سپہر ... فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

الٰہی علی بندۂ خاص تست | بایمان کامل بصدق درست
بحکمت شب و روز بستہ کمر | فدا کرد در راہ تو جان وسر
نہ پیچید ہرگز عنان از عدو | نہ دیدہ عدو پشت شمشیر او
بہ ہر رزم چندان فشرد است پائے | کہ بیجان شد خصم و بے خصم جائے
نہ گرداند رو از صف کارزار | اگر بود دیگر دو در دہ ہزار
علیؑ انچہ کردہ است در راہ دین | تو دانی وبس اے جہان آفرین
دگر ہیچکس نیست چون او مرا | ترا پشت دین است بازو مرا
کنون در دم اژدہائے رود | ببین بر دل من چہا می رود
گرفتی ز من حمزہ را در احد | عبیدہ بہ بدر اندر آن کشتہ شد
ندارم کنون جز علیؑ مہربان | مکن بیکسم اے کس بیکسان
ز من قوت بازوے من مگیر | مکن دین اسلام را بے ظہیر
نگہ دارش از شر این اہرمن | ظفر بخش بر دشمن خویشتن

ایہا المومنون غور کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس آہ وزاری و بیقراری سے بارگاہ ایزدی مین عرض کرتے ہین کہ بارخدایا تونے مجھ سے حمزہؓ کو اُحد مین اور عبیدہ کو بدر مین لے لیا اب بجز علیؑ کے کوئی جان نثار نہین ہے۔ خداوندا علیؑ تیرا بندہ ہے جو ایمان و اعتقاد مین کامل ہے۔ ہر وقت تیری اطاعت مین کمربستہ رہتا ہے۔ اس نے صف جنگ مین تیرے دشمنون سے ایک ہو یا ہزار کبھی منہ نہین موڑا میدان جنگ سے کبھی اپنی پشت نہین پھیری۔ ہر لڑائی مین دشمنون کی صفین صاف کین اُس نے تیرے دین کے پیچھے جو سختیان اُٹھائین اور جو مصیبتین جھیلین ان کو توہی خوب جانتا ہے۔ خداوندا علیؑ کے سوا کوئی بھی میرا معین و مددگار نہین ہے۔ وہ تیرے دین کا پشت و پناہ اور میرا قوت بازو ہے۔ بارالہا علیؑ اژدہے کے منہ مین جارہا ہے۔ میرے دل کا جو حال اسوقت ہے وہ تجھپر خوب روشن ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے بیکس نہ کیجیو اور میرے قوت بازو کو مجھ سے جدا اور دین اسلام کو بے مونس و غمگسار نہ کیجیو۔

ربّ لاتذرنی فرداً وانت — میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثون

خیر الوارثین۔ — سے بہتر ہے۔

حدیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

اسلام کے لیے یہ ایک بہت ہی نازک وقت تھا۔ کیونکہ کفار و مشرکین اسلام پر غالب تھے اور رات دن اسلام کی بیخکنی کی فکر کیا کرتے تھے۔ مکّہ انہین کے قبضہ مین تھا۔

پس جب قاتل المشرکین یعسوب الدین امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام اُس دیو پیلتن کے مقابل ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

قد برز الایمان کلّہ الی الکفر کلّہ — یعنی سالم ایمان اور سالم کفر کا مقابلہ ہے۔

اگر کہین وہ دشمن خدا غالب آجاتا تو اسلام نیست و نابود ہو جاتا۔ اور مہاجرین و انصار کا جو اپنی شجاعت اور بہادری کی لن ترانیان کیا کرتے تھے پتا بھی نہ لگتا۔

الغرض وہ دیو اور نبرد آزما بڑے جوش و خروش اور غیظ و غضب کے ساتھ گھوڑے سے اُترا۔ پہلے اپنے گھوڑے کی کونچین کاٹین۔ پھر تلوار نیام سے کھینچ کر شیر غضبناک کی طرح تمیز شیر خدا شاہ لافتی کے سامنے آیا اور کفر و ایمان مین اس طرح جدال و قتال چھڑی۔

میان شہ دین و آن تیز چنگ — چنین بود از چاشت تا ظہر جنگ
ز بار یدن تیغ کین متصل — زمین گشت از آب شمشیر گل
چنین آن دو حارب بہ آداب حرب — ز ہم رد نمودند بستاد ضرب
چو شہ دید پرخاش مردان کین — دل شہ بجوش آمد از درد دین
شجاع غضنفر وصی نبیؐ — نہنگ یم قدرت حق علیؑ
چنان دید بر روئے دشمن ز خشم — کہ شد ساختہ کار شان زیر چشم
برافراخت پس دست خیبر کشائے — پی سر بریدن بفیشرد پائے
چو شہ کرد شمشیر بازو بلند — سر خصم بیتاب شد چون سپند
بنام خدائے جہان آفرین — بینداخت شمشیر کین شاہ دین

غضنفر بزد تیغ برگردنش   دراژدرد ازپائے بے سرتنش
دم تیغ برگردنش تارسید   عمر وصدگام از تن پرید
بغلطید برخاک آن زندہ پیل   بزد بوسہ بردست شہ جبرئیل
بروآفرین کردیزدان پاک   ملک زفلک گفت روحی فداک
ببالید کفرو ببالید دین   جہان گشت پاک ملوث زمین
زشادی مقیمان ارض وسما   فگندند وستارہا برہوا
نگنجید جبرئیل آندم بہ پوست   عجب شادیئے داد این فتح دوست
ملائک ہمہ چہرہ افروختند   شیاطین سراپا زغم سوختند

اللھم صل علی محمد وال محمد

فوج مشرکین کا فرار

بعد قتل عمرو عبدود حیدر صفدر نے باواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ مارا جناب رسول خدا صلعم نے تکبیر کی آواز سنتے ہی سجدۂ شکر کیا۔ عمرو کے ساتھ جو بعض کفار مثل ضرار و نوفل وغیرہ آئے تھے وہ ضرغام الٰہی کی طرف حملہ آور ہوئے۔ مگر ہیبت اسد الٰہی سے بھاگ گیے۔ نوفل نے خندق مین پناہ لی تھی مگر اس مردود کو شیر خدا نے خندق مین جاکر دو ٹکڑے کیا۔

خدا کا مومنین کی امداد فرمانا اور اسلام کی فتح

اللہ جلشانہ نے مومنین سے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا کہ ادہر تو قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کرکے گلشن اسلام کو باد خزان سے بچایا اُدہر خدائے عزوجل نے آپ کی امداد فرمائی یعنی ملائکہ کا لشکر بھیجا تو مشرکین سے لڑے جن کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ کفار کے لشکر مین پھوٹ ڈالدی ہر قبیلہ دوسرے سے غیر مطمئن ہوگیا۔ ایک آندھی ان پر بھیجی جو بہت سرد اور سخت تھی جس سے ان کے سب خیمے اُکھڑ گئے طنابین ٹوٹ گئین دیگین اوندھی ہوگئین۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ انکھون مین کوڑے پڑگیے اور آگ بجھ گئی۔ ہر طرف سے فرشتون کی تکبیرون کی آواز آنے لگی۔ کُفّار کے دل خوف سے دہل گئے۔ آخر سب کے قدم اُکھڑ گئے۔ ابوسفیان گھبراکر اپنے اونٹ پر بدحواسی مین سوار ہوکر بھاگا اور اُس کے ساتھ سب کے سب چلتے ہوئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوئی۔ چنانچہ مومنین سے امتناناً فرماتا ہے۔

یاایها الذین اٰمنوا اذکروا	مسلمانون خدا کے اِس احسان کو یاد کرو جو
نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم	اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر آ چڑھے
جنودٌ فارسلنا علیھم ریحا	تو ہم نے اِن پر آندھی بھیجی اور (آندھی کے
وّجنودًا لم تروھا وکان اللہ	علاوہ فرشتون کی) فوج جو تمکو دکھائی نہین
بما تعملون بصیرا اذ جاءوکم	دیتی تھی اور (اس وقت جنگ کی) جو (تدبیرین)
من فوقکم ومن اسفل منکم	تم لوگ کر رہے تھے اللہ (اسکو بھی) دیکھ رہا تھا
واذ زاغت الابصار وبلغت	جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر بھی اُترے
القلوب الحناجر وتظنون	اور تمھارے نیچے کی طرف سے بھی اور (مارے
باللہ الظنونا ط ھنالک	خوف کے تمھاری) آنکھین پھری (کی پھری) رہ گئی
ابتلی المومنون وزلزلوا	تھین اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے اور خدا کی نسبت
زلزالا شدیدا ط	تم (لوگ طرح طرح) کے گمان کرنے لگے اُس موقع پر
پ - س	مسلمانون (کے استقلال) کی آزمائش کی گئی اور وہ
ع	خوب ہی جھڑ جھڑائے گئے۔

تغیر کہ یہ آیت جنگ احد سے فرار کرنے والون کے حق مین ہے۔

قرآن مجید مین مطبوعہ میرٹھ اِن آیات پاک کی جو تفسیر درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہجرت سے چوتھے برس لڑائی واقع ہوئی۔ مُنافق باتین بولنے لگے اور مومنین ثابت رہے اور آنکھین دکھنے لگین۔ تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے آنکھین چُرانے لگے۔ اور دل ڈر سے دھڑکنے لگے اور گلے تک پہونچے۔ اور اٹکلین کرتے لگے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ اب کے بہت سخت آزمائش ہوئی اب کے بار نہ بچین گے۔ مسلمانون کو چاہیئے کہ بے ایمانی کی باتین نہ بولین۔ یہ خطاب اُن لوگون سے ہے جنھون نے جنگ اُحد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم

ایسی حرکت نہ کرین گے یہ لوگ بڑے وقت مین رفاقت سے جی چراتے تھے۔ اور ڈر کے رے جان نکلتی تھی اور فتح کے بعد مردانگی جتلاتے تھے۔

بھائیو۔ اس آیہ وافی ہدایہ کے ان الفاظ پر غور کرو کہ خدائے عزوجل صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ۔

"جسوقت دشمن تم پر ٹوٹ پڑے تو مارے خوف کے تمھاری آنکھین پھری کی پھری رہ گئین اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے۔"

کیا اس خطاب مین وہ لوگ داخل نہین ہین کہ جب عمرو بن عبدود نے مسلمانون پر یہ طعن کی۔

گمان شما ان ست کہ کشتگان شما در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم آیا دوست نمی دارد کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن خدا را بجہنم فرستد۔"

تو مسلمانون کی طرف سے ایک صاحب مقدمۃ الجیش بن کر رسول اللہ صلعم سے اس کی شجاعت و بہادری کی حکایت بیان کر کے خائف ہو جائین کیا وہ خدا کی اس شہادت سے (کہ مارے خوف کے تمھارے کلیجے منہ کو آئین گے) خارج ہین۔

اس آیت مین اللہ جل شانہٗ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ (اس موقع پر مومنین کے استقلال کی آزمائش کی گئی) اب کوئی انصاف کرے کہ خدائے پاک کے امتحان مین جو لوگ پورے نکلے وہ چار یا دس وہی مخصوص مومنین ہین جو کہ اپنے پیغمبر کے سینہ سپر رہے جن کے سردار وصی احمد مختار حیدر کرار غیر فرار ہین کہ فتح پا کر خندان و شادان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عمرو بن عبدود کا سر قدم مبارک پر ڈالدیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔

جناب امیر کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپکی منزلت مین حدیث

کفی اللہ المومنین القتال یعنی خدا نے اپنی مہربانی سے مومنین کو

بعلی وکان اللہ قویا عزیزا	لڑنیکی نوبت نہ آنے دی علیؑ کے سبب سے اور ہے اللہ قوی اور عزیز۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قال حذیفة لما دعا عمرو	حذیفہ نے کہا کہ جب عمرو نے مبارز
الی مبارزتہ احجم المسلمون	طلب کیا تو تمام مسلمانون نے اوس سے
عنہ کافة ما خلا علیا فانہ برز	اعراض کیا سواے علیؑ کے پس بیشک
الیہ فقتلہ علی یدیہ والذی	وہ اوس کے مقابلہ کو نکلے اور اوسے
نفس حذیفة بیدہ لعملہ	اپنے ہاتھون سے قتل کیا قسم ہے اوسکی
فی ذلک الیوم اعظم اجرا من	جس کے قبضہ مین حذیفہ کی جان ہے اوس
عمل اصحاب محمد الی یوم القیمة	دن کا عمل علیؑ زیادہ عظیم تھا از روی اجر
وکان الفتح فی ذلک الیوم	کے عمل اصحاب محمدؐ سے تا بروز قیامت
علی ید علی علیہ السلام	فتح علی علیہ السلام کے ہاتھ اس
وقال النبی صلعم لضربة	روز پر ہوئے اور رسول خدا صلعم
علی خیر من عبادة الثقلین	نے فرمایا کہ ہر آئینہ ضربت علی کی بہتر ہے
از مجمع البحرین ص۲۳۵	عبادت جن وانس سے۔

سیرة الحمد صفحہ ۱۸۱ مین اس حدیث کے یہ الفاظ بھی ہین۔

اذ جاء فی بعض الروایات	بعض روایات مین آیا ہے کہ بتحقیق
ان علیا لما بارز عمرو وقتال	جب علیؑ نے مقابلہ عمرو کا کیا تو
رسول اللہ الیوم برز الایمان	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایمان

کلہ للشرک کلہ کذا فی حیوٰۃ الحیوان   کل شرک کے مقابلہ کے لیے نکلا۔

الکبریٰ۔

ان احادیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

خندق کی و غا عمر و سیہ کار کی وہ دھوم   تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و رُوم

رُد کرکے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم   جھپٹا اسد آھو پہ ہُوا سب کو یہ معلوم

ایک ضرب مین سنے گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا

خندق کے اُدھر لاش سر نحس ادھر تھا

جس وقت ظفریاب ہوئے حیدر کرار   ایک ہاتھ مین سر عمرو کا تھا ایک مین تلوار

فرمایا نبیؐ نے یہ باعلان و بہ تکرار   افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

سر فتح کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے

جبرئیل امین چومتے تھے ہاتھ علی کے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

یا اس سے مراد حضرت عمر اشداء علی الکفار ہین جنکی شجاعت پر جناب شبلی صاحب یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ۔

روایات دربارہ جبن حضرت عمر

بعد قتل عمرو عبدود۔ ضرار اور جبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذوالفقار کا ہاتھ بڑھا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔ حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا۔ ضرار نے مڑکر برچھی کا وار کرنا چاہا لیکن رُوک لیا۔ اور کہا عمر اس احسان کو یاد رکھنا۔

مطلب یہ کہ تم مجھے کیا ہلاک کرتے مگر تم میرے پنجہ مین پھنسے ہو اس پر بھی مین تم کو چھوڑتا ہون یہ واقعہ دیگر کتب مین بھی ہے۔ جیساکہ روضۃ الاحباب صفحہ (۳۲۶) مین ہے۔

بعد از کشتہ شدن عمرو عبدود۔ ضرار ابن
الخطاب وہبیرہ بن ابی وہب۔ حملہ بر
علیؑ کردند۔ علیؑ نیز متوجہ ایشان شد چشم
ضرار کہ بر روئے علیؑ افتاد۔ رو بگریز نہاد۔
زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
حملہ آوردند۔ بر بقیہ اصحاب عمرو عبدود
ضرار می گریخت و عمر از عقب وے
می رفت۔ ضرار بازگشت۔ و نیزہ بر عمر
رسانید۔ بعد از آن نیزہ را باز گرفت
و گفت اے عمر این نعمت مشکورہ است
کہ بر تو ثابت کردم یاد میدار۔

بعد قتل عمرو عبدود ضرار ابن الخطاب
اور ہبیرہ بن ابی وہب۔ نے حضرت علیؑ پر
حملہ کیا۔ حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے
ضرار حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھتے ہی بھاگا زبیر
اور حضرت عمر نے باقی اصحاب
عمرو عبدود پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے
ضرار کا جو بھاگ رہا تھا تعاقب کیا
ضرار عمر کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ حضرت عمر
کے جسم سے چھلا کر کھینچ لیا اور کہا اے عمر
اس میری نعمت کا شکر کر اور ہمیشہ اسکو
یاد رکھ۔

یہی روایت تاریخ خمیس صفحہ (۴۲۷) مین بھی ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

لما حمل ضرار بن الخطاب
وهبيرة بن ابی وهب علی
علیؑ وهو اقبل الیهما فاما
ضرار فلما نظر الی وجه
علیؑ ولی هاربا وبعد ذلك
سُئل عن سبب فراره قال خيل لی
ان الموت يرينی صورته واما هبيرة

یعنی ضرار ابن الخطاب و ہبیرہ بن ابی
وہب نے علیؑ ابن ابی طالبؑ پر حملہ کیا
اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ان دونوں کی طرف
متوجہ ہوئے مگر ضرار نے جب علیؑ کی صورت
دیکھی تو وہ بھاگ نکلا جب اس سے بھاگنے کا
سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ موت میرے سر پر کھڑی ہے۔ ہبیرہ نے

فثبت فی مقاتلتہ حتی اصابہ	ثبات قدم اختیار کیا تھا مگر تلوار کی آنچ لگتے ہی
اثر السیف فعند ذلك القی	زرہ کو چھوڑ کر بھاگا۔ دوسری روایت مین یہ
درعہ وھرب وفی روایۃ حمل	ہے کہ زبیر بن العوام وعمر بن الخطاب نے
الزبیر بن العوام وعمر بن الخطاب	(بعد اسکے کہ حضرت علیؑ عمرو عبدود کو قتل
بعد قتل علی عمرا علی بقیۃ	کر چکے) بقیہ اصحاب عمرو پر حملہ کیا ضرار بن
اصحاب عمرو وقد کان ضرار بن	الخطاب بھاگا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر اس
الخطاب یفر وعمر بن الخطاب	بھاگتے ہوئے کا تعاقب بڑی زور سے کر رہے
یشتد فی اثرہ فکر ضرار راجعا	تھے ایک مرتبہ ضرار نے پلٹ کر نیزہ کو حضرت
وحمل علی عمر بالرمح لیطعنہ	عمر کی جانب سیدھا کر کے ہاتھ روک لیا اور
ثم امسك وقال یا عمر ھذہ	کہا اے عمر یہ میری نعمت۔ (نوک نیزہ)
نعمۃ مشکورۃ ابتها علیك	شکر گذاری کے قابل ہے اسکی جزا تم نہین
وید لی عندك غیر مجزی بها	دے سکتے اسکو یاد رکھنا۔
فاحفظها۔	(اشتہار بنی)

اصحاب ناقص الایمان کو اچھا سمجھنا

کہان ہے گوش شنوا اور چشم بینا کہ خدا کی آیتون اور ان روایتون کو دیکھے اور سنے کہ محدثین ومفسرین اصحاب ممدوحین کی کیسی پردہ دری کرتے ہین اور انکے پوست کندہ حالات لکھتے ہین مگر اس پر بھی محبان صحابہ ثلاثہ طرح طرح سے انکی پردہ پوشی کرنکے فرماتے ہین کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین ان کی فضیلین بیان کی ہین ان کو "اشداء علی الکفار" بتایا ہے۔ ان کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا ہے یعنی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین انکی شان مین۔

اعد لھم جنت تجری	یعنی خدا نے انکے واسطے وہ ہرے بھرے باغ جنکے

تحتها الانهار خلدین فیها ابدا	نیچے نہرین جاری ہین تیار کر رکھے ہین وہ ہمیشہ
ذلک الفوز العظیم ؕ	ان مین رہین گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

و دیگر آیات بشارت نازل ہوئی ہین۔

قولہٗ تعالیٰ

فمن اظلم ممن افترٰی	اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر
علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہٖ	جھوٹا بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو
انہٗ لا یفلح المجرمون ؕ	جھٹلائے بیشک قصوروار فلاح نہین
(سورۂ یونس)	پاتے۔

اب غزوہ خیبر مین ان شجاعون کا حال سنئے۔

غزوۂ خیبر

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا بابت حالات و واقعات جنگ

از جملہ معظمات وقایع این سال فتح خیبر	اس سال کے تمام اہم واقعات سے
است وصورت این حال وتفصیل این	فتح خیبر ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے
اجمال آنکہ چون مقدس نبوی از حدیبیہ	کہ جب رسول خدا نے حدیبیہ سے مراجعت
مراجعت فرمود بعد از چند روزیکہ در مدینہ	فرمائی تو چند روز مدینہ مین توقف فرماکر
توقف نمودہ با رؤسا مہاجرین وانصار	اکابر مہاجر و انصار سے ارشاد فرمایا کہ
فرمود بہ تہیۂ اسباب لشکر قیام نمایند۔	سامان حرب تیار کرو کہ ہم خیبر کو جائینگے۔
کہ بجانب خیبر می رویم۔ و فرمود لایخرج	اور ارشاد ہوا کہ خیبر کو میرے ساتھ
معی احد الا للجہاد ہیچ کس باین بیرون	صرف وہی اصحاب وانصار چلین

نیاید مگر بہمت جہاد۔
ومقصود ازین سخن آن بود کہ ہر کہ را میل
بطمع دنیا باشد۔ وہمت او مصروف بر اخذ
غنیمت بود با من بیرون نیاید۔

القصہ چون یہود را خبر لشکر اسلام رسید
با قوم خود گفتند کہ اکنون در محاربہ
غایت جد و اہتمام بجا آرید کہ در جنگ
کشتہ شدن۔ ہزار بار بہتر ست از اسیری۔
یہود دل بر قتال نہادہ اہل و عیال خود را
در قلعہ محفوظ ساختند۔ و دلیران کارزار
در قلعہ نظارہ مجتمع گشتند۔

الغرض حضرت نبوی اصحاب را تحریص
بر حرب نمودہ را از نعمتہائے اخروی نوید
داد و فرمود کہ اگر صبر کنید ظفر یابید سپاہ
اسلام جنگ آغاز نہادہ۔ دست بہ تیر
بکشادند درین آوان کہ سپاہ اسلام بمحاصرہ
حصار قموص استقلال داشتند۔ حضرت
نبوی را دردسر روئے نمود و بدان واسطہ
در معرکہا قدم رنجہ نمی فرمود ولیکن ہر روز

جن کو جہاد کرنا منظور رہو۔
حضرت کا مقصد اس ارشاد سے یہ تھا
کہ جسکو دنیا کی طمع اور مال غنیمت کی
ہوس ہو وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

القصہ۔ جب یہود کو لشکر اسلام کی
خبر ہوی تو اُنھون نے اپنی قوم سے کہا کہ
اب وہ وقت ہے کہ لڑائی مین نہایت درجہ
کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے قیدی بننے سے
لڑائی مین مارا جانا ہزار درجہ بہتر ہے تمام یہود قتال
پر آمادہ ہوگئے۔ اور اپنے اہل و عیال کو ایک محفوظ جگہ مین
کردیا دلیران کارزار بالائے قلعہ نظارہ کیلیے جمع ہوگئے۔

الغرض رسول صلعم نے صحابہ کو جہاد کی ترغیب
و تحریص اور آخرت کی نعمتون کی بشارت دی اور
فرمایا کہ اگر میدان حرب مین صبر و استقلال کے ساتھ
جنگ کروگے تو فتحیاب ہوگے۔ مسلمانون نے جنگ
شروع کی۔ جب فوج اسلام قلعہ قموص کو جو خیبر کا
تخت گاہ تھا محصور کرنے مین مشغول تھے رسول صلعم
کو دردسر کی تکلیف شروع ہوگئی اس وجہ سے
میدان حرب مین قدم رنجہ نفرما سکے مگر ہر روز

چنانچه ضمیر منیر و خاطر اقتضای کرد بلقنت عیان مہاجر و اشراف انصار شده رایت نصرت آیت بدست یکے از اصحاب داده بجنگ می فرستاد۔

حسب مصلحت و صوابدید مہاجرین و انصار میں سے کسی صحابی کو علم دیکر۔ لڑنے کو بھیجدیتے تھے۔

و چون آن قلعه بود در غایت حصانت و نہایت رصانت زیاده کارے از پیش نمی رفت۔ روزے عمر فاروق رضی اللہ عنہ متصدی امر محاربه گشت و علم برداشته با طائفه از صاحبان اسلام پیلے قلعه اہل شرک و ظلام رفت و ہر چند دست و پا می زد چہره فتح در آئینه مراد روئے نه نمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفته با جمعے از شجاعان و ابطال به مقاتله اہل ضلال شتافت و محاربات عظیم درمیان فریقین واقع شده بے حصول مقصد بازگشت و در نوبت سوم عمر بن الخطاب بازمره اصحاب روئے جنگ به محصوران قلعه قموص آورده و کوشش بسیار نموده بدستور سابق مراجعت فرمود۔

چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم اور عالی شان تھا اس لیے جو صحابی لڑنے کو جاتا اُس سے کچھ قابو نہ چلتا تھا ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں جانے کا شوق ہوا علم اور لشکر اسلام سے کچھ لوگ ہمراہ لے کر قلعہ کو گئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤں مارے لیکن فتح نہوئی۔ ناچار واپس آئے۔

دوسرے دن حضرت صدیق اکبر بہادرونکی ایک جمعیت کے ساتھ علم دار بنکر لڑنے گئے۔ فریقین میں جنگ عظیم ہوئی لیکن وہ بھی بے نیل و مرام پلٹ آئے۔

تیسرے دن عمر رضی اللہ علم اور لشکر لے کر قلعۂ قموص پر گئے۔ بعد کوشش بسیار مثل روز اول پلٹ آئے

بعد ازان که خسرو انجم با علم زرنگار متوجه

بالآخر جب آفتاب غروب ہوا تو

تسخیر دیار مغرب شد آن سرور بطحا و یثرب برزبان گوہرنثار معجز آثار بگزرانید۔ کہ

سرور بطحی و یثرب نے ارشاد فرمایا کہ۔

لاعطين الراية غدًا رجلًا كرارًا غير فرار يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه۔

کل اس شخص کو علم دُون گا جو کرار و غیر فرار ہے اور اللہ و رسولؐ اُسکو دوست رکھتے ہین اور وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اُسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

گویند علیؑ کرم اللہ وجہہ بنا بر عارضۂ رمد در مبدا حال در مدینہ توقف فرمود درین اثناء مفارقت آنحضرت بر ضمیر منیرش دشوار آمدہ با آنکہ داشت متوجہ دست بوس گشت و در راہ یا بعد از وصول بر رسولؐ اللہ پیوست

روایت ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کے باعث مدینہ مین تشریف فرما تھے۔ بوجہ رفاقت رسول خدا پریشان خاطر ہوکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر قدم بوس ہوئے۔

سہل بن سعد می گوید کہ در آن شب کہ حضرت رسالت این سخن فرمودہ غلغلۂ عظیم در میان اصحاب افتاد۔ آیا رایت بکدام یک زما خواہد داد۔ بریدۃ الحصیب گوید کہ ہر کہ برسول اللہ قربے داشت امید داشت کہ صاحب علم او باشد و جمعے از قریش

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ جس شب حضرت رسالت مآب نے علم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا تھا اُس شب اصحاب مین ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا اور تمام اہل لشکر اسی خیال مین تھے کہ دیکھیے ہم مین سے کس کو علم عطا ہوتا ہے۔ بریدۃ الحصیب کا قول ہے جو لوگ رسولؐ کے قرابتدار تھے ان کو علم ملنے کی اُمید تھی۔

گفتند مقرر است که مراد این مرد علیؑ ابن
ابیطالب نیست۔ چه او را چشم چنان
درد می کند۔ که موضع قدم خود را نمی بیند۔
چون روز دیگر از نور طلعت خورشید
عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت
و از لمعات آفتاب جهانتاب عرصهٔ
گیتی اضاءت پذیرفت سعادت مندان
فیروز جنگ در بیشهٔ وغا در کمر پلنگ تیغ زدندے
و در بحر هیجا در کام نهنگ نهادندے بر در خیمهٔ
اقدس حضرت رسالت پناه مجتمع گشتند
و هر یک را تصور آن بود که این سعادت
عظمیٰ و موهبت کبریٰ نصیب او گردد۔
سعد بن وقاص گوید که در برابر چشم رسول اللہ
بزانو در آمدم و بعد ازان برخاستم۔
بامید آن که صاحب رایت من باشم۔ از
عمر فاروق منقولست که گفت من امارت
را هرگز دوست نداشتم۔ مگر در آن روز
القصه چون حضرت مصطفےٰ صلعم از خیمه
بیرون آمد فرمود که علیؑ ابن ابیطالبؓ

اور قریش کے ایک گروہ کا بیان تھا کہ
رسول اللہ صلعم کی مراد علیؑ ابن ابیطالب سے نہین
ہے اسلیے کہ وہ جناب آشوب چشم مین ایسے گرفتار
ہین کہ اپنے پاؤن بھی نہین دیکھ سکتے۔
دوسرے دن جب خورشید عالم نے اپنے
نور سے اہل جہان کی آنکھین روشن کین
اور آفتاب کی چمک سے عرصۂ گیتی منور ہوا سعادتمندان
طالب فتح جو شل پلنگ بیشۂ وغا و نہنگ
دریاے شجاعت تھے۔
رسول خدا صلعم کے خیمۂ اقدس پر جمع ہو گئے
ہر شخص متمنی تھا کہ اس سعادت عظمیٰ اور
منصب علی سے مین ہی سرفراز ہون۔
سعد بن وقاص کا قول ہے کہ مین رسول اللہ
صلعم کے سامنے اس امید پر زانوے ادب طے کرکے
کھڑا ہو گیا کہ علم بردار مین ہی کیا جاؤن۔
حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے بجز اس دن کے
امارت کو اپنے لیے کبھی پسند نہین کیا تھا۔
القصہ جب آنحضرت صلعم خیمۂ مبارک سے باہر
رونق افروز ہوے تو پوچھا کہ علی ابن ابیطالب کہان ہین۔

کجاست مردم از ہر طرف آواز برآوردند کہ
چشم او چنان درد می کند کہ پیش پائے
خود نمی بیند۔ فرمان شد کہ او را بیارید
دست علیؑ گرفتہ حاضر ساختند ۔
حضرت سر او را بزانوئے مبارک خویش
نہادہ آب دہان مبارک در چشمانش افگند
وگفت۔

اللّٰھم اکفہ الحر والبرد چون مرتضیٰ علیؑ
از بلیہ رمد خلاصی یافت رایت را
باو دادہ۔ فرمود برو التفات مکن
تا آن زمان کہ خدائے عزوعلا خیبر را
بر دست تو مفتوح گرداند علی اندک
مسافتے قطع کردہ آواز برآورد
کہ یا رسول اللہ علی ماذا اقاتل حضرت
فرمود کہ

قاتلھم حتی تشھدوا ان
لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ

گفتہ اند کہ رسول اللہ زرہ خود بعلی مرتضیٰ
پوشانید و ذوالفقار در میان او بستہ

لوگون نے عرض کیا کہ اُنکو اسدرجہ آشوب
چشم ہے کہ اپنا پاؤن تک نہین دیکھ سکتے۔
حکم ہوا میرے پاس لے آؤ۔ لوگ
حضرت امیر المومنینؑ کا ہاتھ تھام کر حضرت
رسولؐ اللہ کی حضور مین لائے۔ آنحضرتؐ
نے حضرت علیؑ کا سر زانوئے اقدس پر
رکھا اور لعاب دہن مبارک آپ کی
آنکھون مین ٹپکایا۔ اور فرمایا خداوندا اسکو
سردی و گرمی سے محفوظ رکھیو۔ جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے آشوب چشم سے فوراً صحت پائی۔
آنحضرت صلعم نے علم لشکر جناب علی مرتضیٰ کو مرحمت
فرمایا۔ اور حکم دیا کہ میدان جنگ مین جاؤ اور
اُسوقت تک کہ خدائے عزوجل اس جنگ
خیبر کو تمہارے ہاتھ پر فتح بخشے برابر لڑتے رہو۔
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تھوڑی دور جاکر عرض کیا
کہانتک لڑون۔ فرمایا جبتک وہ کلمہ شہادتین
پڑہین (روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ فواللہ لان یھدی اللہ
بک رجلاً واحداً خیر لک من

رایت نصرت بدست دادہ علی مرتضیٰ قدم
درنہاد ونزدیک حصن قموص رسید علم در
تودۂ از سنگ ریزہ فرو برد۔ ودرحین یکے
از احبار یہود۔ بربالاے حصار آمدہ ۔
پرسید۔ کہ اے صاحب رایت تو کیستی وچہ
نام داری۔ حیدر کرار جواب داد کہ منم
علی ابن ابیطالبؑ۔ یہودی با فوج خویش
خطاب کرد کہ بہ توریت سوگند کہ مغلوب
گشتید گویند کہ نخستین کسیکہ از حصن حصین
با فوج خویش بجنگ بیرون آمد حارث
یہودی برادر مرحب بود وحرب آغاز
کردہ مسلمانان رامنہزم گردانید امیرالمومنینؑ
متوجہ حارث شد۔ وبیک ضرب تیغ
اورا بدوزخ رسانید مرحب چون بہ کشتہ
شدن برادر خویش واقف شد۔ باطائفہ
از اہل شجاعت سلاح پوشیدہ بہ کین
برادر پا از پاے در حصار بیرون نہاد۔
مرحب مبارزے بود بالا وبلند وتنومند
کہ سنان نیزہ او سہ من وزن داشت

ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم بخدا کہ
تمھارے سبب سے خدا ایک مرد کو راہ رست
پر لائے تو اس سے تمھارے لیے بہتر ہے کہ
سرخ بال والے اونٹ تمھارے ملک مین ہون
روایت ہے کہ رسول خدا نے اپنی زرہ
علی مرتضیٰ کو پہنائی۔ ذو الفقار آپ کے
کمر مین لگائی اور علم لشکر دست مبارک
مین دیا۔ امیر المومنین رخصت ہو کر
روانہ ہوے اور قلعۂ قموص کے نزدیک
جا کر علم قلعہ کے نیچے ایک پتھریلی زمین
مین گاڑ دیا۔ ایک عالم یہودی نے بالائے قلعہ سے
پوچھا کہ اے علم بردار تم کون ہو اور کیا نام ہے حیدر کرار
نے جواب دیا کہ "مین علی بن ابی طالب ہون" یہ سنکر
اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ "توریت کی قسم
ہم سب مغلوب ہوئے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جو شخص
لڑنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا
وہ حارث مرحب کا بھائی تھا جسنے سب مسلمانون کو
ہزیمت دی تھی امیر المومنینؑ حارث کی طرف بڑھے اور
ذو الفقار کے ایک ہی وار سے اسکو واصل جہنم کیا

و در شجاعت و مبارزت از مردم خیبر
نظیر نداشت دو زره پوشیده و دو شمشیر
حمائل کرد و دو عمامه بر سر بسته و خودے
بر بالاے آن نهاده در میان میدان
آمد در رجزے می خواند که اولش این
بود "قد علمت خیبر انی مرحب" و هیچ کس
از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام
مقاتله آید لاجرم شاه مردان و شیر
یزدان علی بن ابیطالب بجانب او
روان شد۔ و برزبان مبارکش رجزے
جاری گشت "انا الذی سمتنی امی
حیدر" مرحب خواست که تیغے با
امیر المومنین علیؑ زند۔ امیرؑ پیش دستی نموده
ذوالفقار بر سر آن ملعون نابکار فرود
آورد۔ چنانچه از سر خود و دستارش
گذشته بدندانهائے روسیاه گذشته
تا قربوس زین رسید۔ و حیدر کرار کشتن
پهلوان بازو کشاده هفت کس از
روساء ابطال خیبر بضرب تیغ

مرحب نے اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر ہتیار
اپنے بدن پر سجے اور ایک گروہ شجاعان یہود
کے ہمراہ اپنے بھائی کا خونبہا لینے کو قلعہ سے باہر نکلا وہ
ایسا بلند قامت بہادر تھا جس کے نیزہ کی سنان کا وزن
تین من تھا اور شجاعت و مبارزت مین اسکا سارے
خیبر مین نظیر نہ تھا۔ دوہری زرہ پہنے تھا دو تلوارین
کمر مین لگا کر اور دو عمامے سر پر باندھے اور اُن کے اوپر
خود رکھکر اس شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا
اور رجز خوان ہوا کہ سارا خیبر آگاہ ہے کہ مین مرحب
ہون سپاہ اسلام سے کسی کو جراءت نہ ہوئی کہ اس سے
لڑنے کو نکلے آخر شاہ مردان و شیر یزدان علی بن
ابی طالب اسکے مقابل ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر
یہ رجز جاری تھا کہ مین وہ ہون جسکا نام میری ماں نے
حیدر رکھا ہے۔ مرحب نے چاہا کہ امیر المومنینؑ پر تلوار
کا وار کرے کہ آپ نے سبقت کرکے ذوالفقار اس کے
سر نحس پر اس زور سے ماری کہ سر اور خود اور عمامہ ور
دندان نحس کاٹتی ہوئی قربوس زین تک پہونچی مرحب کو
قتل کرکے آپ دوسرون کی طرف بڑھے اور رؤساء
خیبر سے سات شخص قتل کیے باقی سب فوج خوف اور ہیبت سے

"قدوۂ اولیا" کشتہ شدند و سائر یہودی روئے ہزیمت بجانب قلعہ نہادہ علی مرتضیٰ درعقب ایشان دوان شد و در آن اثنا یکے از مخالفان خیبرے با امیرالمومنین علی تیغے زد کہ سپر از دستش بر زمین افتاد و دیگرے ہم از ایشان سپر گرفتہ روئے بگریز نہاد۔ امیرالمومنین علیؑ درین صورت بغایت خشمناک شد وخود را بر حصار قموص رسانید و در آہن حصار را برکندہ سپر خویش ساخت روایت کردہ اند کہ چون علی کرم اللہ وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید۔ تمامت حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از تخت افتاد روئے او مجروح شد۔ وبعد ازان کہ جناب ولایت پناہ را از جنگ فراغتی روے نمود۔ آن در را بمقدار ہشتاد وجب۔ از پس پشت خویش دور انداخت وہفت کس از لشکر اسلام کہ در غایت قوت بودند ہرچند خواستند

قلعہ کی طرف بھاگ گئے حیدر کرار نے انکا تعاقب کیا کسی نے حضرت کو تلوار ماری جس سے آپکی سپر گر گئی اور ایک شخص اُس کو لے کر بھاگ گیا۔ حیدر کرار جوشِ دین سے غیظ مین آکر قلعۂ قموص کے دروازہ تک پہونچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی اکھاڑ کر بجائے سپر لیا۔ در قلعہ اس زور سے اکھاڑا کہ تمام قلعہ ہل گیا۔ صفیہ دختر جن تخت پر سے گر گئی اور چہرہ مجروح ہو گیا۔ جنگ سے فراغت پاکر امیرالمومنینؑ نے پس پشت سے دروازہ کو اسّی بالشت کے فاصلہ پر پھینک دیا لشکر اسلام سے سات آدمیون نے جو بہت ہی قوی و تنومند تھے ملکر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی مگر نہ پلٹا سکے۔

که باتفاق یکدیگر در را از پهلوے به پهلوے
دیگر بگردانند نتوانستند وزن در خیبر هشت
صد من بود و زمره از شیعه سه هزار من گفته اند
و هم ایشان گفته اند که هفتاد تن از بر داشتن
آن عاجز ماندند. و بالجمله چون اهل حصن قموص
وسائر مردم قلعهٔ خیبر چنان امر غریب از امیرالمومنینؑ
حیدر مشاهده کردند فریاد الامان برآوردند علی ابن
ابیطالبؑ بعد از رخصت حضرت رسالتؐ
ایشان را امان داده چون خبر فتح خیبر بسمع
همایون رسید بغایت مسرور و شادان گشت
در حین توجه علی بملازمت از خیمه باستقبال
قدم مبارک بیرون نهاد روے او در کنار گرفته
هر دو چشمش بوسید و فرمود سعی مشکور و کردار
مشکور تو بمن رسید خدا از تو راضی ست و من
از تو راضی هستم حضرت امیرالمومنین را ازین سخن
گریه دست داد حضرت فرمود که اے علیؑ این
گریه شادیست یا گریه حزن. جواب داد که گریه
فرح است و چگونه فرحناک و شادمان نباشم که
تو از من راضی باشی. رسولؐ الله فرمود که

اس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا
اور حسب روایت شیعہ تین ہزار
من اور ستر آدمیون نے اس کے
اُٹھانے کی کوشش کی تھی۔ القصہ
جو لوگ اور کل خیبری جو قلعہ
قموص مین پناہ گزین تھے امیرالمومنینؑ
کی طاقت اور شجاعت دیکھکر متحیر
ہوکر الامان۔ الامان پکارنے لگے۔
آپ نے رسول اللہ سے اجازت
لیکر انکو امان دی جناب سرور
کائنات علیہ التحیۃ والثنا فتح خیبر کی
خبر سنکر بہت ہی مسرور ہوئے اور
جب امیرالمومنین قریب خیمہ پہونچے
تو سرور عالم نے خیمۂ مبارک سے نکل کر
آپ کا استقبال فرمایا اور بغلگیر ہوکر
دونون آنکھون کے بوسے لئے اور
بعد اظہار مشکوری وخوشنودی خدائے
عزوجل ارشاد فرمایا اے علیؑ مین اور خدا تم سے
راضی ہین امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے

نہ من تنہا از تو راضی ام بلکہ خدائے	آنحضرت نے پوچھا کہ یہ گریہ شادی ہے یا گریہ غم عرض کیا
عز و علا و فرشتگان و جبرئیل	کہ گریہ شادی ہے اور کیون مسرور و شاد نہ ہون جبکہ حضور مجھسے
و میکائیل از تو راضی	راضی ہین۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ نہ صرف مین بلکہ خداوند
ہستند۔	عزوجل اور ملائکہ اور جبرئیل اور میکائیل تم سے راضی ہین۔

اصحاب خواہان غنیمت تھے۔

کہان ہین شیفتگان صحابہ جو اصحاب کو حرص و طمع سے پاک بناتے ہین۔ ذرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان الفاظ پاک پر "لا یخرج معی احد الا للجہاد" پر نگاہ کرین جن کو مال غنیمت کی طمع اس درجہ تھی کہ آخر آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صاف ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ خیبر کو وہی آئے جس کو صرف جہاد کرنا مقصود ہو۔ یعنی جسکو غنیمت کی خواہش ہو وہ نہ آئے۔ آپ کے اس ارشاد کو شبلی صاحب نعمانی نے بھی سیرت النبی جلد اول صفحہ ۳۵۲) مین باین الفاظ لکھا ہے۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی مین صرف وہ لوگ شریک ہون جن کا مقصد محض جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

حضرت ابوبکر و عمر کا لڑنے کو جانا اور فرار ہونا۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اصحاب ثلثہ نے اس جنگ مین "قاتلوا وقتلوا" کا فرض کہان تک ادا کیا۔

واضح ہو کہ خیبر مین جو چھ (۶) قلعہ تھے اُن مین بیس ہزار سپاہی موجود تھے ان سب مین قلعہ قموص بہت مضبوط اور محفوظ تھا مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم ہر روز کسی ایک صحابی کو علمدار بناکر فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجتے تھے مگر وہ ناکام واپس آتے تھے۔

ایکروز حضرت عمر علم اور لوگون کو ساتھ لے کر گئے مگر وہ بھی مثل اورون کے پلٹ کر آئے۔

دوسرے دن حضرت ابوبکر گئے مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر معہ علم

وسپاہِ اسلام گئے لیکن مثل روزِ اوّل ناکام واپس ہوئے۔ اُسی شام کو رسول خدا صلعم نے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل مین اسکو علم دونگا جو کرّار غیر فرار ہے اور اُس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہین۔ اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ کل مورخین متفق البیان ہین کہ "عمر فاروق گفت من امارت را ہرگز دوست نداشتم مگر دران روز" حضرت عمرؓ کی یہ تمنا عجیب وغریب دلچسپ ہے کہ بقول صاحب حملہ حیدری ؎

عجب زو کہ این آرزوئے نمود   وے لفظ فرّار نہ شنیدہ بود

اگرچہ اس حدیث کو سب مورخین اور محدثین نے لکھا ہے مگر بعض حضرات اہلسنت حدیث کے یہ الفاظ کرّار غیر فرار اور حضرت عمر کے فرار کرنے سے انکار کرتے ہین چنانچہ آپ بھی انھین لوگون کے ہم خیال ہوکر تحریر فرماتے ہین۔

"اگرچہ قلعۂ خیبر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ہاتھ پر فتح نہین ہوا لیکن فتح نہ ہونا مستلزم فرار نہین ہے، بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہان سے ثابت کیا"

اور جناب شبلی صاحب نے تو اس روایت کو جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے قلعۂ قموص کے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنالیا بازاری قصہ بتاتے ہین جیسا کہ سیرۃ النبی ط ۳۵۸ مین تحریر فرماتے ہین

"یہ سب لغو روایتین اور بازاری قصے ہین"

اسناد علماء اہل سنت دربارۂ فرار

حالانکہ یہ حدیث اور در قلعہ کا سپر بنانا اور فرار حضرات شیخین جمیع کتب اہلسنت وغیرہ یعنی روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معالم التنزیل۔ ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ بعض اقوال اس جگہ نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا۔ روز اوّل (۱) عمر جنگ کرد۔ و روز دوّم (۲) ابوبکرؓ و روز سوّم (۳) باز عمر بجنگ رفت وحصن

مفتوح نگشت شب ہنگام حضرت رسالت مآب صلعم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ" امیر المومنین در آن روز ہفت کس از روساء و شجعان یہود بقتل آورد۔ یہود ہمہ بجانب قلعہ فرار نمودند۔ امیر المومنین از عقب ایشان میرفت درآن حالت یہودی ضربت بدست امیر زد۔ چنانکہ سپر از دستش بیفتاد و یہود دیگر مبارزت نمود آنرا برداشت علی بنایت درغضب شدہ حملہ کردند تا خود را بدر حصار رسانید۔ و یک درآہن حصار را برکند و سپر خویش ساخت۔ بعد از آنکہ جنگ آخر شد۔ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آن در را از پس سر خود ہشتاد وجب دور انداخت۔ ہفت تن خواہستند کہ باتفاق آن را از روئے باروئے دیگر گردانند نتوانستند و چہل تن خواستند کہ بلادم دیگران را بروارند عاجز شدند۔ (از روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۷)۔

دوسرا	قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث عمرا وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارا لیس بفرار وارسل الی وانا ارمد فقلت انی ارمد۔ فتفل	حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ابوبکر کو بھیجا اور اُن کو فوج دیکر علم اُن کے ہمراہ کیا وہ لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر عمر کو فوج دیکر علم اونکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیارا محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اُس سے محبت کرتے ہیں وہ کرار غیر فرار ہے۔ رسول اللہ نے آدمی بھیجکر بلایا۔ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں۔

فی عینی وقال اللّٰهم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلك ولا بردًا

(اخرجہ احمد والنسائی) ازارجح المطالب صـــ

مین نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آنحضرت نے اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار انکو گرمی وسردی کی ایذاء سے بچا پس اس کے بعد مجھے گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

تیسرا۔ (۳) ازآنجملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ دادند و بآنجانب روان ساختند فتح آن حصن بردست او متحقق گشت۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی بریدة بن سفیان عن ابیہ عن سلمة بن الاکوع قال بعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم ابابکر برایتہ الی بعض حصون خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم لاعطین الرایة غدا رجلا یحب اللّٰه ورسولہ ویحبہ اللّٰه ورسولہ کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللّٰه

حاصل ان روایتون کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو علم دیکر جنگ خیبر مین روانہ کیا۔ اور وہ بلا فتح کے واپس آئے۔

دوسرے دن عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اُٹھاکر پلٹ آئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو علم دین گے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔ وہ شخص کرار غیر فرار ہے اور بغیر فتح واپس

على يديه قال يقول سلمة فدعا
عليًا وهو ارمد العينين فتفل في
عينيه ثم قال خذ هذه الراية فامض
بها حتى يفتح الله عليك قال يقول
سلمة فخرج بها يهرول هرولة
وانا لخلفه نتبع اثره حتى ركز رايته
في رخم من حجارة تحت الحصن
فاطلع اليه اليهود من راس الحصن
قالوا من انت قال انا علي بن
ابي طالب قال تقول اليهود علوتم
وما انزل على موسى او كما قال فما
رجع حتى فتح الله على يديه قال
ابن اسحاق حدثني عبدالله بن
حسن عن بعض اهله عن ابي رافع
مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال خرجنا مع علي بن ابيطالب
حين بعثه رسول الله برايته فلما دنا
الحصن خرج اليه اهله فقاتلهم
فضربه رجل من يهود فطرح ترسه

نہوگا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا حالانکہ حضرت
کو آشوب چشم تھا رسولؐ اللہ نے اپنا لعاب
دہن آنکھوں مین لگایا اور علم دیکر فرمایا
اب جاؤ اور یہانتک لڑو کہ خدا تمھارے
ہاتھ پر فتح کرے سلمہ کہتے ہین کہ حضرت علیؑ
دوڑتے ہوئے چلے حضرت کے پیچھے پیچھے
مین بھی تھا یہان تک کہ آپ قلعۂ قموص
کے قریب پہونچے آپ نے علم کو ایک پتھر
مین گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالائے
قلعہ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا
مین علیؑ ابن ابیطالب ہون اُس نے
کہا توریت کی قسم کہ تم عالی اور غالب
ہوے۔ پس جبتک حضرت نے قلعہ فتح
نہ کیا مراجعت نہ فرمائی۔

ابو رافع غلام رسولؐ خدا صلعم سے
منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ
پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی
نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی
پس جناب امیرؑ نے در قلعہ قموص کو اُکھاڑ کر

من يده فتناول عليؓ بابا كان
عند الحصن فترس به عن نفسه
فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح
الله علی يديه ثم القاه من يده
حين فرغ فلقد رأيتني في نفر
سبعة انا منهم نجهد على ان
نقلب ذلك الباب فما نقدر
اخرج البخاري عن سلمة بن الاكوع
قال كان عليؓ بن ابي طالب تخلف
عن النبي في خيبر كان رمدا وقال
انا اتخلف عن النبي صلى الله
عليه وسلم فلحق به فلما بتنا الليلة
التي فتحت قال لاعطين الراية
غدا وليأخذن الراية غدا رجل
يحبه الله ورسوله يفتح الله
عليه فنحن نرجوها فقيل هذا
عليؑ فاعطاه ففتح عليه

ازالة الخفا مقصد دوم صفحه ٢٥٦
مطبوعہ مطبع صدیقی

دست مبارک مین بجائے سپر کے لیا
اور لڑتے رہے یہان تک کہ قلعہ فتح
ہوا اور آپ نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ
سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اُس کو
حرکت دین مگر باوجود کمال کوشش
کے اُسکو جُنبش نہوئی۔
اور بخاری نے روایت کی ہے
کہ حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا
اِس وجہ سے رسولؐ اللہ کے
ہمراہ خیبر نہین گئے
مگر حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ کی
مفارقت گوارا نہوئی اور اُسی حالت
مین چلے آئے اور آنحضرت سے
ملے جس صبح کو قلعہ فتح ہوا رسولؐ اللہ نے
فرمایا کل ہم علم اُس کو دین گے جسے خدا اور رسولؐ
دوست رکھتے ہین ہم سب کے سب متمنی تھے مگر
آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؑ کو عطا کرکے
فرمایا خدا اِس کے ہاتھ پر فتح دیگا پس علیؑ نے
قلعہ فتح کیا۔

چوتھی

واشتهار جهاده فيها غير
خفي وفتح الله تعالى على يده
فان النبي عزم حصر حصنهم بضعة
عشر يومًا وكان الراية بيد علي
فاصابه رمد فسلم النبي الراية
الى ابي بكر فانصرف مع
جماعة فرجعوا منهزمين
خائفين فدفعها من ابي بكر
الى عمر ففعل مثل ذلك
فقال النبي لاسلمن الراية
غدًا الى رجل يحبه الله
ورسوله ويحب الله ورسوله
كرارًا غير فرار ائتوني بعلي
فقيل به رمد فتفل في
عينيه ودفع الراية اليه
فقتل مرحبًا فانهزم اصحابه
واغلقوا الابواب وفتح علي
الباب وقلعه وجعله جسرًا
على الخندق وعبروا

رسول اللہ نے دس دن سے زیادہ
تک قلعہ کا محاصرہ رکھا اور آپ کا علم
حضرت علیؑ کے ہاتھ مین تھا مگر اُن کو
آشوب چشم تھا۔
لہذا حضرت ابوبکر کو دیکر ایک
گروہ کے ساتھ لڑنے کو بھیجا وہ گئے
مگر معہ جماعت شکست اُٹھا کر اور خوف
زدہ ہو کر واپس چلے آئے
دوسرے دن حضرت عمر کو اُسی شان سے
بھیجا لیکن یہ بھی مثل حضرت ابوبکر واپس
آئے۔ اب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین
ایسے شخص کو علم دونگا جس کو خدا اور
اُس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا اور رسول کو۔ وہ حملہ پر حملہ کرنیوالا ہے
اور بھاگنے والا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ
علیؑ کو بلاؤ اصحاب نے کہا کہ انکو درد چشم
ہے۔ حضرت علیؑ آئے آنحضرت نے
لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھون مین
لگایا اور علم دیکر بھیجا آپ گئے اور مرحب کو

وظفروا فلما انصرفوا اخذه	قتل کیا۔ اور مشرکین شکست پاکر قلعہ مین
بیمینہ ورماہ اذرعًا و	بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا حضرت
کان یغلقہ عشرون رجلاً	علیؑ نے جوش شجاعت مین قلعہ کا دروازہ
وعجز المسلمون عن نقلہ	اکھاڑ کر اپنے ہاتھ مین لے لیا اور چند ہاتھ دور
سبعون رجلاً وقال علیؑ	اسے پھینکدیا اس دروازے کو بیس آدمی
ما قلعت باب خیبر	بند کرتے تھے اور سیکا پل خندق پر بنایا آپ
بقوۃ جسمانیۃ ولکن قلعتہ	معہ ہمراہیان خندق پر سے اوسی پل پر سے
بقوۃ ربانیۃ	عبور کر گئے۔ ستر مردون نے ملکر اُس دروازہ
شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۰	کو اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ حضرت علیؑ نے
(از مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین)	فرمایا کہ در قلعہ مین نے قوت جسمانی سے
صفحہ ۲۳۶	نہین بلکہ قوت ربانی سے اُکھاڑا تھا۔

پانچوین۔ یہی تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۴۷ - مین ہے۔

چھٹی۔ سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاھا بعث عمر ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے ایک تلوار ماری جس سے علیؑ کے ہاتھ مین سے ڈھال گر گئی۔ اسواسطے حضرت علیؑ نے دروازہ اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسی کو ہاتھ مین لیے اُس وقت تک لڑتے رہے کہ یہ لڑائی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرا دیا۔ جب قلعہ فتح ہوگیا تو اُنھون نے اُسے پھینکدیا۔ ساٹھ آدمیون نے ہرچند کوشش کی کہ اسے پلٹ دین مگر یہ دروازہ ایسا بھاری تھا کہ پلٹ بھی نہ سکے۔ (منقول از تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۹۸)

ساتوین — سار رسول اللہ الی خیبر — رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف تشریف لے چلے
فلما اتاھا بعث عمرؓ وبعث — جب وہان پہونچے تو عمر کو اور لوگون کے ساتھ
الناس الی مدائنھم او قصرھم — خیبریون کے شہر یا قصر کی طرف بھیجا پس
فقاتلوھم فلم یلبثوا ان — اُن لوگون نے قتال کیا تھوڑی دیر گذری
ھزموا عمرؓ واصحابہ فجاءوا — تھی کہ یہودیون نے عمر اور اُن کے ساتھیون کو
یجبّنونہ ویجبّنھم اخرجہ — ہزیمت دی۔ پس وہ لوگ عمر کو نامرد
الحاکم (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ بریلی) — بتاتے تھے۔ اور عمر اُن کو۔

آٹھوین۔ یہی روایت تاریخ طبری مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

عن بریدۃ الاسلمی قال — بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ
لما کان حین نزل رسول اللہ — جب رسول اللہ صلعم نے قلعہ خیبر کے پاس
صلعم بحصن اھل خیبر اعطی — نزول فرمایا تو اپنا علم لشکر حضرت عمر کو دیا۔
رسول اللہ صلعم اللواء عمر بن — عمر اور اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ
الخطاب ونھض من نھض معہ — اہل خیبر کے مقابلہ مین آئے مگر حضرت عمر
من الناس فلقوا اھل خیبر — اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے اور رسول اللہ
فانکشف عمر واصحابہ — کی طرف پلٹے حضرت عمر اپنے ساتھیون کو
فرجعوا الی رسول اللہ صلعم — بودا کہتے تھے اور لشکر حضرت عمر کو بودا
یجبّنہ اصحابہ ویجبّنھم — کہتا تھا۔
فقال رسول اللہ صلعم لاعطینّ — تب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص
اللواء غدًا رجلا یحبّ اللہ — کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے

ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما	اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں
کان من الغد تطاول لھا ابوبکر	دوسرے دن پھر حضرت ابوبکر و عمر کو علم کی تمنا
وعمر فدعا علیا عم وھو ارمد	ہوئی مگر رسول اللہ نے ۔ قاتل المشرکین امیر المومنین
فتفل فی عینیہ واعطاہ اللواء	علی ابن ابیطالب کو علم لشکر دیا اور آپ کے آشوب
(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۹۳)	چشم کا علاج رسول اللہ نے اپنے لعاب دہن سے کیا۔

نوٹ:۔ قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کو بھیجا۔ لیکن دونوں ناکام واپس آئے۔ طبری میں روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤں جم نہ سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج والوں نے ان کی نسبت خود یہی شکایت کی۔

(جلد اول (صفحہ ۳۵۶) سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی۔)

الحاصل ان تمام اقوال و الفاظ سے ۔ کرار غیر فرار کی صحت ثابت ہے جس میں بغرض محبت صحابہ کی تحریف کی گئی ہے ۔ مگر بمصداق شعر۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر لفظ فرار سے انکار ہے تو کیا خدا کی اس آیت سے بھی انکار کریں گے

آیہ کریمہ جنگ میں کفار کو اپنی پشت نہ دکھاؤ۔

یا ایھا الذین امنوا اذا	اے ایمان لانیوالو جس وقت کافروں سے
لقیتم الذین کفروا زحفا	جنگ میں سامنا کرو تو انکو پیٹھ نہ دکھاؤ اور
فلا تولوھم الادبار ومن یولھم	اس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اسکے کہ لڑائی
یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال	کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب	پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا میں

من الله وماوٰىہ جھنم وبئس المصیر ٭ (پ ۹ - س انفال) گرفتار ہوگا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اس آیت مین صاف حکم ہے کہ صادق الایمان وہی ہے کہ جو میدان جنگ مین کفار سے مقابل ہو تو یہانتک لڑے کہ اِن پر فتحیاب ہو یا وہین شہید ہوکر جنت مین جائے۔ ورنہ مستوجب عذاب ہے پس جبکہ یہ حضرات میدان کارزار مین گئے اور ہر بار مع الخیر پلٹ آتے رہے تو ہم نہین جانتے کہ محبان صحابہ فقد باء بغضب من الله وماوٰىہ جھنم وبئس المصیر کی کیا تاویل کرین گے۔

حدیث در بارہ تفضیلت حضرت علی علیہ السلام۔

دوسرے اگر کرار غیر فرار سے انکار ہے تو حدیث کے اِن الفاظ یحب الله ورسولہ ویحبہ الله ورسولہ سے تو انکار نہین ہے جو صحیح بخاری مین ہے جس کی تصدیق شبلی صاحب بھی اس تصریح سے کرتے ہین۔

> اسقدر صحیح ضرور ہے کہ اس مہم پر جو پہلے بڑے بڑے صحابہ ہی بھیجے گئے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا جب مہم مین زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ کل مین اُس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسول بھی اُس کو چاہتے ہین۔
>
> یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہین سیرۃ النبی (صـ ۳۵۶)

اس حدیث مین یہ آیۂ کریمہ " ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله کی طرف اشارہ ہے یعنی۔ خدائے پاک فرماتا ہے اے رسول کہدو اِن سے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم کو دوست رکھے۔ پس اِن الفاظ پاک سے ثابت ہے کہ صحابہ رسول مین کوئی صحابی بجز جناب امیر علیہ السلام کے خدا اور رسول کا حبیب نہ تھا۔ اور نہ خدا اور رسول سوائے

نفس رسول کے کسی کو محبوب رکھتے تھے۔ اور علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمرؓ تو اس تعریف و توصیف سے قطعاً خارج ہین۔ کیونکہ جناب رسول اللہ نے اِن دونون صاحبون کے مقابلہ مین ان کے فرار ہونے کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

پس اس حدیث سے جناب امیرؑ کا کامل الایمان اور اِن حضرات کا ناقص الایمان ہونا ثابت ہوا۔ و این عین مطلوب شیعان ست۔

اب اگر یہ تعصب نہین ہے تو پھر کیا ہے کہ جس کرار غیر فرار نے مشرکین و کفار کا قلع قمع کیا جس کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ "مرحب خواست تیغ برامیر المومنینؑ زند۔ علیؑ تہید ستی نمودہ ذو الفقار بر سر آن ملعون فرود آورد۔ چنانکہ از سر خود و دستارش گذشتہ بدندانہائے روسیاہ پیوستہ تا قربوس زین رسید" اس کے مقابلہ مین اِن اصحاب کو جن کا میدان حرب سے باربار پلٹ کر آنا تصریح و توضیح سے بیان کرین اشجع الصحابہ۔ اشجع الناس اشدا علی الکفار بتائین۔ اللہ اللہ جس کی دینی خدمات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مرتبت و منزلت فرمادین" از خیمہ مبارک باستقبال امیر المومنینؑ قدم بیرون نہادہ او را در کنار گرفت و ہر دو چشمش بوسید" جس لڑائی کے فتح ہونے پر صاحب و ماینطق عن الہوے فرمادین "اے علی نہ من تنہا از تو راضیم بلکہ خدائے عزوعلا۔ و فرشتگان و جبرئیلؑ و میکائیل از تو راضی ہستند" اس کرار و غیر فرار پر مفرورین کو فضیلت دین جس روایت پر شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر محدثین کا اتفاق ہو"

چون علی کرم اللہ وجہہ در حصن را بجنبانید تمامی حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر حیی از تخت افتاد و روئے او مجروح شد و اہل قلعہ چون آن قوت دیدند امان طلبیدند۔ حضرت امیرؑ بعد از استجازہ رسول اللہ صلعم ایشان را امان داد۔

طعن مولوی علی حیدر صاحب

جناب شبلی صاحب اس کو لغو اور بازاری قصے بتاتے ہین اور جناب مولوی علی حیدر صاحب اس کلام سے منتہی الکلام کو زینت دیتے ہین۔

انچہ از آن جناب حضور پیغمبر صلعم از قلعہ	یعنی حضرت علیؑ کی شجاعت جو قلعہ خیبر
باب خیبر و غیبر ذلک صدور یافتہ بلاریب	اور مثل اُس کے دیگر لڑائیون مین بیان کیجاتی ہے
از قبیل معجزہ و برکات سرور کائنات بودہ	وہ پیغمبر خدا کے معجزات کے سبب سے تھی اور اگر
پس اگر در واقع بہ صفت اشجعیت انصاف	حضرت علیؑ واقعی شجاع ہوتے تو جسوقت اعوان
میداشت لا اقل در وقتیکہ اعوان و	و انصار خلیفہ اول نے دروازہ سیدہؑ کے
انصار و خلیفۂ اول دروازہ را بر شکم	شکم مبارک پر گرایا تھا۔ اور گھر کو جلا دیا
مبارک سیدۃ النساء فرد گرفتند و خانۂ	قرآن مجید کو تحریف کیا۔ اور ام کلثوم کو
او سوختند و قرآن مجید را تحریف	غصب سے لیگئے۔ اِن واقعات کے وقت
و تحریق کردند و اُمّ کلثوم را بغصب	بھی کچھ شجاعت دکھائی ضرور تھی حالانکہ ایسے
بردند چیزے از شجاعت بظہور میکرد	واقعات سترگ مین کچھ بھی شجاعت اِن کی
و حالانکہ بتاکید تمام مامور بحفظ ناموس	ظاہر نہین ہوئی۔
اہلبیت بود و اثرے از آن ظہور نمود	اس پر دعوائے شجاعت کیا
پس دعوے شجاعت را چہ معنی۔	جاتا ہے۔

تردید قول بالا

اس موقع پر بمصداق شعر

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

انہین کے پیر و مرشد اور خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کا یہ قول قابل ملاحظہ ہے۔

باید دانست کہ در عالم ہیچ کس نہ بودہ است	جاننا چاہیے دنیا مین کوئی ایسا شخص

الا زبان بدگویان وعیب جویان طعن
وقدح او جاری شده بلکہ حرف در جناب
کبریا الٰہی ست ومعلوم ست کہ معتزلہ
بتقریب انکار عصمت انبیاء ہیچ پیغمبرے را
از ابتدائے آدم تا حضرت پیغمبر ما نگذشتہ اند
کہ صغائر وکبائر بجناب الشان نسبت نکردہ
وہمچنین فرقہ یہود در انکار عصمت ملائکہ
ہمین جادہ راپیمودہ اند وخوارج
ونواصب درجناب حضرت واہلبیت
کرام ہمین وتیرہ پیش گرفتہ اند لیکن
برعاقلان پوشیدہ نیست کہ
ہمہ عوعو سگان نسبت بنور افشانی
ماہ است اصلا نقص بمنزلت آن
بزرگان نمی کند۔

تحفۂ اثناء عشریہ ص۲۷۲

نہین گذرا جس پر بدگویون نے زبان درازی
اور عیب جوئی اور نکتہ چینی نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ
خدا پر بہتان کیا ہے۔
معتزلہ نے انبیا سے انکار کرکے حضرت
آدم سے لےکر جناب ختم الانبیا تک کو نہین
چھوڑا کہ اُن کو گناہ کبیرہ وصغیرہ سے متہم کیا ہو
اور یہی طریقہ یہود نے ملائکہ عصمت مین اور
خوارج ونواصب نے جناب امیرالمومنین
اور اہلبیت کی شان مین اختیار کیا ہے
لیکن عقلاء سے پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہے جیسے
چاند کی روشنی دیکھکر کتے چاند پر بھونکنا شروع
کردیتے ہین اسی طرح ان بدگویون اور زبان
درازون کے عیب جوئی سے ان بزرگون کے
عصمت پر کوئی دھبہ نہین آیا۔

واضح ہوکہ وہ موقع اور وقت شجاعت دکھانے کا نہ تھا بلکہ صبر کا تھا ؎

کم زور دست بازو شیر خدا نہ تھا   سب قدرتین وہی تھین پہ حکم خدا نہ تھا

چنانچہ جو مصائب و آلام آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے آل رسولؐ پر بعد رحلت آنحضرت صلعم
گذرنے والے تھے ان سب کی حضرت صلعم پیشین گوئی کر گئے تھے۔ اور ان پر صبر وشکر کرنیکی وصیت

فرما گئے تھے ان مصائب کا کچھ ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔ باقی جلد سوم مین انشاءاللہ المستعان تحریر کیے جائینگے۔

قاتل المشرکین۔ سافک وماء المارقین۔ والقاسطین۔ والناکثین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شجاعت اور صلابت صرف حضرت صلعم کے حیات ہی تک محدود نہین تھی۔ صفین۔ اور جمل۔ اور نہروان وغیرہ مین جن شجاعتون کا ظہور ہوا کیا اُس کا علم آپ کو نہین ہے۔ جن مفسدین کے دماغ بادۂ نخوت ورشک وحسد سے مخمور تھے صاحب لافتیٰ نے ذوالفقار کے پانی سے اُن کا خمار دور کیا ہے۔ خود حضرت ام المومنین جو قلب لشکر مین اونٹ پر سوار ہو کر اور لشکر آعدا کی سپاہ سالار بن کر بنفس نفیس رونق افزا تھین نہایت عاجزی اور بیقراری سے الامان پکارنے لگین۔ ام المومنین کو شکست کھانے پر جو ندامت ہوئی تھی اُس کو آپ ہی حضرات کے دل خوب جانتے ہین۔ آپ کے پیرومرشد باین الفاظ تحفہ مین اسکا ذکر فرماتے ہین۔

ہرچند درین مین بجناب حرم محترم رسولؐ اہانتے وذلتے کہ رسید اظہر من الشمس ست۔

اور بخاری مین ہے کہ ام المومنین جنگ جمل کو یاد کرتی تھین اور اس قدر روتی تھین کہ بال اُن کے آنسون سے تر ہو جاتے تھے۔ غرض اللہ جل شانہ نے دیگر صفات کے ساتھ آل محمدؐ کو شجاعت بھی عطا فرمائی تھی جس کا ظہور اِن خاصان خدا سے ہر موقع وہر محل پر ہوا کیا ؎

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا ۔۔۔ کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

قال اللہ تبارک تعالیٰ یاایھا الناس انما بغیکم علی ۔۔۔ اے لوگو تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانون

انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم ۔۔۔ پر پڑے گی۔ دنیا کا مزہ تھوڑا ہے۔ پھر ہماری

الینا مرجعکم فینبئکم بما کنتم ۔۔۔ ہی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اُسوقت

تعملون ٥ ۔۔۔ ہم بتادینگے جو تم کرتے تھے۔

اب جنگ وادی الرمل کا حال سنئے

سریۂ وادی الرمل

بعد از غزوهٔ تبوک اعرابی نزد رسولؐ الله آمده معروض داشت که قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع شده۔ داعیه آن دارند که بر سبیل شبخون بجانب مدینه توجه نمایند۔ چون پرتو این خبر بنگاه ضمیر انور تافت فرمان داد که تا یاران جمع شدند۔

حضرت خیر البرایا۔ لوارا به صدیقؓ داد۔ و او را بر آن طائفه امیر گردانید و بر سر اعدا فرستاد۔ بالجمله صدیق بموجب فرمان روی به مخالفان آورد۔ و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان خواست که پای در وادی نهاده دست بروی نماید۔ که ناگاه ارباب نفاق به هیئت اجتماعی از وادی بیرون آمده دست به شمشیر و نیزه بردند۔ عاقبت چشم زخمی به سپاه اسلام

بعد غزوۂ تبوک ایک اعرابی نے جناب رسولؐ خدا کی حضور مین آکر عرض کیا کہ عرب کے لوگ وادی الرمل مین جمع ہوئے ہین۔ اور مدینہ پر شبخون کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ حضرت صلعم نے اصحاب کبار کو جمع کیا۔

اور علم و فوج ابوبکر صدیق رضہ کو دیکر سپہ سالار بنا کر دشمنون کی طرف روانہ کیا۔ بعد قطع مسافت جب مخالفین کے پڑاؤ کے قریب پہونچے تو حضرت ابوبکر نے چاہا کہ اسی جگہ لشکر کو ٹھیرا کر دشمنون پر حملہ کرین کہ سب مخالفین اپنے مقام سے نکل کر تلوار اور نیزہ ہاتھون مین لیئے ہوے۔ لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سپاہ اسلام ان کے حملہ کی تاب نہ لا سکے

اقتباس تاریخ مستند کربلا
رسولؐ خدا کا حضرت ابوبکر
و عمر او عمرو بن عاص کو
سپہ سالار بنا کر باری باری
جنگ کو بھیجنا مشرکین کا
ان پر حملہ کرنا۔ اور سپہ سالار
کا معہ فوج فرار ہونا۔

رسید۔ ومسلمانان بعض بہ شہادت فائز
شدہ۔ برخے منہزم گشتہ مراجعت بمدینہ
نمودند و بعد از اطلاع رسول اللہ برائے
اہل اسلام رایتے ترتیب کردہ بفاروق
داد۔ اُورا باطائفۂ از مسلمانان بانتقام
ارباب خلاف نامزد فرمود۔ عمر رضی
بجانب آنہا شتافت ودر ان حین کہ
میل درآمدن وادی کرد مشرکان از
موضع کمین ایشان بیرون آمدہ روے
بہ مسلمانان نہادند بعد از کشش و کوشش لشکر
اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔

چنانچہ بعض شہید ہو گئے اور
جو باقی رہے وہ ہزیمت اُٹھا کر
مدینہ واپس آئے اسکے بعد حضرت صلعم
نے دوبارہ لشکر تیار کیا۔ اور
حضرت عمرؓ کو امیر لشکر اور علم دیکر
روانہ کیا۔ جب یہ اس میدان مین
پہونچے تو فوج مخالفین نے کمین گاہ
سے نکل کر مسلمانون پر حملہ آور
ہو کر ہزیمت دی۔

رسول اللہ کا لشکر ترتیب
دیکر جناب امیرؑ کو جنگ
بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر
و عمر اور عمرو بن عاص
مطیع امیر المومنین کے
لشکر مین شامل کرنا۔

بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را
حضرت مقدس نبویؐ بہ امارت جیشے از
مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان
روان گردانید و بایشان در مقام مقابلہ
و مقاتلہ آمدہ منہزم بازگشت و بعضے
از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از
مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس
نبویؐ جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

اسکے بعد حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو
امیر لشکر کرکے اِن کی طرف بھیجا
لیکن یہ بھی مقابلہ و مقاتلہ نہ کر سکے
آخر کچھ لوگ شہید ہو گئیے
باقی سپاہ لیکر مراجعت فرمائی
مدینہ ہوئے۔
اب رسول اللہ صلعم نے جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام کیلیے لشکر تیار کیا

و دست بجانب آسمان برداشته درشان
او دعائے نیکو بزبان معجز بیان بگذرانید
وتابه مسجد احزاب به تشییع علیؑ مرتضیٰ قدم
رنجه فرموده فرمان داد که صدیقؓ وفاروقؓ
وعمرو عاص درآن سفر با علیؑ مرافقت
نمایند وازصوابدید او تجاوز روا ندارندو
مرتضیٰ علیؑ ازطریق وادی الرمل اعراض
نموده متوجه عراق عرب گشت بعد ازطے
چند منزل عزیمت محاربه مخالفان بفهم داده
بجانب مقصد شتافت چون ازحرکات
وسکنات امیرالمومنین علیؑ نسیم فتح وظفر
به مشام عمرو عاص رسید۔ لاجرم باصدیقؓ
وفاروقؓ گفت که درین راه ازدحوش
خطرهاست اکنون مصلحت وقت آنست
که ازوادی برسر دشمنان شبخون بریم وشیخین انچه
درین باب با مرتضیٰ علی گفتند مبذول
نیفتاد عمرو عاص گفت اے مسلمانان
مانفوس خود را ضایع نمی توانیم کرد بیایید
تا ازطرف وادی برویم سپاه اسلام

اور علم آپ کے ہاتھ مین دیا اور دونون ہاتھ
اُٹھا کر آپ کے حق مین دعا فرمائی اور مسجد
احزاب تک مشایعت کی حضرت ابوبکرؓ و
عمر فاروقؓ اور عمرو بن عاص وغیرہ صحابہ کو
جناب امیرؑ کے ہمراہ کرکے امیرالمومنین کے تابع
فرمان رہنے کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ وادی الرمل
کی راہ چھوڑ کر عراق عرب کی طرف
چلے بعد طیّ مراحل منازل مخالفین سے
حربہ کرنے کے لیے چلے۔ جناب امیرالمومنین
علیؑ اُس مقام پر پہونچے اور آپ کے
حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو
آثار فتح معلوم ہوے تو حضرت ابوبکر
و عمر سے کہا کہ اس راہ مین وحوش
کا خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ اسی
مقام سے دشمنون پر شبخون کیا جائے۔
اُنھون نے حضرت علیؑ سے کہا مگر
آپ نے اس رائے سے اتفاق نہین
کیا عمرو عاص نے اہل اسلام سے کہا کہ
ہم جانین کیون ہلاکت مین ڈالین آؤ وادی جنگل کی طرف چلین

جواب دادند کہ پیغمبرؐ ما را از مخالفت علیؑ
نہی فرمودہ۔ اکنون چگونہ سخن ترا بشنویم۔
علیؑ رای عمرو بن العاص را خطا شمردہ۔
ہمچنان می راند۔ تا در طلوع فجر بسر عدوان
رسیدہ بطریقی کہ خاطر او میخواست۔
از آن قوم سفاک انتقام کشید۔
چنانچہ۔ سورۂ والعادیات درین
باب نازل گشتہ حضرت رسولؐ اصحاب را
بفتح بشارت داد۔ چون علیؑ مراجعت
نمودہ نزدیک بمدینہ رسید۔ آن سرور
یاران را باستقبال امیر المومنین حیدر
امر فرمود۔ وخود پیش ایشان روان شد۔
ودر آن زمان کہ چشم مبارک جناب
ولایت مآب بروی فرخندۂ حضرت
نبوتؐ انتساب افتاد از اسپ پیادہ
گشت۔ آن سرور فرمود کہ ای علیؑ سوار شو
کہ خدا و رسولؐ از تو راضی ہستند علیؑ از
غایت فرحت گریان شد۔ رسول اللہؐ
فرمود اگر اندیشۂ آن نمی داشتم کہ طوائف

اہل لشکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو
ہمکو علیؑ کی مخالفت سے منع کیا ہے ہم
تمہارا حکم کیونکر مانین۔ غرض امیر المومنینؑ
عمرو عاص کی رائے خطا سمجھکر اسی راہ سے
آگے چلے اور طلوع فجر تک دشمنون کے
سر پر پہونچے جیسا خاطر مبارک مین آیا
اس قوم سے جنگ کی فتح کرکے پھرے۔
حق سبحانہ تعالی نے سورۂ والعادیات
امیر المومنینؑ کی تعریف مین نازل فرمایا۔
رسولؐ اللہ نے اصحاب کو فتح کی بشارت
دی۔ جب امیر المومنینؑ نزدیک مدینہ پہونچے
تو حضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ استقبال
کیا جب امیر المومنینؑ نے رسول اللہ کو دیکھا
تو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے۔ رسول اللہ
نے فرمایا اے علیؑ خدا اور رسولؐ تم سے
راضی ہین سوار ہو جاؤ۔ امیر المومنینؑ
خوشی سے گریان ہوئے رسولؐ اللہ
نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے اپنی
اُمت سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ بھی

جناب امیرؑ کا معہ لشکر بر سر اعدا بھیجنا اور انتقام لینا۔ اور سورۂ والعادیات نازل ہونا۔

رسول اللہؐ کا معہ اصحاب جناب امیرؑ کا استقبال فرمانا اور آپکی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

مست درشان تو گویند۔ انچہ در بارۂ مسیحؑ — تمھاری شان مین وہی کہنے لگے جو عیسیٰؑ

یعنی عیسیٰؑ ابن مریمؑ گفتہ اند ہر آئینہ درحق تو — بن مریمؑ کی شان مین کہا تو مین تمھارے

سختی می گفتم کہ برئے گروہے نہ می گذشتے — شان مین ایسی بات کہتا کہ جس راہ سے

مگر آنکہ خاک از تحت ہر دو قدم تو بر داشتندے — تم نکلتے لوگ تمھارے دونون پاؤنکی خاک

(از روضۃ الصفا) — اُٹھا لیتے:

اس روایت سے ظاہر ہے کہ بعد غزوۂ تبوک یہ لڑائی پیش آئی اس مین جناب سولخداصلعم نے حضرت ابوبکر وعمر کو امیر لشکر بنا کر بھیجا تھا یہان سے بھی منہزم ہوے آخر یہ لڑائی بھی کرار غیر فرار ہی کے دست مبارک پر فتح ہوئی۔ اور حق سبحانہ تبارک وتعالیٰ نے "سورہ والعادیات" جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل فرمایا۔ غرض سے

ہین انکے قدم راہ رِ جادۂ تسنیم — ان قدمون پہ جو سر ہو وہ ہے لایق تعظیم

ہاتھ آئے ہین کیا پاؤن زہے عزت وتکریم — ثابت قدمی ان سے صدا پاتی ہے تعظیم

روشن جو زمین ہے تو یہ پرتو ہے انھین کا

جو راہِ خدا مین ہے وہ پیرو ہے انھین کا

ہین فاتحِ بدر واحد وخندق وخیبر — ان ہاتھون سے مارا گیا مرحب دِلاور

اک ضرب مین کاٹا سر عمرو وسر عنتر — دو انگلیون سے چاک کیا کلئہ اژدر

منصور ومظفر رہے تائید احد سے

کعبہ مین سر لات کو توڑا ہے لحد سے

اللھم صل علی محمد وآل محمد

اب مین غزوہ حنین کا احوال لکھکر سلسلۂ غزوات ختم کرتا ہون۔

غزوۂ حنین

اقتباس تاریخ مذکور بالا درباره جنگ

چون رسول اللہ مکہ را فتح فرمود اشراف
ہوازن وثقیف بایکدیگر گفتند کہ محمدؐ بر قریش
ظفر یافت وچون خاطر او از مہم ایشان
فارغ شد محتمل کہ متوجہ ما گردد مصلحت آن
ست کہ پیش از آنکہ لشکر بطرف ما آید با بر سر او رویم۔
بالجملہ سی ہزار مرد بر محاربہ حضرت مقدس نبوی
اتفاق نمود۔ چون حضرت مقدس نبوی از
توجہ مخالفان آگاہی یافت با شانزدہ ہزار
کس روی بہ حُنین نہاد گویند ابوبکر صدیق
بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت
امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔
این حدیث را حضرت مقدس نبویؐ شنید
مکروہ داشت۔ وخدای عزوعلا بواسطہ
این سخن در مبداء حال لشکر اسلام را
منہزم گردانید تا بر عالمیان روشن گردد
کہ فتح وظفر ونصرت بعنایت ملک
اکبر است نہ بکثرت لشکر۔ چون تلاقی

بعد فتح مکہ اشراف ہوازن وثقیف نے
آپس میں یہ مشورہ کیا کہ محمدؐ نے قریش پر فتح
پائی ہے۔ چونکہ وہ اس مہم سے فراغت پا چکے ہیں
اس لیئے احتمال ہے کہ اب وہ ہماری طرف متوجہ
ہوں پس مصلحت یہ ہے کہ قبل اس کے کہ ہماری طرف
لشکر لے کر آئیں ہم ہی اُن پر چڑھائی کردیں اس پر
تیس ہزار مردان محارب جناب رسول اللہ صلعم
سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جب آنحضرتؐ کو مخالفین
کے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپ سولہ ہزار اصحاب
ساتھ لے کر جانب حنیں روانہ ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ
نے لشکر اسلام کی یہ کثرت دیکھکر کہا کہ آج ہم بوجہ
کثرت سپاہ مغلوب نہ ہونگے۔ رسول اللہؐ کو یہ قول
ناگوار معلوم ہوا۔ اور آخر حضرت صدیقؓ کے
اسی قول کے سبب سے خدائے عزوجل نے
لشکر اسلام کو ابتداءً ہزیمت دی تاکہ سب لوگ
جان لیں کہ فتح ونصرت خدائے پاک کی عنایت پر
موقوف ہے نہ کہ کثرت سپاہ پر۔ جب دونوں

فریقین نزدیک شد پیغمبر صلعم بترتیب سپاه
اسلام پرداخته علمی بعمر بن الخطاب داد و لوے
دیگر به علی مرتضیٰ و دیگرے بہ سعید بن ابی وقاص
سپرد و متوجہ مخالفان شد۔ مخالفان یکبار بر
مسلمان حملہ کردند۔ و تنزلزل و رعبی بحال
ایشان راہ یافت روئے بہ فرار نہادہ و انہزام
سپاہ بمرتبہ رسید کہ بیش از معدودے چند پیش
حضرت رسول نماند۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات
قدم نمودند علیؑ بود عباس و عبد اللہ مسعود
ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب۔
و اولاد جعفر و ربیعہ و پسران عباس قثم
و فضل و اسامہ بن زید و برادرش
و برادر مادر او ام ایمن حضرت مقدس نبوی
چون بدید کہ اصحاب بر مقتضی "الفرار مما لا یطاق
من سنن المرسلین" عمل می فرمایند خواست کہ
ایشان را بفحوائے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل" تسکین دہد تا بر محاربہ مصابرت نمایند۔
لاجرم بر زبان گوہر افشان چند نوبت بگذرانید
کہ "یا انصار اللہ و انصار رسولہ من بندہ و رسول خدایم"

فوجیں مقابل ہوئیں تو پیغمبر خدا نے لشکر اسلام کی
ترتیب فرمائی اور ایک ایک علم حضرت علی مرتضیٰ۔ عمر
بن الخطاب اور سعید بن ابی وقاص کو عنایت فرمایا
اور ان کو فوج اسلام کے ساتھ مخالفین سے لڑنیکو
بھیجا۔ مخالفین کفار نے لشکر اسلام پر یکایک
ایسا حملہ کیا اور اُن کا رعب لشکر اسلام پر
اسقدر چھا گیا کہ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔
علیؑ مرتضیٰ عبد اللہ بن مسعود
ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب
و جعفر اور اسامہ بن زید۔ اور اُسکے
دو بھائی کے سوا اور کوئی ثابت قدم
نرہا رسول اللہ نے دیکھا کہ اصحاب
بمقتضائے۔
"الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین"
پر عمل کر رہے ہین تو آپ نے بفحوائے
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل" لشکر اسلام
کو جدال و قتال پر ثابت قدم رہنے کیلیے بھاگنے
والون کو خود زبان مبارک سے باین الفاظ پکارا
یا انصار اللہ و انصار رسولہ مین بندۂ خدا۔

وبروایتے چنین فرمود که "الی این ایها الناس" هرچند
حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود از
غایت دهشتی که بر مسلمانان استیلا یافته بود
هیچ کس روے باز پس نمی کرد۔ درین اثنا
رسول الله بتحریک شتربچه برآن سوار
بود سعی می کرد تا بجانب مخالفان رود۔

جابر رضی الله عنه گوید که ما رفتیم با وادی
حُنین و مخالفان در شعاب وادی کمین
کرده بودند۔ ناگاه سپاہے دیدم با شمشیر
ونیزه بیکبار حمله آوردند مردم ما فرار
اختیار کردند۔ چنانچه هیچ کس بدیگرے
نمی پرداخت۔ چون مالک عوف متوجه
پیغمبر شد۔ ایمن بن ام ایمن سر راه مردے
گرفته جنگ می کرد تا شهادت یافت۔
آورده اند چون مسلمانان منهزم و متفرق
گشتند مشرکان قریش وجمعے از مردم مکه که طوعا
وکرها مسلمان شده بود۔ مسرور گشتند و
قاهره خدا الیشان اشتغال یافته سخنان
نامناسب بر زبان آوردند که اصحاب محمدؐ

اور اُس کا رسول ہوں میری طرف پلٹو۔
ہر چند حضرت اُن کو پکارتے رہے مگر
مسلمانوں پر کفار کی ایسی دہشت غالب
ہو گئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔
رسول خدا خود جس شتر پر سوار تھے
کفار کی طرف چلے۔

جابر رضی اللہ کا بیان ہے کہ ہم حُنین کے
جنگل میں گئے اور دیکھا کہ کفار کمین گاہ
میں ہیں۔ ناگاہ ایک سپاہ نے شمشیر
ونیزہ سے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہمارے
ساتھی ایسے فرار ہوئے کہ کسی کو
کسی کا خیال نہ تھا جب مالک
عوف نے رسول اللہ کی طرف
رُخ کیا تو ام ایمن رسول اللہ کی
حفاظت کیلئے بڑھے۔ اور جنگ کی آخر
شہادت پائی۔ منقول ہے کہ جب مسلمان
ہزیمت پا کر متفرق ہو گئے تو کفار قریش
اور مکہ کے چند لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے
اسقدر خوش ہوئے کہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ محمدؐ کے

چنان روئے بہ گریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد دیگرے گفت بشارت باد ترا اے صفوان کہ یاران محمدؐ روئے از معرکہ برتافتند آوردہ اند کہ چون مسلمانان در روز جنگ حنین متفرق شدند حضرت مقدس نبوی با عباس کہ آوازے بلند داشت فرمود کہ یاران را ندا کن باین وجہ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ و عباس بموجب فرمودہ۔ آواز برکشید۔ اصحاب کہ نداء اورا استماع نمودند۔ از اطراف و جوانب "لبیک" گویان بخدمت سید کائنات شتافتند و آن سرور را بسلامت یافتند۔ و اول گروہے کہ بہ تقبیل رکاب فلک فرسائے فائز شدند طائفۂ انصار بودند از انصار حضرت از ایشان پرسید کہ با شما دیگر ہست گفتند نے۔

اصحاب ایسے بھاگے جا رہے ہین کہ تا لب دریا کہین بھی نہ ٹھیرین گے۔ اور کسی نے صفوان کو اصحاب محمدؐ کے میدان سے بھاگنے کی بشارت دی۔ روایت ہے کہ جب مسلمان روز جنگ بھاگ رہے تھے تو رسول اللہ نے حضرت عباس سے جو بلند آواز تھے فرمایا کہ ان اصحاب کو یہ کہکر پکارو "یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرہ" یا اصحاب سورۃ البقرہ۔ چنانچہ حضرت عباس نے اسی طرح آواز دی۔ اصحاب آواز سنکر چارون طرف سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپ کو صحیح و سلامت پایا سب سے پہلے جس گروہ نے شرف حضوری حاصل کیا وہ طائفۂ انصار تھا۔ آپ نے اُن سے پوچھا تمھارے ساتھ اور بھی کوئی ہے۔ عرض کیا نہین۔

نقلست کہ در وادئے حنین شخصے از مشرکان ابو جرول۔ نام بر اشتر سوار

منقول ہے کہ وادئ حنین مین سے ایک شخص کفار سے جسکا نام ابو جرول تھا ایک اونٹ پر سوار

روئے بہ مسلمانان نہاد۔ او شجاعی بود۔
سفاک و بیباک عظیم الجثہ طویل القامت
کہ ہیچکس از مبارزان عرب ہائے در معرکہ
او قدم نہ نہادے و در برابر وے دست
جرأت از آستین جلاوت بیرون
نیاوردے۔ و این ابوجرول از سر تہور
و غرور رجزے می خواند و مبارز می طلبید
و اصحاب نصرت انتساب در محاربہ او
توقف می نمودند کہ ناگاہ شیر بیشہ ہیجا
و ابن عم مصطفٰے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
متوجہ ابوجرول شد۔ و بزخم تیغ آبدار و مار
از روزگار آن مدبر خاکسار برآورد و ہر آم
خون آشام از مشاہدۂ این حال انگشت
تحیر بدندان تفکر گرفت و اہل اسلام از
ملاحظۂ این صورت مستظہر و قوی دل و
مشرکان خوار و خجل گشتند و چہار کس از
سپاہ نصرت بعز شہادت فائز شدند و
و ہفتاد کس از مخالفان بدوزخ رفتند و ہوازن
و ثقیف بلا فتح و ظفر رو از معرکہ برتافتند

ہو کر مسلمانون سے لڑنے کو آیا۔ وہ ایک بڑا
شجاع سفاک بیباک اور عظیم الجثہ طویل القامت
تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی معرکہ
کارزار مین قدم نہ رکھتا تھا اور اُس کے
سامنے آنیکی کسی کو جرأت نہوتی تھی۔
الغرض ابوجرول نے بہت ہی غرور
تکبر سے رجز پڑھکر لشکر اسلام سے
مبارز طلب کیا مگر سب اصحاب نے
لڑنے مین توقف و تامل کیا۔ ناگاہ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
ابوجرول کی طرف بڑھے۔ اور تلوار
کے ایک ہی وار سے اوس کو ہلاک
کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص
تعجب اور حیرت سے انگشت بدندان
ہو گیا اور اہل اسلام قوی دل اور کفار
خوار و خجل ہوئے۔ لشکر اسلام سے
چار آدمی شہید ہوئے۔ اور لشکر
مشرکین سے ستر قتل ہوئے۔
قبائل ہوازن و ثقیف منہزم ہوگئے۔

صاحب روضۃ الصفا نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا لیکن اگر ایک تاریخ پر اطمینان نہو تو روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمائین کہ سب مورخین نے لکھا ہے اور علمائے کرام و محدثین و متکلمین بھی ان واقعات کی صحت کے قائل ہین۔ مگر بسبب مودت و عقیدت کے جو اُن کو اصحاب سے ہے کسی طرح ان کے نقص ایمان و اعمال کا اقرار نہین کرتے اور جہان تک ہوسکتا ہے کیا اپنے آئمہ کے اقوال (کیا احادیث نبوی) کیا آیات الٰہی سب پر تحریفات معنوی اور توجیہات و تلبیسات کرکے ان کی پردہ پوشی کرتے ہین۔ چنانچہ شاہ صاحب اصحاب کے فرار سے صاف انکار کرتے ہین۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۶۲ مین تحریر فرماتے ہین۔

خلاصۂ عبارت تحفہ در بارۂ عدم فرار صحابہ۔

اما فرار روز حنین در حقیقت فرار نہ بود۔	حاصل یہ کہ روز حنین بھاگنا درحقیقت فرار
بلکہ بسبب بی تدبیری و سبقت خالد بن	نہ تھا بلکہ بسبب بے تدبیرے و سبقت خالد بن
ولید و غفلت از کمینگاہ کہ از چپ و راست	ولید اور جائے پناہ نقب کی غفلت سے جو چپ و راست
درمیان بیشہ نشاندہ بودند و گذرگاہ تنگ بود۔	درمیان بیشہ بٹھائے گئے تھے اور راستہ تنگ تھا
پس و پیش نشیب و فراز در لشکر رو داد	لشکر مین نشیب و فراز اور پس و پیش ہوگیا تھا
و در آن اثنا بعضے مردم کہ پشت دادند	اس حالت مین بعض اشخاص نے پیٹھ پھیری
از صحابہ کبار نبودند۔ بلکہ طلقاء مکہ و مسلمۃ	وہ صحابۂ کبار سے نہ تھے بلکہ طلقاء مکہ نے
بالفتح بازبر آن اصرار نکردند بلکہ برگشتند	اُس پر اصرار نہین کیا اور پلٹ آئے۔
و فتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ	اور بدلیل کلام الٰہی "ثم انزل سکینۃ"
سکینۃ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنودا	فتح حاصل ہوئی۔ نیز آنحضرت
لم تروہا و نیز آنحضرت کسی را برین امر عتاب نفرمود۔	صلعم نے کسی پر عتاب نہین فرمایا۔

زیراکہ عذر معلوم داشت پس دیگر آن راہم جائے طعن وعتاب نماند. معہذا این قدر گناہ مقادم طاعات ومشقات جہاد ایشان نمی تواند شد. و بشاراتیکہ درحق ایشان منصوص قطعیہ قرآن واحادیث متواترہ آمدہ است. از آن چشم پوشیدن این عیوبات نادرہ ایشان را تجسس کردن شان ایمان نیست اگر صدور گناہ ازوے شود چہ باک این قدر ہست کہ اہلسنت جمیع امور صحابہ را از حقوق صحبت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجانبازیہا وترک خانمان وبذل مال ونفس در راہ خدا وترویج دین وشریعت وآیات نازلہ درشان ایشان واحادیث ناطقہ برفعت وعلو مکان ایشان در نظر دارند وفرقہ شیعہ غیر از عیوب گناہ ایشان چیزے نمی بینند۔

اس لیے کہ عذر معلوم تھا اسلیے دوسرون کو جائے طعن نہین ہے باین الفاظ یہ خفیف گناہ اصحاب کی اطاعت ومشققت جہاد کے لحاظ سے قابل الزام نہین ہوسکتا جو بشارتین قرآن مجید مین نص قطعی اور احادیث متواترہ ان کے حق مین وارد ہین۔ ان سے چشم پوشی کرنا ان کے شاذونادر عیب ڈھونڈنا شان ایمان نہین ہے۔ پس اگر کوئی گناہ ان سے سرزد بھی ہو جائے تو محل خوف نہین ہے بات یہ ہے اہلسنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت وخدمتگذاری جانبازی اور گھربار چھوڑنا اور راہ خدا مین جانؔ ومال نثار کرنا دین شریعت پھیلانا اور ان آیات اور احادیث کو جو اُن کی فضیلت ومرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور امامیہ بجز عیب وگناہ کچھ نہین دیکھتے۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اپنے اصحاب ممدوحین کو محترم ومعظم بتانے مین بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے مگر بفحوائے آیۂ کریمہ۔

آیات آلہی واسناد کتب حدیث وسیرو۔ بارہ ہزار جمیع صحابہ بجز حضرت علیؑ وحضرت عباسؓ وابوسفیانؓ وعبداللہ بن مسعود۔

كبرت كلمة تخرج من افواههم — کیا بڑی بات ہو کر اُنکے منہ سے نکلتی ہے۔

ان یقولون الا کذبا ط — (مگر سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین۔

اخبار و آثار کے خلاف ہے جسکی تردید خود انہین کے محدثین و متکلمین کے اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے۔

پہلا قول۔ تاریخ روضۃ الصفا سے منکشف ہوتا ہے کہ جنگ حنین مین سولہ اصحاب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے۔ مگر صرف دس جن مین (۹) خاص بنی ہاشم سے تھے جو ثابت قدم رہے باقی سب کے سب فرار ہوے۔ صاحب روضۃ الاحباب بھی جس کو شاہ صاحب بہت معتبر سمجھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ۔

ہیچکس با پیغمبر نماند الا چہار کس سہ از بنی ہاشم ویکے از غیر ایشان یعنی علیؑ و عباس و ابو سفیان بن حارث و عبد اللہ بن مسعود۔ روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۴۵)

دوسرا۔ پہلے ہی حملہ مین جب غنیم نے تیر باری شروع کی تمام مسلمان درہم و برہم ہو گئے اور سب کے پاؤن اکھڑ گئے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان مین رہ گئے آپ نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے فرمایا کہ لوگون کو پکارو ان کے بلند آواز سنکر انصار پلٹے جب ان کی تعداد ایک سو ہو گئی تو انھون نے کفار پر حملہ کیا۔ تاریخ الامت صفحہ ۱۴۱)

تیسرا۔ شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ فوج اسلام نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی صبح کے وقت حملہ کیا۔ ادھر کمینگاہون سے تیر اندازون کے دستے نکل آے اور تیرون کا منہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اکھڑ گئے صحیح بخاری مین ہے۔ فادبروا حتی بقی وحدہ یعنی سب لوگ ٹل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگیے۔ تیرون کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوجین ہوا ہو گئین تھین لیکن ایک پیکر مقدس پا برجا تھا جو تنہا ایک فوج ایک ملک و ایک اقلیم ایک عالم بلکہ مجموعۂ کائنات تھا۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۹۱

امام محمد اسمعیل نے اُن چار جان نثار دن کو بھی جو آنحضرت کے ساتھ موجود رہے تھے عام مفرورین مین شامل کر دیا ہے اس قول سے امام صاحب نے اپنے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے جو مخصوص وصی رسول و دیگر ارکان بنی ہاشم سے اور اسی سبب سے بخاری شریف کو بعد کتاب الباری بخاری کا مرتبہ اور درجہ دیا گیا ہے۔

چوتھا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (صفحہ ۴۶۲) جنگ حنین مین قتادہ سے روایت ہے۔

وانہزم المسلمون وانہزمت	جنگ حنین سے دیگر مسلمین بھی بھاگے اور مین بھی
معہم فاذا بعمر بن الخطاب فی	بھاگا ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون
الناس فقلت لہ ما شان الناس	مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے
قال امر اللہ (صلاح ۹ صفحہ ۳۲۵ مشکٰوۃ)	کہا حکم خدا (اس مین کیا چارہ ہے)

پانچوان قال رجل للبراء بن عازب فررتم عن رسول اللہ یوم حنین۔ قال لکن رسول اللہ لم یفر۔

یعنی حنین مین بھاگنا کچھ تعجب نہین یہ تو اُحد و خیبر مین بھی خوف کے مارے بھاگ گئے تھے۔

چھٹا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کا قصیدہ رائیہ منجملہ سبع علویات ملاحظہ ہو جس مین عالم مذکور نے یہ لکھا ہے

ولیس بنکر فی حنین فرارہ	اور نہین ہے بروز حنین اوسکا فرار کرنا
وفی احد قد فر خوفا وخیبرا	قابل انکار اور احد مین اور خیبر مین از روے
ایضا صفحہ ۴۳	خوف کے تحقیق کہ وہ بھاگا۔

ساتوان۔ شرح تجرید علامہ قوشجی (صفحہ ۳۷۱) مین ہے۔

وقد سار النبی فی عشرۃ	رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس ہزار مسلمان
الاف من المسلمین فتعجب	تھے ابوبکر نے اس کثرت پر عجب کیا اور کہا

ابوبکر من کثرتھم وقال	آج قلت لشکر کی وجہ سے ہم مغلوب نہ ہونگے
لن نغلب الیوم لقلتھم فانھزموا	مگر مع جمعیت ہزیمت پائی اور بجز علیؓ وعباس
باجمعھم ولم یبق مع النبی صلعم	اور اونکے دو نون بیٹون قثم وفضل اور
سوی تسعۃ نفر علی والعباس وابنیہ قثم وفضل و	ابوسفیان ونوفل وربیعہ وعبد اللہ وعتبہ
ابوسفیان بن الحارث ونوفل بن الحرث وربیعۃ بن	اور معتب کے رسول اللہ صلعم کے پاس
الحرث وعبد اللہ بن المسعود وعتبۃ ومعتب ابنا ابی لھب	کوئی نہ تھا۔ (ازمیار الفضل صفحہ ۱۴۰)

آٹھوان۔ تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے۔

فی روایۃ لم یبق معہ صلعم الا اربعۃ	روایت ہے نبی صلعم کے پاس
ثلاثۃ من بنی ھاشم علی والعباس وابوسفیان	صرف تین چار شخص رہے بنی ہاشم سے
بن الحارث وواحد من غیرھم وھو عبد اللہ	علی اور عباس اور ابوسفیان تھے۔
بن مسعود فعلی والعباس یحفظانہ صلعم من	اور ایک غیر یعنی عبد اللہ بن مسعود پس علیؓ
قبل وجھہ وابوسفیان بن الحارث اخذ	اور عباس تو آنحضرت صلعم کے سامنے
بعنانہ وابنہ وعبد اللہ بن مسعود	آپکی حفاظت کررہے تھے۔ اور ابوسفیان
یحفظ من الجانب الایسر۔ الخ	وعبد اللہ بن مسعود سواری کی عنان پکڑے
وایضا،	آنحضرت کے دہنے دائین تھے۔

نوان۔ اسی طرح فتح الباری مین ہے۔

لما فر الناس یوم حنین جعل	حنین کے دن سب لوگ بھاگ گئے
النبی یقول انا النبی لا اکذب فلم	آنحضرت صلعم اُن کو پکار کر فرماتے تھے مین نبی ہون
یبق معہ صلعم الا اربعۃ نفر ثلاثۃ	دروغ نہین کہتا حضرت صلعم کے پاس

من بنی هاشم ورجل من غیرهم علی و عباس بین یدیه ابو سفیان بن الحارث اخذ بالعنان (ایضا ص۱۳۱)

سوائے علیؑ و عباسؑ اور ابوسفیان کے جو بنی ہاشم سے تھے اور ایک غیر شخص کے کوئی نہ ٹھیرا۔

دسواں۔ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی (صفحہ ۲۹ ؁) میں رقمطراز ہیں کہ۔

فتح کی بجائے وہلۂ اول میں مطلع صاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص میں سے بھی کوئی پہلو میں نہ تھا حضرت ابو قتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگ گئے تو میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے میں نے عقب سے اس کی شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی۔ اس نے مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا میں میں نے عمر کو دیکھکر پوچھا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ بولے قضائے الٰہی یہی تھی (صحیح بخاری غزوۂ حنین)

گیارھواں۔ روایت است کہ ان روز چہار کس پیش آنحضرت نماندند۔ سہ از بنی ہاشم عباس و علیؑ و ابوسفیان بن حارث و یکے دیگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ عباس و علیؑ پیش روے آنحضرت نگاہ داشتند۔ و ابوسفیان عنان شتر گرفتہ بود و عبد اللہ بن مسعود طرف چپ آنحضرت محافظت می نمود (مدارج النبوۃ جلد۲)

روایت ہے کہ اُس دن چار آدمی سے زیادہ آنحضرت کے نزدیک نہ تھے۔ عباسؑ و علیؑ و ابوسفیان اور ابن مسعودؓ۔ عباسؑ و علیؑ رسولؐ اللہ کے سامنے کی حفاظت کرتے تھے اور ابوسفیان مہار شتر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور ابن مسعود بائیں جانب آنحضرت کی حفاظت میں مشغول تھے۔

جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے اصحاب کے فرار سے مشرکین کا ہنس ہنس کر یہ کہنا کہ۔

اصحاب محمد چنان رو بگریز نہادند کہ تا کنار دریا ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔

لکھا ہے۔ یہی تاریخ کامل مین بھی ہے۔

جب مسلمان لوگ بھاگ گئے تو ابو سفیان بن حرب نے کہا مسلمانون کی ہزیمت یہین ختم نہ ہو گی بلکہ سمندر تک ایسے ہی بھاگتے چلے جائین گے۔ عروج الاسلام جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱۹)۔

یہ شہادتین تو امام بخاری اور دیگر محدثین کی تھین۔ اب آیت آلٰہی کی شہادت پر غور فرمایا جائے جو اصحاب کے کبر و تکبر اور اُن کے مغرور ہونے اور امداد غیبی مین ہے۔ | آیۂ کریمہ۔ اصحاب کا مغرور ہونا اور امداد غیبی۔

لقد نصرکم الله فی مواطن کثیرۃ	(مسلمانون) خدا نے تمھارے بہتیرے مقامات پر
و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن	(غیبی) امداد کی جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی
تغن عنکم شیئا و ضاقت	کثرت نے مغرور کر دیا تھا پر وہ کثرت تمھین کچھ بھی
علیکم الارض بما رحبت	کام نہ آئی اور (تم اُلٹے گھبرائے کہ) زمین باوجود
ثم ولیتم مدبرین ثم انزل	اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر
سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین	بھاگ نکلے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین
و انزل جنودًا لم تروها و عذب	پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
الذین کفروا ذلك جزاء	کے لشکر بھیجے جنھین تم دیکھتے بھی نہ تھے اور کفار پر عذاب
الکفرین۔ (سورۂ توبہ)	نازل فرمایا۔ اور کافرون کی یہی سزا ہے۔

اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر یہ ہے۔ | تفسیر حسینی

بدرستیکہ یاری کرد خدا شمارا اے مومنان	اے مسلمانون خدا نے تمھاری امداد
چون روز بدر و حرب بنی نظیر و جنگ بنی قریظہ	جنگ بدر حرب بنی نظیر و بنی قریظہ و احزاب
و روز احزاب و صلح حدیبیہ و حرب خیبر و فتح	و صلح حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ اور
مکہ و در مواطن روز حنین و آنچنان بود کہ	جنگ حنین میں کی ہے۔

وقتیکہ ہوازن وثقیف متفق شدند. قصد
با مسلمانان نمودہ خبر بحضرت صلعم رسید۔
با دوازدہ یا شانزدہ ہزار مرد متوجہ ایشان
شد۔ وایشان چہاردہ ہزار مرد بودند۔
یکے از اصحاب گفت امروز ما از قلت لشکر
مغلوب نخواہم گشت بکثرت سپاہ اعجاب
نمود۔ این سخن حضرت نہ پسندید وبسبب
این عجب در وہلۂ اول حال شکست بر لشکر
اسلام آمد۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ این قصہ
را بایاد مومنان میدہد۔ کہ خدا شما را
یاری داد ودر روز حنین بشگفت آورد
شما را بسیاری لشکر شما۔ پس دفع نکرد
از شما۔ آن کثرت شما چیزے را از صولت
دشمن وتنگ شد۔ بر شما زمین آن وادی
بافراخی وکشادگی کہ داشت پس پشت
بر دشمن کردید برگشتید۔ از حرب در
حالتیکہ ہزیمت کنندگان بودید۔

جب قبائل ہوازن وثقیف نے متفق ہو کر
مسلمانون سے جنگ کا قصد کیا جب یہ خبر
رسول اللہ نے سماعت فرمائی تو آپ بارہ یا سولہ
ہزار کا لشکر لے کر حنین گئے۔
اصحاب نے کہا آج تو ہم قلت لشکر کے سبب
مغلوب نہونگے یہ عزا لشکر کے کثرت پر تھا۔ جو
رسول اللہ کو برا معلوم ہوا۔ اور اسی وجہ سے
وہلۂ اول مین مسلمانون کو شکست ہوئی۔
پس خدائے عزوجل نے اسکی انکو یاد دلا کر
فرمایا کہ ہم نے تمھاری امداد کی اور تم اپنی
جس کثرت پر بھولے تھے وہ دشمنون کی
صولت وشوکت کے آگے کچھ بھی تمھارے کام
نہ آئی باوجود وسعت کے زمین تم پر
تنگ ہوگئی کہ تم دشمن کو پیٹھ دیکر
فرار ہوگئے۔

آوردہ اند کہ تمامی لشکر منہزم شدند و
با حضرت رسالت پناہ چار تن ماندند علیؑ

منقول ہے کہ تمام لشکر فرار ہوگیا۔
سوائے علیؑ وعباسؓ وابوسفیان

وعباس و ابوسفیان بن حارث و عبد الله بن
مسعود. حضرت در آن روز بر اشتر سوار بود
چون اصحاب هزیمت کردند و دشمنان تمامی رفته
بآنحضرت آوردند ایشان اشتر خود را نهیب
میدادند و روئے بدشمن حمله میفرمودند انا النبی
لاکذب وانا ابن عبد المطلب وعباس و
ابوسفیان رکاب و لجام اشتر گرفته نمی گذاشتند
که آنحضرت میان دشمن درآید و ازین صورت
بکمال شجاعت سید عالم استدلال میتوان
کرد که در چنان روز بر اشتر که در معرکه حرب
کر و فرے ندارد سوار شده و بے مددگار
متوجه حرب کفار گشته نسب خود را اظهار میفرمود.

القصه چون عباس آنحضرت را نگذاشت
که محاربه نماید حضرت رسالت پناه فرمود
که اصحاب را باز خوان چون عباس مردے
بلند آواز بودند اکرد که یا عباد الله
هذا رسول الله یا اصحاب
الشجرة یا اصحاب سورة البقرة - مردم
با آواز عباس باز گشتند و جمعے که عدد

اور عبد اللہ بن مسعود کے کوئی آنحضرت
کے نزدیک نرہا۔ رسول اللہ اُس دن
شتر پر سوار تھے جب اصحاب مفرور
ہوئے تو دشمنوں نے آنحضرت پر حملہ
کیا آپ نے شتر اُنکی طرف بڑھایا یا
میں پیغمبر ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں
عبد المطلب کا بیٹا ہوں حضرت علیؑ
اور عباس نے بغلہ کی باگ اور رکاب
پکڑ لی کہ آنحضرت دشمنوں میں نجائیں۔ یہ
آنحضرت کی کمال شجاعت کی دلیل ہے
کہ بغیر شان و شوکت اور یاور و انصار
دشمنوں میں جا کر رجز فرماویں۔

القصہ جب حضرت عباس نے
آپ کو نہ چھوڑا کہ کفار سے لڑیں۔ تو
آنحضرت نے عباس سے فرمایا کہ اصحاب
کو پکارو عباس ایک بلند آواز مرد تھے
ان الفاظ میں پکارا۔ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ جو
تعداد میں سو سے زیادہ نہ تھے پلٹے

دشمنان بصد نمیرسد۔ بملازمت پیوستہ	اور پھر لڑائی شروع ہوئی رسول خدا
پذیرائے حملۂ کفار شد۔ حضرت خاک	صلعم نے سنگریزہ و خاک سے کر کفار کی
و سنگریزہ بر طرف کفار ریخت ہیچ کس	آنکھون اور منہ مین جھونکی ان مین ایک
نماند کہ چشم و دہان او از قال سنگریزہ	شخص بھی ایسا نہ تھا اُسکا منہ اور آنکھین خاک مین
پر نشد و شکست بر دشمنان اُفتاد	آلودہ نہوئی ہون آخر دشمنون کو شکست
و دلہاے مومنان آرام پذیرفت۔	اور مومنین کو فتح اور اُن کے دلون کو راحت
جلد اول صفحہ ۲۵۲	و مسرت حاصل ہوئی۔

دیگر تفاسیر مین بھی ہے اس آیت سے ظاہر ہے جب اصحاب تعداد کثیر مین ساز و سامان کے ساتھ حنین کو چلے تو صحابہ نے کثرت اور ساز و سامان پر غرّا کیا اور کہا کہ آج ہم مغلوب نہون گے۔ اصحاب کا یہ کبر و غرور باعث عتاب الٰہی ہوا۔

جیسا کہ تاریخ الامت اُو جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑہ مین ہے۔

آنحضرت کو جب خبر ملی کہ بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے تو صحابہ کو لے کر مکہ سے اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجون پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب ہمارے اُوپر کون غالب آسکتا ہے انکی یہ بات درگاہ الٰہی مین ناپسند ہوئی۔

(حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تحریر فرماتے ہین۔

اسلامی فوجین جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اس سرو سامان سے حنین پر بڑہین کہ صحابہ کی

زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہمپر کون غالب آسکتا ہے لیکن بارگاہ ایزدی مین یہ نازش پسند نہ تھی۔ (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۰۰)۔

روضۃ الصفا مین ہے کہ کلمہ غرور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔

واضح ہو کہ یہ کلمہ کبر و غرور کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا متقدین نے اِن کا نام چھپا کر عام صحابہ کا لفظ لکھدیا جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا تحریر فرماتے ہین۔

گویند کہ ابوبکر صدیق بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔

یہی روضۃ الاحباب مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرویست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و ملاحظہ کثرت اسلام با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہیم گشت (جلد اول صفحہ ۴۴۰)

عروج الاسلام کہ یہ کلمہ رسول اللہ کی کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

اب بعض علمائے اہلسنت کی وہ عبارت دیکھیے جو انھون نے اپنے حضرت صدیق کی خاطر کی ہے کہ یہ کلمہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ہشتم صفحہ ۱۶۸ مین جو لکھا ہے اُس کی نقل یہ ہے۔

اُس وقت آپ کے ساتھ دو ہزار مسلمان تھے۔ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور دس ہزار پہلے اصحاب مین سب بارہ ہزار آدمی تھے۔ جب رسول اللہ نے اپنے ہمراہیون کی کثرت دیکھی تو کہا کہ قلت فوج کے باعث آج ہم مغلوب نہون گے چنانچہ یہی بات اللہ تعالی نے اپنے اس قول مین بیان کی ہے۔ لقد نصرکم اللہ الخ

یہ روایت صاحب روضۃ الاحباب نے بھی درج کی ہے مگر جس کلمہ کو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اِس سے اتفاق نہین کیا۔ وہ یہ ہے۔

دربعض کتب سیر ہست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ملاحظہ کثرت لشکر خویش فرمود۔ لن نغلب الیوم من قلۃ (یعنی ہم قلت سپاہ کی وجہ سے مغلوب نہون گے) غالبًا این سہو ایست کہ از آن بعض واقع شدہ زیرا کہ مناسب منصب آنحضرت نیست کہ متعجب بہ کثرت لشکر خویش شود۔

جناب امام فخر الدین رازی کا بھی یہی قول ہے۔

روضۃ الاحباب وتفسیر کبیر۔ آنحضرت کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے

قال رجل من المسلمین لن	یعنی مسلمانون مین سے کسی نے کہا آج
نغلب الیوم من قلۃ فھذہ الکلمۃ	کے دن قلت لشکر سے ہم مغلوب نہ ہون گے
ساءت رسول اللہ صلعم وھی المراد	پس یہ کلمہ رسول صلعم کو برا معلوم ہوا یہی مراد
من قولہ اذ اعجبتکم کثرتکم وقیل انہ قالھا	قول خدا۔ اذ اعجبتکم کثرتکم سے اور
رسول اللہ وقیل ابوبکر واسناد ھذا الکلمۃ	یہ بھی اقوال ہین کہ خود رسول اللہ صلعم نے
الی رسول اللہ صلعم بعید لانہ	یہ کلمہ فرمایا اور یہی قول ابوبکر نے کہا رسول اللہ
کان فی اکثر الاقوال متوکلا	کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے اسلئے
علی اللہ منقطع القلب عن الدنیا	کہ آپ اکثر اقوال مین متوکل بخدا اور دنیا
واسبابھا (درتفسیر کبیر)	اور اُسکے اسباب سے منقطع القلب تھے۔

پس ان تمام شہادتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کے مزاج مین تکبر بھی تھا۔ اور یہی کبر باعث شکست ہوا۔ اور اللہ عزوجل کو بھی یہ کلمہ ناپسند ہوا اور اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا کہ

تم کو اپنی جس کثرت پر غرہ تھا وہ کچھ تمھارے کام نہ آیا۔ اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

چنانچہ جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار پسپا ہونے تھے کہ اتنے مین اصحاب لڑائی

چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین جھک گئے ناگاہ کفار نے مسلمانون پر سخت حملہ کیا آخر مسلمانون کے پاؤن اُکھڑ گئے اور سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کے پاس بجز دس آدمیون کے جن مین نو بنی ہاشم تھے کوئی اور نہ ٹھہرا جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے سامنے مصروف جہاد تھے اور حضرت عباسؓ و فضل دہنے بائین جانب اور ابوسفیان بن الحارث رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی اور نوفل و ربیعہ و عبداللہ بن زبیر اور عتبہ اِردگرد تھے۔ ہرچند کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھاگنے والون کو پکارا مگر کسی صحابی نے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا حضرت عباس نے جو بلند آواز بھی تھے ایک ٹیلہ پر چڑھکر حسب ارشاد آنحضرت صلعم اِن الفاظ مین مفرورین کو پکارا۔ یا معشر اصحاب سورۃ البقرۃ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ کدہر بھاگے جارہے ہو ادہر آؤ رسول اللہؐ تنہا کھڑے تم کو بلا رہے ہین اِس پر سؤ اصحاب پلٹے جو طبقۂ انصار سے تھے مہاجرین سے کوئی بھی نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ یہ سؤ آدمی انصار قبائل عصاب تھے اِن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کہ اور لوگ بھی تمہارے ساتھ ہین۔ عرض کیا نہین۔ اور درمنثور صفحہ ۲۲۵ مین بھی یہی ہے۔

[رسول اللہ کا اصحاب کو پکارنا]

[حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔]

[تفسیر درمنثور]

اخرج ابوالشیخ والحاکم وصححہ	ابوشیخ وغیرہ نے انس سے روایت کی
ابن مردویہ عن انس قال لما اجتمع	ہے کہ بروز حنین جب اہل مکہ و مدینہ
یوم حنین اہل مکۃ واہل	جمع ہوئے تو اُنھون نے اپنی کثرت پر ناز
المدینۃ اعجبتہم کثرتہم فقال	کیا اور ایک قبیلہ نے کہا کہ قسم بخدا آج ہم
القوم واللہ نقاتل فلما التقوا	لڑین گے۔ پس جب دونون فوجین ملین
واشتد القتال ولوا مدبرین	اور قتال کی شدت ہوئی تو پیٹھ پھیر گئے۔
فندب رسول اللہ الانصار	رسول اللہ نے جنگ کے لیئے انصار کو

فقالوا الیک واللہ حسبنا فنکثوا — طلب فرمایا انھون نے کہا قسم بخدا ہم حاضر خدمت
رؤ سھم ثم قاتلوا حتی فتح اللہ — ہوتے ہین پس وہ حاضر ہوئے اور یہانتک
(درمعار نضائل صفحہ ۱۴۵) — لڑے کہ خدائے تعالی نے فتح دی۔

اور عروج الاسلام جلد سات صفحہ ۱۷۱ مین ہے۔

عباس اسوقت آپ کے خچر کی لجام پکڑے ہوئے تھے آپ اُسپر سوار تھے عباسؓ ایک بڑے جسیم اور بڑے بلند آواز شخص تھے۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا عباس چلا کر کہو یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ۔ عباس نے حکم کی تعمیل کی جنھون نے آواز سنی وہ لبیک۔ لبیک۔ کہکر رسول اللہؐ کے پاس دوڑے اس طرح رسول اللہؐ کے پاس کوئی سو آدمی جمع ہوگئے اور آپ دشمنون کی طرف چلے اور اُن سے لڑنے لگے۔

اصحاب کا ابوجرول سے لڑنا۔ جناب امیر کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہونا

غرض جب سو اصحاب انصار پلٹ کر آئے تو پھر لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار سے ایک پہلوان ابوجرول نامی رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ مین آیا اس کی صولت و شجاعت سے اصحاب اسقدر مرعوب ہوئے کہ بجز شاہ لافتی علی مرتضی کے کسی کو اُس سے مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوئی کرار غیر فرار نے اس دشمن خدا کو فی النار و السقر کیا آخر کار کفار کو شکست ہوئی۔ اور ستر آدمی اُن کے قتل ہوئے جنمین سے چالیس نفر دست ید اللہ سے واصل جہنم ہوئے باقی دیگر اصحاب بنی ہاشم و بنی عباس کے ہاتھ سے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید۔

اب اگر کوئی چشم انصاف سے اِن اقوال پر غور کرے تو اُس پر واضح ہوگا کہ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) اصحاب مین سے صرف چار یا دس اصحاب جہاد مین ثابت قدم رہے باقی کلہم اجمعین۔ پیغمبر خدا کو چھوڑ کر ایسے بدحواس ہوکر مفرور ہوئے کہ غنیم کے لوگ طعن کرتے تھے کہ۔

"اصحاب محمدؐ چنان روے بگریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد"

مگر بھاگنے والون کو یہ طعن سنکر بھی کچھ جوش نہ آیا۔

واہ۔ کیا رفیقان جان نثار تھے کہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کو باین القاب یا انصار اللہ و انصار رسولہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ انا النبی لاکذب یعنی مین پیغمبر ہون جھوٹ نہین ہے پکارتے تھے مگر بقول مورخین عظام۔

ہر چند حضرت اشارت بصبر و ثبات می فرمود مگر از غایت دہشت بر مسلمانان؛ ستیلا یافتہ بود ہیچ کس روئے باز پس نمی کرد۔

افسوس باوجودیکہ خدائے عز و جل خود اصحاب مفرورین سے خطاب کرکے اس صراحت سے ثم ولیتم مدبرین "یعنی پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ نکلے" انکی فرار کی شہادت دیتی اور جناب شاہصاحب حفظ قرآن کی نعمت سے یہ فرمائین "اما فرار حنین در حقیقت فرار نہ بود" حیرت کا مقام ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت عباس سے فرمائین کہ اِن بھاگنے والون کو یہ کہکر پکارو "یا اصحاب سورۃ البقرۃ یا اصحاب الشجرۃ" یعنی اصحاب بیعت رضوان والو۔ اور بیعت رضوان والون مین سے خود سردار صحابہ حضرت عمر رضؓ حسب روایت صحیح بخاری۔

قتادہ راوی ہے کہ جنگ حنین مین سے جب مسلمان بھاگے اور مین بھی بھاگا۔ ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے کہا حکم خدا۔ اس مین کیا چارہ ہے۔

اپنے فرار کا اقرار کرین اور جناب شاہ صاحب بجائے اس کے یہ فرمادین۔

درین اثنا بعض مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔

اب حضرت شاہ صاحب کے اس قول۔

فتح شد بدلیل کلام آلہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنوداً لم تروہا۔

پر غور فرمائین کہ خداے تبارک و تعالی تو صاف الفاظ مین یہ فرماتا ہے کہ

ہم نے رسول اللہ اور مومنین پر تسلی نازل کی اور ملائکہ بھیجکر انکی امداد کی اور ان کو فتح دی۔

اور حضرت شاہ صاحب اس آیت کا اطلاق ان اصحاب مفرورین پر کرین جن سے خدائے پاک ثم ولیتم مدبرین یعنی تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرماچکا ہے۔ اگرچہ اس آیت مین صاف تحریف معنوی کی ہے۔ جس کیلئے کسی دلیل کی حاجت ہے نہ کسی برہان کی ضرورت۔ تاہم صاحب درمنثور نے جو تفسیر کی ہے۔ اُس پر غور فرمائین کہ صرف انصار حاضر ہوئے۔

اھل مکۃ واھل المدینۃ	اہل مکہ و مدینہ جمع ہوئے تو اُنھون نے
اعجبتھم کثرتھم فقال القوم	اپنی کثرت پر ناز کیا اور ایک گروہ نے کہا قسم بخدا
الیوم واللہ نقاتل فلما التقوا	آج ہم قتال کرین گے پس جب دونون
واشتد القتال ولوا مدبرین	فوجین مقابل ہوئین اور قتال اشتداد کو پہنچا
فندب رسول اللہ الانصار	تو یہ لوگ بھاگے رسول اللہ نے جنگ کیلئے
فقالوا لبیک اللہ حسبنا فنکوا	انصار کو بلایا اُنھون نے کہا ہم حاضر خدمت
رؤسھم ثم قاتلوا حتی	ہوتے ہین پس وہ لوگ رسولخدا کی خدمت
فتح اللہ۔	مین آئے اور جنگ کرنے لگے تا اینکہ خدائے
(از معیار فضائل صفحہ ۱۴۵)	تعالی نے فتح دی۔

پس آیۂ کریمہ ثم انزل اللہ سکینتہ آخر سے وہ انصار مراد ہین جو حضرت عباسؓ کی آواز پر دوڑ کر آنحضرتؐ کے نزدیک آئے اور پھر میدان حرب مین جاکر لڑے۔ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین پر اس آیت کا اطلاق کب ہوسکتا ہے۔ نیز یہ حضرات جنگ اُحد مین بھی تو فرار کر گئے تھے اور جبکہ خدائے عزوجل نے اس فرار کو عفو فرمادیا تھا تو لازم تھا کہ اس عفو کو یاد رکھ کر آیندہ کسی جنگ سے مفرور نہ ہوتے چنانچہ بیعت رضوان مین تو اسی شرط پر بیعت کی گئی تھی کہ آیندہ نہ بھاگین اور خدائے پاک نے

ان بیعت کرنیوالون سے فرما دیا تھا۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما (یعنی) اگر اب بھی اسی طرح بھاگے جیسے اِس سے پہلے (جنگ اُحد سے) بھاگے تھے تو تمھارے لئے عذاب دردناک موجود ہے۔

پس جبکہ انھون نے جنگ خیبر، خندق۔ اور حنین وغیرہ سے فرار ہو کر یہ بیعت توڑ دی تو حسب آیۂ کریمہ۔

ولقد کانوا عاھدوا	حالانکہ یہی لوگ اس سے پہلے خدا سے عہد کر چکے
اللہ من قبل لایولون الادبار	تھے کہ ہم دشمنون کے مقابلہ مین ا پیٹھ نہ پھیرین گے
وکان عھد اللہ مسئولا	اور (اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا
(سورۂ احزاب)	اس اکی (تو ان سے) باز پرس ہو کر رہیگی۔

تو آیۂ کریمہ ومن یولھم یومئذٍ دبرہ الخ (یعنی) اور جو شخص اُسدن کفار کی طرف پیٹھ پھیرے گا تا آخر کے مصداق ہین نہ کہ آیات فضیلت و بشارت۔

رضی اللہ عنھم ورضوا	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے
عنہ واعد لھم جنات تجری	اور اللہ نے اُن کے واسطے ایسی جنتین بنا ئین
من تحتھا الانھار خالدین فیھا	جن کے نیچے نہرین جاری ہین جس مین وہ
ابدا ذلک الفوز العظیم	ہمیشہ رہین گے اور یہی پوری کامیابی ہی

ہے۔

قصہ مختصر چونکہ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی فضیلت کا استدلال آیۂ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے کیا تھا اور اس آیۂ وافی ہدایہ مین الفاظ قاتلوا وقتلوا بھی ہین اس لیئے مین نے چھ سات غزوات کے حالات لکھے ہین۔ جن کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر ظاہر ہو گا کہ

بروئے اقوال مورخین متکلمین محدثین اور مفسرین وشہادت آئی ان حضرات کا فرار ہر جنگ سے بخوبی ثابت ہے۔ انپر ظاہر محبان صحابہ فرار سے انکار کرتے ہیں اور فقط اپنے علمائے کرام وفضلائے عظام ہی کی شہادتوں کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ نصوص قرآنی پر بھی نظر نہیں کرتے جو متعدد ان حضرات کے جنگ سے جی چرانے کفار سے خوف کھانے۔اور معرکہ سے فرار کرنے پر شاہد ہیں۔

افسوس جن کے فرار پر آیۂ کریمہ۔

اذ تصعدون ولا تلوٗن	وہ وقت یاد کرو جبکہ تم بھاگے جاتے تھے اور
علی احد والرسول یدعوکم	باوجودیکہ رسول اللہ تمہارے پیچھے کھڑے تم کو
فی اخرٰیکم۔	بلا رہے تھے لیکن تم مڑ کر بھی کسی کو نہیں دیکھتے تھے۔

شاہد ہو۔

جن کے ارتداد پر آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمد اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسول ہیں اور ان سے
خلت من قبلہ الرسل افان	پہلے۔(اور بھی) رسول ہوگذرے ہیں اگر (محمد اپنی موت سے)
مات او قتل انقلبتم علی	مرجائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں (کفر کی طرف)
اعقابکم ومن ینقلب علی	لوٹ جاؤگے اور جو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا
عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً	وہ خدا کا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور جو لوگ شکر کرتے
وسیجزی اللہ الشٰکرین	ہیں انکو خدا عنقریب جزائے (خیر) دیگا۔

نص جلی موجود ہو جن مجاہدین کا دشمنوں کے مقابلہ میں خوف اور دہشت سے موت کی سی بیہوشی طاری ہونا خدائے عزوجل ان الفاظ پاک میں ظاہر فرمائے۔

اذا جاؤکم من فوقکم	جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمہارے اوپر کی طرف بھی

ومن اسفل منکم واذ زاغت — اتے اور تمھارے پیچھے کی طرف سے ریلے) اور زمانے خوف کے

الابصار وبلغت القلوب الحناجر — تمھاری آنکھین پھری رکی پھری رہ گئین یقین اور کلیجے

وتظنون باللہ الظنونا۔ — گلون کے آگے تھے اور خدا کے نسبت تم (لوگ طرح طرح)

کے گمان کرنے لگے تھے۔

واعجباہ کہ خاتم المحدثین سرآمد متکلمین حضرت شاہ صاحب ان شہادتون سے کسی جگہ تو یہ

فرماکر کہ۔

اہل سنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسول اور پیغمبر کی اطاعت وخدمتگذاری وجانبازی

اور گھربار چھوڑنا۔ اور راہ خدا مین جان مال نثار کرنا۔ دین وشریعت پھیلانا۔ اور اُن آیات و

حدیث کو جو اُن کی فضیلت مرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور شیعہ بجز عیوب کچھ

نہین دیکھتے۔

چشم پوشی کرتے ہین۔ اور کہین اس طرح رطب اللسان ہوکر اُن کی عیب پوشی فرماتے ہین کہ۔

درحق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا ووعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ۔"

ان اللہ اشتری من المومنین — تحقیق اللہ نے مومن کے نفسون اور مالون کو خرید

انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ — کرلیا ہے کہ اُن کیواسطے جنت ہے وہ اللہ کی راہ مین جہاد

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و — پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ سچا وعدہ ہے

یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ — اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت و

والانجیل والقران ومن اوفی بعھدہ — انجیل و قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا

من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم — کرنیوالا اضداسے بڑھکر کون ہے پس شاد ہو اپنی اوس

بہ وذلک ھوالفوز العظیم۔ — خرید وفروخت سے کہ اوسکے ساتھ کی ہے اور یہ وہی

بڑی کامیابی ہے

وذلک هو الفوز العظیم — بستگاری بزرگ ہے۔

دیگر

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ و — اُنکا پروردگار اُنکو اپنی مہربانی اور رضامندی

رضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم — ہرے بھرے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جنمیں اُنکے لئے

خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہٗ — دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغوں مین ہمیشہ رہینگے

اجر عظیم ٥ — بیشک خدا کے پاس اجر عظیم ہے۔

بالآخر اس پر فیصلہ قطعی فرماتے ہین کہ :۔

"بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیراکہ اکثر قرآن مملو است از تعریف و توصیف این جماعت اسد اگر پدر من بغیر حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد ٥

رحمت پدرم شاد کہ میگفت باستاد — فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم۔"

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

قل ان الذین یفترون علی اللہ — (اے رسولؐ) تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو

الکذب لا یفلحون متاع فی الدنیا — خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے

ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب — دنیا مین نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر

الشدید بما کانوا یکسبون ٥ — اُنکی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس — دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قال

تیسری آیت

والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا

صحابۂ سابقین الاولین کی فضیلت مہاجرین و انصار میں

اس آیت میں اللہ جل شانہ مہاجرین وانصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر فرماتا ہے اور اُن کو اور انکی پیروی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اس آیت پر ذرا بھی غور کرے اور اسکے مطلب کو سوچے تو ہرگز صحابۂ کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت سوا فضیلت اور بزرگی کے دوسرا اعتقاد نہ رکھے اسلئے کہ جب انکی شان میں اللہ جل شانہٗ فرمائے (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) میں انسے راضی اور وہ مجھ سے راضی اور انکے حق میں اللہ تبارک و تعالی ارشاد کرے واعد لھم جنات کہ تیار کر رکھی گئی ہیں انکے لئے جنتیں اور آراستہ کردی گئی ہیں انکے لئے بہشتیں تو پھر کون ہے کہ انکی فضیلت کا قائل نہو پس شیعیان پاک کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار میں صحابۂ کبار جن سے وہ عداوت رکھتے ہیں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو پھر انکے جنتی ہونے میں کیا شک ہے اور اگر نہیں ہیں تو یہ خطاب خدا کا کس سے ہے۔

اے بھائیو! ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اسی کا نام ہے جنکے حق میں اللہ رضامندی ظاہر کرے انسے تم ناراض ہو اور جنکے جنتی ہونے کی خبر دے اُن کو تم مسلمان بھی نہ سمجھو۔

اقول

تردید۔ اورجناب امیر سابق الاسلام ہین

دوسری آیت مین مہاجرین کی فضیلت کاحال بالتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت صدق ایمان اور صدق نیت کے ساتھ مشروط ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا پچاس اشخاص کے بعد اور حضرت عمرؓ کا چھ سال کے بعد اسلام لانا آیات محکمات جلد اول مین ثابت ہوچکا ہے۔ پس آیہ شریفہ: والسابقون الاولون کی فضیلت سے یہ حضرات خارج ہین۔

اس آیت سے وہی لوگ مراد ہین جنھون نے زمرۂ مہاجرین وانصار سے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور اُس پر قائم رہے اور وہ لوگ جنھون نے صدق دل سے اسلام وایمان قبول کرنے مین ان کا اتباع کیا انہین سے اللہ جل شانہ نے یہ خطاب رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرمایا ہے کہ مین ان سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ انہین کے حق مین اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد کیا ہے واعد لھم جنات کہ انکے لئے جنتین تیار کر رکھی گئین ہین۔ اور آراستہ کردیگئی ہین ان کے واسطے بہشتین۔ یہ ظاہر ہے کہ شرف سابق الاسلامی کل صحابہ مین جناب امیرالمومنین وامام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آیات محکمات جلد اول مین آنجناب کا سابق الاسلام و الایمان ہونا باسناد معتبر کتب اہل سنت مندرج ہے ملاحظہ ہو صہ ۱۸۲۔

نیز اس موقع پر بھی اور دوچار روایتین ملاحظہ کے لئے پیش کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ عالم کامل ابن عبد البر کا قول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ علیہا سلام سے ارشاد فرمایا۔

زوجك سيدا فی الدنیا والاخرة وانه اول اصحابی اسلاما واکثرهم علما واعظمهم حلما۔

اے فاطمہ تمہارا شوہر دنیا و آخرت دونون مین سردار ہے اور وہ میرے تمام اصحاب سے اسلام مین اول اور علم مین زیادہ ہے اور حلم مین عظیم تر ہے۔

دوسری - ترمذی نے روایت کی ہے۔

بعث النبی صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء (ینابیع المودة مطبوعہ مصر ص۲۵)

رسول خدا صلعم دوشنبہ کے دن مبعوث برسالت ہوے اور حضرت علی نے سہ شنبہ کے دن اُنکے ساتھ نماز پڑھی۔

تیسری - ابن مغازلی شافعی نے روایت کی ہے۔

صلت الملائکة علیّ وعلی علی سبع سنین لانه لم یکن معی من الرجال غیره (ایضًا)

آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتون نے مجھپر اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اسلئے کہ مردون مین بجز علی کے کوئی مسلمان نہ ہوا تھا

چوتھی عن العباس بن عبد المطلب

قال سمعت عمر بن الخطابؓ وهو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابیطالب فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی علی ثلث خصال وددت لوان لی واحدة منهن کل واحدة منهن

عباس بن عبد المطلبؓ کہتے ہین کہ مینے عمر بن الخطابؓ کو کہتے ہوے سنا کہ علی کے ذکر غیبت سے باز رہو مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ان مین سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب

احب الی مما طلعت علیہ الشمس	ان چیزون سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے
کنت انا و ابوبکرؓ و ابوعبیدۃ ابن	اسکو بہتر سمجھتا ہین و ابوبکر و ابوعبیدہ اور چند
الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ	نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول خدا صلعم کے
صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ	حضور مین حاضر تھے کہ حضرت نے جناب امیر کے
صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف	کندھے پر ہاتھ مار کے ارشاد کیا کہ اے علی تم سب
علیؑ فقال یا علی انت اول المسلمین	مومنون سے ایمان لانے مین پہلے ہوا ور سب
واسلاما و انت اول المومنین ایمانا	مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہو اور
انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی	تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے۔ وہ
کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و	شخص دروغگو ہے جو کہ مجھ سے محبت کا دعوی
یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان)	کرتا ہو درآنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو۔

(از ارجح المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب)

پانچوین — اس امر کے تو خود اہلسنت بھی قائل ہین کہ حضرت علی سابق الاسلام ہین چنانچہ فرقہ تفضیلیہ تو آنجناب کو صحابہ ثلاثہؓ پر فضیلت دیتا ہے اور بعض علماء جو یہ توجیہ کرتے ہین کہ وہ جناب اسلام لانیکے وقت کمسن تھے اور حضرت ابوبکرؓ کے اسلام کو انکی کبرسنی کی وجہ سے فضیلت دیتے ہین یہ محض تعصب ورکدورت کا سبب ہے حالانکہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ چنانچہ یہ مسئلہ خلیفہ مامون الرشید کے مشہور مناظرہ سے صاف ہو گیا ہے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کا سنی ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا اور اوسکے متعصب ہونے پر جناب امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت شاہد ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے اپنی تالیف المامون مین جو نہایت درجہ مشہور ہوئی اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے

اسے قبولیت کا شرف بخشا اس جلیل القدر خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے کہ:

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوے اس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل و کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہوسکتا افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفاء و سلاطین کے پہلو مین جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ اور فلسفہ کونسی بزم ہے جہان فخر و شرف کے ساتھ اوسکا استقبال نکیا جاتا اور بقول جناب مولانا سید علی حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی، اوس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم و فنون ہونے مین بھی کوئی شک نہین ہے اس زمانہ مین ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اسکو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ مین ید طولی رکھتا تھا۔ چنانچہ کتابون کی ورق گردانی سے اسکے متعدد مناظرون کا پتہ چلتا ہے جو اس نے مختلف اوقات مین مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہین اور جس مین اسکو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

انہین مین مناظرہ متذکرہ بالا بھی ہے۔

یہ پورا مناظرہ جو خلیفہ موصوف نے چالیس اکابر علماء اسحق وغیرہ سے ایک جلسہ مین کیا تھا کتاب آیات محکمات جلد اول مین درج ہوچکا ہے اس جگہ بنظر سہولت معزز ناظرین صرف وہ عبارت جو جناب امیر علیہ السلام کے اسلام کے بارہ مین ہے نقل کی جاتی ہے۔

مامون - اچھا اسحق یہ بتاؤ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوے تھے اسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا۔

اسحق - خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا۔

مامون - کیا اسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا۔

اسحق - بیشک تھا۔

مامون - کلام مجید کے اسی آیہ والسابقون السابقون اولئک المقربون ۰ کو پڑہو اسمین سابقون سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی - تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا۔

اسحق - حضور علیؑ تو کم سنی مین مسلمان ہوے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دی ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکرؓ سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے جب ان سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون - اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرونگا۔

اسحق - بیشک ابوبکرؓ سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ وہ کم سن تھے -

مامون - ہان ٹھیک ہے کہ علی کم سنی مین مسلمان ہوے - اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا انکو الہام خدا ہوا تھا۔

اسحق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علی کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین تم علی کو آنحضرت سے بھی بڑہا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحق - بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپکو دعوت دی۔

مامون - تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی - یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی - اسحق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا - اسحق رسولخدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا

الزام تم قائم ہی نہین کرسکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارہ مین فرماتا ہے وما انا من
المتکلفین کہدواے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانیوالا نہین ہون۔

اسحٰق۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علی کو دعوت دی تھی۔

مامون۔ تو کیا خداے جبار کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے
جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تم نے جو کہا کہ علی کمسنی مین اسلام لاے جب ان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے
تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو اونکی طاقت سے
باہر تھا پھر آنحضرت کی دعوت قبول کرکے مسلمان ہونیکے بعد اگر وہ بچے مرتد ہوجاتے تو کیا انکے مرتد ہوجانیکی کوئی
سزا نہین ہوتی اور کیا آنحضرت کا انکو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارہ مین کہہ سکتے ہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علی کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات سے
انکو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علی کو ان سب سے ممتاز کردیا تاکہ لوگ آپ کے
فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علی
کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخدا صلعم نے اپنے اہل وعیال اعزا و اقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام
کی دعوت دی تھی۔ مین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علی چونکہ چچازاد بھائی تھے
اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونیکو کہدیا علی کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی

اسحق - مجھکو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرت نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین -
مامون - اسحق کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اسکے بارے مین قیامت مین تم سے
سوال کیا جائیگا -

اسحق - نہین -

مامون - تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب
تمکو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل و عیال سے اور کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا
کیون کہو - سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت علی سے مخصوص تھی - بالآخر
سب علما نے بالاتفاق خلیفہ مامون رشید سے کہا کہ حضور نے طالبان خیر کے لئے حق کو واضح
کر دیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جسکو کوئی رد نہین کر سکتا -

اس مناظرہ سے ثابت ہے کہ کل علمار کرام نے بالاتفاق بمقابلہ حضرت ابوبکرؓ جناب امیر علیہ السلام کی
سابق الاسلامی کا فیصلہ قطعی کر دیا جس مین مطلق چون وچرا کی گنجایش نہین -

افسوس کہ ایسے مہتم بالشان متفقہ فیصلے پر بھی جو خود انہین کے خلفا، اور علمار کرام و فضلا عظام کا ہے
ہمارے بھائی اپنے عقیدے کی اصلاح نہین کرتے اور انہین کو ایمان اور اسلام مین سبقت اور فضیلت
دیتے ہین جنکا نقص ایمان اور ہجرت خود انہین کی مستند کتب سے مسلم ہے - حیرت ہے کہ جو لوگ حسب اقوال
امام بخاری و دیگر علما ہر جنگ سے فرار ہوتے رہے بہ شد و مد انہین کو ؎

بانی درشد ایدوا ہوال   بذل ارواح کردہ واموال

جان نثار خدا و رسول ٹھہراتے ہین -

اہل حق کے نزدیک اگر کوئی شخص تعصب چھوڑ کر آیات الٰہی کے معانی پر ذرا بھی غور کرے اور
انکے مطالب کو سوچے تو ہرگز ہرگز اصحاب مہاجرین و انصار ناقص الایمان کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد

نہ رکھے۔ اسلئے کہ جب خود اللہ جل شانہ خاص صحابہ سے خطاب کرکے ان کا پچھلا فرار یاد دلاکر فرمائے۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل اگر تم پھرجا گو جیسا کہ اس سے پہلے بھاگ چکے ہو"۔ اور ان کے حق مین ارشاد کرے ثم ولیتم مدبرین کہ تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے"، تو پھر بقول جناب شاہ صاحب بجز حفاظ قرآن کون ہے کہ اُنکے فضیلت کا قایل ہو۔

پس ہمارے بھائیون کو صرف اسقدر غور کرنا چاہئے کہ مہاجرین و انصار مین وہ اصحاب جن سے وہ محبت وعقیدت رکھتے ہین زمرہ مفرورین مین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو پھر ان کے ناقص الایمان ہونے مین کیا شک ہے۔ اگر نہین ہین تو خدا کا یہ خطاب ثم ولیتم مدبرین تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے۔ کس سے ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ "ابو بکرؓ و عمرؓ بگوشۂ رفتند و عثمان ازان روز بعد سہ یوم در آمدند" کون اصحاب مراد ہین۔ بھائیو ذرا سوچو کیا قرآن مجید پر ایمان لانا اسی کا نام ہے کہ اللہ تبارک و تعالی تو جنگ مین پیٹھ دینے والونکے حق مین

فقد باء بغضب من اللہ وماواہ	وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور
جھنم وبئس المصیر (پ۹ ع ۱۶)	اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

فرمائے۔ اور تم مفرورین کو خدا کی طرف سے یہ سند دو۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم	خدا اون سے راضی اور وہ خدا سے راضی
جنت تجری من تحتھا الانھار	انکے لئے بہشتین تیار رکھی گئی ہین جن کے نیچے
خالدین فیھا۔	نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ ان مین رہینگے۔

قال

اگر اس آیت پر بھی کوئی ایمان نہ لاے اور یہ شبہ کہے کہ اسمین خلفا ثلثہ کے نام تو مذکور ہی نہین ہین اس سے انکی فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہین ہے تو اسکے شبہ دور کرنے کے لئے ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتے ہین جس طرح پر انھون نے خلفا ثلثہ کو داخل حکم اس آیت کے بیان کیا ہے اسکو ہم بیان کرتے ہین اسکو ذرا دل سے سنو اور اپنے ہی مذہب کی کتاب سے اسکی سند لو پہذا

بموجب کتاب امامیہ خلفا ثلاثہ اس آیت مین داخل ہین۔

صاحب فصول نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفا ثلثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاو کہ تم ان مہاجرین مین سے ہو کہ جو خدا کے لئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور جنھون نے خدا اور رسول کی مدد کی۔ انھون نے کہا کہ ہم انمین سے نہین ہین تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگون مین سے ہو جنھون نے دار ہجرت مین اور دار ایمان مین گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا۔ کہا کہ نہین۔ تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات پر گواہی دیتا ہون کہ تم ان مین سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ الٰہی ہمارے اور ہمارے اگلے بھائیون کے جو ہم سے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

اقول

تردید قول

خداے پاک کے کلام مین توجیہات و تلبیسات وہی حضرات کرتے ہین جو اپنے اصحاب ممدوحین کی نشہ محبت مین سرشار ہین۔ الحمد للہ امامیہ اس شک و شبہ سے پاک ہین اور آیت مین نام نہونے سے کوئی محل شبہ کا نہین ہوسکتا اسلئے کہ اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی اور خداے پاک نے دونون کے بارے مین جدا جدا آیات نازل فرمادی ہین یعنی مومنین کی شان مین "اولئك هم المفلحون ۝ اعد لهم جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها ذلك الفوز العظيم" فرمایا (یہی لوگ ہین جنکے لئے دنیا و آخرت کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اللہ نے انکے لئے جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین یہ اون مین رہنے والے ہونگے یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اور منافقین کے حق مین ارشاد کیا ان المنفقين في الدرك الاسفل من النار ولن تجد لهم نصيرا اس مین شک نہین کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاوگے۔ اس قسم سے دونون گروہ کے بارہ مین صدہا آیتین ہین پس جو کوئی آیات الٰہی سے اصحاب کی فضیلت اور مذمت کا خواستگار ہو اسکو چاہئے کہ پہلے اصحاب مومنین و منافقین مین امتیاز کرکے نیک نیتی کے ساتھ انکے افعال و اعمال پر نظر کرے۔ پھر بلحاظ انکے اعمال نیک و بد کے اوسی قسم کی آیات کا اونکو مصداق ٹھہراے جیساکہ امامیہ کرتے ہین نہ یہ کہ حالات تو کفر و نفاق کے ہون اور بجاے آیات منقصت آیات فضیلت سے انکی بزرگی اور فضیلت کا استدلال کرین۔ جیساکہ حضرت شاہ صاحب کا عمل ہے اور آپ بھی ہمارے بھائیون کو خوش کرنے کے لئے اُسی جادہ پر چل رہے ہین۔

آپ نے اپنے بیان کی تائید مین جو روایت درج کی ہے اور صاحب لفصول کو علماء امامیہ سے

بتایا ہے وہ روایت کتب امیہ کی نہین ہے اور نہ صاحب الفصول کوئی علماء امامیہ سے ہین - چنانچہ صاحب مہ الجرات نے جو مذہب امامیہ سے ہین کتاب مذکور کے صفحہ (۲۲۴) مین ان الفاظ سے اسکی تردید کی ہے کہ ہم " نہ فصول کو مانتے ہین نہ صاحب الفصول کو کہ کون صاحب ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء معتبرین سے لازم تھی اور بعد اوسکے ضرور تھا کہ اس کا ثابت کرنا کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہے ممکن ہے کہ اس روایت کو اہل سنت سے نقل کیا ہو "جناب موصوف کے بیان کی تائید ہم ایک اور روایت سے بھی کرتے ہین کہ جناب حافظ مولوی سید عمار علی صاحب علی اللہ مقامہ نے جو ایک علماء معتبرین امامیہ سے ہین اپنی تفسیر عمدۃ البیان مین جو بمقام دہلی مطبوعہ یوسفی مین طبع ہوی ہے جسکی تقریظ عالیجناب مولوی نقی صاحب قبلہ نے لکھی ہے اوس کے صفحہ (۵۴۶) مین ان صاحب الفصول کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

صاحب الفصول نے جو روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ ان کا گذر ایک جماعت مین ہوا وہ ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کی مذمت کرتے تھے امام نے انکو منع کیا یہ روایت معتبر نہین ہے اسواسطے کہ صاحب الفصول مالکی اہل سنت تھا شاہ عبد العزیز صاحب نے دروغ اور کذب سے ان کو مذہب امامیہ مین لکھدیا انکی کتاب کو دیکھکر سب سنی ایسا ہی کہتے ہین۔

قال

امامیہ اپنے آئمہ کے اقوال تسلیم نہین کرتے

اے بھائیو تم اپنے آپکو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے مگر معلوم نہین کہ ان اقوال کو جو صحابہ کے فضائل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون امامو نکی پیروی نہین کرتے اور کیون انکو صحابہ کے فضائل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو۔

اقول

تردید

بیشک امامیہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے کلام کو بربناء حدیث شریف علی مع القران والقران مع علی اور حسب فتواے شاہ صاحب "ہر کہ انکار قرآن و عترت کند خارج از دین است" کم از آیات نہین سمجھتے تعجب ہے کہ آپ صحابہ کی فضیلت مین سند تو جعلی پیش کرین اور امامیہ سے انکی فضیلت و منزلت کی توقع رکھین۔ ہان اگر کوئی سچی شہادت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ان حضرات کی نسبت آپکو ملے تو پیش کیجئے۔ اور اوسکا ملنا معلوم کہ آپ خود ہی آیات بینات جزو ثانی صفحہ اول مین کتاب صوارم کی یہ عبارت نقل کرتے ہین کہ۔

احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ با وجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ در قاً در قاً بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چار حدیث کہ سرو پا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد۔ اما احادیث مثالب آنہا بلا اغراق انیست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد"

اے حضرات تم اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہو اور امام بخاری کے کلام کو قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہو مگر نہین معلوم کہ بخاری شریف کے ان بے شمار حدیثون کو جو بالخصوص تمہارے ممدوح مہاجرین وانصار اور صحابہ کے آمنوا وعملوا الصلحت کے خلاف مین ہین مثل حدیث حوض یعنی بروز حشر ملائکہ عذاب کچھ لوگونکو کشان کشان رسول اللہ صلعم کے سامنے سے لیجائینگے اونکو دیکھکر آپ عرض کرینگے ربی ربی یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین۔ خداے پاک فرمائیگا اے رسول تم کو اُن احداث کی کیا خبر ہے جو تمہارے بعد انھون نے کئے کیون نہین مانتے۔ اور جب رسول اللہ صلعم نے شہداے بدر پر نماز جنازہ پڑہی اور اونکے حق مین دعاے مغفرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لاے ویسا ہی ہم بھی لاے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ دنیا سے باایمان گئے

اور مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔

اس قول مین حضرت صدیقؓ کو کیون صادق الاقرار نہین سمجھتے۔ اور جب خود حضرت ام المومنین عائشہؓ کی اس شہادت کی

میرے باپ جنگ احد یاد کرکے روئے مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ احد کے دن فرار ہوا تھا۔

کیون تصدیق نہین کرتے اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو خود اپنی زبان مبارک سے بقول شمس العلماء شبلی نعمانی یہ فرمایا تھا۔

یا بنت رسول اللہ واللہ اگر لوگ گھر مین سے نہ نکلین گے تو مین گھر کو آگ لگا دونگا"

اسکی تکذیب کیون کرتے ہو۔

قال

غرضکہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک خلفائ ثلثہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدانے مہاجرین و انصار سے کئے ہین ان مین وہ شریک ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتے ہین ان سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور انکو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے پس سوائے تقیہ کے اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا لیکن معلوم نہین کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو سپر بناتے رہین گے۔

بجز تقیہ جواب نہین دے سکتے

افسوس کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین و انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کرین اور پھر بھی حضرات شیعہ قائل نہون تو اب معلوم نہین کہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کے لئے کیسی دلیل چاہتے ہین۔

اقول

جوازِ تقیہ کا ثبوت

جو روایت کہ آپ نے اوپر لکھی ہے اوسکا جواب عرض کر چکا ہون کہ یہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور اوس سے امام علیہ السلام کی تصدیق خلفاء ثلثہ کی فضیلت کے نسبت ثابت نہین ہوی پس ہم آپ سے اپنے مذہب کی کتابون سے سند چاہتے ہین نہ کہ جھوٹ اور جعلی اور تقیہ پر اہلسنت کی طعن بیجا ہے اسلئے کہ وہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

من كفر بالله من	جو شخص کفر پر مجبور کیا جاے مگر اسکا دل ایمان
بعد ايمانه الا من اكره وقلبه	کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہوگا۔
مطمئن بالايمان ولكن من	لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے
شرح بالكفر صدرا فعليهم	اور کفر بھی کرے تو جی کھولکر تو ایسے لوگون پر
غضب من الله ولهم عذاب عظيم ○	خدا کا غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورہ نحل) ع ۱۴

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ (۱۳۲) مطبوعہ مصر مین ہے کہ:۔

"حضرت عمار بن یاسر اور انکے باپ اور ماں ایمان لا چکے تھے"۔

اسپر کفار حضرت عمار کو سخت ایذائین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہمارے لات وعزا کو اچھا اور محمدؐ کو گالیان ندو نچھوڑینگے۔ وہ روتے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دلمین ایمان کو کیا سمجھتے ہو۔ عرض کیا میرے دلکو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین اور تمسے جو کچھ کہلائین تم وہی کہدینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوی۔

پس جو کوئی خدا پاک کے کلام پر ایمان رکھتا ہے وہ تقیہ کو بھی تسلیم کرے گا تقیہ صحابہ کے اس ایمان واسلام سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ رسول اللہ کے سامنے تو اپنا ایمان شد و مد سے جتاتے تھے آنحضرت کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے لیکن راتوں کو مسجد میں بیٹھکر رسول اللہ صلعم کے خلاف سازشیں اور شورے کیا کرتے تھے انکے اس نفاق وشقاق سے اہلسنت کسی طرح انکار نہیں کر سکتے اسلئے کہ خود خدا پاک اسکی تصدیق کرتا ہے۔ اور رسول اللہ کو انکی حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منہ سے تو کہدیتے ہیں کہ آپکا ارشاد
من عندك بیت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول واللہ یکتب	آتے ہیں تو بعض لوگ تمھارے باتوں کے
ما یبیتون فاعرض عنھم وتوکل	خلاف شورے کرتے ہیں خدا انکے نامۂ اعمال
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا ہ	میں لکھ لیتا ہے۔ تم ان کا کچھ خیال نکرو اور
(پ۵ ع ۸)	خدا پر توکل کرو اور خدا ہی کافی وکیل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

واذا لقوکم قالوا امنا واذا	(اے رسول) وہ جب تمسے ملتے ہیں تو
خلوا عضوا علیکم الانامل من	کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لاے اور جب اکیلے
الغیظ قل موتوا بغیظکم ان	ہوتے ہیں تو تمھارے برخلاف غصہ سے اپنی
اللہ علیم بذات الصدور ہ	انگلیاں اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں (انسا
سورۂ آل عمران	کہدو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاو بیشک
ع ۱۲	اللہ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔

غرض باوجود اسکے کہ خدا صاف صاف ان مہاجرین وانصار کی جنھوں نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی

نقص ایمان کی شہادت دے اور خود ان سے مخاطب ہوکر تریدون عرض الدنیا تم طالب دنیا ہو فرماے اور رسول اللہ صلعم صاف صاف صحابہ سے انکے احداث کی خبر دین جسکو سنکر حضرت صدیق روئین اور بہ جمیع علماء و محدثین بالاتفاق رسول اللہ صلعم کا اصحاب مغرورین کو باین الفاظ۔ یا انصار اللہ ورسولہ۔ یا اصحاب الشجرہ انا محمد رسول اللہ انا نبی اللہ پکارنا بیان کرین اور خود خدا ے تبارک و تعالی تصدیق کرے اذ تصعدون ولا تلون احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم الخ اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم بدحواس بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو بلارہے تھے مگر تم مڑکر بھی نہین دیکھتے تھے پھر بھی اُنکے نقص ایمان کے قائل نہون تو بمصداق آیہ کریمہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون (المرسلت) پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائینگے اب معلوم نہین کہ انکے اقرار کے لیے اور کیسی دلیل چاہتے ہین۔

قال

مہاجرین کی ہجرت وانصار کی نصرت بطمع دولت نہ تھی

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ان مہاجرین وانصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کیلئے ہجرت اور نصرت کی نہ کہ انکی جنھون نے دنیا کی طمع سے کی۔ اس شبہ کو ہم ین طرح سے رد کرتے ہین اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اسوقت دنیا اور دولت کہان تھی جسکی طمع ہوی۔ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کے نکلنے کی اُنھین خبر ملی تھی جسکے لوٹنے کو گئے ہون یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور انکو اپنے گھرون مین ٹھہرایا تو کیا مہاجرین بہت سامال اپنے ہمراہ لے گئے تھے جس کے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے انھون نے انکی مدد کی ہو۔ اگر مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہین کی تو پھر ان کی ہجرت و نصرت کا کیا سبب تھا۔

اقول

مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا

شیعہ کیا بلکہ ہر شخص جس کا نفس اغراض ذاتیات سے پاک ہے وہ اس امر کا یقین کرے گا کہ اللہ جل شانہ نے انھین مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی تھی۔

چنانچہ جن مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت کی تھی انھون نے غزوات مین اپنی جانین نثار کین یا فتح کے ساتھ پھرے اور وہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام او حضرت حمزہؓ و مثالہم رضی اللہ عنہم ہین اور جنھون نے جہاد پر جانے سے تخلف کیا یا اگر کفار کے مقابلہ کو گئے تو اون کے اوچھے سے حملہ کی بھی تاب نہ لاے اور مع الخیر پلٹ آے اونکو جمیع آیات فضیلت سے خارج کرتے ہین اور یہ امر کہ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ نکلنے کی خبر ملی تھی جس کے لوٹنے کو گئے تھے،، اس کا حال جناب امام فخر الدین رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے پوچھیے جنھون نے آیہ کریمہ الم یان للذین امنوا الخ کی یہ تفسیر کی ہے، کہ یہ آیت مہاجرین اولین کے حق مین ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے اس آیت سے ان پر عتاب ہوا،، اور صاحب تفسیر حسینی سے پوچھیے جو فرماتے ہین،، مومنان در مکہ با فقر و فاقہ بعد تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت،، یہ حال اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی تفصیل سے ہمنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائین۔

یہ تو انکی دولت و ثروت کی ابتدا تھی اور جب لڑائیون کا سلسلہ چھڑا تو مال غنائم کی نیت سے مجاہدین کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب مال غنائم بدر جمع کیا گیا تو باہم اصحاب مین اتنا جھگڑا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال نازل فرمایا کہ یہ مال خدا و رسول کا ہے جب رسول اللہ بعد انفراغ مبایلے ہوازن سے سوار ہو کر روانہ ہوے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ ہماری غنیمت ہمکو تقسیم کیجیے

جب اپنی مراد پوری نہوی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا پلٹے اور چادر مبارک آپکی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تمکو دینے مین بخل کرتا ہون۔ جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نکرنیکی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت کلام کئے تو آیہ کریمہ و منھم من یلمزك فی الصدقات نازل ہوی۔

اے رسول انمین سے کچھ ایسے بھی ہین جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین تم پر بے انصافی کا تمکو الزام دیتے ہین پھر اگر ان مین سے انہین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہوگئے اور اگر انکی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو بس فوراً بگڑ جاتے ہین،، غزوہ حنین مین انکی طمع و حرص کی یہ حالت تھی کہ طرفین سے تلوارین چل رہی تھین قریب تھا کہ دشمن پسپا ہون کہ اتنے مین مجاہدین کو غنیمت نظر پڑی پھر کیا تھا اسکو دیکھتے ہی صرف دس اشخاص رسول اللہ کے پاس رہ گئے باقی سب کے سب غنیمت لوٹنے مین لگ گئے جس کی وجہ سے وہلہ اول مین شکست ہوی۔ اسی طرح احد مین بھی۔

ہم یہ حالات بتوضیح و تصریح آیات محکمات جلد اول مین لکھ آے ہین ملاحظہ ہون صفحہ ۲۴۳ تا ۲۵۱۔

اس مین سیرت النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی کا بھی کلام شامل ہے اسکا یہ فقرہ مخصوص لائق غور ہے۔

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہو رہا ہے۔ ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یارسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اٹھایا تھا پورے تین سو اوقیہ آے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) یعنی تین ہزار روپیہ۔

غرض بجز خالص مومنین کے باقی سب مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت کے یہ اسباب تھے اگرچہ خدا و رسول وقتاً فوقتاً حرص دنیا سے متنبہ کرتے رہے اور رسول اللہ صلعم نے بوقت رحلت مسجد مین جو طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس مین خاص اصحاب سے مخاطب ہو کر صاف ارشاد فرما دیا تھا۔

در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من بر شما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت کنید و تقاتل کنید بہمدیگر" مدارج النبوۃ ص۳۴۰۔

خداے عز وجل نے بھی صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا۔

فھل عسیتم ان تولیتم — قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین
ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا — فساد اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر
ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ — اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور اندہا
فاصمھم واعمی ابصارھم س محمد پ۲۶ — کردیا۔

مگر ان پر کچھ اثر نہوا۔ آخر اُنکے عہد حکومت مین جو فسادات و کشت و خون و قطع رحم و ظلم و ستم عموماً اور آل رسول پر خصوصاً ہوے ان کا کچھ ذکر جلد اول مین ہوچکا ہے۔

حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا

پس ان سب واقعات کا سبب بھی حرص و ہوا ہی تو تھی جس نے انکو غنی کر دیا مسند نشین خلافت ہوتے ہی وصایاے رسول فراموش کر کے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان رسالت و نبوت کو پست و ذلیل رکھنے کی غرض سے خلاف روش رسولؐ راہ اختیار کی چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا تھا جو رقم حضرت کے پاس آتی آپ اسکو فوراً مسلمانون پر تقسیم کر دیا کرتے تھے بخلاف اسکے حضرت عمرؓ نے بیت المال قائم کر دیا جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

یہ صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین سب سے آخر جو رقم وصول ہوی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی لیکن آنحضرت نے یہ کل رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کر دی۔ تقریباً ۱۵ھ مین حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا وہ سال تمام مین پانچ لاکھ کی رقم اپنے ساتھ لاے حضرت عمر نے مجلس شورای کا اجلاس عام کر کے

کہا کہ ایک رقم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگوں کی کیا مرضی ہے حضرت علیؑ نے راے دی کہ جو رقم آے وہ سال کی سال تقسیم کر دیجاے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جاے حضرت عثمان نے اس کے خلاف راے دی۔ ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر جدا جدا قائم ہے حضرت عمر نے اس راے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۹)۔

جناب رسولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جو رقم آتی تھی اوسکو علی السویہ تقسیم فرماتے نہ کسی کو زیادہ نہ کسی کو کم خلفاء ثلاثہ اپنی ذاتی مصلحتون پر نظر رکھکر خاص خاص اشخاص کو تو مالا مال کر دیتے تھے باقی لوگون کو تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا کرتے تھے اور ضعفا و غربا کی طرف تو آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر کار قیام بیت المال اور اس تقسیم عمل سے چندہی دن مین ایسے متمول ہوگئے کہ اکثر اصحاب تو بعد مرگ بھی مال و دولت کثیر چھوڑ گئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب عشرہ مبشرہ کی دولت و ثروت کے بارہ مین چند روایات نقل کیجاتی ہین۔ ملاحظہ ہون۔

تمول حضرت ابو بکرؓ

آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر نے کئی ہزار روپیہ نقد انکے گھر سے ضبط کر کے بیت المال مین داخل کیا۔ (ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)۔

ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ حضرت صدیق کے پاس چالیس ہزار نقد تھے۔

اور دربارۂ تمول حضرت عائشہؓ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الہبہ باب ہبتہ الواحد للجماعۃ صفحہ ۳۴ پر ہے کہ۔

اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابو بکر اور عبد اللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ مین سے غابہ مین کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے اوسکے عوض معاویہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے مگر

مین نے نہین بیچی یہ جائداد تم دونو لیلو۔"

حضرت عمرؓ

آپ نے اپنے خاص مال سے اپنے ایک خسر کو دس ہزار درہم دئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص۲۱۹)۔

حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مین دئے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۳۴۰) اپنے عہد خلافت مین پانچہزار روپیہ اپنی تنخواہ مقرر کی اسپر بھی قناعت نہ کی بلکہ بیت المال سے جسقدر چاہتے لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ اول ص۲۰۲ مین رقمطراز ہین کہ۔

وقت رحلت جب قوم کے کام سے فراغت ہو چکی تو اپنے ذاتی مطالب پر توجہ کی۔ عبد اللہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ مجھپر کسقدر قرض ہے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم فرمایا کہ میرے متروکہ سے ادا ہو سکے تو بہتر ورنہ خاندان بنی عدی سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی پورا نہ کرسکین تو کل قریش سے (صحیح بخاری کی روایت ہے) لیکن عمر بن شیبہ نے کتاب المدینہ مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمر کے غلام تھے کہتے تھے کہ عمر پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ انکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۲) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر پر چھیاسی ہزار کا قرض ضرور تھا لیکن وہ اس طرح ادا کیا گیا کہ ان کا مکان مسکونہ بیچڈالا گیا جسکو امیر معاویہ نے خریدا۔

ان روایتون سے روشن ہے کہ آپ اپنی ذات کے لئے حسب خواہش بیت المال سے بیدریغ رقم اوٹھا لیتے تھے جو منافی شان امانت ہے اور یہ رقم کثیر اپنے بارہ سال کے عہد خلافت مین بھی داخل بیت المال نہ کی۔ یہ تو اندرونی حالت تھی اور بظاہر اپنے کو پاک دامن بتانے کے لئے اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ عمر کے لیئے بیت المال سے صرف اسقدر جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے لے اور حج وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل وعیال کا خرچ ایک اوسط درجہ کے آدمی کے خرچ کے برابر لیا کرے (ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص۱۹۶)

(۲) ایک دفعہ بیمار ہوے لوگون نے علاج کے لیے شہد کا استعمال تجویز کیا تو مجمع عام مین آ کر اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم لوگون کی اجازت ہو تو بیت المال مین جو شہد رکھا ہوا ہے اوس مین سے کچھ لے لون لوگون نے اجازت دیدی۔ (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۰)

(۳) ایک مرتبہ احنف بن قیس روسا عرب کے ساتھ حضرت عمر سے ملنے کو گئے دیکھا تو دامن چڑھاے ادہر ادہر دوڑتے پھرتے ہین احنف کو دیکھکر کہا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین کسی کو حکم دیجیے وہ ڈھونڈ کر لائیگا فرمایا ای عبد اعبد منی یعنی مجھسے بڑھکر کون غلام ہوسکتا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۲)

بس روایات مندرجہ بالا سے جناب خلافتمآب کا تمول روشن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمول موروثی تھا یا کسبی آپکی موروثی حالت وحیثیت کے متعلق ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک طولانی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۸۳ مقصد دوم مین لکھی ہے بقدر ضرورت اسی کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

قال لعن اللہ یوما کنت	یعنی عمرو عاص نے مسلمہ سے کہا خدا اوس
فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد	روز پر لعنت کرے کہ جس روز ہم ابن خطاب
رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل	کی طرف سے والی ہون قسم بخدا ہمنے اسکو اور
واحد منھما عباءۃ قطرانیۃ	اوسکے باپ کو دیکھا ہے کہ ایک عباے
موتزرا بھا ما تبلغ ماربض رکبتیہ	قطرانی کا لنگ باندہے ہوے تھے جس سے
وعلی عنق کل واحد منھما حزمۃ	ان کا گھٹنا بھی نہین چھپتا تھا اور دونون کی
من حطب۔	گردن پر لکڑی کا گٹھا تھا۔

اور مداح مہروماہ فلک اسلام شبلی صاحب رقم فرماتے ہین کہ۔

"سن رشد کو پہونچ کر خطاب ذن کے حضرت عمرؓ کے باپ نے انکو جو خدمت سپرد کی وہ اونٹونکا چرانا تھا خطاب نہایت بیرحمی کے ساتھ اون سے سلوک کرتے تھے جس میدان مین حضرت عمرؓ کو یہ مصیبت انگیز خدمت انجام دینی پڑتی تھی ایکدفعہ خلافت کے زمانہ مین حضرت کا اودھر گذر ہوا تو اونکو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہوکر فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان نمدہ کا کرتا پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور حاکم نہین۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۲)

تمول حضرت عثمانؓ

ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے شام سے آے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱)

ایک کنوان پنتیس ہزار درہم مین خرید کیا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۹۲)

پچیس ہزار درہم مین ایک زمین خرید کی۔ (ایضاً)

غزوہ تبوک کے لیے حضرت عثمانؓ نے نوسو پچاس اونٹ۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار عطا فرماے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۹۱)

شہادت کے وقت آپ کے خزانچی کے پاس تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے۔ اور ہزار اونٹ ربذہ مین موجود تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۵۳)

حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمان ومیر مجلس۔ مجلس شوری

آپ نے وقت وفات چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ چھوڑے۔

(ریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۲۸۸)

منجملہ اور چیزون کے سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑے جو کلہاڑیون سے

کاٹے گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۹۶)

اپنی ملوکہ ایک زمین حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار مین فروخت کی۔ (ایضاً صفحہ ۹۷ جلد ۳)

اور حسب وصیت پچاس ہزار دینار صرف ہوے وقت انتقال مال کثیر ہزار اونٹ سو گھوڑے تین ہزار بکری اور زمینداری چھوڑ گئے۔ (ایضاً صفحہ ۹۶)

استیعاب مین ان کے متروکہ کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ ہزار اونٹ تین ہزار بکری سو گھوڑا چھوڑا۔ اور نقدی کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ چار عورتون سے ایک عورت کو زمانہ مرض مین طلاق دیدی تھی جو چوتھائے ثمن کی مالک تھی اوس سے تراسی ہزار پر مصالحہ ہوا۔ جب ایک ثمن کا چوتھا حصہ اتنا تھا تو پھر ان کا مال کتنا ہوگا حساب لگا لیجئے۔

حضرت شاہ صاحب تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

"درہمین اثنا عبد الرحمن بن عوف کہ بالقطع بشر بجنت دیکی از دہ یار بہشتی بود رحلت فرمود ومال فراوان گذاشت بحدیکہ بعد از ادائے دیون وتنفید وصایائے او۔ چون ترکہ اورا تقسیم نمودند ثمن مال باقی اش بچہار زن او رسید منجملہ آن چہار یک را از یاد برہشتاد ہزار درہم درحصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود تمام حصہ اش ندادند برہشتاد ہزار درہم مصالحہ نمودند۔"

یعنی یہ صورت مالداری کی تھی کہ قرضہ وغیرہ ادا کرنے اور تعمیل وصایا کے بعد جو بچا اُس کے آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جس نے مرض الموت مین مطلقہ ہونے کی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسی ہزار درہم ملے۔

حضرت طلحہ داماد حضرت ابوبکرؓ

آپ کی املاک وجائداد کوفہ اور مدینہ مین اندازۂ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے بنے تھے اور غلہ کی قیمت جو عراق مین تھا ایک دن مین

ہزار دینار آتے تھے ۔

آپ کو عراق کی کاشت سے چار پانچ لاکھ اور سیرات کی کاشت سے کم وبیش دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے ۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۵۸)

ایک دفعہ ایک دن میں لاکھ درہم خرچ کئے ۔ زمینداری بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تھی ۔ اور اور ایک زمین سات لاکھ درہم میں فروخت کی اور چار لاکھ نقد ۔ (ایضاً)

ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ چالیس ہزار دینار میں فروخت کی (ایضاً صفحہ ۹۴)

اور بھی ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ سات لاکھ درہم میں فروخت کی ۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (ایضاً)

تمول حضرت زبیر ہمشیر زادہ حضرت عائشہؓ

آپ نے اپنی مملوکہ ایک زمین چھ لاکھ میں فروخت کی ۔ ایک گھر چھ لاکھ درہم میں فروخت کیا ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

آپ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی ۔ چار بیبیوں میں سے ہر ایک کو بتیسواں حصہ یعنی گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے ۔ (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)

اور تاریخ خمیس صفحہ ۱۳۱ جلد ۲ میں ہے ۔

وقد خلف املاکاً بیعت بنحو فی اربعین الف الف درھم و ھذا لم یسمع بمثلہ قط (رد تحفہ صفحہ ۱۲۷)

یعنی زبیر نے اسقدر ملک چھوڑی تھی کہ چار کروڑ درہم میں انکی املاک بیع ہوئی اور یہ وہ مقدار ہے کہ جو کسی کے لیے نہیں سنی گئی ۔

حضرات طلحہ و زبیر کے سچے اسلام اور پکے ایمان کا حال یہ تھا کہ سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام کی

بیعت کرنے والے یہی تھے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنے والے اور جنگ جمل وغیرہ کے سرغنہ بنے۔

آیات و روایات طالبان دنیا کی مذمت میں

پس مہاجرین و انصار کی دولت و ثروت پیش نظر رکھکر خدائے پاک کے اس ارشاد پر غور کرو۔

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ — تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت کا خواہاں ہے۔

قولہ تعالیٰ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلٰھا مذموما مدحورا ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا

سورہ بنی اسرائیل پارہ (۱۵) ع ۲

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اُسے دنیا میں سروست دیدیتے ہیں۔ (مگر پھر (آخر کار) ہمنے اوس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جسمیں وہ برے حالون راندۂ (درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالب آخرت ہوگا اور آخرت کے لئے جیسی کوشش کرنی چاہئے ویسی اس کے لئے کوشش بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہین جنکی محنت (خدا کے ہان) مقبول ہوگی۔

اس موقع پر سیرت النبی جلد اول صفحہ ۴۴۴ کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔

"جہاد مین فتح پانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کا مقصد یہ نہین قرار دیا گیا کہ فاتح دولت و مال اور حکومت کا لطف اٹھائین بلکہ یہ غرض رکھی گئی کہ لوگون کو عبادت و ریاضت اور فقراء کی دستگیری کی تلقین کرین اور اچھی باتین پھیلائین اور برے کامون سے لوگون کو روکدین۔

الذین مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔
یعنی وہ لوگ کہ اگر ہم انکو زمین پر قبضہ دین تو وہ نماز کے پابند ہون گے زکوٰۃ ادا کرینگے اچھی باتون کا حکم دین گے اور بری باتون سے روکین گے۔

کسی ملک کی فتح سے جو دولت ومال ہاتھ آتا تھا وہ فاتح کا خاص حصہ ہوتا تھا جسکو وہ اپنے مصارف عیش مین استعمال کرتا تھا۔ اور دربار کے امرا درجہ بدرجہ اس سے مستفید ہوتے تھے لیکن اسکا مصرف یہ قرار دیا۔ واعلموا انما غنمتم الخ اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت ملے تو اسکا پانچوان حصہ خدا کا ہے اور رسول کا اور رشتہ دارونکا اور قیدیونکا اور غریبونکا اور مسافرون کا۔ جہاد نہ صرف حقیقت کے لحاظ بلکہ صورۃً بھی عبادت بنا دیا گیا مجاہدین کو تاکید تھی کہ عین جنگ کے وقت بھی خدا کا نام لیتے رہین۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (انفال)
مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہوجاے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول ۴۳)

قصہ مختصر اب انکے مال غنائم لوٹنے اور زر ومال جمع کرنے پر نگاہ رکھکر فرمائیے کیا یہی وہ اصحاب ہین جن کی نسبت آپنے شد ومد سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص وہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے،

حدیث الفقر فخری

کیا سرور عالم صلعم نے بیت المال قائم کیا تھا اور جو مال آتا تھا اوسکو رکھ چھوڑتے تھے۔
کیا تقسیم مال مین رعایت فرمایا کرتے تھے۔
کیا حضرت صلعم کے حالت حیات وممات مین ایک درہم بھی بیت الشرف سے نکلا۔

فقر وفاقہ کو کون دوست رکھتا تھا۔ اور الفقر فخری کس کا قول تھا۔

جہیز حضرت فاطمہ زہرا

رسول الثقلین نے جو دین و دنیا کے شہنشاہ تھے اپنی اکلوتی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اُسکی تصریح جناب مولوی شبلی صاحب یہ کرتے ہین۔

شہنشاہ کونین نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی چمڑے کا گدا جس مین روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل ایک مشک دو چکیان دو مٹی کے گھڑے تھے۔ (سیرت النبی جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

مہر حضرت فاطمہ زہرا

پس صحابہ ممدوحین کا تو قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلنا بے بنیاد ہے۔ ہان آل رسول بیشک قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا سے پاک تھے جس کا کچھ ذکر ہم اس جلد مین بعنوان شواہد نقلی کر چکے ہین اس جگہ اوس مہر کا ذکر کرتے ہین جس کا حال جناب شمس العلما نے تحریر فرمایا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

جب حضرت علی نے رسول اللہ سے درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی وہ چپ ہین یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔

آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لئے کیا ہے بولے کچھ نہین۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی (جنگ بدر مین ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپ نے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ ناظرین کو خیال ہوگا کہ بڑی قیمتی چیز ہوگی لیکن اگر وہ اوسکی مقدار جاننا چاہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ صرف سو اسی روپیہ کا مال تھا زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ کے نذر کیا۔ (ایضاً صفحہ ۲۶۷)

جس طرح آل رسول کے فقر کی یہ حالت تھی اسی طرح معیشت کی بھی یہی کیفیت تھی کہ مثل رسول فاقے پر فاقے گزرا کرتے تھے۔ پانی سے افطار کرکے روزہ پہ روزہ رکھتے تھے لیکن سائل کو

محروم نہ پھیرتے اور اپنی نذر پوری کرتے تھے جس پر خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

شان نزول آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ

مروی ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوے جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے نذر کی کہ اگر پروردگار عالم ان دونون کو اس بیماری سے صحت دے تو تین روزے رکھین گے۔ شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے اپنی نذر پوری کی یعنی پیا پے تین روزے رکھے اور ہر افطار پر سائل آتے رہے اور یہ خاصان خدا اپنے اپنے حصہ کی روٹی انکو دیتے رہے اور پانی پی پی کر تین روزے مسلسل رکھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورہ دہر انکی شان مین نازل فرمایا اوس مین یہ آیات پاک ملاحظہ ہون۔

یوفون بالنذر ویخافون	یہ وہ لوگ ہین جو نذرین پوری کرتے ہین اور
یوما کان شرہ مستطیرا ۝	اسدن سے جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہین
ویطعمون الطعام علی حبہ	اور اسکی محبت مین محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا
مسکینا ویتیما واسیرا ۝	کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو تمکو خالص خدا کیلئے
انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید	کھلاتے ہین ہم تم سے نہ بدلے کے خواستگار ہین
منکم جزاء ولا شکورا ۝ انا	اور نہ شکر گزاری کے ہمکو تو اپنے پروردگار سے
نخاف من ربنا یوما عبوسا	اسدن کا ڈر ہے جسمین منہ بن جائینگے اور چہرے
قمطریرا ۝ (سورۂ دہر)	ہوائیان اڑتی ہونگی۔

مفسرین اہلسنت نے اس سورے کا شان نزول یہ لکھا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن وحسین علیہما السلام بیمار ہوے تو جناب رسول خدا صلعم کچھ لوگون کے ساتھ عیادت کو تشریف لاے بعد دیکھنے کے جناب امیر سے فرمایا اے ابو الحسن بہتر ہوتا اگر تم ان دونون فرزندون کی صحت کے لیے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر فاطمہ زہرا اور

فضہ نے تین تین روزون کی نذر کی۔ جب دونون صاحبزادے اچھے ہوے اور نذر کے پورا کرنیکا وقت آیا تو گھر مین کچھ نہ تھا جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لئے جناب سیدہ نے ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیان پکائین شام کو کھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ مین ایک مسلمان مسکین ہون مجھے کھانا دو خدا انھین جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی سب نے اپنے اپنے آگے کی روٹیان دیدین اور فقط پانی پیکر سور ہے۔ دوسرے دن۔ پھر روزہ رکھا جناب سیدہ نے پھر پانچ روٹیان پکائین اور کھانے بیٹھے تھے کہ ایک یتیم نے آواز دی سب نے اپنی اپنی روٹی اوسکو دیدی اور صرف پانی سے افطار کیا۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی پھر سب بزرگوارون نے اپنی اپنی روٹی دیدی چوتھے دن صبح کو جناب امیرؑ صاحبزادون کے ہاتھ پکڑے ہوے حضرت رسولؐ کی خدمت مین حاضر ہوے جب رسول اللہ کی نظر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہین تو فرمایا کہ مین تم لوگون کو کسقدر تکلیف کی حالت مین دیکھ رہا ہون پھر خود اٹھے اور اون کے ساتھ جناب سیدہ کے مکان مین آئے تو فاطمہ زہرا کو محراب عبادت مین دیکھا انکی پیٹھ پیٹ سے ملگئی ہے۔ اور آنکھین دھنس گئی ہین یہ دیکھکر حضرت کو بہت رنج ہوا کہ یکایک حضرت جبریل نازل ہوے اور کہا لیجیے یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو کہ خدا نے یہ سورہ آپ کے اہل بیت کی شان مین نازل کیا ہے اور سورہ دہر کی تلاوت فرمائی،، (دیکھو تفسیر کشاف جلد سوم ص۲۳۹ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر)۔

اس روایت کو بیضاوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ (منقول از ترجمہ قران مولوی حافظ فرمان علی صاحب ص۹۲۴)۔

عبادت رسول و وصی رسول

جناب سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علاوہ فرائض نبوت و رسالت عبادت مین بھی بہت مشقت فرماتے تھے دس برس تک پنجون کے بھل کھڑے ہو کر رات رات بھر نماز پڑھی حتی کہ آپ کے پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا خدائے عز و جل نے آیہ کریمہ۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک	(اے) طٰہٰ (رسول اللہ) ہمنے تمپر قرآن
القرآن لتشقی الا تذکرۃ	اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اسقدر)
لمن یخشیٰ ؕ	مشقت اٹھاؤ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے
	اس کیلئے نصیحت (قرار دیا) ہے۔

نازل فرما کر اپنے حبیب کو اسقدر مشقت سے روکا۔ آل رسول نے اس مین بھی آپ کا اتباع کیا۔ چنانچہ وصی رسول کا دن و رات مین ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے اور خضوع و خشوع کا حال اوپر "شواہد نقلی" مین لکھا گیا ہے۔

عبادت جناب امام زین العابدین

احوال جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ آپ نماز کی حقیقت سے بھی واقف ہین فرمایا البتہ مین نماز کو خوب جانتا ہون۔ اُس نے افعال نماز مبطلات نماز۔ نوافل نماز۔ فرائض نماز۔ سبکو پوچھنا شروع کیا حضرت نے سب کا جواب دیا یہان تک کہ اوس نے پوچھا افتتاح نماز یعنی ابتدا اسکی کیا چیز ہے فرمایا تکبیر۔ اوس نے کہا برہان نماز کیا ہے فرمایا قرأت۔ پوچھا خشوع نماز کیا ہے فرمایا نظر سجدہ گاہ پر رکھنا۔ کہا تحریم نماز کیا ہے فرمایا تکبیر۔ کہا تحلیل نماز کیا ہے فرمایا تسلیم۔ پوچھا جوہر نماز کیا ہے فرمایا تسبیح۔ کہا آخر نماز کیا ہے فرمایا تعقیب کہا تمامی نماز اور تکمیل نماز کیا ہے فرمایا درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔ پوچھا سبب قبول نماز کیا ہے فرمایا ہم اہلبیت کی محبت اور ہمارے دشمنون سے کراہت۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ آپ نے کوئی حجت اُٹھا نہین رکھی اور یہ آیت پڑھتا ہوا چلا گیا۔

الله اعلم حیث یجعل رسالته — اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُس نے اپنی رسالت کہان قرار دی ہے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا اور تمام جسم مین لرزہ پڑ جاتا تھا۔ جب کوئی پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کیا تم نہین جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونیکو اور کس سے باتین کرنے کو جاتا ہون۔ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو رنگ بدل جاتا تھا اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے خوف خدا سے بند بند بلکہ تمام اعضا کانپنے لگتے تھے اور آپ اپنے سرنیاز کو درگاہ بے نیاز مین رکھے یہ عرض کرتے تھے۔

الٰهی نامت العیون وغارت النجوم وانت الملك الحی القیوم غلقت الملوك ابوابها واقامت علیه حراسها وبابك مفتوح للسائلین جئتك لتنظر الی برحمتك یا ارحم الراحمین

خداوندا سب لوگ سو گئے۔ آسمان پر ستارے ڈوبنے لگے مگر تو ایسا بادشاہ زندہ وقیوم ہے جو کبھی نہین سوتا۔ بار الٰہا بادشاہان دنیا نے اپنے دروازے بند کر لئے اور دروازون پر دربان مقرر کر دئے ہین کہ کوئی وہان پہونچ نہین سکتا مگر تیرا دروازہ سائلین کے واسطے کھلا ہوا ہے مین تیرے در پر حاضر ہوا ہون تو میری طرف عین عنایت اور نظر رحمت سے دیکھ کہ تو ارحم الراحمین ہے

اشعار

یامن یجیب دعا المضطر فی الظلم — یاکاشف الضر والبلوی مع السقم

اے قبول کرنیوالے دعاء مضطر کے اس تاریکی مین — اے دور کرنے والے مصیبت و بلا کے مع بیماری کے

ادعوک رب دعاء قد امرت بہ ۔۔۔ فارحم بکائی بحق البیت والحرم

مین تیرے حکم کے بموجب تجھ سے دعا کرتا ہون ۔۔۔ اس خانہ معظم اور حرم محترم کا واسطہ میرے رونے پر رحم کر

ان کان عفوک لا یرجوہ ذو سرف ۔۔۔ فمن یجود علی العاصین بالنعم

اگر تیرا فضل اور تیرا عفو گناہگارون کے واسطے نہو ۔۔۔ تو پھر گنہگارون پر کون رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین گئے دیکھا کہ آپ کی عبادت انتہائے مرتبہ کی بڑھی ہوی ہے۔ جاگنے سے رنگ زرد ہے رونے سے آنکھین ورم کر گئین ہین کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹہ پڑ گیا ہے۔ اور کثرت قیام سے دونون پاون پر ورم آگیا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین نے یہ حال دیکھا رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے فرزند وہ صحیفہ جس مین عبادت علی ابن ابی طالب لکھی ہے لے آو۔ جب مین نے لاکر دیا تھوڑا سا اس مین سے پڑہا اور گھبرا کر رکھدیا اور فرمایا کس کی مجال ہے کہ مثل علی ابن ابی طالب کے عبادت کرسکے۔ اور جنکو آپ رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلنا بتاتے ہین اُن کی نماز کا حال بقول شبلی صاحب یہ تھا کہ۔

> کوئی ضروری کام آپڑتا تو حضرت عمر پہلے اسکو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر آپکی طرف بڑہا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔"

ہمنے جو حالات آپ کے زہد و تقوی اور روزہ نماز کے الفاروق سے لے کر اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی لکھے ہین وہ ملاحظہ فرمائین۔ غرض خلق و مروت۔ مرتبت و ہمت۔ اطاعت و عبادت سخاوت و شجاعت حلم و حیا صبر و رضا۔ زہد و اتقا۔ جود و سخا۔ مہر و وفا۔ خلت و صفا۔ اور رحم و کرم وغیرہ وغیرہ صفات مین کونسی صفت ایسی ہے جس مین آل رسول نے آنحضرت صلعم کی پیروی نہین کی۔ اللہم صل علی محمد و آلہ

پس یہی خاصان خدا ہین جو ہر امر مین رضائے الٰہی ملحوظ رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلتے تھے جسکا مداح خود خداوند عالم ہے نہ کہ وہ مہاجرین و انصار جو طالب دنیا تھے۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خلاف سنّت رسول مقبول صلعم بیت المال قائم کرکے غنی بن گئے۔ چونکہ ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؑ تو ہر امر مین رسول کے قدم بقدم چلین گے اسی لئے مجلس شوریٰ مین اُن جناب سے خلافت دینے کے لئے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی شرط کی گئی تھی جس سے آپ نے قطعًا انکار کیا اور فرمایا کہ مین کتاب خدا اور سنّت رسول پر عمل کرونگا۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۹ مقدمہ کتاب مین خلفاء ثلاثہ کے طرزِ عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب امیر صاحب الرائے اور مدبر تھے

واما الرای والتدبیر فکان	یعنی رائے اور تدبیر مین حضرت علی کا
من اسد الناس رایا واصحهم	درجہ سب سے بڑھا ہوا تھا آپ کی رائے
تدبیرا وهو الذی اشار علی	سدید ہوتی تھی اور تدبیر آپ کی صحیح حضرت
عمر لما عزم علی ان یتوجہ بنفسہ	ہی نے عمر کو اسوقت رائے دی تھی جبکہ وہ خود
الی حرب الروم والفرس بما اشار	حرب روم و فارس کو جارہے تھے اور انھون
وهو الذی اشار علی عثمان	نے اوسپر عمل کیا حضرت نے عثمانؓ کو
بامور کان صلاحہ فیها ولو قبلها	کیسی کیسی رائین دین کہ اگر وہ ان پر
لم یحدث علیہ ما حدث وانما	عمل کرتے تو ان آفتون مین نہ مبتلا ہوتے۔
قال اعداؤه لا رأی لہ لانہ	یہ جملہ آپ کے دشمنون نے گڑھا ہے کہ
کان متقیدا بالشریعة لا یری	حضرت صائب رائے نہ تھے کیونکہ آپ
خلافها ولا یعمل بما یقتضی	پابند شریعت تھے اوسکے خلاف کرنا

الذین تحریمہ وقد قال علیہ السلام
لولا الدین والتقی لکنت ادھی العرب
وغیرہ من الخلفاء کان یعمل بمقتضی
ما یستصلحہ ولیستوقفہ سواء کان
مطابقا للشرع اولم یکن ولا ریب ان
من یعمل بما یودی الیہ اجتہادہ ولا یقف
مع ضوابط وقیود یمتنع لاجلہا ما یری
الصلاح فیہ تکون احوال الدنیاویۃ
الی الانتظام اقرب ومن کان
بخلاف ذلک تکون احوال الدنیاویۃ
الی الانتشار اقرب
(از رد تحفہ صفحہ ۲۵۵)

جائز نہ جانتے اور وہ باتیں نہ کرتے جواز روے
دین حرام تھیں چنانچہ خود حضرت نے
فرمایا اگر خیال دین و تقوی نہوتا تو ہم
تمامی عرب سے زیادہ چالاک ہوتے۔
دوسرے خلفاء اس طرح پابند نہ تھے وہ
مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتے تھے
خواہ شریعت کے موافق ہو یا اسکے خلاف۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی راے اور
اجتہاد پر عمل کرتا ہے وہ کسی ضابطہ شرعی
و قاعدہ دینی کا پابند نہیں ہوتا اسکے امور
دنیویہ منتظم ہوتے ہین اور جو اوسکے خلاف
کرتا ہے اکثر امور دنیویہ مین انتشار ہوتا ہے

اور صفحہ [illegible] مین اور زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ سبب مخالفت جناب امیرؑ۔

وروی علی بن محمد بن ابی سیف
المدائنی عن فضیل بن الجعد قال
آکد الاسباب فی تقاعد العرب عن
امیر المومنین علیہ السلام امر المال
فانہ لم یکن یفضل شریفا علی مشروف
ولا عربیا علی عجمی ولا یصانع الرؤساء

علی بن محمدؐ ابو یوسف مدائنی فضیل بن
جعد سے روایت کرتے ہین کہ سب سے بڑا
سبب عرب کی مخالفت کا جناب امیر سے
یہی مال تھا کہ وہ حضرت نہ کسی شریف کو
زیادہ مال دیتے نہ عربی کو عجمی پر فضیلت
دیتے نہ روساء نہ امراء قبائل کا زیادہ خیال

واسراء القبائل كما يصنع الملوك	کرتے جو قاعدہ سلاطین کا ہے اور نہ کسی کو
ولا يستميل احدا الى نفسه وكان	مال کے ذریعے سے اپنی طرف مائل کرتے اور
معاوية بخلاف ذلك فترك الناس	معویہ کا عمل اسکے خلاف تھا اس وجہ سے عرب
عليا والتحقوا بمعاوية فشكى على عليه	نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا اور معاویہ سے
السلام الى الاشتر تخاذل اصحابه	مل گئے جناب امیر نے اسکی شکایت کی مالک
وفرار بعضهم الى معاوية فقال	اشتر سے کہ لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر معویہ سے
الاشتر يا امير المومنين انا قاتلنا	ملے جاتے ہین تو مالک اشتر نے جواب دیا کہ
اهل البصرة باهل البصرة واهل	یا حضرت پہلے ہمنے خود اہل بصرہ کے ساتھ
الكوفة ورأى الناس واحد وقد	اہل بصرہ و اہل کوفہ کی معیت مین جہاد کیا
اختلفوا بعد وتعادوا وضعفت	اوس وقت رائے ایک تھی اسکے بعد اختلاف
النية وقل العدد وانت تاخذهم	پیدا ہوا اور نیتین ضعیف ہوگئین اور تعداد
بالعدل وتعمل فيهم بالحق	اونکی کم ہوگئی آپ سب کے ساتھ عدل
اذ عموا به واغتموا من العدل	کرتے ہین اور حق کے مطابق عمل کرتے ہین
اذ صاروا فيه ورأوا صنائع معاوية	وضیع و شریف مین آپ کے نزدیک کوئی
عند اهل الغناء والشريف	فرق نہین تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہین وہ بھی
فتاقت انفس الناس الى الدنيا	آپ کے عدل و انصاف سے گھبرا اوٹھے
وقل من ليس للدنيا بصاحب	اور اون ترکیبون کو دیکھا جو معاویہ کرتا ہے
واكثرهم يجتوي الحق ويشتري	اہل غنا و شریف کے ساتھ کیونکہ کم لوگ
الباطل ويوثر الدنيا فان تبذل	ایسے ہین جو دنیا کے خواہان نہون اکثر تو

المال یا امیر المومنین یمیل
الیك اعناق الرجال وتنصف
السنتهم لك ویستخلص ودّهم
صنع الله لك یا امیر المومنین
وكبت اعداءك وقصّ جمعهم
واوهن كیدهم وشتّت امورهم
انه بما یعلمون خبیر فقال علی
علیه السلام امّا ما ذكرت
من عملنا وسیرتنا بالعدل
فانّ الله عزّ وجلّ یقول من
عمل صالحا فلنفسه ومن اساء
فعلیها وما ربّك بظلّام
للعبید وانا من ان اكون
مقصرا فیما ذكرت اخوف واما
ما ذكرت من ان الحق ثقل
علیهم ففارقونا لذلك
فقد علم الله انهم لم یفارقونا
من جور ولا لجئوا اذ فارقونا الی عدل ولم
یلتمسوا الا دنیا زائلة عنهم كان قد فارقوه

ایسے ہوتے ہین جو حق کو بیچکر باطل خریدتے
ہین اور دنیا کو اختیار کرتے ہین۔ پس اگر
آپ مال دنیا سے بخشش کرین تو دیکھین کسطرح
لوگون کی گردنین آپ کی طرف جھکتی ہین
اور کیسے خیر خواہ بنجاتے ہین خدا آپ کے
امور کو درست کرے اور دشمنون کی جمعیت
اور کید و مکر کو پراگندہ کرے۔ انّہ
بما تعملون خبیر
جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تمنے جو کہا کہ
ہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہین تو
خداوند عالم فرماتا ہے من عمل صالحا
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وما ربك
بظلام للعبید یعنی جس نے
اعمال نیک کئے تو اپنے واسطے کئے اور اگر
اعمال بد ہین تو اوسکا وبال اوسی پر پڑے گا
اور اللہ اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا۔
اب اگر ہم اس مین تقصیر کرین تو خدا سے
خوف کرتے ہین۔ رہا یہ امر کہ حق اون پر گران
گذرتا ہے اس وجہ سے وہ ہمسے جدا ہو جاتے ہین

ولیسئلن یوم القیٰمۃ الدنیا
ارادوا ولله عملوا وانما ماذکرت
من بذل الاموال واصطناع
الرجال فانہ لا یسعنا ان نوتی
امرا من الفی اکثر من حقہ
وقد قال الله سبحانہ وتعالی
وقولہ الحق کم من فئۃ قلیلۃ
غلبت فئۃ کثیرۃ باذن
الله والله مع الصابرین وقد
بعث الله محمدا صلی الله
علیہ وآلہ وحدہ فکثرہ بعد
القلۃ واعز فئۃ بعد الذلۃ
وان یرد الله ان یولینا
ھذا الامر یذلل لنا صعبہ
ویسھل لنا حزنہ وانا
قابل من رایک وما
کان الله عز وجل
رضا وانت من امن الناس
عندی وانصحھم لی

توخدا جانتا ہے کہ انھون نے اسوجہ سے مفارقت
نہین کی کہ ہم نے اون پر کوئی ظلم کیا ہوا ورنہ
ہمکو چھوڑ کر وہ کسی عادل کی پناہ مین جاتے
ہین بلکہ اونکی غرض وہی دنیا ہے جو زایل
ہونے والی ہے اُسی کی خواہش مین جاتے ہین
اور بروز قیامت ان سے سوال کیا جائے گا
کہ دنیا کی خواہش کی تھی یا خدا کے لئے عمل
کیا تھا۔ رہا یہ امر کہ ہم بھی بذل مال کرین اور
اس ذریعہ سے لوگون کو مایل کرین تو ہمکو جائز
نہین کہ مال غنیمت سے کسی کو اُس کے حق سے
زیادہ دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔
ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا کے حکم سے گروہ قلیل
گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور خدا صبر کرنے والونکے
ساتھ ہے اور خدا نے حضرت کو مبعوث برسالت
کیا جو تنہا تھے پھر بعد قلت خدا نے انکو بڑھایا
اور بعد ذلت عزیز کیا تو اگر خدا کو منظور ہے
کہ ہمارے امور کی اصلاح کیے تو ان سختیونکو
دور کردے گا اور اُس کی دشواریونکو آسان
کرے گا اور ہم تمھاری وہ رائے قبول کرینگے

واو ثقهم في نفسي ان شاء الله۔ — جس مین خداوند عالم کی رضا ہے اور تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ امین و معتمد علیہ اور خیر خواہ ہو۔ (ایضاً صفحہ ۲۵۲)

کون اپنے پیغمبر کا پیرو تھا۔

اب ہمارے بھائی چشم انصاف سے ان روایتون کو ملاحظہ فرمادین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ آلِ رسولؐ اور اصحاب رسول مین کون اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ کون پابند حرص و ہوا تھا۔ اور کون اُس سے پاک رہا کس نے بمقابلہ آخرت دنیا کو ترجیح دی اور کس نے آخرت کو۔

قولہ تعالیٰ

تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين — دنیا کی نعمتین تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہین مگر یہ آخرت کا گھر ہے جسکی نعمتون کو ہم نے اُن لوگون کیلئے خاص کر رکھا ہے جو شخص دنیا مین کسی طرح کی شیخی نہین کرنا چاہتے اور نہ فساد کے خواہان ہین۔ اور انجام بخیر تو پرہیزگارون ہی کا ہے۔ (سورۂ قصص)

الحاصل اگر کُل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت محض رضائے خدا کے لئے تھی تو میدان جنگ مین اپنے پیغمبر کو تنہا دشمنون مین چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین مشغول ہوجانے اور تقسیم مال کے وقت باہم لڑنے جھگڑنے اور صرف اپنے ہی آپ کو مال کا مستحق بتانے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "اعدل یا محمد کہنے"، اور خدائے پاک کا سورہ انفال نازل فرمانے کا سبب کیا تھا۔

اگر حضرت ابوبکرؓ اور دیگر اصحاب نے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کا مشورہ بنظر ترحم دیا تھا تو نزول آیہ کریمہ۔

تريدون عرض الدنيا — تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

واللہ یرید الاخرۃ لولا کتاب من اللہ سبق الخ
اگر نہ لکھ چکا ہوتا خدا اپنے علم میں تو اس فدیہ لینے سے تم پر سخت عذاب نازل کرتا۔

کا باعث کیا تھا۔ اگر کلہم اجمعین طمع و حرص سے پاک تھے تو خدائے پاک کا یہ ارشاد کہ

منکم من یرید الدنیا ومنکم یرید الاخرۃ
تم میں سے کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی طالب آخرت۔

کن لوگوں کے نسبت ہے۔

قال

دوسرے اگر تمام مہاجرین و انصار نے ہجرت و نصرت دنیا کی طمع پر کی تھی، تو خدا کا مہاجرین و انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول و مہمل ہوا جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ کسی نے خدا کے لیے ہجرت و نصرت نہیں کی تو کس کی شان میں خدا والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار فرماتا ہے۔ اور جب سب کے سب منافق تھے تو ان کے نسبت لقد رضی اللہ عنهم و رضوا عنه ارشاد کرتا ہے۔ اور بعضوں کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیے اور بعضوں کی دنیا کے لئے تھی تو ان کا نشان دیجئے کہ وے کتنے صاحب تھے جنھوں نے خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوائے تین چار کے اور کوئی نہ نکلے گا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

اقول

کون کہتا ہے کہ جمیع مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت بطمع دنیا کی تھی معاذ اللہ حالانکہ صدہا مہاجرین وانصار تھے جنھون نے غزوات مین خدا اور رسول پر اپنی جانین نثار کین اور ایمان پر خاتمہ کیا۔ اللہ جل شانہ والسابقون الاولون اون کی شان مین فرماتا ہے جنھون نے پہلے پہل دین کیلئے گھر چھوڑے اور ہر طرح کی ایذائین اُٹھائین اور ہنگام جدال وقتال اپنے سینون کو تیرون سے غربال کیا مگر اپنے پیغمبر کے تن پاک پر ایک بھی تیر نہ آنے دیا انھین کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرماتا ہے۔ اُن خالص مخلصون کے اسلام اور ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ جلد اول مین درج ہو چکا ہے لیکن اگر بروے اعتقاد اہلسنت تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت اور نصرت خدا کے لئے کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی مذمت وعتاب فرمانا معاذ اللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے اسلئے جبکہ کلھم اجمعین نے خدا ہی کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی تو پھر خدا کس کی شان مین

منکم من یرید الدنیا ومنکم — تم مین کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی

من یرید الاخرۃ — طالب آخرت۔

فرماتا ہے اور جب سب کے سب سچے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے تو۔

فاعتذروا قد کفرتم — بہانہ مت کرو تم ایمان لانے کے بعد

بعد ایمانکم — پھر کافر ہو گئے۔

کس کے حق مین ارشاد کرتا ہے۔

قال

آیات آلہی کہ مہاجرین انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے تھی۔

تیسرے اللہ جل شانہ نے خود اپنی کتاب مین اس شبہ کو دور کردیا اور اپنے مہاجرین وانصار کی طرف سے جواب دیدیا چنانچہ اور دو آیتون مین اللہ جل شانہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مہاجرین وانصار نے جو کچھ کیا میرے ہی واسطے کیا ہے چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہین۔

پہلی آیت اللہ جل شانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہے۔

الذین اخرجوا من دیارھم — جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے انسے کوئی قصور

بغیر حق الا ان یقولوا — نہین ہوا تھا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار

ربنا اللہ — کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سوا اسکے دوسرا نہ تھا کہ کفاران کے اسلام لانے سے خفا ہوگئے تھے اور اونکے خدا کو رب نہ کہنے سے ناراض ہوگئے تھے اسی تصور مین انھون نے ایذادینی شروع کی اور بہ مجبوری انکو گھر بار چھوڑنا پڑا۔ اب اس آیت کو سن کر بھی حضرات شیعہ یہ کہین کہ مہاجرین نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی تو اونکو زیبا ہے ہمارے تو منہ سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔

اقول

ترديد

بلاشبہ اللہ جل شانہ نے "الذین اخرجوا من دیارھم الخ" سے خاص خاص مہاجرین کی ہجرت کی تصدیق کی ہے نہ کلہم اجمعین کی ؎

دلیکن نہ جملہ زراہ یقین بیکے بہر دنیا یکے بہر دین

چنانچہ مہاجرین طالبان دنیا کے تمول کے بارہ مین جو روایتین ہم اوپر نقل کر آئے ہین وہ انکی دنیا طلبی پر شاہد ہین۔

ان مہاجرین نے دنیا کو دین پر ترجیح دی حتی کہ میدان جنگ سے غنیمت لوٹنے کو فرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مال غنائم کی نسبت جناب مولوی شبلی صاحب سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ۔

ابوداؤد کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۴۳ مین ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملے گا۔ قرآن مجید مین غنیمت کے متعلق متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اوسکی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ احد مین اس بناپر شکست پہونچی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم تم مین کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہین اور

من یرید الاخرة کچھ آخرت کے۔

چونکہ خدا عزوجل ہر ایک کے حالت قلبی سے واقف و آگاہ ہے اور وہ مومن و منافق کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے دوسری آیتون مین مہاجرین کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرما دیا۔

کہ مہاجرین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مہاجر ہونے ہی کے خوشنودی خدا کے مستحق ہو جائینگے۔
بلکہ ہم انکو آزمائین گے کہ آیا جہاد مین ثابت قدم رہے۔ اور سختیان اور تکلیفین صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کین۔

قولہ تعالی

ثم ان ربك للذین ھاجروا	بیشک تمھارا پروردگار ان لوگون کو جنھون نے
من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا	اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیا اور صبر کیا انکی
وصبروا ان ربك من بعدھا	آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے

لغفور الرحیم ۵۔پ ۱۴۔ع ۲۰

اس سے ماقبل کی آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم مین بھی یہ توضیح فرمادی ہے کہ "جنھون نے ہماری راہ مین ایذائین اٹھائین اور قتل کیا اور قتل کئے گئے" اصحاب ثلثہ کا خدا کی راہ مین گھر چھوڑنا اوس کی راہ مین ایذائین اٹھانے کا حال اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے حضرت ابوبکر جو سب صدیقون کے سردار اور افضل الصحابہ اور افضل المہاجرین کہے جاتے ہین ان کی ہجرت کا حال یہ ہے کہ پہلی ہی منزل سے ابن الدغنہ کافر کے ساتھ مکہ واپس آگئے مشرکین و کفار نے حسب راے ابن الدغنہ پھر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا آخر حضرت اپنی قوم کے ساتھ امن و امان سے مکہ مین رہے۔

پس ان آیتون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ کل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے نہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ جو ان مین منافق تھے انھون نے تقسیم مال غنیمت مین آنحضرت صلعم پر خیانت کا الزام لگایا۔ خلاف آداب رسالت گفتگو کی جسکو ہم مفصل پہلی جلد مین بیان کر آے ہین۔ غرض اللہ جل شانہ کے کلام سے شیعون کے عقائد کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اہلسنت والجماعت کی۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خدا کی رضامندی منافقین سے منسوب کرتے ہین پس باوجود اس علم کے کہ صحابۂ ممدوحین کا نہ ایمان درست تھا نہ ہجرت اور نہ نصرت اسپر بھی حضرات اہلسنّت وجماعت یہ فرمائین کہ کل مہاجرین نے خدا کیلیے ہجرت کی تھی اور جمیع انصار نے اللہ کیلئے نصرت کی تو یہ فرمانا انھین کو زیبا ہے ہمارے منہ سے تو ایسی بات نکل ہی نہین سکتی

قال

دوسری آیت مین اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہے۔

والذین تبوؤ الدار والایمان	اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ مین رہتے
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و	تھے وہ چاہتے ہین ان لوگون کو جو ہجرت کر کے
لایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا	ان کے پاس آئین اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے
ویؤثرون علی انفسھم ولوکان	اس کا کچھ خیال نہین کرتے اگرچہ وہ خود ہی محتاج
بھم خصاصۃ ومن یوق شح	ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے
نفسہ فاولئک ھم	ہین اور کچھ بھی حرص وطمع نہین رکھتے اور جو ایسے
المفلحون	ہین وہی فلاح پائینگے۔

پس دیکھنا چاہئے کہ خدا انصار کی کیسی تعریف کرتا ہے اور اس امر کی کہ انکی نصرت صرف واسطے خدا کے ہے کیسی توصیف فرماتا ہے پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرمائے اور انصار کی نصرت کو فقط اپنے لئے تصدیق کرے اوس پر بھی شیعون کے منہ سے یہ بات نکلے کہ اونکی ہجرت ونصرت دنیا کے واسطے تھی۔

اقول

اللہ جل شانہ کی تصدیق انہین انصار کے نسبت ہے جنھون نے لوجہ اللہ مہاجرین کو اپنے گھر وںمین ٹھیرایا اور انکی مدد کی اور جب جہاد کا حکم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے قدمون پر اپنی جانین نثار کین اور خاتمہ ایمان پر کیا اللہ جل شانہ نے اون انصار کی تصدیق نہین کی جنھون نے دنیا کے لئے ٹھہرایا تھا۔ اور بقول علماء مفسرین اہلسنت۔

جب روز حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو رسول اللہ صلعم نے اوس مین سے سو شتر قریشیون کو دئے اوس پر انصار نے کہا کہ خدا رسول کی مغفرت کرے کہ وہ قریشیون کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے خون قریش ٹپکتا ہے اور جب شدت کا وقت ہوتا ہے اوسوقت ہم پکارے جاتے ہین اور غنیمت کا مال جو ہمارا ہے غیرونکو دیا جاتا ہے ''

(دیکھو آیات محکمات جلد اول دوسری دلیل)

بلکہ حق سبحانہ وتعالی ایسے انصار و مہاجرین کی حرص وہوس اور طمع کی تصدیق فرماتا ہے۔

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم و اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین۔	(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کے بارہ مین پوچھتے ہین تم کہدو کہ وہ اللہ اور رسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی جھگڑونکی اصلاح کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اوسکے رسول کی اطاعت کرو۔

پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ بیشتر مہاجرین کی ہجرت کو صرف دنیا کے لئے فرمائے اور آیت انفال نازل فرماکر انصار کے طمع کی تصدیق کرے پھر بھی ہمارے بھائیونکے منہ سے

یہ بات نکلے کہ کل مہاجرین کی ہجرت اور جمیع انصار کی نصرت خدا کے واسطے تھی۔ اِنّ ہذا لشئ عجاب۔ قولہ تعالی۔

افلا یتدبرون القرآن ام	کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہین کرتے اور
علی قلوب اقفالها	نہین سمجھتے کیا اونکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین

قال

اے یاروذراتو سوچو کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب ۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو فرماے کہ مہاجرین و انصار اچھے اور تم کہو کہ نہین وہ برے سے برے ۔ وہ کہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی ۔ تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اون سے راضی اور نہ وہ خدا سے راضی ۔ اللہ فرماے کہ انھون نے میرے لئے ہجرت کی اور نصرت میرے واسطے کی اور تم کہو نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے حرص و دولت کے پیچھے پیغمبر کی نصرت مین شریک ہوے ۔ آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو ۔

امامیہ خدا کے کلام کی تصدیق نہین کرتے

اے بھائیو ایک آیت دو آیتین ہون تو اوسکی تاویل ہوسکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن مجید مہاجرین و انصار کے ذکر سے بھرا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے ۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو عبد اللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ تو قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے نہ اسکی تصدیق کیجاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود　　ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

اقول

اما میہ تصدیق کرتے ہین۔

الحمد للہ علی احسانہ شیعیان علیؑ خدا ورسول کے احکام پر چلتے ہین اور ان کا مذہب بموجب حدیث قرطاس قرآن و اہلبیت پر ہے۔ عبد اللہ بن سبا ایک یہودی کافر تھا جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اُن جناب نے اسکو بہت سمجھایا ڈرایا کہ اس کفر سے باز رہے مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے اُسکو جلوا دیا۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو فروغ دینے کی خاطر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو اُس ملعون سے منسوب کر دیا ہے۔ پس ہم خداے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہین۔ چونکہ مہاجرین و انصار مین مومن و منافق دونون گروہ شامل تھے لہذا محض ہجرت ایمان کامل کی دلیل نہین ہے۔ قرآن مجید مین متعدد مقامات پر اصحاب منافقین کا ذکر ہے ان کے بارہ مین متعدد آیتین آیات محکمات جلد اول مین اور اس جلد مین بھی درج ہو چکی ہین۔ پس اُن مین جو مومن تھے انہین کو خداے عزوجل نے اچھا فرمایا ہے۔ اور ہم بھی حسب قول باریتعالی ولیعلمن اللہ الذین آمنوا ولیعلمن المنفقین۔ ضرور اللہ انکو بھی جان لیگا جو ایمان لے آے اور وہ منافقونکو بھی خاطر خواہ جان لیگا،، مومنین کو اچھا اور منافقین کو برا سمجھتے ہین۔

بھائیو ذرا تو سوچو کہ تم خداے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو اصحاب رسول کی نسبت صاف ارشاد فرماے کہ۔

منھم المومنون و اکثرھم الفاسقون ۝ اُن مین مومن بھی ہین اور بہتیرے فاسق

تم کہو نہین ،، جمیع صحابہ عدول اند،، وہ تو باین شروط۔

ثم ان ربک للذین ھاجروا من — بیشک تمہارا پروردگار اُن لوگون کو جنھون نے
بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا — اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کئے اور صبر کیا اُنکی آزمایش
ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ۝ — کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وعدۂ مغفرت فرمائے رتم کہو سب غلط خدا نے اُنکے حق مین فرمادیا ہے کہ اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم۔ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی تو غزوۂ حنین سے اصحاب کے فرار ہو جانے پر باین الفاظ پاک۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ — خدا نے تمھاری بہتیرے مقامات پر (غیبی) امداد کی

ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم — اور جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی کثرت نے

فلن تغن عنکم شیئا وضاقت — مغرور کردیا تھا پھر وہ کثرت تمھین کچھ بھی کام نہ آئی

علیکم الارض بما رحبت ثم — اور تم ایسے گبھرائے کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے

ولیتم مدبرین ۝ — تمپر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

شہادت دے۔ اور جناب شاہ صاحب فرمائین۔ اما فرار حنین درحقیقت فرار نبود۔

عزیزو ایک آیت ہو دو آیتین ہون اُنکی تاویل ہوسکتی ہے اُس کے معنی بن سکتے ہین۔ جب سارا قرآن اصحاب منافقین کے ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے اور بہ نعت حفظ قرآن کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماؤگے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو تمنے اپنے اُن پیشواؤن کا اختیار کرلیا جنھون نے خلاف اطیعوا اللہ ورسولہ عمل کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی تارک فیکم الثقلین" الخ کو پس پشت ڈال کر ایک نیا دین ومذہب قائم کرلیا تھا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی۔ نہ قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے اور نہ اوس کی تصدیق کی جاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود — ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

قال اللہ تبارک وتعالی۔

وقد کان فریق منھم — حالانکہ ایک گروہ اُن مین ایسا ہے کہ

يسمعون كلام الله ثم يحرّفونه — کلام خدا کو سنتے ہین پھر بعد اس کے کہ اُسے سمجھ
من بعد ما عقلوه وهم يعلمون — چکے ہون جان بوجھکر اُس مین تحریف کرتے ہین
(س بقرہ ع ۹)

احوال ہجرت وشہادت انصار سید الشہدا علیہ السلام

اس موقع پر ہم معزز ناظرین کی توجہ آیہ کریمہ والسابقون الاولون کے ان الفاظ پاک والذین اتبعوھم باحسان الخ پر مبذول کراتے ہین اور کچھ ذکر ان خالص مومنین کا کرتے ہین جنھون نے ان مہاجرین وانصار کا اتباع کیا اور بسبب قبول حسن طاعت وریاضت خوشنودی خدا حاصل کی اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

وآنانکہ متابعت کردند سابقان را بایمان وطاعت مراد سائر صحابہ اند مہاجر وانصار کہ پیروی سابقان کردند وگفتہ اند کہ متابعت ایشان کند تا قیامت از زمرہ متابعان خوشنود شد خداے از ایشان بقبول طاعت ایشان۔ سابق ولاحق درین رضا داخل اند۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۷)۔

ان سے مراد ہماری وہ چند نفوس پاک ہین جنھون نے در دین سے محض خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے اپنے عیال واطفال اور گھر بار چھوڑکر سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی اور اپنی جانین امام علیہ السلام پر نثار کین۔ صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ آیہ وافی ہدایہ۔

اذن للذين يقاتلون — اجازت دیگئی ان لوگون کو جن سے (مشرکین)
بانهم ظلموا وان الله على — لڑا کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا بہ تحقیق
نصرهم لقدير ٭ الذين — کہ اللہ ان (مومنین) کی مدد کرنے پر قادر وتوانا
اخرجوا من ديارهم — ہے وہ لوگ ایسے ہین کہ اپنے گھرون سے

بغیر حق الا ان یقولوا ربنا — ناحق نکالے گئے۔ انکا اسکے سوا کوئی قصور نہ تھا

اللہ ط (پ ۱۷ ع ۱۳) — کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدا ے واحد ہے۔

کی تفسیر کرتے ہین کہ یہ اول آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین نازل ہوی جب آنحضرت صلعم مکہ مین تھے تو کفار مسلمانون کو بہت اذیت پہنچایا کرتے تھے وہ لوگ آکر جناب رسول خدا صلعم سے شکایت کیا کرتے تھے حضرت فرما دیتے تھے کہ صبر کرو ابھی ہمین حکم جہاد نہین ہوا ہے یہان تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسوقت یہ آیت نازل ہوی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت شان مین تو مہاجرین کے نازل ہوی مگر اسکا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وہ ناحق اپنے اپنے گھرون سے نکالے گئے — آیہ والسابقون کا اتمام اہلبیت پر

جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک امر خاص تھا جو اور کسی کے واسطے نہ تھا وہ یہ کہ اس جناب کو آوارہ وطن ہی نہین کیا بلکہ تمام شہرون سے اور ملکون سے آپ کو منع کیا کہ کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی حضرت کو امان نہ ملے۔ — امام حسینؑ کا خطبہ مکہ مین۔

وہ حضرت خود فرماتے تھے کہ اگر سوراخ مار و کژدم مین بھی پناہ لون تو وہان سے بھی ظالم مجھے نکال کر قتل کرینگے اور یہ ظلم و ستم فقط اُن حضرت پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے سب عزیز و انصار و عیال و اطفال مبتلاء مصائب و آلام ہوئے۔ واحسرتا کہ مدینہ سے جدا ہو کر خدا کے گھر مین پناہ لی مگر وہان بھی پناہ نہ ملی۔ حج بھی نکرنے پائے تھے کہ وہان سے بھی عورتون اور بچون کے ساتھ سفر غربت اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ جسوقت آپ نے وہان سے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک خطبہ مسجد الحرام مین ارشاد کیا اور حاجیون سے خطاب کرکے فرمایا۔

ایہا الناس جو شخص راہ خدا مین جان دینا چاہے وہ میرے ہمراہ ہو کہ کل صبح یہان سے میرا کوچ ہے۔ قسم بخدا مین دیکھتا ہون کہ گویا گرگان صحرا میرے جسم کو درمیان نوادبس و کربلا کے پارہ پارہ کر رہے ہین

مگر کسی نے جواب نددیا۔ حالانکہ حاجیون کا مجمع کثیر تھا جنمین صحابہ و تابعین سب جمع تھے مثل عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے اور سب اسلام کے مدعی تھے۔ سبط رسول بہ سبب جبر و تشدد حج چھوڑ کر اپنی قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے مگر ان حجاج اور صحابہ اور تابعین مین کوئی بھی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے دل مین رسول اللہ صلعم کی اتنی بھی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جز و ایمان سمجھتا اور نصرت کرتا۔ باوجودیکہ اکثر وہ اصحاب بھی اس مجمع مین موجود تھے جو بلا واسطہ خود جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکے تھے کہ میرا بیٹا حسین زمین کربلا پر مارا جائیگا جو تم مین سے اُسوقت موجود ہو اسکی مدد کرے۔

واخرج ابن السکن والبغوی	یعنی کتاب الصحابہ مین ابن السکن اور بغوی
فی الصحابۃ وابونعیم من طریق	اور ابونعیم نے سحیم سے روایت کی ہے کہ انس بن
سحیم عن انس بن الحارث قال	حارث نے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ سے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ فرماتے سنا کہ یہ بیٹا میرا اس زمین مین مارا
وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل	جائیگا جس کا نام کربلا ہے پس جو شخص تم لوگو مین
بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد	سے وہان موجود ہو اسکی مدد کرے۔ پس انس
ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث	بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ
الی کربلا فقتل بھا مع الحسین	شہید ہوے۔ (دیکھو سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۹)

مگر چند نفوس نے جو سید الشہدا کے ہمراہ تھے بلاشبہ سعادت حاصل کی اور اپنی جانین سبط رسول پر قربان کین۔

احوال شب عاشور

خطبہ شب عاشور

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے کل اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ایک خطبہ بفصاحت

وبلاغت شب نہم ماہ محرم کربلا مین ادا فرمایا۔

یعنے مین حمد وثنا خداوند عالم کی بجالاتا ہون ہر حال مین خواہ وہ وقت خوشی ومسرت کا ہو یا رنج ومصیبت کا بارالہا مین اس بات کا شکر کرتا ہون کہ تو نے ہمکو فضیلت نبوت ورسالت کے ساتھ بزرگی وشرف بھی عطا فرمایا ہے اور ہمکو قرآن مجید تعلیم فرمایا اور مسائل حلال وحرام اور احکام دین سے واقف وآگاہ گردانا ہے۔ پروردگارا تو نے ہمکو اپنے فضل وکرم سے گوش شنوا اور چشم بینا اور قلب آگاہ مرحمت فرمایا ہے۔ پس ہمکو تو شاکرین مین محسوب فرما۔ اس کے بعد حضرت فرماتے مین کہ مین نہین جانتا ہون کسی کے اصحاب کو کہ وہ میرے اصحاب سے زیادہ وفادار ہون۔ اور نہ کسی کے اہلبیت کو زیادہ بہتر ونیکوکار اپنے اہلبیت سے خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔

بعد اسکے اپنا حال بیان فرماتے ہین کہ

میرا یہ حال ہے کہ ان اشقیا سے ضرور مجھے جنگ کرنی ہوگی اور یہ اشقیا ضرور مجھے قتل کرینگے۔

پس اے میرے اصحاب واعزا آگاہ ہو کہ مین نے تم سب کو اجازت دیدی۔ یہ پردۂ شب تمکو گھیرے ہوے ہے جس طرف جی چاہے چلے جاؤ اور مجھکو تنہا ان دشمنون مین چھوڑ جاؤ کہ یہ لوگ فقط میری ہی جان کے خواہان ہین اور کسی سے انکو کچھ کام نہین ہے“۔

ار حسینؑ کا
دق ایمان

شہ نے فرمایا کہ ہو جائینگے کل راہین بند — جسکو جانا ہو وہ لشکر سے نکل جائے ابھی
رفقا ہنسکے یہ کہتے تھے کہ دہشت کیا ہے — تیغ کل چلتی ہو گردن پہ تو چل جائے ابھی
الحق ؎

وہ عاشق صادق تھے وہ تھے مومن کامل — دی تھی انھین خالق نے تمیز حق و باطل
کیا ہوش تھا کیا فہم تھی کیا عقل تھی کیا دل — کس حسن سے طے کر گئے وہ عشق کی منزل
محراب عبادت خم شمشیر کو سمجھے

جا وہ وہ مسافر دم شمشیر کو سمجھے

دنیا کے نہ خواہان تھے نہ تھی خواہش اجلال　　تھے دوست فقیرون کے نہ تھی حب زر و مال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال　　شبیر کے عاشق تھے زہے بخت خوشا حال
مقصود یہ تھا جی سے گذر جائینگے پہلے
اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائینگے پہلے

کچھ پیاس کا شکوہ تھا نہ فاقون کی شکایت　　ایک ایک تھا پروانۂ مصباح ہدایت
تھی دل مین ولاے پسر شاہ ولایت　　لب پر فسیکفیکھم اللہ کی آیت
ہر چند نہ سامان وغا ان کی طرف تھا
حضرت کے یہ تھے ساتھ خدا انکی طرف تھا

مست مئی عرفان تھے وہ سب عاقل وذی ہوش　　تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری بار علائق سے سبکدوش　　دل یاد الٰہی مین جو یون دیکھو تو خاموش
ہر دم سر تسلیم تھا خم راہ خدا مین
بڑہتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

مرحبا ان کے صدق ایمان و اعتقاد اور صبر ورضا پر۔

کیا جوانان خوش اطوار تھے سبحان اللہ　　کیا رفیقان وفادار تھے سبحان اللہ
صفدر و غازی و جرار تھے سبحان اللہ　　زاہد و عابد و ابرار تھے سبحان اللہ
زن و فرزند سے فرقت ہوی مسکن چھوڑا
مگر احمد کے نواسے کا نہ دامن چھوڑا

اللہ اللہ عجب فوج عجب غازی تھے　　عجب اسوار تھے بے مثل عجب تازی تھے

گو بہت کم تھے پہ آمادہ جانبازی تھے　　لائق مدح و سزاوار سرافرازی تھے
پیاس ایسی تھی کہ آ گئی جان ہونٹون پر
صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زبان ہونٹون پر

زہد مین حضرت سلمان کے برابر تھا کوئی　　دولت فقر و قناعت مین اباذر تھا کوئی
صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی　　حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی
ہونگے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے
پھر جہاد ایسا نہو گا نہ وہ پیدا ہونگے

گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے　　سر کٹے پاؤن مگر راہ الٰہی مین رہے
یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے　　جس طرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے
اس مصیبت مین نہ پایا کبھی شاکی ان کو
آبرو ساقی کوثر نے عطا کی ان کو

وہ تخشع وہ تضرع وہ قیام اور وہ قعود　　وہ تذلل وہ دعائین وہ رکوع اور وہ سجود
یاد حق دل مین تو سوکھے ہوے ہونٹون پہ درود　　یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود
یون لٹین ہم کہ نہ آل اور نہ اولاد رہے
مگر احمد کے نواسے کا گھر آباد رہے

پیاس مین حرف نہ شکوے کا زبان پر لائین　　سینۂ صاف پہ فاقون مین سنانین کھائین
دل نہ تڑپے جو دم نزع نہ پانی پائین　　تیرے محبوب کی تائید کرین مرجائین
لاشے مقتل مین ہون لاش شہ دلگیر کے پاس
سر ہون نیزون پہ سر حضرت شبیر کے پاس

اللہ اللہ باوجودیکہ آفت وبلا اور تین شبانہ روز کی بھوک وپیاس کی تعب مین مبتلا ہین۔ مگر وہ

پڑھ پڑھ کے نمازین شب عاشور گذاری   خشکیدہ زبانون پہ رہا شکر ہی جاری
ہر دم یہی نعرہ تھا کہ اے ایزدِ باری   اب صبح کو عزت ہے ترے ہاتھ ہماری
خوشنود رہین فاطمہ وہ کام کرین ہم
پہلے ترے محبوب کے پیارے سے مرین ہم

ہم ہین ترے محبوب کے پیارے کے مددگار   مرنے کے لئے آئے ہین یان چھوڑ کے گھر بار
یہ بندۂ بیکس ہے عجب مصیبت مین گرفتار   کر رحم کہ ہے ذات تری راحم وغفار
فاقون کے سبب جسم کی طاقت مین کمی ہے
تجھ سے طلب قوت ثابت قدمی ہے

بیکس ہین مسافر ہین وطن دور ہے گھر دور   ہفتم سے ہمین گھیرے ہے یہ لشکر مقہور
تیرون سے ہون غربال کہ تیغون سے بدن چور   احمد کے نواسے سے جدائی نہین منظور
پھر منہ کسے دکھلائین جو سردار کو چھوڑین
کیونکر ترے مقبول کی سرکار کو چھوڑین

مردون کے لئے ننگ ہے تلوار سے ڈرنا   راحت ہو کہ ایذا ہمین جینا ہمین مرنا
تو چاہے تو مشکل نہین کچھ جی سے گذرنا   اے کل کے مددگار مدد جنگ مین کرنا
فاقون مین ہزارون سے وغا ہو تو مزا ہے
کچھ حق نمک ہم سے ادا ہو تو مزا ہے

نماز شب عاشور

یہ ذکر ابھی تھا کہ یکایک خبر آئی   اے چاند ید اللہ کے شب دو پہر آئی
حضرت کو ستارون کی جو گردش نظر آئی   دل یاد خدا کرنے لگا چشم بھر آئی

فرمایا بڑا اجر ہے بیداری شب کا
اے تشنہ لبو وقت ہے یہ طاعت رب کا
اب عمر بھی آخر ہے نمازین بھی ہین آخر بے توشہ پہونچتا نہین منزل پہ مسافر
ہر وقت ہے رب دوجہان حافظ و ناصر اجر اُنکے مضاعف ہین جو ہین صابر و شاکر
مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو
بندہ وہی بندہ ہے جو بھولے نہ خدا کو
نام اُسکا رہے وِرد سفر ہو کہ حضر ہو موجود سمجھ لے اُسے جنگل ہو کہ گھر ہو
سجدے ہی کرے دکھ مین کہ راحت مین بسر ہو تسبیح مین شب ہو تو نمازون مین سحر ہو
عشق گل تر ظلم کے خارونمین نہ بھولے
معشوق کو تلوارونکی دھارونمین نہ بھولے
چومے لب سوفار جو سینے مین لگین تیر دم عشق کا بھرتا رہے زیر دم شمشیر
زخمون کو یہ سمجھے کہ کھلا گلشن تو قیر تکبیر کا نعرہ ہو زبان پر دم تکبیر
کٹنے مین رگون کے نہ صدا آہ کی نکلے
ہر رنگ مین بو الفت اللہ کی نکلے
شہ نے سخن معرفت حق جو سنائے اشک آنکھون مین ہر عاشق صادق کے بھر آئے
کچھ پیاس کا شکوہ بھی زبانون پہ نہ لائے سجادے وہین لاکے دلیرون نے بچھائے
تکبیرین ہوئین لشکر اللہ و نبی مین
سب محو ہوئے یاد جناب احدی مین
اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

انما المومنون الذین اذا | مومن وہ ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاے تو
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا | اون کے دل وہل جائین اور جب اوسکی آیتین
تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا | پڑہکر سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑہجاتا ہے
وعلی ربھم یتوکلون ۝ الذین یقیمون | اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہین جو نماز
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ | بپابندی پڑہتے ہین اور خدا نے جو اونکو روزی
اولئک ھم المومنون حقا لھم درجٰت | دی ہے اوس سے راہ خدا مین بھی کچھ دیتے ہین
عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم | یہ ہین سچے مومن ان کے لئے خدا کے پاس رتبے
(پ ۹ - ع ۱۵) | ہین بخشش ہے اور اچھی روزی ہے ۔

ایہا المومنون عزیزان و اعوان سید الشہدؑ اکی طاعت و عبادت پر غور فرماؤ کہ یہ تین دن کے بھوکے پیاسے کس خضوع و خشوع سے اپنے معبود کے سامنے حاضر ہین ۔

اللہ اکبر ان کی عبادت کا ذکر کیا | سجدون مین خوف حق سے نہ ہلتے تھے وشبا
یہ ہے رجوع قلب یہ ہے طاعت خدا | ہون محو جو ادہر انھین کیا فکر ماسوا

تیغین پڑین بدن پہ تو جنبش مین سر نہو
ہو جاے قتل تو جسد کو خبر نہو

اور ادمین تھے محو شجاعان ذی کمال | تھا ولولہ جہاد کا اور مرگ کا خیال
پڑہتے تھے پنجسورہ و اسماے ذوالجلال | ادعیہ و وظائف و آیات حسب حال

جز فکر یاد حق تھی نہ فکر ان کے واسطے
تھا اذکر اسم ربک فکر ان کے واسطے

عارف تھے معرفت سے نہ خالی تھی کوئی بات | پڑہتے تھے اسم ذات و حروف مقطعات

سمجھے تھے موت کو جو مقدم وہ نیکذات　　کہتے تھے الذی خلق الموت والحیات
یارب کا غل کہین تھا کہین یا قدیر کا
نعرہ تھا ربنا والیک المصیر کا

مشغول حمد مین تھا کوئی صاحب یقین　　باصد نیاز سجدہ مین تھا کوئی نازنین
قاری دعاء نور کا تھا کوئی مہ جبین　　سرمست تھا دعاء قدح سے کوئی حسین
تکیہ کسی کو لطف خدائے جہان پہ تھا
یا من لطیف لم یزل الطف زبان پہ تھا

پڑہتا تھا کوئی فتح کا سورہ پئے فتوح　　تھی لذت دعائے صباح افضل الصبوح
طوفان غم کا دل کو خطر تھا جو بالوضوح　　جوش بکا مین پڑہتا تھا کوئی دعائے نوح
یہ عرض تھی کہ سرور ذیشان کی خیر ہو
اس ناخدائے کشتی ایمان کی خیر ہو

قرآن کی کر رہا تھا تلاوت کوئی متین　　یاسین پڑہکے کرتا تھا دم کوئی مہ جبین
نعرہ کسی کا تھا کہ ترا فضل ہے معین　　کہتا تھا کوئی تن کے وایاک نستعین
حسرت سے تھی کسی کی نظر آسمان پر
تھا اہدنا الصراط کسی کی زبان پر

ہر شخص نشۂ مے وحدت مین چور تھا　　کوثر کے اشتیاق مین جوش سرور تھا
لب پر کسی کے وقت دعا یا غفور تھا　　وردِ زبان کسی کے الیہ النشور تھا
واغفر لنا کوئی بدل زار کہتا تھا
کوئی توفنا مع الابرار کہتا تھا

نماز سحر عاشور

ناگاہ چرخ پر خط ابیض ہوا عیان　　تشریف جانماز پہ لائے شہِ زمان
سجادے بچھ گئے عقب شاہ انس و جان　　صوت حسن سے اکبر مہرو نے دی اذان
ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانون مین آ گئی

چپ تھے طیور جھومتے تھے وجد مین شجر　　تسبیح خوان تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
محو ثنا کلوخ و نباتات و دشت و در　　پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور
اعجاز تھا کہ دلبر شبیر کی صدا
ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صف مین ہوا جو نعرۂ قدقامت الصلوٰۃ　　قائم ہوی نماز اٹھے شاہ کائنات
وہ نور کی صفین وہ مصلیِ ملک صفات　　سردار کے قدم کے تلے تھی رہِ نجات
مولا تھے جانماز ہدایت مناط پر
یا قبلہ رو کھڑے تھے سلیمان بساط پر

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز　　بسم اللہ جیسے آگے ہو یون تھے شہِ حجاز
سطرین تھین یا صفین عقب شاہ سرفراز　　کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز
صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتین تھین مصحفِ ناطق کے نور کی

امید مغفرت ہے علی علیم سے　　غیر از کرم کچھ اور نہ ہوگا کریم سے
لیکن ڈگے نہ پاؤن رہِ مستقیم سے　　پہلے اشارہ ہے یہ الف لام میم سے
حبل المتین یہی ہے نجات انکے ہاتھ ہے

قرآن اور آل محمد کا ساتھ ہے

باہم مکبّرون کی صدائین وہ دل پسند کرّوبیان عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
ایمان کا نور چہرون پہ تھا چاند سے دوچند خوف خدا سے کانپتے تھے سب بند بند
خم گردنین تھین سبکی خضوع اور خشوع مین
سجدون مین چاند تھے تو مہ نو رکوع مین

دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود ان کے لئے تھی بندگی واجب الوجود
وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود طاعت مین نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود
طاقت نہ چلنے پھرنیکی تھی ہاتھ پاؤن مین
گرگر کے سجدے کرتے تھے تیغون کی چھاؤن مین

اِدہر تو یہ تین دن کے بھوکے پیاسے محو طاعت پروردگار تھے۔ اُدہر وہ سمیع و بصیر انکی اس عبادت و طاعت پر ملائکہ مقربین سے فرماتا تھا ؎

اسدم تھی یہ آواز پس پردۂ قدرت اے قدسیو دیکھو مرے بندونکی عبادت
نہ پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقون کی شکایت یہ زہد یہ تقوی یہ اطاعت یہ ریاضت
کونین مین یہ صاحب اقبال و شرف ہین
عالم ہون کہ ان لوگونکے دل میری طرف ہین

پرسش نہ لحد مین نہ حساب انکے لئے ہے یہ لائق رحمت ہین ثواب انکے لئے ہے
موتی سے جو ہے صاف وہ آب انکے لئے ہے مین جس کا ہون ساقی وہ شراب انکے لئے ہے
اس نخل ریاضت کے ثمر ان کو ملین گے
جو عرش کے نیچے ہین وہ گھر انکو ملین گے

الغرض۔ ۵

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام — آئے مصافحہ کو جوانان تشنہ کام
چومے کسی نے دست شہنشاہ خاص و عام — آنکھیں ملیں کسی نے قدم پر باحترام
کیا دل تھے کیا سپاہ سعید و رشید تھی
باہم معانقے تھے کہ مرنے کی عید تھی

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادہر — وان صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ باجا کے نہر پر — گھاٹون سے ہوشیار ترائی سے باخبر
دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
بھی دینا
ہان مرتے دم تلک نہ دیجیو پانی حسین کو

اشکر خدا کا رن کو جانا اور انصار کو اپنے مراقب نظر آنا

تعقیب فرض صبح ابھی پڑھ رہے تھے شاہ — جو تیر آئے رن سے کئی سوئے خیمہ گاہ
کی مڑکے شاہ نے رخ عباس پر نگاہ — غازی نے عرض کی کہ بڑھ آتی ہے سپاہ
لازم ہے جنگ خیمہ کے ڈیوڑہی سے دور ہو
روکے انھین غلام جو حکم حضور ہو

شہ نے کیا اشارہ کہ چلتے ہین ہم بھی اب — آنے دو تیر جاؤ نہ تم جو رضائے رب
چپ رہ گیا یہ سنکے وہ غازی بصد ادب — سجدے مین سر جھکا کے اٹھے شاہ تشنہ لب
رخصت کو بیبیون سے علی کا خلف گیا
بیت الشرف مین نیر برج شرف گیا

زینب تھین بے حواس پریشان تھے سر کے بال — چلاتی تھین دہائی ہے یا شیر ذوالجلال
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت بہن کا حال — غل تھا کہ مرنے جاتا ہے خیر النسا کا لال

فرما کے الوداع ہر ایک سوگوار سے
خیمہ سے نکلے شاہ پیمبر مزار سے

نکلے محل سے کر کے یہ حسرت کی گفتگو — دیکھا کہ سر بکف ہیں جوانان ماہ رو
کہنے لگے پکار کے شبیر نیک خو — اے سالکان جادۂ تسلیم ارکبوا
خاصان حق کے واسطے دنیا کنشت ہے
باگیں اٹھاؤ سامنے باغ بہشت ہے

یہ کہکے جلوہ گر ہوے حضرت سمند پر — دوڑی نثار ہونے کو شوکت سمند پر
پائی جو مصطفےٰ کی بضاعت سمند پر — نازل ہوی کریم کی رحمت سمند پر
ہم طلعت نبی رخ شبیر ہو گیا
کھچکر فرس براق کی تصویر ہو گیا

رن کو سواری شہ جن و بشر چلی — پیچھے تمام فوج ملک نوحہ گر چلی
گھوڑے کے ساتھ فاطمہ تھامے جگر چلی — شبدیز کیا چلا کہ نسیم سحر چلی
طبقہ تمام نور آلہی سے عرش تھا
سونیکی تھی زمین تو تارون کا فرش تھا

جس دم ہوے سوار مجاہد بکر و فر — فرمایا شاہ دین نے کہ دیکھو اٹھا کے سر — جنت کا سما
پودے جو لیکے باگون کے یکبار کی نظر — جنت مین جھومتے نظر آنے لگے شجر
ہر سمت وا بہشت کے دروازے ہو گئے
میوے نظر وہ آے کہ دل تازے ہو گئے

آراستہ بہشت برین کے چمن جو پاے — سب کی زبان سے یہی نکلا کہ ہاے ہاے

مژدے جو بار بار شگوفون نے کچھ سنائے　　غنچونکی طرح غنچہ دہن تن کے مسکرائے
یون خندہ زن ہوے چمن مرتضی کے گل
کھلتے ہین جیسے وقت سحر کھلکھلا کے گل

رخت زمردین مین ہر ایک نخل تھا نہال　　تھا خوش قدی کا اپنی ہر ایک سرو کو خیال
طاوس وجد مین رخ لالہ خوشی سے لال　　ہر سو نسیم چلتی تھی اٹکھیلیون کی چال
طوبا تو مست یاد الٰہی تھا اوج مین
کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج مین

نہرین وہ صاف آئینۂ قدرت ودود　　خود جنکی آبرو کے نگہبان تھے فیض وجود
بالا سے تہ کا حال کما ینبغی نمود　　پیاسے وفور شوق مین پڑھنے لگے درود
راہِ تعلقات جہان کاٹنے لگے
نہر لبن کو دیکھکے لب چاٹنے لگے

بالائے شاخسار جو کی یک بیک نظر　　ہوش اڑ گئے پھڑک گئے دیکھے وہ جانور
سرخ و کبود و سبز و منقش ہر اک کا سر　　شکلین جو مختلف تو مخطط شکم کے پر
سرمایۂ جمالِ و محاسن متاع سے تھے
شہپر چمک مین رشکِ خطوطِ شعاع تھے

ترکیب سے ہر اک کی عیان شانِ داوری　　نعلین کسی کی چشم مگر جسم اخضری
بالکل بسان سنگ ستارہ کوئی زری　　یکرنگ کوئی غیرت یاقوت احمری
سادہ تھا اک تو رشکِ دُرِ شاہوار تھا
سر سے قدم تک ایک جواہر نگار تھا

زرین کسی کا سر متلون کلی کلی مقیش کی کسی کے پرون مین جھلا جھلی
سر پر کسی کے نام محمدؐ لکھا جلی سینے پہ بعض کے بخط سبز یا علیؑ
کتنون کے جسم بھر پہ رقم پنجتن کے اسم
اکثر کے بازؤن پہ حسینؑ و حسنؑ کے اسم

پیاری ادا وہ انکی ہر اک جو نظر کو بھاے خوش فعلیون پہ ہر دل غمدیدہ لوٹ جاے
پھولے بصد سرور کبھی گاہ چہچہاے پلٹے کبھی ادہر کبھی ان ڈالیون پہ آے
پتی ہلی تو رہ گئے پر تولتے ہوے
چٹکی کلی تو ہل کے اٹے بولتے ہوے

زہراؑ کے باغ کے نظر آے جو نونہال سبزان خلد کو بھی مسرت ہوی کمال
جو پھل تھا وہ مراد کو پہونچا بصد جمال ڈالی مین سیب کا ہوا چہرہ خوشی سے لال
خرمون نے خرمی کا طریقہ ادا کیا
رمان تر نے خندۂ دندان نما کیا

ہر برگ ہاتھ اٹھا کے پکارا یہ برملا کیا گلبدن ہین نسل علیؑ آل مصطفاؐ
بلبل ہزار جان سے ہوی دیکھکر فدا حورین سب آکھڑی ہوئین غرفونکو کرکے وا
نرگس کے گل جما کے نظر تاکنے لگے
انگور بھی بغور ادہر تاکنے لگے

طوبا کو یہ ہوا تھی کہ سایہ مین میرے آئین ہر قصر منتظر تھا کہ تشریف ادہر کو لائین
کوثر یہ چاہتا تھا کہ پیاس آکے یان بجھائین مشتاق ڈالیان تھین کہ ان نعمتونکو کھائین
انجام عشق دلبر مشکل کشا یہ ہے

میوے تھے ذوق و شوق مین طرفہ مزا یہ ہے

حوران مین سے یک بیک آنکھین ہوئین چار — تیر نگاہ ناز ہوئے ہر جگر کے پار
بولین وہ ہمکو آپ تمھارا اب انتظار — جلد آؤ اب کہ ہجر کا صدمہ ہے ناگوار

جنت یہ ہے یہ جام شراب طہور مین
حوران خلد ہم ہین یہ اعلی قصور مین

ہردم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب — کیسا ملال ہوتا ہے کیا چیز ہے تعب
پتون کو کرتی ہے متحرک نسیم جب — سنتے ہین ان سے نغمۂ دلکش عجب عجب

عیش و طرب کا چار طرف ساز و برگ ہے
یان درد ہے۔ نہ غم۔ نہ تغیر۔ نہ مرگ ہے

آراستہ ہوئے ہین تمھارے لئے یہ گھر — سب فرش ہے حریر بہشتی کا سر بسر
روشن ہے صورت دل عارف ہر ایک در — پردے مثال چادر مہتاب جلوہ گر

بر مین درخت پہنے ہوے رخت نور ہین
ایوان جواہرات کے ہین تخت نور ہین

ہر شے مین شان صنعت پروردگار ہے — ہر رنگ کے گلو نپہ ہمیشہ بہار ہے
گلشن کا رخت سبز جو اہر نگار ہے — شاخون سے حسن دست نگار آشکار ہے

یان کی زمین بھی ہے تو عنبر سرشت ہے
گویا دلھن بنا ہوا سارا بہشت ہے

ذرے یہ یان کے صدقے ہے دنیا کی کائنات — وہ عاریت سرا تو ہمیشہ اسے ثبات
یہ پر فضا مقام یہ سلّے یہ میوہ جات — پھوبچے یہان کہ رنج و الم سے ہوی نجات

جو کچھ تمھارے واسطے سامان ہین چین کے
اے گل خوبہ پھل ہین ولاے حسین کے

سب کی نظر سے جب وہ مرقع ہوا نہان ہر اک نے مڑکے رخ شاہ انس و جان (دیکھا)
فرمایا کیا سمان نظر آیا کرو بیان کی عرض سب نے دیکھ لیا گلشن جنان

جنت مین ہم تھے گو تھے قدم یان کی خاک پر
مولا نثار آپ کے نعلین پاک پر

ہنستے ہوے بڑھے شہ عالم بصد وقار تنتنے چلے جلو مین عزیز و رفیق و یار
غل قدسیون مین تھا کہ زہے شان کردگار ہے گلشن نبی پہ خزان مین عجب بہار

دیکھو شکوہ بادشہ مشرقین کی
فردوس مین چلی ہے سواری حسین کی

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہنشہ امم کانپی زمین لرزنے لگا وادئ ستم
ریتی مین گاڑ گاڑ کے نیزے بصد حشم باندھا پرا سپاہ خدا نے کھلا علم

پھرے ہزبر فوج کے جنگل کو دیکھکر
گھوڑونپہ جھومنے لگے مقتل کو دیکھکر

حضرت سید الشہدا علیہ السلام ایک ناقہ بلند پر سوار ہوے اور لشکر مخالف کے قریب تشریف لے گئے دیکھا کہ سارا میدان کثرت سواران و پیادگان سے ایک بحر مواج اور دریاے ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے اور اسی مجمع مین عمر سعد کھڑا ہے حضرت نے باآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ اشرار و اے قوم جفا شعار تم سب متوجہ ہو کر میرا کلام ہدایت التیام سنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو۔ چونکہ ابلاغ و افہام مجھپر واجب ہے لہذا اتماما للحجۃ تمھارے سامنے اس کلام کو بیان کرتا ہون آگے تمھین اختیار ہے

لشکر مخالف کو ہدایت و نصیحت

مانو چاہے نہ مانو یہ سنکر سب اہل لشکر خاموش ہوگئے حضرت نے فرمایا۔

الحمد لله الذی	مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے دنیا کو
خلق الدنیا وجعلها	پیدا کیا۔ اور اسکو مقام فنا و زوال قرار دیا۔
دار فناء و زوال متصرفة	دنیا کے رہنے والونکا حال ایک طرح پر نہین
باهلها حالا بعد حال فالمغرور	رہتا کبھی راحت ہے تو کبھی ملال کبھی شادی
من غرته والشقی من فتنته	ہے تو کبھی رنج۔ اے گروہ کوفہ و شام اس شخص
فلا تغرنكم الدنیا فانها تقطع	نے جو دنیا کے مکروفریب مین آگیا فریب کھایا۔
رجاء من رکن الیها وتخیب طمع	اور وہ شخص جو دنیا پر فریفتہ ہوگیا بدبخت و
من طمع فیها واراکم قد اجتمعتم	مردود ہے پس تمکو لازم ہے کہ اس دنیا کے
علی امر قد اسخطتم الله فیه	فریب اور جال مین نہ پھنسو کہ اس دنیا نے
علیکم واعرض بوجهه الکریم	کسی سے وفا نہین کی بلکہ اس شخص کو جو
عنکم واحل نقمته وجنبکم	اس سے بہتری اور خیر کی امید رکھتا ہے ناکام
رحمته اقررتم بالطاعة	اور مایوس کر دیتی ہے۔ ای گروہ نا عاقبت اندیش
وامنتم بالرسول ثم اتیتم	مین دیکھتا ہون کہ تم سب ایسے امر پر مجتمع ہوئے
زحفتم الی ذریته وعترته	جس سے خداوند قہار تم پر غضبناک ہے اور اسنے
تریدون قتلهم استحوذ	تمہاری طرف سے روے رحمت کو پھیر لیا ہے
علیکم الشیطان	اور تمہارے لئے عذاب معین کر رکھا ہے۔
فانساکم ذکر الله العظیم	پہلے تم نے وحدانیت خداوند رب العالمین کا
فتبا لکم ولما	اقرار کیا بعد ازان رسالت خاتم النبین کا اعتقاد رکھا

پھراب کیا باعث ہوا کہ تم سب کے سب فتنہ مرتد ہوگئے اور اسلام سے یکبارگی ہاتھ اٹھالیا اور اہل بیت رسول کے قتل پر آمادہ و مستعد ہوگئے اور ذریت علی و بتول کے دشمن بن گئے۔ آگاہ ہو کہ شیطان تمپر ایسا مسلط ہوگیا ہے کہ اوس نے یاد خدا کو تمھارے دلون سے بالکل محو کردیا ہے پس وا۔ ہو تمپر اور تمھارے اس ارادہ پر کیا تم نہین جانتے کہ تم سبکی بازگشت ایکدن اسی حاکم عادل اور منتقم حقیقی کی طرف ہے،

ترید ون انا للہ وانا الیہ راجعون



پھر حضرت نے کلام خدا دونون ہاتون پر بلند کیا اور فرمایا بینی و بینکم کتاب اللہ (اے گروہ اشقیا یہ کتاب خدا میرے اور تمھارے درمیان ہے) گویا مراد حضرت کی یہ تھی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (کہ مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت) پس یہ قرآن ہے اور مین عترت رسول ہون۔ لہذا قرآن کا اور میرا احترام کرو اور مجھے قتل نہ کرو۔ جابر بن عبداللہ انصاری۔ ابوسعید خدری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک و سہیل بن سعد ساعدی یہ سب اصحاب رسول ابھی زندہ موجود ہین ان لوگون نے بارہا سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ حسن و حسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ ان لوگون سے دریافت کرلو کہ مین نے جو بیان کیا سچ ہے یا نہین۔ عمر سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رنگ بدلا چاہتا ہے تو پکار کے کہنے لگا اے بےعقلو کس کا کلام سن رہے ہو۔ یہ فرزند علی ابن ابی طالب ہین قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر آج تمام دن بیان کے لئے کھڑے ہون تو ہرگز ساکت نہون یہکر وہ خودپسند تو اپنے خیمہ کی طرف مڑا اور اُدھر۔

آغاز جنگ در انصار کی شہادت

ناگاہ فوج شام مین بجنے لگے دُہل   تیغین کھچین چمکنے لگے برچھیون کے پھل
کڑکین کمانین آنے لگے ناوک اجل   شیرون کے تیورون پہ پڑے اطرف بھی بل
تن تن کے ہونٹ چاب کے تھرا کے رہ گئے
تیرون کے زخم شاہ کو دکھلا کے رہ گئے

بڑھکر جو خود سرون نے مبارز کئے طلب   یاور امام پاک کے برہم ہوئے غضب
تھی ایسی منچلون کو توقف کی تاب کب   دیکھا ہر اک نے مڑکے رخ شاہ تشنہ لب
فرمایا شہ نے عزم ادہر سے ہے فساد کا
اچھا لڑو کہ وقت اب آیا جہاد کا

جانے لگے یہ سنتے ہی غازی پے جدال   ہونے لگا نبرد کا میدان لہو سے لال
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ قتال   دیتا تھا داغ ایک کے بعد ایک ذی کمال
رہنا تھا ناگوار جو دنیا سے زشت مین
انجام کار سب ہوئے داخل بہشت مین

سبحان اللہ ؎

رُتبے یہ تھے کہ لڑکے سپاہ جہول سے   پہلے گئے بہشت مین آل رسول سے

غرض ؎

سب ناصران قبلۂ عالم بچھڑ گئے   غربت مین ان کو دیکے عجب غم بچھڑ گئے
کیا جراتین دکھا کے وہ ضیغم بچھڑ گئے   نوجو نکو کرکے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بہر امان دمبدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ اونکے قدم اٹھے

پیدا انھو گے ایسے وفادار جان نثار — خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جان نثار
صفدر ہر معرکہ جرار جان نثار — پیرو امام پاک کے ابرار جان نثار
آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد مین
پیچھے رہے نماز مین آگے جہاد مین

قال اللہ تبارک وتعالی یاایہا — اے مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہو جاے
الذین امنوا اذ لقیتم فئۃ فاثبتوا — تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے
واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون — جاؤ تو تم کامیاب ہو گے
(انفال) — (جلد اول صفحہ ۴۴۰)

تقابل نماز صحاب رسول و انصار حسین

بھایو ذرا اصحاب حسین کے ایمان و اعتقاد پر نظر فرما کر ان اصحاب رسول کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی غور فرماؤ جو جنگ احد و حنین وغیرہ مین اپنے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے نہ صرف جہاد ہی مین بلکہ عین نماز مین بھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط تھا اور جمعہ کے دن جناب رسولخدا صلعم مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے کوئی قافلہ غلہ لے کر تالیان بجاتا ہوا آپہونچا صحاب یہ آواز سنتے ہی کچھ غلہ خریدنے اور کچھ سیر و تماشے کی غرض سے بارہ آدمیون کے سوا سب کے سب نماز توڑ کر چلتے ہوے جیسا کہ خداوند متعال سورہ جمعہ مین اس کا ذکر فرماتا ہے۔

واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا — اور ان کی حالت تو یہ ہے جب یہ لوگ
الیہا وترکوک قائما ط — سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھین تو اسکی طرف
(سورہ جمعہ) — ٹوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین۔

اور اصحاب حسین نے روز عاشورہ اپنے امام کے پیچھے عین معرکہ جہاد اور تیرون کی بوچھار مین نماز باجماعت پڑھی وہ نماز ظہر تھی جو بطریق نماز خوف قصر تھی مگر بعض صحاب کو تو پوری قصر بھی ممکن نہین ہوی

بلکہ قصر نماز مین بھی قصر ہوا یعنی اثنا نماز مین تیر ستم کھا کے خاک پر گر پڑے اور شہید ہو گئے حق تعالی
انکی شان مین فرماتا ہے والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (اور یقیناً کامیاب ہونیوالے
مومن وہ ہین جو اپنی نماز کی محافظت کرتے رہے) جیسا کہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے جناب امام
موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اصحاب جناب امام حسینؑ کی شان مین نازل ہوی ہے۔
فی الواقع مومنین کیا اصحاب تھے حضرت کے کہ ایسے وقت نازک مین کہ تلوارین چل رہی تھین تیر و کا
مینہ برس رہا تھا وہ لوگ نماز کو نہ بھولے اور اسکی محافظت کی بلکہ خود اسکی محافظت کی جو ہمہ تن جان
نماز تھا اور جسپر صلوات وسلام بھیجے بغیر نماز ہی درست نہین۔ چنانچہ لکھا ہے کہ روز عاشورہ وقت
زوال ابوثمامہ صیداوی نے عرض کی اے مولا میری جان آپ پر فدا ہو یہ ملاعین بہت قریب آ گئے
ہین واحب ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ (اور مین مشتاق ہون کہ نماز
آپ کے ساتھ بجماعت پڑھ کے خدائے تعالی کی حضوری حاصل کرون) حضرت نے سر مبارک آسمان کی
طرف اٹھایا اور فرمایا ذکرت الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین (اے ابوثمامہ اسوقت
جو تنے نماز یاد کی خدا تمھین نماز گزارون مین محسوب کرے) ہان یہ اول وقت ظہر ہے ان منافقون سے
کہو کہ اتنی ہمین مہلت دیدو کہ نماز ظہر ادا کرلین۔ بموجب ارشاد حضرت اُن ظالمون سے کہا گیا کہ فرزند
رسولخدا تم سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے حصین بن نمیر نے جواب دیا کہ حسین کی نماز قبول نہوگی۔
حبیب بن مظاہرؓ نے فرمایا اے شقی تعجب ہے کہ فرزند رسولخدا کی تو نماز قبول نہو اور تجھ ایسے فاسق و فاجر
کی نماز قبول ہو۔ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ ملاعنہ مہلت نہین دیتے تو آپ نے زہیر بن قین اور سعید
بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ مین نماز پڑھ لون چنانچہ وہ دونون بزرگ
سامنے کھڑے ہو گئے۔ لکھا ہے کہ جب لشکر مخالف سے کوئی تیر آتا تھا تو یہ بزرگوار داہنے اور بائین
جھک جھک کر اپنے اپنے سینے پر روکے لیتے تھے تا کہ آقا پر کوئی گزند نہ پہونچے یہانتک کہ سعید سعادت

زخمون کی کثرت سے زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تقابل اصحاب بدر و اصحاب حسینؑ

اسی طرح ان کے جہاد اور حسن اعتقاد کا بھی ان اصحاب بدر سے تقابل کرو جو غزوہ بدر کو مدینہ سے نکلنے مین ہچکچاتے تھے گویا وہ سمجھتے تھے کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے

وان فریقا من المومنین	حالانکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس سے
لکارھون ٥ یجادلونک فی الحق	ناخوش تھا وہ تم سے حق ظاہر ہونے کے پیچھے بھی
بعد ماتبین کانما یساقون الی	جھگڑتا ہے گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے
الموت وھم ینظرون ٥ پ ۹ ع ۱۵	جا رہے ہین اور موت کے تئین دیکھ رہے ہین

بیشتر اصحاب غزوات مین بطمع غنیمت مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے اور جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے لگتے تھے۔ جب بدر مین خداے عزوجل نے خبر دی کہ مال کفار ہاتھ آئے گا یا لڑائی ہو گی۔ تو پیغمبر خدا صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ دونون صورتون مین کونسی پسند کرتے ہو باستثناء چند مومنین سب نے جنگ سے کراہت کی اور مال پر رغبت ظاہر کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین الخ یعنی جب خدا تمسے قریش کے قافلہ اور قریش کی فوج مین سے ایک کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمھارے لئے ہے تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تمکو ملجاے (یعنی قافلہ مال) اور خدا چاہتا ہے کہ حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور باطل کو مٹا دے گو گنہگار اس سے رنجیدہ ہون اور اصحاب حسینؑ سب تکالیف و مصائب پیش نظر رکھکر جان دینے ہی کے لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے تھے اصحاب بدر باستثناء خالص مومنین مقابلہ اعدا سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ خداے پاک شہادت دیتا ہے،،

وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (یعنی تم لوگ چاہتے تھے کہ لڑائی نہو تی) اور اصحاب حسینؑ کا روز عاشور یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اپنے آپ کو تلوارون کی باڑہ پر ڈالے دیتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے مین ہی اپنے آقا پر فدا ہون اور شہید ہو کر زندگانی جاوید

حاصل کرون اور خدا کے پاس سے روزی پانیکا مستحق ہو جاؤن۔ چنانچہ جسوقت جہاد کا اذن ملا تو اس مژدہ سے انکے چہرے سرخ ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شوق شہادت تھا کہ ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار	جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود روکتے تھے فرق پہ جب پڑتی تھی تلوار	باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آ گئی جسوقت پیام اجل آیا

زخمون کو عطاے صمدی جانتے تھے وہ	آزار کو لطف احدی جانتے تھے وہ
جینے کو مقدر کی بدی جانتے تھے وہ	مرنے کو حیات ابدی جانتے تھے وہ
سوکھے ہوے ہونٹون پہ محمدؐ کی ثنا تھی
دو روز کی پیاس انکے لئے آب بقا تھی

قربان تو لاے حبیب ابن مظاہر	یکسان صفت مہر مبین باطن و ظاہر
عصیان سے بری طیب و پاکیزہ و طاہر	جانباز جہاندیدہ فن جنگ سے ماہر
سر ہلتا تھا پیری سے قد راست مین خم تھا
اس پر بھی کچھ آگے ہی جوانون سے قدم تھا

رعشا تھا کہ قابو مین نہ تھے دست نکوکار	پر ایک مین محکم تھی سپر ایک مین تلوار
جب شہ کی طرف تیر لگاتے تھے ستمگار	یہ بڑھ کے اوسے روکتے تھے سینہ پہ ہر بار
بھائی مرے پاس آؤ یہ فرماتے تھے شبیر
جب تیر انھین لگتا تھا تڑپ جاتے تھے شبیر

اللہ اللہ ان غازیون کے جہاد کی ثنا کیا ہو سکتی ہے ؎

جوانان حسینی نے صفین اُلٹین پرے توڑے   نہ ہوے گی لڑائی تاقیامت مرنے والون کی

اصحاب بدر تین سو تیرہ آدمی تھے اور انکے مقابلہ مین ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور سو سوارون کا رسالہ تھا۔ اور کربلا مین اصحاب حسین کل بہتر تھے اور ان کے مقابلہ مین ستر ہزار اشقیا تھے۔ اور کم سے کم تیس ہزار کی روایت ہے باوجودیکہ اصحاب بدر سے پروردگار عالم نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا مگر وہ مشرکین و کفار کی کثرت دیکھکر فریاد کرنے لگے جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب   یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے
لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ   تھے اس نے تمھاری سنی (اور کہا) مین تمھاری
مردفین"۔   لگاتار ہزار فرشتون سے مدد کرونگا۔

آخر اوس نے ایک ہزار فرشتون کو انکی مدد کے واسطے بھیجا۔ اور اصحاب حسین پر کسی طرح کا ہراس نہ تھا شب عاشور سے جان دینے پر مستعد تھے ؎

تھے شوق شہادت مین ادھر شہ کے موالی   شیدائے علیؑ عاشق روے شہ عالی
بیحال ریاضت سے یہ چہرونپہ بحالی   زردی کے عوض پھول سے رخسارونپہ لالی
ہر سو تھی مہک وے سمن بو ہون تو ایسے
خوشخو ہون تو ایسے ہون جو گلرو ہون تو ایسے

ذی ہمت و ذوالاحتشم و صاحب اقبال   دلدادۂ اولاد نبی شیفتۂ آل
کیا مثل بہادر تھے زہے شوکت و اجلال   یکتاے جہان جن کو کہے فاطمہ کا لال
جرأت کا نشان گاڑ گئے نامور ایسے
ابتک نہ سنے کان سے عالی قدر ایسے

کیا لوگ تھے کیا فوج تھی اللہ رے ارادے   اس پر کہ بہتر تھے سوار اور پیادے

ایک ایک جب آقا کے لئے جان لڑادے کیونکر نہ بھلا فاطمہ ان سب کو دعا دے

سردار مجاہد ہو تو انصار ہون ایسے

آقا جو ہو ایسا تو مددگار ہون ایسے

مارے گئے لڑ بھڑ کے جو وہ مومن کامل جا جا کے اٹھا لائے انھین سرور عادل

کس طرح بشر سے ہون بیان اُنکے فضائل رہتے ہین ملک ہو نہ سکے جن کے مقابل

رونے کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرہانے

تھا وقت اجل زانوے شبیر سرہانے

یہ وہ شہید راہ خدا ہین جنکے واسطے کبھی موت نہین ہے بلکہ زندہ جاوید ہین اور اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہے ۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی اور ان لوگونکو جو راہ خدا مین قتل کئے گئے مردہ سمجھو

سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہین ۔

اسمین کلام نہین کہ اصحاب بدر جو جناب سید المرسلین خاتم النبین صلعم کی حضوری مین درجہ شہادت پر فائز ہوے انکے مدارج و مراتب اعلی ہین وہ کل شہداسے افضل ہین لیکن جب ان کا تقابل شہداے کربلا سے کیا جاے تو جو مصائب و آلام انھون نے راہ خدا مین اُٹھائے اصحاب بدر اون سے محفوظ تھے یعنی شہداے بدر کئی دن کی بھوک پیاس مین شہید نہین ہوے ظالمون نے انکو گھیر کر زغہ نہین کیا تھا میدان جدال و قتال مین اون کے ساتھ اون کے عیال و اطفال نہ تھے جنکی اسیری کا غم ہوتا ۔ بعد شہادت اونکی لاشین گھوڑونکی ٹاپون سے پامال نہین کی گئین ۔ اون کے سر نوک نیزہ پہ بلند کر کے شہر بہ شہر دیار بدیار پھرائے نہین گئے ۔ غسل و کفن سے محروم نہین رہے ۔ پس یہ سعادت عظمی مخصوص شہداے کربلا ہی کے حصہ مین آئی تھی کہ خدا کی راہ مین وطن آوارہ ہوے تین روز کی بھوک پیاس مین ہنس ہنس کر نیزہ و شمشیر کے زخم پر زخم کھاے جب سے وطن چھوٹا

مال و جائداد عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ سارے تعلقات دنیوی تو قطع کر ہی چکے تھے اوس پر بھی سرو تن کا تعلق گوارا نکیا آخر لاشہاے مجروح و خون آلودہ تو سم اسپان سے چور چور اس شان سے کہ

دھوپ پڑتی تھی یہ دن چرخ نے دکھلایا تھا نہ تو چادر تھی کسی لاش پہ نہ سایہ تھا

قتل گاہ مین رہے۔ اور سر نیزون پر سر سید الشہدا کے پیچھے پیچھے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ساتھ رہے شہدائے زمین سے ان بیکسون کی طرح ؎

پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا نصیب قبر ہوی نہ کفن کسی کو ملا

اللہ اکبر ؎ جوانان حسینی کو جو نسبت دین تو کس سے دین کہان سے ڈھونڈ کر لائین مثالین بے مثالونکی

یہ ظاہر ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر ذیحیات موت کا مزہ چکھے گا مگر خوشا بخت اور زہے طالع ان جانثارون کے جن کی جان و مال کا خدا مشتری ہوا۔

کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنین سے انکی جانین اور انکے
انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ	مال اس بات کے معاوضہ مین خرید ئیے ہین کہ
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون	ان کیلیے جنت ہے (کیونکہ) وہ راہ خدا مین مرتے
ویقتلون وعدا علیہ حقا فی	ہین پس وہ قتل کرینگے اور قتل بھی کیے جائینگے
التورىۃ والانجیل والقراٰن و من	اسی پر سچا وعدہ توریت مین اور انجیل مین اور قرآن
اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا	مین موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا
ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ھو	کرنیوالا کون ہوگا پس یہ سودا جو تمنے اللہ سے کیا
الفوز العظیم ۰ (سورہ توبہ۔ پ ۱۱۔ ع ۲)	ہے اس سے خوش ہو جاؤ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ہمدردانِ ملت

نظامی پریس کو قومی پریس

سمجھئے اور اسکی ترقی مین کوشش فرمائیے اگر

کام مین ہر قسم کی خوبی، عمدگی خط کی پاکیزگی چھپائی کی

اجرت مین کفایت وغیرہ یہ سب خوبیان موجود ہون تو اس پریس کو

ترجیح دینا آپکا قومی فرض ہی۔ ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین،

ہر ممکن طریق سے بہتر سے بہتر چھاپنے کی کوشش کیجاتی ہی کام ترقی

مشینون سے ہوتا ہی ایک مرتبہ معمولی سے معمولی کام چھپوا کر

امتحان فرمائیے اور شکرگزاری کا موقع دیجئے

مرزا محمد جواد

پروپرائٹر نظامی پریس

وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ